دفاعِ ختمِ نبوت

خط و کتابت کورس

مکمل تین حصے

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے موضوع پر جید اکابرین وماہرین تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی اور نگرانی میں تیار کردہ جامع نصابی کورس جو مستند حوالہ جات پر مبنی اور جدید دینی وعصری تقاضوں کے عین مطابق تیار کیا گیا ہے

ترتیب و تزئین

گوہر الطاف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفاعِ ختمِ نبوّت

خط و کتابت کورس

تحفظ ختم نبوت ﷺ کا مورچہ سنبھال رکھنے والوں کے لیے

سَنَظَلُّ فِی جَبَل الرّماةِ فَخلفنا
صَوتُ النبی یھزّنَا لَا تَبرحوا

ہم جبل الرماۃ (تیراندازوں والی پہاڑی) پر ڈٹے رہیں گے کہ پیچھے سے
حضور خاتم النبیین ﷺ کی آواز ہمیں جھنجھوڑ رہی ہے: خبردار جگہ مت چھوڑنا!

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی ﷺ سے شرار بولہبی

دفاعِ ختمِ نبوّت

خط وکتابت کورس

(مکمل تین حصے)

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے موضوع پر جید اکابرین وماہرین تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی اور نگرانی میں تیار کردہ جامع نصابی کورس جو مستند حوالہ جات پر مبنی اور جدید دینی وعصری تقاضوں کے عین مطابق تیار کیا گیا ہے

ترتیب وتزئین

گوھر الطاف

دفاعِ ختمِ نبوّت کونسل پاکستان

پی۔او۔ باکس نمبر 81۔ جی پی او۔ دی مال۔ لاہور پاکستان

0331-4421965, 0322-4356986, 0321-3178878 0333-4432090
www.difaekhatmenabowat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	دفاعِ ختمِ نبوّت خط وکتابت کورس
ترتیب وتزئین	گوھرالطاف
ناشر	دفاع ختمِ نبوّت کونسل پاکستان
قانونی مشیر	محمد نوید شاہین ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
کمپوزنگ	طاہر علی
لے آؤٹ/سرورق	محمد طاہر حجازی
سن اشاعت پنجم	2025ء
سن اشاعت ششم	2026ء
تعداد	2000
قیمت	-/1500 روپے
رعائتی قیمت	-/600 روپے (بمعہ ڈاک خرچ)

دفاع ختمِ نبوّت کونسل پاکستان

پی۔او۔باکس نمبر 81۔جی پی او۔دی مال۔لاہور پاکستان

0331-4421965, 0322-4356986, 0321-3178878 0333-4432090

www.difaekhatmenabowat.com

اِنتساب

تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر بے لوث، گرانقدر، بے پایاں
اور قابل رشک خدمات انجام دینے والے مجاہدین ختم نبوت
جناب پیر محمد فرخ ڈوگر، جناب قاری ریاض احمد فاروقی، جناب محمد امجد کمبوہ،
جناب محمد متین خالد، جناب علامہ خلیل احمد قادری، جناب عرفان محمود برق،
جناب عبدالخالق، جناب اسد علی کمبوہ، جناب فیصل زبیری، جناب محمد ریاض قادری،
جناب محمد اسد فاروقی، جناب محمد نعیم اللہ زبیری اور جناب راشد الطاف

کے نام

جن کے بے پایاں اخلاص اور جانگسل کاوشوں کے نتیجہ میں فتنہ قادیانیت اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھ رہا ہے۔

جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں

فہرست

انتساب!		5
دل کی بات	گوہر الطاف	9
سپاس و اعتراف!!		13
چند ضروری گزارشات		14

دفاعِ ختمِ نبوت خط و کتابت کورس (حصہ اول) 17

1	عقیدہ ختم نبوت ......مولانا منیر احمد علوی	19
2	قادیانی عقائد......محمد متین خالد	37
3	مجرم اسلام ......محمد متین خالد	69
4	قادیانیت: برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا......محمد متین خالد	101
5	حضرت عیسی علیہ السلام، حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور دجال کی نشانیاں ......محمد متین خالد	119
6	قادیانیت: آئین اور قانون کیا کہتا ہے؟......محمد متین خالد	137
7	تحفظ ختم نبوت کی فضیلت و اہمیت ......محمد بدیع الزماں بھٹی	169
8	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت......ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی	179

دفاعِ ختمِ نبوت خط و کتابت کورس (حصہ دوم) 195

9	شرم و حیا کا جنازہ......مولانا قاری ریاض احمد فاروقی	197
10	پاکستان کے خلاف قادیانی سازشیں......محمد متین خالد	213
11	رزم حق باطل (جنگ یمامہ)......محمد متین خالد	229

12 مقدمہ مرزائیہ بہاولپور......محمد متین خالد 245

13 قادیانی اسرائیل گٹھ جوڑ......محمد متین خالد 263

14 پیر سید مہر شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور فتنہ قادیانیت......محمد متین خالد 295

15 قانون تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم......محمد متین خالد 305

دفاعِ ختمِ نبوت خط وکتابت کورس (حصہ سوم) 337

16 قادیانی جال......عرفان محمود برق 339

17 یہ ہے قادیانی اخلاق......محمد متین خالد 353

18 ایک مظلوم بیٹی کی دردناک داستان......محمد متین خالد 371

19 علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیت......ڈاکٹر وحید عشرت 379

20 غدار پاکستان (ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی)......محمد متین خالد 395

21 شمع ختم نبوت کے پروانے......پیر محمد فرخ ڈوگر 413

22 قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیت......مولانا مفتی محمد امین 431

23 منکرین ختم نبوت سے مباحثہ کے چند راہنما اصول......محمد بدیع الزماں بھٹی 447

24 اتحاد بین المسلمین: وقت کی اہم ترین ضرورت......محمد متین خالد 463

25 نغمات ختم نبوت......محمد امجد علی کمبوہ 479

- ہدایات برائے دفاع ختم نبوت خط وکتابت کورس 494
- امتحانی پرچہ نمبر 1 496
- امتحانی پرچہ نمبر 2 500
- امتحانی پرچہ نمبر 3 503
- ختم نبوت اور رد قادیانیت پر مشتمل لٹریچر پر کوئی قانونی پابندی نہیں 507
- بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری 508
- شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا 511

دل کی بات

حضور خاتم النبیین ﷺ کی محبت، متاعِ دنیا و آخرت ہے۔ آپ ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ ہر مسلمان کا فرض اولین ہے۔ آپ ﷺ کی ختم نبوت کی حفاظت ہمیں دنیا کی ہر چیز سے عزیز تر ہونی چاہیے۔ لیکن افسوس! منکرین ختم نبوت قادیانیوں نے آپ ﷺ کی ختم نبوت کے ناقابلِ تسخیر قلعہ پر یلغار کر رکھی ہے۔ وہ اپنے تئیں (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کی سچی نبوت کو مٹا کر اپنی جھوٹی نبوت کو دنیا میں پھیلانے کے لیے عالمی طاغوتی طاقتوں کے ایماء پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اس غلیظ مشن کے پھیلاؤ کے لیے اُن کے شیطانی تربیت یافتہ دجالی مبلغ، ادارے، اخبار و رسائل، سکول و کالج، حکومتی اداروں میں کلیدی عہدوں پر بیٹھے قادیانی افسران اور بیرونی دنیا میں عالمی کفریہ طاقتیں (نصاریٰ، یہود اور ہنود) اُن کی بھرپور سرپرستی کر رہے ہیں۔ لیکن صد افسوس! امت مسلمہ ناموس رسالت ﷺ اور تحفظِ ختم نبوت کے مسئلہ پر سنگین غفلت کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت نہیں جانتی کہ آقائے دوجہاں ﷺ کی ختم نبوت کا تحفظ کس قدر اہمیت کا حامل ہے؟ وہ اس سے بے خبر ہے کہ قادیانیت کس زہر کا نام ہے؟ قادیانیوں کے ارتدادی عقائد کن ترغیبات و تحریصات کا ملمع اوڑھے ہوئے ہیں؟ وہ کس طرح شجرِ اسلام کی جڑوں پر تیشہ زنی میں مصروف ہیں؟ وہ کس طرح پوری دنیا میں توہین رسالت ﷺ کا دامِ ہم رنگ زمیں پھیلائے ہوئے ہیں؟ اس خطرناک صورت حال کا بہ نگاہ تعمق جائزہ لینے کے بعد ہم نے اہل اسلام کی آگہی اور بیداریٔ شعور کے لیے 'دفاعِ ختم نبوت خط و کتابت کورس' کا اہتمام کیا ہے۔

اے حضور نبی کریم ﷺ کے غیور امتیو! کیا آپ جانتے ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت

اور ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ ایماناً اور شرعاً کیوں ضروری ہے؟ قادیانی عقائد و نظریات کیا اور کتنے مضحکہ خیز، بودے اور کھوکھلے ہیں؟ پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کن وجوہ کی بنیاد پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا؟ برطانوی سامراج نے فتنہ قادیانیت کی سرپرستی اور نگہبانی کیوں کی؟ قادیانی، اسلام اور پاکستان کے خلاف روزِ اوّل سے کون سی سازشوں کی بارودی سرنگیں بچھا رہے ہیں؟ آئین پاکستان، تعزیرات پاکستان اور اعلیٰ عدالتوں بالخصوص عدالت عظمیٰ اور عدالت ہائے عالیہ نے اپنے فیصلوں میں قادیانیوں پر کون کون سی پابندیاں عائد کی ہیں؟ علامہ اقبالؒ نے فتنہ قادیانیت کے سد باب کے لیے کیا تاریخ ساز کردار ادا کیا؟ حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کیا ہے؟ ظہور حضرت مہدیؒ کی نشانیاں کیا ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے منکرین ختم نبوت کی سرکوبی میں کیا کلیدی کردار ادا کیا؟ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں حضرت پیر مہر علی شاہؒ اور دیگر اکابرین کی خدمات کیا ہیں؟ قادیانی کن حیلوں، حربوں اور دسیسہ کاریوں سے مسلمانوں کو مرتد بناتے ہیں؟ جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کا ذاتی کردار کتنا بدبودار اور اس کا کیا عبرتناک انجام ہوا؟ قادیانیوں کے نام نہاد اخلاق کی اصل حقیقت کیا ہے؟ آج کے پرفتن دور میں اتحاد بین المسلمین کی اہمیت کیوں ہے؟ قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی شرعی اور قانونی حیثیت کیا ہے؟ قادیانیوں سے مناظرہ و مباحثہ میں کون سے دلائل و براہین کو بروئے کار لا کر انہیں لاجواب کیا جا سکتا ہے؟

ان تمام موضوعات پر مستند اور جامع معلومات حاصل کرنے کے لیے دفاع ختم نبوت خط و کتابت کورس'' کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ فتنہء قادیانیت کے پرچارک آپ کے ایمان و ایقان کو کسی بھی سطح پر کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ یہ کورس آپ کو بے شمار کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دے گا اور آپ اپنی معلومات میں بیش بہا اضافہ کر سکیں گے۔ شعور ختم نبوت اور قادیانیت شناسی کے لیے یہ کورس سکولوں، کالجوں، مدارس کے طلباء و طالبات اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے (خواتین و مرد) حضرات کے لیے ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔

تمام عاشقانِ رسول ﷺ سے اپیل ہے کہ وہ اپنا اور اپنے بھائیوں کی متاعِ دین

وایمان کو بچانے کے لیے جملہ توانائیوں، وسائل اور مساعی کو اس عظیم مشن کے لیے مرتکز کر دیں۔ مزید برآں آپ بذات خود، اپنے اہل وعیال، عزیز و اقارب اور دوست احباب کو بھی اس کورس میں داخلہ کی بھرپور ترغیب دیں۔ یقین جانیے! آپ کی یہ کاوش اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور روز محشر حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا باعث بنے گی (ان شاءاللہ)

طالب شفاعت محمدی ﷺ بروز محشر
گوھر الطاف
0333-4432090

سپاس واعتراف!!

- سب سے پہلے میں اپنے مالک حقیقی کے سامنے سجدہ تشکر ادا کرتا ہوں کہ اگر اس کی بے پایاں رحمت اور بے کراں عنایت نہ ہوتی تو یہ کورس وجود میں آتا اور نہ زیورطبع سے آراستہ ہوتا۔
- جناب عامر محمود کا جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں مالی معاونت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وآخرت میں کامرانیاں نصیب فرمائے اور ان کے والد گرامی محترم غلام مصطفیٰ شیخ صاحب (مرحوم، الفلاح اکیڈمی والے) کی مغفرت وبخشش فرمائے۔ (آمین)
- اس کے بعد میں ممنونِ احسان ہوں جناب محمد جاسم (سعودی عرب)، جناب حکیم محمود الحسن توحیدی، جناب فیاض احمد خاں، جناب رانا محمد سلیم اور جناب راؤ حماد خاں کی علم دوستی کا جنہوں نے اس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں لحہ بہ لحہ اور قدم بہ قدم ازحد فکری ونظری راہنمائی کی۔ میرے پاس ان تمام حضرات کے احسانات کا جواب دینے کے لیے پرخلوص دعاؤں کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وآخرت کی تمام کامیابیاں نصیب فرمائے۔ (آمین)

گوھر الطاف

چند ضروری گزارشات

- اس کورس کو تیار کرتے وقت بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ کسی غلطی کا امکان نہ رہے۔ اس لیے اس کی پروف ریڈنگ پر دیدہ ریزی سے توجہ مبذول کی گئی۔ اس کے باوجود غلطی کا امکان ہے۔ اُمید ہے کہ قارئین کرام کسی قسم کی کوتاہی کو بہ نظر عفو و اغماض دیکھیں گے۔ اگر کسی جگہ کسی قاری کو غلطی نظر آئے تو براہِ کرم ادارہ کو ضرور مطلع کیا جائے۔ ان شاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی حوالہ کے نقل و اخذ میں سہو ہو گیا ہو تو قارئین کرام ناصحانہ اور ہمدردانہ طور پر نشان دہی فرما دیں تاکہ اس کی تصحیح کر دی جائے۔ شکریہ!
- اس کورس کی تیاری کے سلسلہ میں کئی اخلاص کیش احباب نے اپنی بے پناہ محبتوں کا اظہار کیا، کورس کی اشاعت کے بارے بار بار استفسار کرتے رہے۔ میں ان سب دوستوں کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں۔
- قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس کورس میں موجود قابل اعتراض، دل آزار اور توہین آمیز قادیانی مسیلمیہ عبارات پڑھتے وقت کثرت سے استغفار کریں۔ شکریہ!

گوھر الطاف

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِکُمْ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَلِیًّا وَّکَفٰی بِاللّٰہِ نَصِیْرًا. لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ. اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ. وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ.

حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین انسان وہ ہے جو کسی مسلمان کے عیوب کو تلاش کرے اور اس کی اچھائیوں کو فراموش کردے“۔

پھول بغیر کانٹے کے نہیں ہوتا۔ آپ کتنا ہی نیک کام کیوں نہ کریں، نکتہ چین اپنی نیش زنی سے باز نہیں آتے۔ کسی کے عیب تلاش کرنے والے کی مثال اُس مکھی جیسی ہے جو سارا خوبصورت جسم چھوڑ کر صرف زخم پر ہی بیٹھتی ہے۔ صاحبانِ علم و دانش کا کہنا ہے کہ چاند کو دیکھ کر کتے بھونکا کرتے ہیں اور بھونک بھونک کر یونہی اپنے آپ کو ہلکان کرتے رہتے ہیں۔ اگر آپ راستے میں بھونکنے والے ہر کتے کو پتھر مارنا شروع کردیں گے تو آپ اپنی منزل پر کبھی نہیں پہنچ پائیں گے۔ کہاوت ہے کہ اونٹ اگر بیٹھ بھی جائے تو وہ کتوں سے اونچا رہتا ہے۔ جاہل کے سامنے عقل کی بات نہ کرو کیونکہ پہلے وہ بحث کرے گا پھر اپنی ہار دیکھ کر دشمن بن جائے گا۔ ناکامی کے اسباب ہمیشہ آدمی کے اندر ہوتے ہیں مگر وہ انہیں دوسروں میں تلاش کرتا ہے۔ شخصیت میں عاجزی نہ ہو تو معلومات میں اضافہ علم کو نہیں بلکہ تکبر کو جنم دیتا ہے۔ خوفِ خدا سے بے نیاز، رعونت شعار اور خود پرست ایک نہ ایک دن بھیانک انجام سے ضرور دوچار ہوتا ہے۔ رشتوں کی رسی تب کمزور ہوتی ہے جب انسان غلط فہمی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات بھی خود ہی بنالیتا ہے۔ درخت جتنا اونچا ہوگا، اُس کا سایہ اُتنا ہی چھوٹا ہوگا، اس لیے ”اونچا“ بننے کے بجائے ”بڑا“ بننے کی کوشش کرو۔ حضرت شیخ سعدیؒ کا کہنا ہے: ”جاہلوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب ان کی دلیل مقابل کے آگے نہیں چلتی تو وہ لڑنا شروع

کر دیتے ہیں''۔ حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ نے کیا خوب فرمایا تھا: ''اپنی آواز کے بجائے اپنے دلائل کو بلند کیجیے، پھول بادل کے گرجنے سے نہیں، برسنے سے اگتے ہیں''۔ مزید فرمایا: ''میں نے بہت سے انسان دیکھے ہیں جن کے بدن پر لباس نہیں ہوتا اور میں نے بہت سے لباس دیکھے ہیں جن کے اندر انسان نہیں ہوتا''...... ''آپ چالیس عالموں کو ایک دلیل سے قائل کر سکتے ہیں مگر ایک جاہل کو چالیس دلیلوں سے بھی نہیں ہرا سکتے''۔ آنکھ دنیا کی ہر ایک چیز دیکھتی ہے مگر جب آنکھ کے اندر کچھ چلا جائے تو اُسے نہیں دیکھ پاتی، بالکل اسی طرح انسان دوسروں کے عیب تو دیکھتا ہے لیکن اپنے عیب اُسے نظر نہیں آتے۔ پہلے اپنے عیب دور کرو پھر دوسروں کے عیبوں پر نکتہ چینی کرو۔ نکتہ چینی بغیر ٹانگوں کا ایسا شخص ہوتا ہے جو دوسروں کو دوڑ لگانے کے طریقے بتاتا ہے۔ کم ظرف انسان دوسرے سے لیا ہوا ہیرا بھول جاتا ہے لیکن اپنا دیا ہوا پتھر یاد رکھتا ہے۔ مالیخولیا میں مبتلا شخص شیطانی وساوس، خودنمائی، خودستائی، تکبر، انانیت، علم کل اور عقل کل کی ہیجانی کیفیت کا شکار ہو کر دوسروں کو اپنے سے کمتر سمجھتا ہے۔ حسد کا کوئی علاج نہیں۔ حسد ایک زہر ہے، جسے انسان خود پیتا اور توقع دوسرے کے مرنے کی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کی چھپی ہوئی خوبیوں یا فضیلتوں کو لوگوں کے سامنے لانا چاہتا ہے تو حاسدوں اور دشمنوں کی زبان اس کے خلاف کھول دیتا ہے۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول زریں ہے: ''بارش کا قطرہ سیپ اور سانپ دونوں کے منہ میں ٹپکتا ہے۔ سیپ اس قطرے کو اپنی آغوش میں لے کر موتی بنا دیتا جبکہ سانپ اسے زہر میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جیسا کسی کا ظرف، ویسی اس کی تخلیق''۔ مزید ارشاد فرمایا: ''حاسد کے لیے یہی سزا کافی ہے کہ جب تم خوش ہوتے ہو تو وہ افسردہ ہو جاتا ہے''۔

حاسد حسد کی آگ میں ہر دم جلا کرے
وہ شمع کیا بجھے، جسے روشن خدا کرے

دفاعِ ختمِ نبوّت

خط وکتابت کورس

(حصہ اول)

1

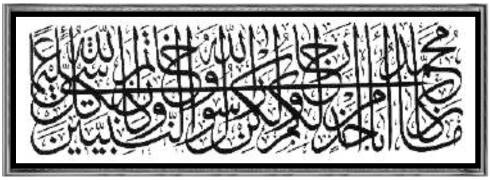

عقیدۂ ختمِ نبوّت

قرآن مجید، احادیث مبارکہ، اجماع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اکابرین امت کے
اقوال کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کی تشریح و توضیح پر مبنی نہایت علمی تحریر

مولانا منیر احمد علوی

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ۠

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں مگر اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (احزاب:40)

اللہ تعالیٰ نے نبوت کے سلسلہ کی ابتداء ابو البشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے فرما کر سید البشر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تکمیل فرما دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت مکمل ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی آخر الانبیاء ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ اس مبارک عقیدے کو ''عقیدہ ختم نبوت '' کہتے ہیں۔ قیامت تک ہر آنے والے انسان کی نجات دامن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وابستہ کر دی گئی ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا ایک متفقہ، اُصولی، اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کو دین اسلام میں وہی حیثیت حاصل ہے جو ایک بلند و بالا عمارت میں بنیاد کو یا جو ایک تندرست و توانا جسم میں شہ رگ کو، جیسے بنیاد کے بغیر عمارت کا وجود باقی نہیں رہ سکتا اور شہ رگ اور دل کے بغیر انسان بے حس و بے حرکت ہے ایسے ہی عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر دین باقی نہیں بچ سکتا۔ اسی وجہ سے عقیدۂ ختم نبوت کو ضروریات دین کی بنیاد شمار کیا گیا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ترجمہ: جو شخص نہ جانتا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں وہ مسلمان نہیں، کیونکہ یہ ضروریات دین میں سے ہے۔

اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنا صریح کفر ہے، چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

دَعۡوَی النُّبُوَّةِ بَعۡدَ نَبِيِّنَا كُفۡرٌ بِالۡاِجۡمَاعِ (شرح فقہ اکبر ۲۰۲)

پوری امت کا اتفاق ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کرنا کفر ہے۔

بلکہ سرتاج الامت حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کے دعوے دار سے دلیل مانگنے والا بھی کافر ہے۔ چنانچہ کسی نے حضرت امام صاحب سے پوچھا کہ مدعی نبوت سے اس کے دعوی نبوت پر دلیل مانگنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپؒ نے فرمایا ''مَنۡ طَلَبَ مِنۡهُ عَلَامَةً فَقَدۡ كَفَرَ'' جس نے مدعی نبوت سے دلیل طلب کی وہ بھی کافر ہوگیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں شک کرنا کفر ہے ایسے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت میں شک کرنا بھی کفر ہے اور نبوت کے دعویدار سے دلیل مانگنا شک ہی کی علامت ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کے پیش نظر عالمِ ارواح میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے اس عقیدے کا اقرار کروایا گیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کی خبر دیتے رہے اور مختلف شعائر دین سے بھی ختم نبوت کی جھلک نظر آتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے اور ختم نبوت کی عظمتوں کو عام کیجیے۔

عالم ارواح میں ختم نبوت کا تذکرہ:

ترجمہ: ''اور یاد کریں جب اللہ نے نبیوں سے وعدہ لیا جب میں تمہیں کتاب وحکمت دوں گا پھر تمہارے پاس ایسا رسول آئے جو تمہاری تصدیق کرنے والا ہو تو تم ضرور بہ ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم نے اقرار کیا انہوں نے کہا ہم اقرار کرتے ہیں، فرمایا تم سب گواہ بن جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔'' (سورۃ آل عمران: آیت 81)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کا ذکر فرمایا ہے جو ازل میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لیا گیا۔ آیت کی تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ عالمِ ارواح میں جس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی روحوں کو پیدا فرمایا تو ان سے رب ہونے کا عہد واقرار لیتے ہوئے پوچھا (اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ) (سورۃ الاعراف:9) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' سب روحوں نے کہا ''بلٰی'' ہاں آپ ہی ہمارے رب ہیں۔

اس عہد عام کے ساتھ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے ایک خاص وعدہ بھی لیا گیا جس کا ذکر مذکورہ بالا آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے فرمایا کہ میں تمہیں نبوت ورسالت دے کر دنیا میں بھیجوں گا پھر بالفرض تمہارے زمانہ نبوت میں میرے آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں یا تم اُن کے زمانے کو پالو تو تم اپنی کتاب چھوڑ دینا اور ان پر ایمان لے آنا اور اُن کے دین کی مدد کرنا۔

سبحان اللہ! ختم نبوت کی شان دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ عالمِ ارواح میں سب انبیاء کرام علیہم السلام کے سامنے تذکرہ فرما رہے ہیں اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر خود گواہ بنتے ہوئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی گواہ بنا رہے ہیں۔

تفسیر ابن جریر میں اس آیت کے تحت لکھا ہے:

ترجمہ: ''حق تعالیٰ نے جس نبی (علیہ السلام) کو بھی مبعوث فرمایا تو یہ عہد ان سے ضرور لیا کہ اگر ان کی زندگی میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔''

(ابن جریر ص ج 3 ص 232)

عالم دنیا میں ختم نبوت کا تذکرہ:

اللہ رب العزت نے عالم دنیا میں سب سے پہلے سیدنا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام پر ختم نبوت کا علَم یوں ثبت فرما دیا کہ اُن کے دونوں کندھوں کے درمیان حضور نبی

کریم ﷺ کی رسالت وختم رسالت ،نبوت وختم نبوت کی مہر لگادی۔حدیث شریف میں ہے:

ترجمہ:’’حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ لکھا ہوا تھا۔‘‘(خصائص الکبری ص19ج1)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ترجمہ:’’آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور آپ ﷺ انبیاء کرام علیہم السلام کے ختم کرنے والے ہیں‘‘(شمائل ترمذی ص2) قربان جائیں ختم نبوت پر جب پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے تو ختم نبوت کا نشان لے کر، دیگر انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے تو ختم نبوت کا اقرار کر کے اور آپ ﷺ تشریف لائے تو سراپا ختم نبوت بن کر۔

عالم برزخ میں ختم نبوت کا تذکرہ

برزخ قبر کے جہان کو کہتے ہیں، جب مرنے والے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو دو فرشتے منکر نکیر مردے سے تین سوال کرتے ہیں: مَنْ رَّبُکَ تیرا رب کون ہے؟ مَا دِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے؟ اور مَنْ نَبِیُّکَ تیرا نبی کون ہے؟

ایک حدیث میں ہے کہ مومن جواب میں کہتا ہے۔

ترجمہ:’’میرا پروردگار اللہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں جو خاتم النبیین ﷺ ہیں۔‘‘

اس جواب میں فرشتے کہتے ہیں: صَدَقْتَ تو نے سچ کہا(تفسیر درمنثور، ج6 ص165)

قربان جائیں حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر کہ قبر میں فرشتے بھی ختم نبوت کا اقرار کرنے والوں کا اکرام کرتے ہیں اور یقیناً قبر میں عذاب سے نجات بھی صرف اسی کی ہوگی جو حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر غیر مشروط اور پختہ ایمان رکھتا ہوگا۔

مساجد اور ختم نبوت

پہلی امتیں بھی عبادت گاہ بناتی تھیں لیکن اگر وہ آباد نہ ہو سکے تو وہ لوگ انہیں مختلف کاموں کے لیے استعمال کرنے لگتے تھے۔ چنانچہ آج بھی عیسائی امت اپنی عبادت گاہ’’گرجا‘‘ بناتے ہیں پھر اگر عیسائی لوگ وہاں نہ آئیں تو اُسے تبدیل کر کے بلڈنگ، دُکان، مکان اور جوا خانہ وغیرہ کے طور پر استعمال کرنے لگتے ہیں، بخلاف اہل اسلام کی عبادت گاہوں کے۔اگر مسلمان کسی جگہ مسجد بنا دیں تو وہ قیامت تک مسجد ہی رہتی ہے اس مسجد کو کسی اور استعمال میں نہیں لا سکتے۔کبھی آپ نے سوچا ایسا کیوں ہے؟ یہ اس لیے ہے کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوتیں اور شریعتیں محدود زمانوں کے لیے تھیں، اس لیے ان کی عبادت گاہیں بھی محدود زمانے کے لیے تھیں، جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت و شریعت قیامت

تک کے لیے ہے۔اس لیے مساجد بھی قیامت تک کے لیے ہیں۔

تعجب ہے اُن لوگوں پر جو مساجد میں ختم نبوت کے کام سے روکتے ہیں۔حالانکہ دنیا کی ہر مسجد کا تقدس اور بقا ختم نبوت کی وجہ سے ہے اور ہر مسجد ختم نبوت کی دلیل ہے۔

حفاظ کرام اور ختم نبوت

سابقہ امتوں کو جو کتابیں اور صحائف ملے اُن میں سے کوئی بھی آج اپنی اصل شکل میں محفوظ نہیں ہے اور نہ ہی اُن کتب کی حفاظت کا انتظام کیا گیا، جبکہ قرآن مجید جیسے نازل ہوا ویسے ہی مکمل اور محفوظ ہے۔آج تک اس میں ایک زیر زبر کی بھی تحریف (کمی زیادتی) نہ ہوسکی اور نہ قیامت تک ہوسکتی ہے۔کیا آپ نے سوچا ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی کتب محدود وقت کے لیے تھیں اور پھر انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ جب کتاب میں تحریف ہوتی تو نئے آنے والے نبی علیہ السلام آکر نشاندہی فرما دیتے تھے، اس لیے اُن کتب کی خاص حفاظت کا وعدہ نہیں دیا گیا، لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب ''قرآن مجید'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت تک کے آنے والوں کے لیے آخری کتاب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت بھی آخری ہے۔اس لیے قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ چنانچہ شروع سے آج تک علماء کرام کے ذریعے قرآن کریم کے معانی ومفاہیم کی حفاظت، قراء کرام کے ذریعے تلفظ ولہجہ کی حفاظت اور حفاظ کرام کے ذریعے متن کی حفاظت کروائی جارہی ہے۔ گویا دنیا کا ہر مدرسہ، عالم، قاری اور حافظ ختم نبوت کی دلیل ہے۔اس لیے ہر عالم، قاری اور حافظ کے ذمہ ہے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنی صلاحیتوں کو وقف کرے، کیونکہ اُس کو ملنے والی ساری عظمتیں ختم نبوت ہی کے صدقے سے ہیں۔

تبلیغ اسلام اور ختم نبوت

پہلے ادیان کی نشر واشاعت، تبلیغ، دفاع اور غلبہ کے لیے کاوشیں کرنا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ذمے تھا۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام تبلیغ دین، دفاع دین اور غلبہ دین کے لیے محنت کیا کرتے تھے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے یہ سب کام امت کے ذمے لگادیئے گئے ہیں۔اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو دین کی خدمت میں مصروف ہر امتی ختم نبوت کی دلیل ہے۔اس لیے تبلیغ دین، دفاع دین اور غلبہ دین کی محنت میں لگے ہر مسلمان کے ذمہ ہے کہ وہ تحفظ ختم نبوت میں اپنا کردار ادا کرے، کیونکہ اس کی دینی خدمت ختم نبوت کا ہی صدقہ ہے۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ عالم ارواح ہو یا عالم دنیا، عالم برزخ ہو یا عالم آخرت، حضرت آدم علیہ السلام کی خِلقت ہو یا دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثتیں، مساجد ہوں یا مدارس، علماء ہوں یا حفاظ، تبلیغ دین ہو یا دفاع دین، اول سے آخر، افلاق سے افلاک تک ہر جگہ اور ہر دور میں ختم نبوت کی عظمتیں،

صداقتیں اور بہاریں نظر آتیں ہیں۔اے اللہ ہم سب پر ختم نبوت کی عظمتوں کو کھول دیں اور ہمیں تحفظ ختم نبوت کی عظیم سعادت کے لیے قبول فرمالیں۔(آمین)

عقیدۂ ختم نبوت اور قرآن مجید

عقیدۂ ختم نبوت پر قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات میں مختلف طریقوں سے تشریح وتوضیح فرمائی گئی ہے، چند آیات ملاحظہ کیجیے:

پہلی دلیل:

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں اس امت سے نبوت اور وحی پر ایمان لانے کا اقرار کروایا ہے یا جس جگہ ہدایت ونجات کے لیے وحی ونبوت پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیا ہے، وہاں صرف دو ہی قسم کی وحیوں اور نبوتوں کا ذکر ملتا ہے۔ایک حضور نبی کریم ﷺ کو ملنے والی نبوت و وحی اور دوسری وہ وحی اور نبوت جو آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو ملی۔ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملے اور پھر اس پر وحی بھی نازل ہو جس پر ایمان لانا ہدایت ونجات کے لیے ضروری ہو، پورے قرآن مجید میں اس کا اشارۃً کنایۃً کہیں کوئی ذکر نہیں۔اگر ھادئ برحق ﷺ کے بعد نبوت جاری ہوتی اور کسی فرد بشر کو نبوت ملنا ہوتی تو پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی وحی ونبوت کی نسبت نئے آنے والے نبی کی وحی ونبوت پر ایمان لانے کا اقرار کروانا زیادہ ضروری اور لازمی تھا، کیونکہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی وحییں تو گزر چکیں اُن پر عمل بھی منسوخ ہو چکا۔اس اُمت کا تو حضور آخر الزماں ﷺ کے بعد آنے والی نبوتوں اور وحیوں سے واسطہ پڑنا تھا، لیکن پورے قرآن مجید میں حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی وحی ونبوت کے ہونے کا ذکر تک نہیں جو اس بات پر صاف دلیل ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت و وحی آخری ہے۔آپ ﷺ کے بعد نبوت و وحی کا منصب کسی کو عطا نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ

ترجمہ:"ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل ہو آپ کی طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا آپ سے پہلے اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں۔"(البقرۃ:۴)

قُلْ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ لا وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ

ترجمہ:"اے اہل کتاب !تمہیں اس کے سوا ہماری کون سی بات بری لگتی ہے کہ ہم اللہ پر اور

جو کلام ہم پر اتارا گیا اس پر اور جو پہلے اُتارا گیا تھا اس پر ایمان لے آئے ہیں اور تم میں اکثر بدکار ہیں۔''
(المائدہ:59)

مندرجہ بالا جیسی دیگر 30 آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہم سے صرف حضور نبی کریم ﷺ کی وحی ونبوت اور حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے آنے والے انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوتوں اور وحیوں پر ایمان لانے کا تقاضہ کیا ہے اور آپ ﷺ کے بعد کسی بھی کتاب، وحی اور نبوت پر ایمان لانے کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ ہم قادیانی جماعت کو چیلنج کے ساتھ کہتے ہیں کہ پورے قرآن مجید میں کسی ایک مقام پر بھی اس اُمت کو آپ ﷺ کے بعد نازل ہونے والی وحی پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیا گیا اور پھر مذکورہ آیت میں دو وحیوں پہلی یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ (البقرہ:۴) یعنی امام الانبیاء ﷺ پر نازل ہونے والی وحی اور دوسری وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (البقرہ:۴) یعنی حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کرام علیہم السلام کی وحی پر ایمان لانے والوں کو دو سندیں عطا فرمائی گئی ہیں۔ ایک اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ کہ یہ لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور دوسری اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کہ یہی کامیاب ہیں۔ یعنی جو لوگ دو وحیوں پر ایمان لے آئے وہی ہدایت یافتہ اور دارین میں کامیابی پانے والے ہیں۔ اس آیت سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ہدایت اور کامیابی دو قسم کی نبوتوں اور وحیوں پر ایمان لانے میں ہی منحصر ہے۔ اگر آپ ﷺ کے بعد بھی کسی کو نبوت ملنی ہوتی تو پھر اعلان خداوندی ہوتا کہ ہدایت اور نجات پانے والے وہ لوگ ہیں جو تین طرح کی وحیوں پر ایمان لائے پہلی یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ حضور پُرنور ﷺ پر نازل ہونے والی وحی، دوسری وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ حضور ھادیِ عالم ﷺ سے پہلے نازل ہونے والی وحی اور تیسری وَمَا یُنْزَلُ مِنْ بَعْدِكَ جو حضور نور مجسم ﷺ کے بعد نازل ہوگی۔

تعجب ہے! انبیاء کرام علیہم السلام گذشتہ کی وحیوں سے ہمارا واسطہ ہی نہیں پڑا لیکن پھر بھی اُن پر اجمالاً ایمان لانے کا حکم ہے اور جس وحی سے واسطہ پڑنا تھا اس کا پورے قرآن میں کہیں کوئی تذکرہ نہیں؟

دوسری دلیل:

اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جب خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اس موقع پر ان دونوں انبیاء کرام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ سے چند دعائیں کیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ بقرہ میں نقل فرمایا ہے۔ اُن دعاؤں میں سے ایک دعا بیت اللہ کی آبادی کے لیے ایک عظیم الشان رسول کی بعثت کی بھی تھی۔ ایسا رسول جو خانہ کعبہ کو آباد کرنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو قرآن میں نقل فرمایا ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ

الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

ترجمہ: ''اے ہمارے پروردگار ان میں ایک ایسا رسول بھی بھیجئے جو انہی میں سے ہو جو ان کے سامنے تیری آیات کی تلاوت کرے، انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاکیزہ بنائے، بے شک تیری اور صرف تیری ذات وہ ہے کہ جس کا اقتدار بھی کامل ہے اور جس کی حکمت بھی کامل ہے۔''

(البقرہ:129)

اس دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی شامل تھے اور دعا میں صرف ایک رسول کی بعثت کا سوال کیا گیا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرماتے ہوئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے فقط ایک ہی رسول کو مبعوث فرمایا اور وہ رحمت کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ جس قدر انبیاء ورسل دنیا میں بھیجے گئے وہ تمام کے تمام حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بھائی حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے مبعوث ہوئے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کی آل سے مبعوث ہونے والے انبیاء کرام علیہم السلام کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے اور جب بنی اسرائیل کے سلسلہ کے آخری رسول حضرت سیّدنا المسیح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام تشریف لائے تو انہوں نے اپنی قوم کو نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا پیغام ان الفاظ میں دیا۔

مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ط (الصّف:6)

اے میری قوم میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد ایک ہی رسول تشریف لائیں گے جن کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا۔

چنانچہ جب نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں آیتوں کی روشنی میں یوں ارشاد فرمایا:

اَنَا دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَبَشَارَۃُ عِیْسٰی۔ (کنز العمال ج11 ص384)

کہ میرے جد امجد سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جس ایک عظیم رسول کی دعا فرمائی اور جس آخری رسول کی بشارت میرے بھائی سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دی وہ میں ہوں غرض یہ دونوں آیتیں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر دلیل ہیں۔

مرزائی جسارت:

تمام مفسرین کے نزدیک سورۃ صف کی مذکورہ آیت میں "اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ" میں آنے والے کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا، اس کا مصداق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ لیکن قادیانی تحریف کرتے ہوئے بکواس کرتے ہیں کہ اس بشارت وپیشگوئی کے مصداق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں، بلکہ مرزا قادیانی ہے (نعوذ باللہ)۔ قادیانیوں کا یہ عقیدہ رکھنا تحریف قرآن بھی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پاک

میں توہین بھی۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔

تیسری دلیل:

آپ ﷺ سے قبل جس قدر انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لاتے وہ سب محدود زمانوں کے لیے تشریف لاتے تھے۔ ہر نئے نبی کی آمد پر گزشتہ نبی کی نبوت کا زمانہ ختم ہو جاتا اور ایسے ہی آپ ﷺ سے قبل تشریف لانے والے انبیاء کرام علیہم السلام مخصوص علاقوں کے لیے نبی اور رسول بن کر آئے۔ کوئی نبی ایک قصبے کی طرف کوئی ایک شہر کی طرف، کوئی ایک ملک کی طرف، کوئی ایک قبیلہ کی طرف اور کوئی ایک قوم کی طرف نبی اور رسول بن کر تشریف لائے۔

چنانچہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے بارے میں قرآن پاک ان الفاظ میں اعلان کرتا ہے:

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ط (قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ھود کو بھیجا)

(الاعراف:65)

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ط (مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا)

(الاعراف:85)

ترجمہ: ''اور عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

(الصّف:6)

لیکن تاجدار ختم نبوت نبی آخر الزمان ﷺ کی آمد پر اللہ تعالیٰ نے اسلوب بدل دیا اور بڑی وضاحت کے ساتھ حکم فرمایا:

ترجمہ: ''(اے نبی ﷺ) کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔'' (اعراف نمبر 158)

ترجمہ: ''ہم نے آپ (ﷺ) کو تمام انسانوں کی طرف خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔'' (سورۃ سبا آیت نمبر 28)

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط (النساء:79)

ترجمہ: اور (اے نبی ﷺ) ہم نے آپ (ﷺ) کو تمام لوگوں کے پاس رسول بنا کر بھیجا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:107)

ترجمہ: اور ہم نے آپ (ﷺ) کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

ان آیات میں اللہ رب العزت اعلان فرما رہے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں، تمام مکانوں، تمام زمانوں اور تمام انسانوں کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے۔ کوئی رنگت، کوئی زبان،

کوئی قومیت، کوئی وطن اور کوئی زمانہ آپ ﷺ کی عالمگیر وسیع الزمان نبوت سے مستثنیٰ نہیں ۔آپ ﷺ قیامت تک کے انسانوں کی طرف نبی اور رسول بن کر تشریف لائے ہیں جیسے کہ آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا: ترجمہ: ’’کہ میں ان لوگوں کے لیے رسول ہوں جن کو اپنی زندگی میں پاؤں اور ان کے لیے بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔‘‘

جیسے اللہ تعالیٰ مَلِكِ النَّاسِ، اِلٰهِ النَّاسِ، رَبِّ النَّاس، ہیں ایسے ہی حضور تاجدار ختم نبوت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ رَسُوْل لِلنَّاس ہیں جس کا مطلب یہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کا الہ، مالک اور رب ہے، اسی طرح آپ ﷺ بھی تمام انسانوں کے نبی اور رسول ہیں۔ جیسے قیامت تک کے انسانوں کی نجات اللہ تعالیٰ کو الہ، رب، مالک ماننے میں ہے، ایسے ہی قیامت تک آنے والے ہر انسان کی نجات آپ ﷺ کو ہی نبی اور رسول ماننے کے ساتھ وابستہ کر دی گئی۔ لہٰذا آپ ﷺ ہی کی رسالت پر ایمان لانا معتبر ہے۔ ایسی صورت میں کسی نئے نبی کی ضرورت ہرگز نہیں رہی۔

چوتھی دلیل:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

ترجمہ: ’’اور (ان کو وہ وقت یاد دلاؤ) جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ اگر میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس آخری رسول آئے جو اس (کتاب) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔‘‘ (آل عمران: 81)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کا ذکر فرمایا ہے جو ازل میں تمام انبیاء علیہم السلام سے حضور ختم المرتبت ﷺ کے بارے میں لیا گیا ہے۔

مرزائی جسارت:

آیت مبارکہ میں نبی مکرم ﷺ کی نبوت و رسالت کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے اعلان کیا گیا ہے کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کے زمانہ نبوت میں اگر کوئی بھی پیغمبر موجود ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی نبوت و کتاب کو سمیٹ دے، خود بھی ان ﷺ پر ایمان لائے اور دوسروں کو بھی آپ ﷺ پر ہی ایمان لانے کی دعوت دے۔ لیکن قادیانی ذریت کے نزدیک اس آیت میں **ثُمَّ جَآئَکُمْ رَسُوْلٌ** سے مراد پیارے آقا ﷺ نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہے اور مرزا قادیانی ہی آخری نبی ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت ﷺ سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے یہ وعدہ لیا

کہ اگر تم میں سے کسی ایک نے بھی مرزا قادیانی کے زمانے کو پالیا تو اپنی نبوت وکتاب کو بند کر دینا اور مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان لاکر اس کی اقتداء کرنا یعنی قادیانی عقیدے کے مطابق حضور ﷺ کو بھی نجات حاصل کرنے کے لیے مرزا قادیانی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

ختم نبوت اور احادیث مبارکہ

ھادی عالم ﷺ نے احادیث متواترہ میں اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا ہے اور ختم نبوت کی ایسی تشریح بھی فرمادی کہ اس کے بعد آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے میں کسی شک وشبہ اور تاویل کی گنجائش نہیں رہی۔ متعدد اکابر علماء نے احادیث ختم نبوت کے متواتر ہونے کی تصریح کی ہے چنانچہ حافظ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الفصل ص 77 جلد نمبر 1 پر لکھتے ہیں:

ترجمہ: ''وہ تمام حضرات جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی نبوت، آپ ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کی کتاب (قرآن مجید) کو نقل کیا ہے، انہوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ خبر دی تھی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔''

پس عقیدۂ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اسی طرح مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے۔ یہاں اختصار کے پیش نظر چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر 1:

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری، مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت حسین وجمیل محل بنایا مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومنے اور خوب تعریف کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگادی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں وہی اینٹ ہوں اور میں انبیاء کرام علیہم السلام کو ختم کرنے والا ہوں۔''

(بخاری شریف کتاب المناقب باب 18 حدیث 3534 مسلم کتاب الفضائل حدیث 22)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ختم نبوت کی ایک مخصوص مثال بیان فرمادی ہے کہ جیسے محل کی آخری اینٹ لگنے سے محل مکمل ہو جاتا ہے، جس کے بعد نہ تو کوئی اینٹ نکالی جاتی ہے اور نہ ہی مزید اینٹ لگنے کی گنجائش رہتی ہے، ایسے ہی نبوت کے محل کی آخری اینٹ آپ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کے آنے سے نبوت کا محل مکمل ہو گیا۔ اب جیسے یہ ممکن نہیں کہ آپ ﷺ سے ماقبل کسی نبی سے نبوت واپس لے لی جائے ایسے ہی یہ بھی ناممکن ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی اور کو نبوت عطا کی جائے۔ پھر آپ ﷺ نے مثال بیان فرمانے کے بعد واضح الفاظ میں یہ بھی فرمادیا کہ ''میں انبیاء کرام علیہم السلام کو ختم کرنے والا ہوں''، یعنی جو سلسلہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا اللہ نے وہ مجھ پر ختم فرمادیا ہے، اب میرے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔

مرزائی جسارت:

مرزا قادیانی کے نزدیک محل نبوت کی تکمیل حضور نبی کریم ﷺ پر نہیں بلکہ مرزا قادیانی پر ہوئی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی حضور نبی کریم ﷺ سے مقابلہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیش گوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا (محل) کو کمال تک پہنچادے، بس میں وہی اینٹ ہوں۔'' (یعنی میں آخری نبی ہوں) (نعوذ باللہ)

(روحانی خزائن ج16 ص178)

حدیث نمبر 2:

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے:

(۱) مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں۔
(۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔
(۳) مال غنیمت میرے لیے حلال کردیا گیا۔
(۴) روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنادیا گیا۔
(۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔
(۶) مجھ پر تمام نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔'' (صحیح مسلم ص199 ج1)

حدیث نمبر 3:

حضور نبی کریم ﷺ نے جہاں احادیث میں مختلف انداز سے ختم نبوت کو بیان کیا ہے وہاں اپنے بعد نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کی بھی پیشن گوئی فرمائی ہے۔

ترجمہ: ''حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت میں تیس جھوٹے ہونگے ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

(ابوداؤد، ص595 ج2۔ ترمذی ص45 ج2)

یہ حدیث حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے علاوہ دس سے زیادہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے۔ اس حدیث شریف میں واضح اعلان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کذاب ودجال ہے۔ جبکہ اس کے برعکس ذخیرہ احادیث میں سے ایک بھی حدیث ایسی نہیں جس میں کسی نئے نبی کے آنے کی پیشن گوئی کی گئی ہو، اگر آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنا ہوتی تو علی الاطلاق نبوت کے دعویداروں کو کذاب ودجال نہ کہا جاتا بلکہ کسی ایک کا استثناء ہوتا۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق بے نظیر کتاب ''ختم

نبوت کامل'' میں عقیدۂ ختم نبوت کے ثبوت پر 210 احادیث مبارکہ کو جمع فرمایا ہے۔مزید تفصیلات دیکھنے کے لیے''ختم نبوت کامل'' کا مطالعہ کیجئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اُمت کا سب سے بہترین طبقہ ہیں۔یہ نزول قرآن کے عینی شاہد ہیں۔انہوں نے براہ راست رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دین سیکھا۔یہ طبقہ یقینی نجات پانے والا ہے۔اس طبقے کا کسی بات پر متفق ہوجانا اُس بات کے حق ہونے کی پختہ دلیل ہے۔اس مقدس گروہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

چنانچہ جب مسیلمہ کذاب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ کے آخری دور میں دعویٰ نبوت کیا تو جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسے محض دعویٰ نبوت کی وجہ سے اوراس کی جماعت کو اس بدبخت کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کرنے کی وجہ سے کافر سمجھتے ہوئے ان سے عام کفار کی نسبت زیادہ سخت معاملہ کیا یہ اسلام میں سب سے پہلا اجماع تھا۔حالانکہ مسیلمہ کذاب بھی مرزا قادیانی کی طرح نبوت کا دعویٰ کرنے کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا ظاہری اقرار بھی کرتا تھا۔یہاں تک کہ اس کی اذان میں ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ارَّسُوْلُ اللّٰہ'' پکارا جاتا تھااوروہ خودبھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا ۔تاریخ طبری ص ۲۴۴ ج ۳ میں ہے۔

وہ (مسیلمہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اذان میں یہ گواہی دیتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اوراس کا مؤذن عبداللہ بن نواحہ اوراقامت کہنے والا حجیر بن عمیر تھا۔جب حجیر شہادت (اشھد ان محمد رسول اللہ) پر پہنچتا تومسیلمہ بآواز بلند کہتا کہ حجیر نے صاف بات کہی اور پھراس کی تصدیق کرتا تھا۔

الغرض نبوت وقرآن پر ایمان،نماز،روزہ سب کچھ ہی تھا۔مگرختم نبوت کےاہم مسئلہ کے انکار اور دعویٰ نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، کافر سمجھا گیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی امارت میں مسیلمہ کذاب کےخلاف جہاد کے لیے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔

تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہ کیااور کسی نے نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں،کلمہ گو ہیں،نماز پڑھتے ہیں،روزہ رکھتے ہیں،حج کرتے ہیں اورزکوۃ ادا کرتے ہیں،ان کو کیسے کافرسمجھ لیا جائے؟ یہ دلیل ہے کہ سب سے پہلا اجماع مسئلہ ختم نبوت پر منعقد ہوا۔مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں بارہ سوصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے۔جن میں سے 70 بدری صحابہ اورسات سوحفاظ قرآن اورفقیہ تھے۔جس سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ ختم نبوت کی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے

نزدیک کتنی اہمیت تھی۔

ختم نبوت پر اجماعِ اُمت کے حوالہ جات

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع کے بعد اُمت کے اجماع کا درجہ ہے اور پوری اُمت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی بھی قسم کے دعویٰ نبوت کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ بات پورے چیلنج سے کہی جاسکتی ہے کہ پوری اُمت مسلمہ میں سے کوئی ایک بھی ایسا عالم نہیں جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی ماننے کے عقیدے سے اختلاف کیا ہو۔ ذیل میں اجماعِ اُمت پر چند حوالے ذکر کیے جاتے ہیں:

ملا علی قاری رحمہ اللہ جو نویں صدی کے امام گزرے ہیں شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"دَعْوَی النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا ﷺ كُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ"

''ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے''۔

(شرح فقہ اکبر ص202)

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ ''الاقتصاد'' میں فرماتے ہیں:

"اَنَّ الْاُمَّةَ فُهِمَتْ بِالْاِجْمَاعِ مِنْ هٰذَا اللَّفْظِ وَمِنْ قَرَائِنِ اَحْوَالِهٖ اَنَّهٗ اَفْهَمَ عَدَمَ نَبِيٍّ مبَعْدَهٖ اَبَدًا .... وَاَنَّهٗ لَيْسَ فِيْهِ تَأْوِيْلٌ وَّلَا تَخْصِيْصٌ فَمُنْكِرُ هٰذَا لَا يَكُوْنُ اِلَّا مُنْكِرُ الْاِجْمَاعِ" (الاقتصاد فی الاعتقاد ص 123)

''بیشک اُمت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل وتخصیص نہیں۔ پس اس کا منکر یقیناً اجماعِ اُمت کا انکار کرنے والا ہے۔''

ختم نبوت پر اجماع کو علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے اپنے فتاویٰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

"وَمَنِ اعْتَقَدَ وَحْيًا م بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفْرٌ م بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ۔"

''اور جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی وحی کا معتقد ہو وہ باجماع المسلمین کافر ہے۔''

خلاصہ یہ کہ ساری اُمت کا عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی بھی شخص کو کسی بھی زمانے میں کسی بھی قسم کی نبوت نہیں دی جائے گی اور جو کوئی بھی دعویٰ نبوت کرے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

قادیانیوں سے ہمارے سوالات

سوال:۔ 1901ء سے پہلے مرزا قادیانی نے اپنی ابتدائی تحریروں میں لکھا ہے۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کاذب اور کافر ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات، ج1 ص230)

''دعوی نبوت کرنا اسلام سے خارج ہوکر کافروں سے ملنا ہے۔''

(روحانی خزائن، ج7 ص297 از مرزا قادیانی)

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دعوی نبوت کرنے والا لعنتی ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات، ج2 ص297)

''نبوت کا دعوی کذب، الحاد اور زندقہ ہے۔''

(روحانی خزائن ج7 ص297 از مرزا قادیانی)

لیکن پھر حلقہ عقیدت بڑھنے پر نبوت ورسالت کا دعوی بھی کر دیا مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول ہیں۔'' (روحانی خزائن ج18 ص206)

''اللہ نے مجھے بھیجا اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔'' (روحانی خزائن، ج22 ص503) قادیانیوں سے ہمارا سوال ہے کہ کیا مرزا قادیانی نبوت ورسالت کا دعوی کرکے اپنے پہلے اقوال کی وجہ سے کاذب، کافر، اسلام سے خارج، ملحد، زندیق اور لعنتی نہیں بن گیا؟

سوال:۔ مرزا قادیانی نے نبوت ورسالت کے دعویٰ میں تدریج سے کام لیا ہے، چنانچہ جب مناظر اسلام، عالم دین، ملہم من اللہ، مجدد وقت، مثیل مسیح، مسیح موعود، مہدی کے دعوے سے نبوت کے دعوے پر پہنچا تو لوگوں کی طرف سے سخت مخالفت ہوئی تو مرزا نے ابتداءً دعویٰ نبوت سے رجوع کرلیا اور ایک معذرت نامہ شائع کیا جس میں لکھا:

''اس لفظ نبوت سے مراد حقیقی نبوت نہیں بلکہ صرف محدث مراد ہے۔'' پھر لکھا: ''نبی کے لفظ کی جگہ محدث کا لفظ ہر جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمائیں۔''

(مجموعہ اشتہارات ج1 ص312-313)

ہمارا قادیانیوں سے سوال ہے کہ کیا تاریخ انبیاء کرام علیہم السلام میں کوئی نبی ایسا ہوا جس نے اقرار وانکار کی مشکوک کیفیت کے ساتھ دنیاوی ملازمین کی طرح آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے نبوت کا دعوی کیا ہو؟ اور کیا کوئی نبی ہوا جس نے لوگوں کی مخالفت اور خوف کی وجہ سے اپنے دعویٰ نبوت سے رجوع کیا ہو؟

سوال:۔ قادیانی عقیدے کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے اور اس کے ملنے کا معیار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری ہے یعنی اب نبوت اسے ملے گی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے گا۔

ہمارا قادیانیوں سے سوال ہے کہ کیا پوری امت میں سے سوائے مرزے کے کسی اور نے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت نہیں کی ہے؟ وہ کون سی خوبیاں ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین، عشرہ مبشرہ دیگر کم وبیش ڈیڑھ لاکھ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، لاکھوں تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجاہدین، ائمہ مفسرین، ائمہ محدثین، فقہاء کرام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ میں تو نہیں پائی جاتی تھیں لیکن مرزا قادیانی میں موجود تھیں؟

قادیانی بتائیں کہ کیا مرزا قادیانی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی ہے؟ مرزا نے جو اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام علیہم السلام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین، اہل اسلام، قرآن وحدیث اور حرمین شریفین کی گستاخیاں کی ہیں، کیا یہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے؟ مرزا قادیانی نے جو مختلف مذاہب کے لوگوں کو فحش گالیاں دی ہیں، کیا یہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے؟ مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں جو جھوٹ لکھے ہیں، کیا یہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے؟ مرزا قادیانی نے جو شراب پی، غیر محرم عورتوں سے تعلق رکھا، کیا یہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے؟ مرزے کا جہاد نہ کرنا، زکوۃ نہ دینا، حج نہ کرنا، ہجرت نہ کرنا، قرآن حفظ نہ کرنا، حدود اللہ کو نافذ نہ کرنا وغیرہ کیا یہ سب اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے؟

سوال:۔ قادیانی کہتے ہیں مرزا قادیانی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت وپیروی کرنے کی وجہ سے نبوت ملی ہے۔

ہمارا قادیانیوں سے سوال یہ ہے کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری سے نجات مل سکتی ہے یا نہیں؟ اگر نجات مل سکتی ہے تو پھر مرزے کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اگر نجات نہیں مل سکتی (معاذ اللہ) تو پھر مرزے کو نبوت کیسے مل گئی؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

2

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَآئِكُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا۔ لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

قادیانی عقائد

جن کی بنیاد پر 1974ء میں ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ کے تاریخی فیصلہ (1993 SCMR 1718) کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298-C اور 295-C کے تحت سزا کا مستوجب ہے۔ اس کے باوجود قادیانی آئین، قانون اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا مذاق اڑاتے ہوئے خود کو مسلمان کہلواتے، اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے، گستاخانہ لٹریچر تقسیم کرتے، شعائر اسلامی کا تمسخر اڑاتے اور اسلامی مقدس شخصیات و مقامات کی توہین کرتے ہیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ قادیانیوں کی ان آئین شکن، خلاف قانون اور انتہائی اشتعال انگیز سرگرمیوں پر قانون نافذ کرنے والے ادارے مجرمانہ غفلت اور خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں جس سے بعض اوقات لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ نقل کفر، کفر نہ باشد کے مصداق، آیئے بوجھل دل کے ساتھ روح فرسا قادیانی عقائد پر ایک نظر ڈالتے ہیں جنھیں پڑھ کر کلیجا پھٹنے کو آتا، دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا، آنکھیں خون کے آنسو روتی، سینہ چھلنی ہوتا، روح میں زہر آلود نشتر چبھتے اور دماغ مفلوج ہوتا محسوس ہوتا ہے۔ افسوس صد افسوس! اسلام کے نام پر حاصل کیے جانے والے ملک میں ایسے گستاخانہ، دل آزار اور کفریہ عقائد کی سر عام تبلیغ و تشہیر ہوتی ہے!!!

؎ آواز دو انصاف کو، انصاف کہاں ہے؟

محمد متین خالد

توجہ فرمائیں:

1- اس کتاب میں موجود کسی بھی حوالہ کی تصدیق کے لیے آپ براہ راست خط لکھ کر اس کا اصل عکس منگوا سکتے ہیں۔

2- قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس کتاب میں موجود قابل اعتراض اور دل آزار عبارات پڑھتے وقت کثرت سے استغفار کریں۔ شکریہ!

ختم نبوت اسلام کی اساس اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اس میں شکوک وشبہات کا ذرا سا بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاع ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ ایمان و ہدایت محض نبی کریم ﷺ کو سچا جاننے کا نام نہیں بلکہ آپ ﷺ کو صادق و مصدوق سمجھنا اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کو آخری تسلیم کرنا، ایمان و ہدایت کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دوسو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام قیامت تک اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس سے انکار یقیناً کفر وارتداد ہے جس سے کوئی تاویل نہیں بچا سکتی۔ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا منکر وہی شخص ہوسکتا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو کیونکہ اگر یہ شخص آپ ﷺ کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپ ﷺ نے خبر دی ہے، ان میں آپ ﷺ کو سچا سمجھتا۔ جن دلائل اور طریق تواتر سے آپ ﷺ کی رسالت، نبوت اور دعوت ہمارے لیے ثابت ہوئی ہے، ٹھیک اسی درجہ کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہ ہوگا اور جس شخص کو ختم نبوت کے اس مفہوم میں شک ہو، اسے خود رسالت محمدی ﷺ میں بھی شک ہوگا۔

مسلمانان عالم کا حضور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر اجماع اور عقیدۂ جہاد 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد اسلام دشمن طاقتوں بالخصوص انگریزوں کے لیے سوہان روح بنا ہوا تھا اور ہے۔ ان کی شدید خواہش تھی اور ہے کہ کسی طرح کوئی ایسا اہتمام ہو جائے کہ مسلمانوں کے دل سے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت وعقیدت اور جہاد کی روح دونوں ختم ہو جائیں، اب چونکہ ایک نبی کے حکم میں ترمیم و تنسیخ دوسرے نبی کے ذریعے ہی سے ہوتی ہے۔ چنانچہ حکومت برطانیہ کی سرپرستی اور لالچ پر سیالکوٹ کی ضلع کچہری کے ایک منشی مرزا قادیانی نے اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ بدبخت گورداسپور (بھارت) کی تحصیل بٹالہ کے ایک پسماندہ گاؤں قادیان کا رہنے والا تھا۔ آنجہانی مرزا قادیانی نے پہلے خود کو عیسائیت اور ہندو مخالف مناظر کی حیثیت سے متعارف کروایا اور مسلمانوں کی جذباتی اور نفسیاتی ہمدردیاں حاصل کیں۔ پھر مجدد، محدث، امتی نبی، ظلی نبی، بروزی نبی، مثیل مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ کرتے ہوئے انجام کار باقاعدہ امرونہی کے حامل ایک صاحب شریعت نبی ہونے کے ادعا تک جا پہنچا۔ یعنی باقاعدہ نبی ورسول ہونے کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ اعلان کیا کہ وہ خود ''محمد رسول اللہ'' ہے۔ (نعوذ باللہ) پھر اس کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے کہا کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی شکل میں دوبارہ ''محمد رسول

اللہ ﷺ" کو بھیجا۔ مزید کہا کہ مرزا قادیانی خود "محمد رسول اللہ" ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں آیا۔ اس لیے ہمیں کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اب کلمہ طیبہ میں "محمد رسول اللہ" سے مراد مرزا قادیانی ہے۔ یہ قادیانی عقیدہ مرزا قادیانی کے ایک خاص مرید قاضی ظہور الدین اکمل نے اپنی ایک نظم میں بھی پیش کیا۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

قاضی اکمل نے مندرجہ بالا نظم لکھ کر ایک قطعہ کی صورت میں مرزا قادیانی کو پیش کی۔ مرزا قادیانی نے اس نظم کو پڑھ کر بے حد خوشی کا اظہار کیا اور اسے اپنے ساتھ گھر لے گیا۔

قادیانی، آنجہانی مرزا قادیانی کو "محمد رسول اللہ"، اس کی بیوی کو "ام المومنین"، اس کی بیٹی کو "سیدۃ النساء"، اس کے خاندان کو "اہل بیت"، اس کے ساتھیوں کو "صحابہ کرام"، اس کی نام نہاد وحی و الہامات کو "قرآن مجید"، اس کی گفتگو کو "احادیث رسول"، اس کے قادیان کو "مکہ"، ربوہ کو "مدینہ" اور اس کے قبرستان کو "جنت البقیع" قرار دیتے ہیں۔ بلاشبہ یہ سب باتیں ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بلکہ گنہگار سے گنہگار مسلمان کے لیے بھی ناقابل برداشت ہیں اور اس کرۂ ارض پر کوئی مسلمان ایسا نہیں جو کسی بدبخت سے ایسی گستاخانہ باتیں سننا گوارا کرے۔

نہایت قابل غور بات یہ ہے کہ 1993ء میں قادیانی جماعت نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی اور اس میں موقف اختیار کیا کہ انھیں خود کو مسلمان کہلوانے، اپنے مذہب کی تبلیغ و تشہیر کرنے، لٹریچر تقسیم کرنے اور سرعام جلسے وغیرہ منعقد کرنے کی اجازت دی جائے۔ دوران مقدمہ جب مسلمان وکلاء نے مرزا قادیانی، اس کے بیٹوں اور مریدوں کی کتب سے مذکورہ بالا گستاخانہ اور کفریہ عبارات پیش کیں تو فل بنچ کے جج صاحبان انھیں دیکھ کر سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ انھوں نے متفقہ طور پر اپنے فیصلے میں قادیانیوں کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں سے روکتے ہوئے لکھا کہ ہر قادیانی شعائر اسلامی کی توہین اور اپنے کفریہ عقائد کی بناء پر "سلمان رشدی" ہے۔ سب جانتے ہیں کہ سلمان رشدی بدنام زمانہ گستاخ رسول اور سزائے موت کا مستوجب ہے۔ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا کہ اگر قادیانیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کی کوشش کی تو انتظامیہ ان کی جان اور مال کی ضمانت نہیں دے سکتی۔ کیونکہ کوئی مسلمان ایسی دل آزار تحریریں پڑھنے کے بعد اپنے غصہ پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ اس کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز لاء اینڈ آرڈر کا موجب بن سکتی ہے جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔ اس کے باوجود قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہتے، شعائر اسلامی کی توہین کرتے، اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے اور گستاخانہ لٹریچر شائع

کرتے ہیں۔ ہر مسلمان کا قانونی اور مذہبی فریضہ ہے کہ وہ قادیانیوں کی ارتدادی اور شرانگیز سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے اور اگر کوئی قادیانی ایسا کرتا نظر آئے تو معززین علاقہ کے ہمراہ متعلقہ تھانہ میں جا کر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295/C اور 298/C کے تحت قادیانیوں کے خلاف مقدمہ درج کروائے .... آیئے بوجھل دل کے ساتھ قادیانیوں کی گستاخانہ تحریروں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توہین

اللہ تعالیٰ تمام کائناتوں اور جہانوں کا واحد حقیقی خالق و مالک اور پروردگار ہے۔ وہ وحدہ لاشریک ہے۔ وہ زندگی، رزق اور موت بلکہ دنیا و آخرت کی ہر چیز پر قادر مطلق ہے۔ وہ روز قیامت کا واحد مالک ہے۔ وہ سب جہانوں کو پالنے والا ہے۔ سب تعریفیں صرف اُسی کے لیے ہیں۔ وہ سب سے بڑا ہے۔ اس کی ذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ اس کا کوئی ہمسر یا برابری کرنے والا نہیں۔ وہ ازل سے ابد تک یکتا و یگانہ ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، وہ اکیلا ہے جسے فنا نہیں۔ اسے کسی نے جنم نہیں دیا اور نہ ہی اُس نے کسی کو جنم دیا۔ وہ ہر ایک چیز سے بے نیاز ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے۔ کسی صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ بے نظیر و بے مثل ہے۔ وہ حیی و قیوم ہے۔ اُسے نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ وہ تھکتا بھی نہیں۔ وہ نہایت رحیم و کریم ہے۔ اس کا باب رحمت کبھی بند نہیں ہوتا۔ اس کا غضب محدود اور رحمت لامحدود ہے۔ ایک ماں کو اپنے بچے سے جس قدر محبت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ستر گنا زیادہ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے منکروں کو بھی مایوس نہیں کرتا۔ وہ ستار العیوب ہے۔ وہ ہمارا حقیقی محافظ و نگہبان ہے۔ اولاد، زندگی، موت، صحت، بیماری، عزت، ذلت، کامیابی، ناکامی، خوشی، غمی، امیری، غریبی سب اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اپنے بندوں کو بن مانگے عطا کرتا ہے۔ وہ ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے۔ وہ ہر انسان کی رگِ جاں سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے۔ وہ دلوں کے راز جانتا ہے، وہ دعاؤں اور خواہشات کو پورا کرتا ہے۔ وہ بخشنے والا، رحم کرنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ وہ کن کہتا ہے تو ہر چیز جو وہ چاہتا ہے، خود بخود وجود میں آ جاتی ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے پر اس کی حکومت ہے۔ رات کی تاریکی ہو یا دن کا اجالا، وہ ہر چیز کے بارے میں علیم و خبیر اور سمیع و بصیر ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اس کی ذات، صفات اور کمالات لامحدود، بے پایاں اور لاانتہا ہیں۔ پوری کائنات میں صرف اُسی کی تجلیات کا ظہور ہے۔ وہی اوّل و آخر اور وہی ظاہر و باطن ہے۔ اس کی عظمت و رفعت انسانی عقل میں نہیں آ سکتی۔ صد شکر کہ اس نے بغیر کسی محنت و کوشش کے ہمیں ایمان و اسلام کی نعمت کے علاوہ دیگر بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ لیکن قادیان کے بدذات و کذّاب مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی نے جس دیدہ دلیری سے خالق ارض و سماء کے بارے میں ہرزہ سرائی کی اور اپنی خود ساختہ نبوت کے ثبوت کے لیے اللہ تعالیٰ کے

متعلق خرافات کا پلندہ گھڑا ہے، اسے پڑھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ ایسے عقائد مرزائی جماعت کی نامرادی کا سب سے بڑا ثبوت ہیں۔ دل پر ہاتھ رکھ کر ان خرافات کو پڑھیں اور زبان سے استغفار کریں۔

اللہ تعالیٰ کے بے شمار ہاتھ پیر

- ''قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔''

(توضیح مرام، صفحہ 42، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 90 از مرزا قادیانی)

اللہ کی زبان پر مرض

- ''کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کرسکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر بعد اس کے یہ سوال ہوا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا (اس کی) زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 144 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 312 از مرزا قادیانی)

اللہ اور چور

- ''وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے، اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔''

(تجلیات الٰہیہ صفحہ 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 396 از مرزا قادیانی)

سچا خدا

- ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء صفحہ 11، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231 از مرزا قادیانی)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچے خدا کی نشانی صرف یہ ہے کہ اس نے مرزا قادیانی کو قادیان میں رسول بنا کر بھیجا ہے اور اگر مرزا قادیانی رسول نہیں ہے تو پھر خدا کی سچائی مشکوک ہے۔ (نعوذ باللہ)

میں خود خدا ہوں

- ''ورایتنی فی المنام عین اللّٰہ وتیقنت اننی ھو''

ترجمہ ''میں (مرزا قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 564، مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 564 از مرزا قادیانی)

- ''میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔''

(کتاب البریہ صفحہ 85، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 103 از مرزا قادیانی)

اللہ مرد، مرزا قادیانی عورت؟

□ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔‘‘

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34، از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی)

اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات پر اس سے بڑھ کر کمینہ حملہ اور اوباشانہ بہتان اور کیا ہوسکتا ہے۔ نعوذ باللہ، خدا تعالیٰ کی ذات اقدس بھی مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں سے نہ بچ سکی۔ ایسا فاسد خیال اور لغو عقیدہ ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک کسی بھی گستاخ، منہ پھٹ اور زبان دراز سے نہیں سنا گیا۔ چونکہ مرزا قادیانی کا مرید اس سانحہ پر اصرار کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ شیطان نے ایک انتہائی بارعب اور وجیہہ نورانی شخصیت کے روپ میں مرزا قادیانی کو ورغلا پھسلا کر رجولیت کی طاقت کا اظہار (یعنی جنسی بدفعلی) کیا ہو اور پھر مرزا قادیانی نے اسے اللہ تعالیٰ سے منسوب کر دیا ہو۔ جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے، آج تک کسی شخص نے بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا بے ہودہ، گھٹیا اور بدترین کفریہ الزام نہیں لگایا۔ یہ ذلت و رسوائی صرف مرزا قادیانی ہی کو نصیب ہوئی، جس کا نقد معاوضہ اسے دنیا ہی میں (لیٹرین میں عبرتناک موت کی صورت میں) ملا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار.

حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی توہین

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ سیّد الانبیا اور خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کا مقام بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔ آپ ﷺ پر قرآن جیسی حکیمانہ کتاب نازل ہوئی، آپ ﷺ کی شریعت گذشتہ تمام شریعتوں کو منسوخ کرتی ہے، قرآن گذشتہ تمام آسمانی کتابوں کو منسوخ کرتا ہے، آپ ﷺ کی امت تمام امتوں میں افضل ہے، آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے محشر میں مقام محمود، لواء الحمد، حوض کوثر اور جنت میں سب سے اعلیٰ و افضل مقام ’وسیلہ‘ عطا فرمایا ہے، انبیا و رسل میں آپ ﷺ ہی جنت کا دروازہ کھولیں گے اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے، آپ ﷺ کی امت تمام امتوں میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی، اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کے بلند اخلاق کی شہادت دی ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام ملائکہ آپ ﷺ ہی پر درود و سلام بھیجتے ہیں، اللہ نے آپ ﷺ کو آپ کی دنیوی زندگی ہی میں معراج سے سرفراز کیا، آپ ﷺ کی دیانت و امانت کی شہادت آپ ﷺ کے جانی و بدترین دشمن ابوجہل اور قریش بھی دیتے تھے۔ آپ ﷺ کی صداقت کی شہادت مکہ کے شجر و حجر بھی دیتے تھے، آپ ﷺ کی شجاعت و بہادری پر غزوہ حنین اور مدینہ کی خوف ناک رات شاہد ہے، آپ ﷺ کی عفت و پاک دامنی کی شہادت آپ ﷺ کی ازواج مطہرات دیتی

ہیں، آپ ﷺ کی عدالت کی شہادت اسامہ کے والد اور چچا دیتے ہیں، آپ ﷺ کے تحمل و بردباری کی گواہی عرب کے بدو، مدینہ کے یہودی اور حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ دیتے ہیں، آپ ﷺ کے افضل ترین میزبان ہونے کی شہادت وہ اعرابی دیتا ہے جس نے آپ ﷺ کے بستر اور کمرہ کو اپنی غلاظت سے آلودہ کر دیا تھا، آپ ﷺ کے دینی استقامت کی شہادت اسامہ کی سفارش والا واقعہ دیتا ہے، آپ ﷺ کی شب بیداری وتہجد گزاری کی شہادت آپ کے سوجے ہوئے قدم دیتے ہیں، آپ ﷺ کے حسن عبادت کی شہادت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت دیتی ہے، آپ کے حسن سلوک کے بارے دس سالہ انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کرو، آپ ﷺ کے حسن اخلاق کے بارے میں معلوم کرنا ہوتو قرآن کی سورہ القلم کا مطالعہ کرو، آپ ﷺ کے عفوودرگزر کی وسعتوں کا اندازہ کرنا ہوتو فتح مکہ کے وقت مکہ کے خون کے پیاسے باسیوں سے دریافت کرو، آپ ﷺ کا مقام ومرتبہ معلوم کرنا ہوتو آیت **فلاوربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم** کی تفسیر پڑھو، یہ داخلی شہادت مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق ہے ورنہ اہل علم نے آپ ﷺ کی سیرت پر کتابوں کے ڈھیر لگا دیے ہیں، غرض آپ ﷺ کی کس خوبی کا ذکر کریں اور کس کو ترک کریں۔

آپ ﷺ کی شانِ جامعیت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور تمام رسولانِ عظام کے اوصاف ومحاسن اور فضائل وشمائل کا بھرپور مجموعہ اور حسین مرقع ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی شخصیت میں آدم علیہ السلام کا خلق، شیث علیہ السلام کی معرفت، نوح علیہ السلام کا جوشِ تبلیغ، لوط علیہ السلام کی حکمت، صالح علیہ السلام کی فصاحت، ابراہیم علیہ السلام کا ولولۂ توحید، اسماعیل علیہ السلام کی جاں نثاری، اسحاق علیہ السلام کی رضا، یعقوب علیہ السلام کا گریہ و بکا، ایوب علیہ السلام کا صبر، لقمان علیہ السلام کا شکر، یونس علیہ السلام کی انابت، دانیال علیہ السلام کی محبت، یوسف علیہ السلام کا حسن، موسیٰ علیہ السلام کی کلیمی، یوشع علیہ السلام کی سالاری، داؤد علیہ السلام کا ترنم، سلیمان علیہ السلام کا اقتدار، الیاس علیہ السلام کا وقار، زکریا علیہ السلام کی مناجات، یحییٰ علیہ السلام کی پاکدامنی اور عیسیٰ علیہ السلام کا زہد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے بلکہ یوں کہیے کہ پوری کائنات کی ہمہ گیر سچائی اور ہر ہر خوبی آپ ﷺ کی ذاتِ والا صفات میں سمائی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کی صفات حمیدہ اتنی ہیں کہ شمار نہیں ہوسکتیں۔ ماحصل یہ ہے کہ:

حسن یوسف، دم عیسی، ید بیضا داری
آنچه خوباں ہمه دارند تو تنہا داری

حضور خاتم النبیین **علیہ التحیہ والثناء** سے لامحدود اور غیر مشروط محبت و احترام ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے۔ وہ جب تک نبی کریم ﷺ کو اپنے والدین، اولاد، عزیز رشتہ دار، دولت وکاروبار حتیٰ کہ خود اپنی جان سے زیادہ عزیز ترین نہ جانے، مسلمان نہیں کہلوا سکتا۔ یہ قانون، قرون

اولیٰ کے صحابۂ کرامؓ سے لے کر قیامت کی ساعت اوّل کے آغاز تک اسلام قبول کرنے والے ہر شخص پر یکساں لاگو ہے۔ اس سے ذرہ برابر روگردانی، رتی بھر انحراف، معمولی لاپروائی اور ادنیٰ سی بے توجہی بھی ایک مسلمان کو احسن تقویم کی چوٹیوں سے اٹھا کر اسفل السافلین کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیتی ہے۔

مسیلمہ کذاب کے جانشین اور ولید بن مغیرہ کی معنوی اولاد جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی نے ہمارے پیارے نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں جو بکواس کی، اُسے پڑھ کر کلیجا پھٹنے کو آتا ہے۔ اس کے بے لگام اور گستاخ قلم سے شافع محشر حضور نبی مکرم ﷺ کے متعلق وہ وہ دلخراش عبارتیں نکلیں کہ الامان والحفیظ۔ ایسی جسارت تو ابلیس اعظم علیہ ماعلیہ بھی نہ کر سکا۔ ہم ان کفریہ عبارات کو دل پر پتھر رکھ کر نقل کر رہے ہیں۔ آپ بھی ہزار بار استغفار کرتے ہوئے ان لغو تحریرات کو دیکھ کر مرزائی اور مرزائی نوازوں کو آئینہ دکھایئے۔

مرزا قادیانی محمد رسول اللہ

❑ ''پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے **محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم** اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی خاتم النبیین

❑ ''میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت **و آخرین منھم لما یلحقوا بھم** بروزی طور پر وہی خاتم الانبیا ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں، میرا نام محمد ﷺ اور احمد ﷺ رکھا ہے اور مجھے حضور نبی رحمت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے حضور نبی رحمت ﷺ کے خاتم الانبیا ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 10، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 212 از مرزا قادیانی)

❑ ''مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔'' (کشتی نوح صفحہ 56، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 61 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی تمام نبیوں کا مجموعہ

''میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں اسماعیلؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داوٗدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ابن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 521، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 521 از مرزا قادیانی)

قادیانی کلمہ

''ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم ﷺ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی وبین المصطفی فما عرفنی و ماریٰ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعود خود محمد ﷺ رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد ﷺ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔'' (کلمۃ الفصل صفحہ 158 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

افضلیتِ مرزا قادیانی

''اُس (نبی کریم ﷺ) کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔''

(اعجاز احمدی صفحہ 71، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 183 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی پر درُود

مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا عقائد ونظریات، جن سے مسلمانوں کو شدید صدمہ پہنچا ہے اوران کے جذبات مجروح ہوئے ہیں، کے بعد مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی طرح درود وسلام کا مستحق ہے۔ بقول مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ اس پر درود بھیجتا ہے۔ ملاحظہ کیجیے۔

- ''صلی اللہ علیک و علیٰ محمد''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 661، طبع چہارم از مرزا قادیانی)

- ''اے محمدی ﷺ سلسلہ کے برگزیدہ مسیح تجھ پر خدا کا لاکھ لاکھ دُرود اور لاکھ لاکھ سلام ہو۔''

(سیرت المہدی جلد سوئم صفحہ 208 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

نبی کریم ﷺ سورج، مرزا قادیانی چاند

''مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔''

(اربعین نمبر 4، صفحہ 103، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 445، 446 از مرزا قادیانی)

پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر

''اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی

ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ حضور شفیع المذنبین ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔''

(خطبہ الہامیہ صفحہ 182 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 271، 272 از مرزا قادیانی)

محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے

(از قاضی ظہور الدین اکمل قادیانی)

''امام اپنا عزیزو اس زمان میں
غلام احمد ہوا دارالامان میں
غلام احمد ہے عرش رب اکرم
مکاں اس کا ہے گویا لامکان میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جان میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں''

(اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء)

جب اس دلخراش قصیدہ پر اعتراض ہوا تو قادیانی قیادت نے جلتی پر تیل کی طرح جو جواب دیا، وہ نہایت افسوسناک ہے، ملاحظہ کیجیے۔

''یہ وہ نظم ہے جو حضرت مسیح موعود کے حضور میں پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ پھر یہ نظم اخبار بدر 25 اکتوبر 1906ء میں چھپی اور شائع ہوئی۔ پس حضرت مسیح موعود کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاکم اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا ہے کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایماں وقلت عرفاں کا ثبوت دے۔''

(اخبار روزنامہ ''الفضل'' 23 اگست 1944ء ص 4)

محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ

کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔"

(مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل قادیان نمبر 5، جلد 10، 17 جولائی 1922ء)

حضور نبی کریم ﷺ سور کی چربی استعمال کرتے تھے (نعوذ باللہ و لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

"حضور شفیع المذنبین ﷺ اور آپ کے اصحاب ...... عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور یہ تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔"

(مرزا قادیانی کا مکتوب، اخبار الفضل قادیان 22 فروری 1924ء)

مرزا قادیانی پر لعنت بے شمار...... مرزائی نوازوں پر لعنت بے شمار

روضۂ رسول ﷺ کی توہین

"ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدت تک زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اترنے کی جو دی گئی ہے، اس کے ہر ایک پہلو سے ہمارے نبی ﷺ کی توہین ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بڑا تعلق جس کا کچھ حد وحساب نہیں، حضرت مسیح سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً حضور شفیع المذنبین ﷺ کی سو برس تک بھی عمر نہ پہنچی مگر حضرت مسیح اب قریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے حضور شفیع المذنبین ﷺ کے چھپانے کے لیے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔ مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے، بلا لیا۔ اب بتاؤ محبت کس سے زیادہ کی۔ عزت کس کی زیادہ کی۔ قرب کا مقام کس کو دیا اور پھر دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ 112 (حاشیہ) مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 205 از مرزا قادیانی)

اپنی وحی پر ایمان

"مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔"

(اربعین نمبر 4 صفحہ 19، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 454 از مرزا قادیانی)

قادیانی عقیدہ کے مطابق مرزا قادیانی پر نازل ہونے والی وحی

- "انا اعطینک الکوثر. فصل لربک وانحر. ان شانئک هو الابتر."

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 73، طبع چہارم از مرزا قادیانی)

- "ورفعنالک ذکرک"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 74 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

- محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم.

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 73 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

- ''ومَا ارسلنٰک اِلَّا رحمة للعالمین ''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 64 طبع چہارم ازمرزا قادیانی)

- ''انت منی بمنزلة عرشی–انت منی بمنزلة ولدی''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 442 طبع چہارم ازمرزا قادیانی)

- ''انا انزلناہ قریباً من القادیان. وباالحق انزلناہ و بالحق نزل صدق اللّٰہ ورسولہ.''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 59 طبع چہارم ازمرزا قادیانی)

''آسمان سے کئی تخت اترے، پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 549 طبع چہارم ازمرزا قادیانی)

- ''لولاک لما خلقت الا فلاک ''

ترجمہ: اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 556 طبع چہارم ازمرزا قادیانی)

آخری اینٹ کون؟

مرزا قادیانی نے نہ صرف رحمت عالم ﷺ کے مقابلہ میں نبوت کا اعلان کیا بلکہ حضور علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنے عقائد باطلہ ونظریات فاسدہ کی بنیاد رکھی۔ مثلاً حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ نبوت بند ہے۔ مرزا قادیانی نے مقابلہ میں کہا کہ نبوت جاری ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جہاد جاری ہے۔ مرزا قادیانی نے مقابلہ میں کہا کہ جہاد بند ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ مدارنجات میری ذات ہے۔ مرزا قادیانی نے مقابلہ میں کہا کہ مدارنجات میری ذات ہے۔ جو مجھے نہیں مانتا، وہ کافر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''نبوت کے محل کی آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا (سلسلہ) ختم کرنے والا ہوں۔'' (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

جبکہ مرزا قادیانی نے اس کے جواب میں کہا:

''پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیش گوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچادے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔''

(خطبہ الہامیہ صفحہ 178، مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 178 ازمرزا قادیانی)

مرزا قادیانی بدبخت ہر بات میں حضور نبی کریم ﷺ کا مقابلہ کرتا ہے جب کہ آدم علیہ السلام کا مقابلہ شیطان نے کیا تھا۔

گستاخ رسول حرامی ہے

''اس کے مقابلہ میں حضور نبی رحمت ﷺ کو دیکھو۔ آپ کا دعویٰ کل جہان کے لیے اور

سخت سے سخت دکھ اور تکالیف آپ کو پہنچے۔ جنگیں بھی آپ نے کیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہؓ آپ کی زندگی میں موجود تھے۔ پھر ان باتوں کے ہوتے ہوئے جو شخص حضور نبی رحمت ﷺ کی شان میں کوئی ایسا کلمہ زبان پر لائے گا۔ جس سے آپ کی ہتک ہو وہ حرامی نہیں تو اور کیا ہے؟''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 283 طبع جدید از مرزا قادیانی)

انبیا کرام علیہم السلام کی توہین

اللہ تعالیٰ کی رنگا رنگ مخلوقات میں انسان سب سے اعلیٰ و اشرف ہے، جسے اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہے۔ پھر گروہ انسانیت میں وہ سعادت مند بڑی عظمتوں کے حامل ہیں، جنہیں وحی ربانی کی تسلیم و اطاعت کا شرف حاصل ہوا اور اس گروہ مسلمین میں سے لاتعداد عظمتوں کے امین و حامل وہ ہیں جنہیں نبوت و رسالت کا تاج پہنایا گیا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے بڑی امانت کا امین قرار دیا اور سب سے بڑی نعمت سے نوازا۔ یہ گروہ پاک باز، انسان ہو کر بھی اتنا عظیم المرتبت ہے کہ معصومیت ان کے لوازم میں سے ہے۔ بچپن سے آخر تک ان کی تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ کی خاص نگرانی اور حفاظت میں ہوتی ہے کہ معمولی گناہ بھی ان کے گھر کا رخ نہیں کرسکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مقدس وحی کے حامل اور اس کے مبلغ ہوتے ہیں۔ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر اس کی تبلیغ کرتے اور اف تک نہیں کرتے، چاہے اس راستہ میں ان کا جسم آرے سے چیرا جائے۔ نبی اور رسول ایسی اعلیٰ ترین خوبیوں، صلاحیتوں اور اوصافِ حمیدہ کے مالک ہوتے ہیں کہ لوگ ان کی سیرت اور کردار کو دیکھ کر عش عش کر اٹھتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ جس طرح ہم اپنے آقا حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لا کر مسلمان کہلوانے کے حقدار ہوئے ہیں، ایسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے تمام انبیا و رسل پر ایمان لانا بھی نہایت ضروری ہے۔ ہر لحاظ سے ان کا احترام لازم ہے۔ کسی رسول یا نبی کی شان میں ادنیٰ سی بھی گستاخی موجب کفر و ارتداد ہے۔ لیکن قادیان کے شیطان مجسم مرزا قادیانی نے اس گروہ پاک باز کو جس طرح یاد کیا، ان کی توہین و تحقیر کی اور اپنے ناپاک وجود کو ان سے برتر قرار دیا، وہ اس کے واضح کفر کا بین ثبوت ہے۔ اس کی شیطنت آمیز تحریرات کی نقل و مطالعہ کسی شریف انسان کے بس کا روگ نہیں لیکن ضرورت و مجبوری سے انہیں نقل کیا جا رہا ہے۔

نبی کی تحقیر غضب الٰہی کا موجب

''اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ .... کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔''

(چشمہ معرفت صفحہ 390، مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 390 از مرزا قادیانی)

تمام انبیا سے اجتہاد میں غلطی ہوئی

''میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔''

(تمتہ حقیقت الوحی صفحہ 135، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 573 از مرزا قادیانی)

رسولوں کی وحی میں شیطانی کلمہ

''دراصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل کبھی انبیا اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے۔''

(ازالہ اوہام صفحہ 629 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 439 از مرزا قادیانی)

چارسو نبیوں کی پیشگوئی جھوٹی نکلی

''ایک بادشاہ کے وقت میں چارسو نبیوں نے اس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوئم ص 629 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 439 از مرزا قادیانی)

تمام انبیا کا مجموعہ

- ''خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیا علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور حضور نبی رحمت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد ﷺ اور احمدؐ ہوں۔'' (حقیقت الوحی (حاشیہ) صفحہ 73، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 76 از مرزا قادیانی)
- ''میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
  نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، ص 103، مندرجہ روحانی خزائن جلد 21، ص 133، از مرزا قادیانی)

حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت

''خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔''

(تمتہ حقیقت الوحی صفحہ 137، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 575 از مرزا قادیانی)

حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت

''پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے

کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔‘‘
(براہین احمد یہ حصہ پنجم صفحہ 99، مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 99 از مرزا قادیانی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر

’’وہ نشان جو ظاہر ہونے والے ہیں وہ موسیٰ نبی کے نشانوں سے بڑھ کر ہوں گے۔‘‘
(حقیقۃ الوحی تتمہ ص 83 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 519 از مرزا قادیانی)

پرلے درجہ کی بے غیرتی

’’پس اب کیا یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم لا نفرق بین احد من رسلہ میں داؤدؑ اور سلیمانؑ، زکریاؑ اور یحییٰؑ کو شامل کرتے ہیں وہاں مسیح موعود (مرزا قادیانی) جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جاوے۔‘‘
(کلمۃ الفصل صفحہ 117، مؤلف مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

نبوت کا قادیانی تصور

’’مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے۔ اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے۔‘‘ (تریاق القلوب صفحہ 152 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 280,279 از مرزا قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

حضرات انبیا کرام علیہم السلام میں سے سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم اپنی بعض خصوصیات کے پیش نظر امتیازی مقام کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بن باپ پیدا ہونا، ایک خاص موقع پر زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور قرب قیامت میں دوبارہ دنیا میں واپسی، ایسی امتیازی خصوصیات ہیں جن میں ان کا کوئی دوسرا مقابل نہیں۔ بقول شخصے: عیسائی اور قادیانی اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام اور بی بی مریم علیہ السلام سے ہمیشہ جو ولولہ

انگیز محبت کا اظہار کرتے آئے ہیں، اس کا منبع قرآن حکیم ہی ہے۔ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ مسلمان مسیح علیہ السلام کا نام زبان پر لانے سے پہلے حضرت اور بعد میں علیہ السلام کا اضافہ کرتے ہیں۔ اور جو مسلمان بھی حضرت مسیح علیہ السلام کا نام ان مؤدبانہ الفاظ کے بغیر ادا کرتا ہے، اسے گستاخ سمجھا جاتا ہے۔ عیسائیوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کا نام حضرت محمد ﷺ کے نام مبارک سے پانچ گنا زیادہ مرتبہ مذکور ہے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کا نام (25) مرتبہ اور حضرت محمد ﷺ کا نام (5) مرتبہ۔'' اگرچہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا (25) مرتبہ براہِ راست نام مذکور ہے لیکن اس کے علاوہ بھی قرآن مجید میں انھیں کئی ایک مؤدبانہ القابات دیے گئے ہیں۔ مثلاً ابن مریم (بمعنی مریم کا بیٹا) مسیح علیہ السلام (عبرانی مسایا) جس کا انگریزی میں کرائسٹ ترجمہ کیا گیا۔ عبداللہ (اللہ کا بندہ یا خادم) رسول اللہ (اللہ کا پیغمبر)

اس کے علاوہ قرآن مجید میں ان کو کلمۃ اللہ، خدا کی رُوح اور خدا کی نشانی جیسے کئی اور پیارے القابات سے بھی یاد کیا گیا اور جن کا ذکر قرآن مجید کی پندرہ سورتوں کو محیط ہے۔ قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کے اس جلیل القدر پیغمبر کا ذکر انتہائی مؤدبانہ انداز سے کیا ہے۔ اسی وجہ سے مسلمان گزشتہ پندرہ سو سال سے ان کے اس بلند پایہ مقام کی قدر ومنزلت کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ان سے بھولے سے بھی اس میں کوئی کمی سرزد نہیں ہوئی ہے۔ سارے قرآن مجید میں کوئی ایک لفظ، جملہ یا مقام بھی ایسا نہیں جس سے اللہ تعالیٰ کے اس جلیل القدر پیغمبر کی تحقیر ہوتی ہو اور جسے ایک حاسد ترین عیسائی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بدترین دشمن قادیانی بھی قابل اعتراض سمجھتا ہو۔

دنیا کی سب سے بڑی مغضوب ومردود قوم یہود نے سب سے بڑھ کر سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی پاک دامن وعفت مآب والدہ محترمہ سیدتنا مریم صدیقہ طاہرہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا رضوانہ، پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔۔۔ انہیں اذیت پہنچائی۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کے قتل کے منصوبے بنائے اور تکلیف واذیت کے حوالہ سے جو ہوسکا، انہوں نے کیا۔ صدیوں بعد اس روایت کو قادیانی دہقان مرزا قادیانی نے دُہرایا اور اپنے گستاخ وبے لگام قلم سے سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی عظیم المرتبت والدہ کے خلاف وہ بہتان طرازیاں کیں کہ یہود کی روح بھی یقیناً شرما اٹھی ہو۔ یہ بدزبانی اور دوں نہادی جس کا رویہ ہو، اسے شریف انسان کہنا بھی مشکل ہے۔

کئی سال بیشتر حکومت نے موجودہ شناختی کارڈوں کی جگہ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ جاری کرنے کا پروگرام بنایا۔ ملک بھر کی دینی تنظیموں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس نئے کارڈ پر بلڈ گروپ اور مذہب کا خانہ بھی ہونا چاہیے تاکہ معلوم ہوسکے کہ کون کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے؟ مذہب کا اظہار فخر کی علامت ہے۔ اگر مذہب کا اظہار شرمندگی کا باعث بنتا ہے تو اس پر لعنت بھیج کر اسے چھوڑ دینا

چاہیے۔ یہودیوں کو اپنے یہودی ہونے پر فخر ہے، عیسائیوں کو اپنے عیسائی ہونے پر فخر ہے، مسلمانوں کو اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے اور ہر مسلمان لاکھوں کے مجمع میں ڈنکے کی چوٹ پر اپنے مذہب کا اظہار کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے، خواہ اس کے لیے اسے کوئی بھی قربانی کیوں نہ دینا پڑے۔ آئین اور تعزیرات پاکستان کی رُو سے نہ قادیانی خود کو مسلمان کہہ سکتے اور نہ اپنا مذہب اسلام کے طور پر پیش کرسکتے ہیں۔ لیکن ڈھٹائی کی حد دیکھئے کہ قادیانی خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ مسلمانوں کو غیر مسلم کہتے ہیں اور خود کو مسلمان کہتے ہیں، اس لیے آئین اور قانون کی رُو سے قابل تعزیر ہیں۔ حکومت نے دینی تنظیموں کے اس مطالبہ کو تسلیم کرلیا، جس پر پورے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ قادیانیوں نے اس مطالبہ کی منظوری کو اپنی موت سمجھا، لہٰذا انہوں نے عیسائی اقلیت کو ورغلایا اور پورے ملک میں احتجاجی تحریک شروع کردی۔ پاکستان میں اسلام دشمن سیکولر لابیاں امریکی سفیر کی سرپرستی میں حسب سابق ان کی حمایت میں کھل کر میدان میں آ گئیں، جس کے نتیجے میں حکومت نے شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ختم کردیا۔ اس کامیابی پر عیسائی اور قادیانی اقلیت نے خوب جشن منایا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں نے عیسائی اقلیت کو استعمال کر کے پاکستان اور بیرون ملک اپنے مذہب کی تبلیغ کی راہ ہموار کی۔ عیسائی اقلیت سے تعلق رکھنے والوں کے لیے یہ بات لمحہ فکریہ ہے!

مسیحی برادری جو آج کل قادیانیوں کی سرپرستی کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے، ذرا مرزا قادیانی کی ان تحریرات اور عقائد کو ملاحظہ کرے کہ کیا وہ ان کی حمایت کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کر رہی ہے یا ناراضی؟ قادیانیت کے جال میں پھنسنے والے اور نرم گوشہ رکھنے والے مسلمان بھی ذرا مرزا قادیانی کی ان تحریرات کا مطالعہ کر کے فیصلہ کریں کہ کیا ایسا شخص مسلمان ہوسکتا ہے؟ قادیانیوں کی ان گستاخانہ عبارات پر کاش آسمان سے ان پر پتھروں کی بارش ہوتی اور وہ نیست و نابود ہو جاتے! مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔

اعتراف عظمت

’’ہم اس بات کے لیے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی شانِ بزرگ کے برخلاف ہو اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکا کھانے والا اور جھوٹا ہے۔‘‘

(ایام الصلح [ٹائیٹل پیج] صفحہ 2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 228 از مرزا قادیانی)

خبیث لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تہمتیں لگاتے ہیں

’’آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) خدا کے مقبول اور پیارے تھے۔ خبیث ہیں وہ لوگ

جو آپ پر یہ تہمتیں لگاتے ہیں۔''
(نزول المسیح (ضمیمہ) صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 134 از مرزا قادیانی)

نعوذ باللہ

- ''وہ (حضرت عیسیٰ) ایک عورت کے پیٹ میں نو مہینہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور انسانوں کی طرح ایک گندی راہ سے پیدا ہوا۔ اور پکڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا۔''
(ست بچن صفحہ 141 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 265 از مرزا قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام گالیاں دیتے تھے

''آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے نہیں روک سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔''
(حاشیہ انجام آتھم صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل چرا کر لکھی

''نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔''
(حاشیہ انجام آتھم صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290 از مرزا قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں

''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا، اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔''
(حاشیہ انجام آتھم صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290 از مرزا قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کیڑے مکوڑے

''جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔'' (چشمہ مسیحی صفحہ 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 356 از مرزا قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے

''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔''

(کشتی نوح حاشیہ صفحہ 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 71 از مرزا قادیانی)

بقول مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، اس جگہ ''پیا کرتے تھے'' صیغہ ماضی استمراری کے ہیں اور ہمیشگی پر دال ہیں۔ یعنی (نعوذ باللہ) ہمیشہ پیا کرتے تھے۔ مرزا قادیانی چونکہ خود ٹانک وائن شراب پیتا تھا۔ اس لیے اس نے اپنے لیے جواز پیدا کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹا الزام لگا دیا۔

مسیح کا چال چلن

''مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو۔ شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔''

(نور القرآن صفحہ 12 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 387 از مرزا قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کنجریاں

''آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔''

(انجام آتھم صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 291 از مرزا قادیانی)

دیوانہ

''یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔''

(ست بچن صفحہ 171 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 295 از مرزا قادیانی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اہل بیتؓ کی توہین

حضرات انبیا علیہم الصلوۃ والسلام جیسے مبارک اور پاک طینت افراد کے بعد اس دھرتی پر انسانی آبادی میں جو طبقہ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مورد بنا، وہ حضرات

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ہے۔ ان کی تربیت اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول ﷺ سے بذریعہ وحی کروائی۔ صحابہ کرامؓ کے دل نور ایمان سے روشن، پیشانیاں سجود عاجزانہ سے مزین، دل حب خدا اور حب رسول ﷺ سے سرشار، زبانیں ذکر الٰہی سے تر و تازہ اور اعضاء اطاعت الٰہی سے مہکتے تھے۔ اسی لیے ہر مسلمان کے لیے اسوہ صحابہؓ کو اپنانا اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ قرآن عزیز اس پاک باز جماعت کو ''اللہ کی جماعت'' قرار دیتا ہے۔ ایسی جماعت کہ فلاح اور کامیابی اس کا مقدر ہے اور وہ ہر حال میں کامیاب ہو کر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت راشدہ و صادقہ کو اپنی رضا کے اعزاز سے نوازا اور جنت عطا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ حضور نبی مکرم، رسول رحمت، خاتم النبیین ﷺ نے اس جماعت راشدہ کو آسمانِ ہدایت کے ستارے قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''میرے صحابہؓ ستاروں کے مانند ہیں جس کی بھی چاہے پیروی کرلو، ہدایت پا جاؤ گے۔'' (مشکوٰۃ شریف) مزید ارشاد فرمایا ''خبردار ان کو اذیت پہنچانا، مجھے اذیت پہنچانا ہے، اور مجھے اذیت پہنچانا، اللہ رب العزت کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے صحابہؓ کو گالیاں نہ دو، اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مٹھی بھر صدقہ کو نہیں پہنچ سکتا بلکہ مٹھی کے نصف کے نصف کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔'' ایک اور حدیث پاک میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں، تم کہو لعنت ہے تمہاری بدکلامی پر۔'' (ترمذی شریف)

اہل بیتؓ عظام کا نسب نہایت پاکیزہ و عالی ہے۔ وہ تمام لوگوں میں سے بہتر، برگزیدہ اور پاکباز ہیں۔ ان کے حق میں قرآن کریم کی کئی آیات نازل ہوئیں اور کئی احادیث نبویہ ان کی شان میں وارد ہوئیں۔ وہ طیب شجر نبوی کی مقدس شاخیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہر آلائش کو دور کر دیا ہے اور انھیں صاف ستھرا کیا ہے۔ اسلام کی سربلندی کے لیے ان کی خدمات، اسلامی تاریخ کا روشن باب ہیں۔ وہ سب مسلمانوں کے احترام، توقیر اور ان کی محبت کے لائق اور مستحق ہیں۔ ہر مسلمان اہل بیتؓ سے محبت اپنے لیے سرمایۂ حیات سمجھتا ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے اس گروہ صفا پر طعن و تشنیع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت کا مستحق قرار دیا۔ لیکن اس دنیا میں ایسے بدبختوں اور نامرادوں کی کمی نہیں جو درسگاہِ نبوت کے ان تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظام کے خلاف اپنی گز بھر لمبی زبانیں کھولتے ہیں۔ ایسے ہی نامرادوں میں ایک آنجہانی مرزا قادیانی ہے جس کی سوقیانہ زبان اور بدبختی کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔

نادان صحابی

''بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 285 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 285 از مرزا قادیانی)

حضرت ابو ہریرہؓ کی توہین

❑ ''جیسا کہ ابو ہریرہؓ غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔''

(اعجاز احمدی صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 127 از مرزا قادیانی)

❑ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی توہین

''میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا، وہ تو بعض انبیا سے بہتر ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 278 از مرزا قادیانی)

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی توہین

''ابوبکر وعمر کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد (قادیانی) کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق نہ تھے۔'' (ماہنامہ المہدی بابت جنوری، فروری 1915ء-3/2 صفحہ 57 احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

زندہ علی، مردہ علی

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 400 طبع جدید از مرزا قادیانی)

حضرت امام حسینؓ کی توہین

حضرت امام حسینؓ کے عالی مقام کے بارے میں بے حد گستاخانہ زبان استعمال کرتے ہوئے مزید لکھا:

❑ ''تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔ اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ (ذکر حسینؓ) کا ڈھیر ہے۔''

(اعجاز احمدی صفحہ 82 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 194 از مرزا قادیانی)

کربلا کی سیر

''کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم''

ترجمہ: ''میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو(100) حسینؓ ہر وقت میری جیب میں ہیں۔''

(نزول المسیح صفحہ 99 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا بیٹا اور قادیانی جماعت کا دوسرا خلیفہ مرزا بشیرالدین احمد، مرزا قادیانی کے

مندرجہ بالاشعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''امام حسینؓ کی شہادت سے بڑھ کر حضرت مولوی عبداللطیف صاحب (قادیانی) کی شہادت ہے جنھوں نے صدق اور وفا کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا اور جن کا تعلق شدید بوجہ استقامت سبقت لے گیا تھا۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 364 طبع جدید از مرزا قادیانی)

سیّد کون؟

''اب جو سید کہلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی۔ اب وہی سید ہوگا جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی اتباع میں داخل ہوگا۔ اب پرانا رشتہ کام نہیں آئے گا۔''

(قول الحق صفحہ 32 مندرجہ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 80 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

قرآن وسنت کی توہین

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے جہاں سلسلہ نبوت قائم فرمایا اور اس کا اختتام حضرت محمد ﷺ پر کردیا، وہاں مختلف اوقات میں آسمانی کتابیں بھی نازل فرمائیں۔ اس سلسلہ کتب کی آخری کڑی قرآن مجید اور فرقان حمید ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ یہ کتاب مبین پوری انسانیت کے لیے قیامت تک رحمت، ہدایت اور شفاء ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ کی حفاظت و صیانت کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے کیا جس کی آیات کے سامنے بڑے بڑے زبان آور، دم بخود رہ گئے اور اس کی کسی ایک آیت کا مقابلہ کرنے کی تاب نہ لا سکے۔

یہ عظیم کتاب صدیوں سے اپنی عظمت کا لوہا منوا رہی ہے۔ آنجہانی مرزا قادیانی کی سرپرست برطانوی سرکار نے اسے مٹانے کی عجیب احمقانہ تدابیر کیں لیکن منہ کی کھائی۔ ''عربی مبین'' میں نازل ہونے والی اس کتاب کے بالمقابل قادیانی گنوار نے وحی و الہام کا جس طرح ڈھونگ رچایا اور اسے قرآن سے برتر و بالا قرار دیا اور جابجا فخریہ اس کا اظہار کیا، وہ ایسی ناروا جسارت ہے جس پر آسمان ٹوٹ پڑے اور زمین پھٹ جائے تو عجب نہیں۔ قرآن کے بالمقابل خرافاتی الہام کے لیے مرزا کی تحریرات دیکھیں اور سوچیں کہ آیا یہ شخص صحیح الدماغ تھا یا اس کا ذہنی توازن خراب تھا؟

قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہوا

''انا انزلناہ قریباً من القادیان''

اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلناہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارۃ البیضاء کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی و الہامات صفحہ 59 طبع چہارم، از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ مندرجہ بالا عبارت قرآن مجید کی آیت ہے اور قرآن مجید میں موجود ہے اور قرآن مجید میں قادیان کا نام درج ہے۔ قادیانیوں سے سوال ہے کہ وہ بتائیں کہ یہ آیت قرآن مجید کے کس پارہ اور رکوع میں درج ہے۔ قادیانی قیامت تک ہمارے اس سوال کا جواب نہ دے سکیں گے۔ قادیانیوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے کہ مرزا قادیانی نے اس عبارت کے ذریعے قرآن مجید میں تحریف کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے اور ایسا کرنے والا ملحد اور کافر ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے خود لکھا:

قرآن مجید میں تبدیلی کرنے والا ملحد اور کافر ہے

''ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغیر کرسکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔'' (ازالہ اوہام صفحہ 70 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 170 از مرزا قادیانی)

لیجیے! مرزا قادیانی خود اپنے ہی عقیدہ اور الہامی تحریر سے جماعت مومنین سے خارج، ملحد اور کافر ہوگیا ہے۔ اب مزید کسی فتوے کی ضرورت نہیں رہی۔ مولانا محمد رفیق دلاوریؒ اپنی کتاب میں مرزا قادیانی کی عظمت قرآن کے حوالہ سے ایک واقعہ تحریر کرتے ہیں:

''مرزا قادیانی کے منجھلے صاحبزادہ میاں بشیر احمد نے سیرۃ المہدیٰ، جلد اوّل کے دو مقامات (ص 236 و 252) پر مولوی میر حسن صاحب سیالکوٹی کا ذکر کیا ہے۔ مولوی صاحب مرحوم مرے کالج سیالکوٹ میں عربی، فارسی اور اردو کے پروفیسر اور علامہ سر ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کے استاد تھے۔ یاد رہے کہ علامہ مرحوم دراصل سیالکوٹ کے باشندہ تھے۔ لیکن عرصہ دراز سے لاہور میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ سیرۃ المہدیٰ جلد اوّل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی میر حسن صاحب مسیح قادیاں کے خاص سیالکوٹی احباب میں سے تھے۔ اسی بنا پر ایک مرتبہ بشیر احمد صاحب نے سیرۃ المہدیٰ کی تالیف کے وقت ان سے اپنے باپ کے وہ حالات دریافت کیے جو مرزا قادیانی کے قیام سیالکوٹ کے دوران میں ان کے علم و مشاہدہ میں آئے تھے۔ چنانچہ اس استدعا کے بموجب انھوں نے مرزا قادیانی کے چشم دید حالات لکھ بھیجے۔ چونکہ مولوی صاحب خدانخواستہ مرزائی نہیں تھے، اس لیے قرینہ ہے کہ انھوں نے ہر قسم کے بھلے برے حالات بے کم وکاست لکھ بھیجے ہوں گے لیکن بشیر احمد صاحب نے ان میں سے صرف مفید مطلب چیزیں انتخاب کر لی ہوں گی۔ مثلاً مولوی میر حسن صاحب کا مندرجہ ذیل بیان جو ایک سیالکوٹی پروفیسر صاحب نے خاکسار راقم الحروف سے بیان کیا

''سیرۃ المھدیٰ'' میں درج نہیں ہے اور نہ اس قسم کے واقعات کے اندراج کی کوئی توقع ہوسکتی تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ مولوی میر حسن مرحوم کے سامنے مسیح قادیان کے سوانح حیات جو کسی مرزائی گم کردہ راہ نے ترتیب دیے ہوں گے پڑھے جارہے تھے، ان میں لکھا تھا کہ مرزا قادیانی کے دل میں قرآن پاک کی بڑی عظمت تھی۔ یہ سن کر مولوی میر حسن صاحب مرحوم نے فرمایا کہ ''ہاں عظمت قرآن کا اندازہ اس سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی کی تلاوت کا جو قرآن تھا، اس میں مرزا قادیانی نے خاتمہ قرآن پر یعنی سورۂ ناس کے اختتام پر قوت باہ کا ایک نسخہ لکھ رکھا تھا۔''
(رئیس قادیان صفحہ 55، 56 از مولانا محمد رفیق دلاوریؒ)

قرآن، مرزا قادیانی پر دوبارہ اترا

''ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لیے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہؐ (مرزا قادیانی) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔'' (کلمۃ الفصل صفحہ 173 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

قرآن شریف، مرزا قادیانی کی باتیں

''قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔''
(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 77 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں (نعوذ باللہ)

- ''قرآن شریف جس آوازِ بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کررہا ہے، ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر اُن پر لعنت بھیجتا ہے۔''
(ازالہ اوہام صفحہ 26 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 115 از مرزا قادیانی)

احادیث رسول ﷺ کی توہین

''میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔''
(اعجاز احمدی [ضمیمہ نزول المسیح] صفحہ 36 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 140 از مرزا قادیانی)

حرمین شریفین کی توہین

امت مسلمہ اس حقیقت کو بہ دل و جان تسلیم کرتی ہے کہ حرمین شریفین (مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ) کائنات ارضی کے سب سے محترم ، مبارک اور مقدس مقامات ہیں۔ رب العزت کی تجلیات کا مرکز ارض حرم ہے تو اس کی رحمتوں کے نزول کی جگہ ارض مدینہ ہے۔ حدود حرم میں ایک نماز ادا کرنے پر ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ جبکہ مسجد نبوی ﷺ میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، حضرت ابن عمرؓ، حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اس کی طاقت رکھتا ہو کہ مدینہ طیبہ میں مرے، اسے چاہیے کہ وہیں مرے، اس لیے کہ میں اس شخص کا سفارشی ہوں گا جو مدینہ میں مرے گا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میں اس کا گواہ بنوں گا۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

حج بیت اللہ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک ہے جو عشق وجنون کا سفر ہے اور جس میں اللہ تعالیٰ کے بندے اپنی نیاز مندی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں۔ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے امتیوں کے لیے ارض مدینہ کی زیارت بھی گویا اس مبارک سفر کا ایک حصہ ہے۔

لیکن دیکھیں کہ مرزا قادیانی جیسے شاطر، فریبی اور یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ نے کس طرح ان پاک شہروں کی توہین کی۔ اپنی جنم بھومی قادیان کا ان سے کس طرح جوڑ جوڑا بلکہ اسے قرآن میں مندرج قرار دے کر اسے مکہ و مدینہ سے بھی بہتر وافضل قرار دیا اور قادیان ہی کی زیارت کو حج سے تعبیر کر کے بیت اللہ اور مناسک حج کی شرمناک توہین کی۔

مسجد اقصیٰ کی توہین

- ❑ **"والمسجد الاقصے المسجد الذی بناہ المسیح الموعود فی القادیان"**

مسجد اقصیٰ سے مراد وہ مسجد ہے جسے قادیان میں مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بنایا۔

(خطبہ الہامیہ صفحہ 25 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 25 از مرزا قادیانی)

قادیان کی فضیلت

- ❑ ''لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان میں آنا- ناقل) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر، کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 352 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 352 از مرزا قادیانی)

- ❑ ''زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے''

(مجموعہ آمین ص 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 504 از مرزا قادیانی)

مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ

''حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے، مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا، وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ **کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔**''

(حقیقۃ الرویاء صفحہ 46 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

حضرات اولیاء عظامؒ وعلماء کرامؒ کی توہین

حضرات اولیاء عظام اور علماء کرام، اللہ تعالیٰ کی انسانی مخلوق کا نہات بیش قیمت حصہ ہے۔ ایسا حصہ جسے اللہ رب العزت نے خود اپنا دوست قرار دیا۔ انہیں ایمان وتقویٰ کا علمبردار بتلایا اور واضح فرمایا کہ دنیا وآخرت میں ہر قسم کی بشارتیں ان کے لیے ہیں۔ اہل علم کے لیے قرآن وسنت میں جابجا تعریف آمیز کلمات ہیں اور کیوں نہ ہو کہ علم نور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اس سے کسی کو حصہ ملنا بڑی ہی سعادت ہے۔ علماء کرام کی توہین وتذلیل کو حضور نبی کریم ﷺ نے بدترین جرم قرار دیا اور ایسے لوگوں کے متعلق واضح کیا کہ ان لوگوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن صد ہزار حیف مرزا قادیانی مردود پر کہ اس نے قریب العہد اور قریب العصر نامور علماء وصلحاء کا نام لے لے کر انہیں مغلظات سنائیں اور برا بھلا کہا۔ بھلا ایسا آدمی اس قابل ہے کہ اسے کوئی منہ لگائے۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو اس کمینے شخص کو نبی بنا کر بیٹھے ہیں۔

پرلے درجہ کی خباثت اور شرارت

''مختلف فرقوں کے بزرگ ہادیوں کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پرلے درجہ کی خباثت اور شرارت سمجھتے ہیں۔'' (براہین احمدیہ صفحہ 102 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 92 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی، خاتم الاولیاء

''اور وہ خاتم الانبیا ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔''

(خطبہ الہامیہ صفحہ 70 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 70 از مرزا قادیانی)

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی توہین

پاسبان ختم نبوت، تاجدار گولڑہ شریف حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد کے رد میں ایک معرکتہ الآراء کتاب ''سیف چشتیائی'' لکھی اور اسے مرزا قادیانی کو

بجھوایا۔ مرزا قادیانی اسے پڑھ کر آپے سے باہر ہوگیا اور اول فول بکنے لگا۔ اس نے کہا:

''مجھے ایک کتاب کذاب (حضرت پیر مہر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین، تجھ پر لعنت۔ تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔''

(اعجاز احمدی صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 188 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کی ذہنی حالت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ قادیانی عقائد کے مخالفانہ کتاب ملنے پر اس نے نہ صرف مصنف کو برا بھلا کہا بلکہ اس پورے علاقے اور اس کے مکینوں کو بھی ملعون قرار دے ڈالا۔ جبکہ قادیانی جماعت کا نعرہ ہے: محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں۔

مسلمانوں سے نفرت اور معاشرتی بائیکاٹ

مرزائیوں کا عجب معاملہ ہے کہ وہ ایک طرف تو مسلمانوں سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ انہیں اپنا حصہ سمجھا جائے، انہیں برابر کے حقوق ملیں اور مسلمان معاشرتی زندگی میں ان سے مل جل کر رہیں۔ اس کو آپ حقیقت کا نام دیں گے یا منافقت کا کہ ان کی یہ جملہ خواہشیں اور جملہ تقاضے ان کے گرو اور ان کے پسماندگان کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ قادیانی تعلیمات میں شادی بیاہ سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور انقطاع کی تعلیم ہے اور اس پر بھرپور زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا معاملہ نہ رکھیں حتیٰ کہ ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک نہ پڑھیں۔ مرزا قادیانی کے سلسلہ کے تمام لوازم اور مناسبات کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے پیروؤں کو تمام مسلمانوں سے ایک الگ امت بنانے میں کسی درجہ ساعی و کوشاں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی اور اس کی ''ذریۃ البغایا'' کی تعلیمات یہ ہیں تو پھر وہ مسلمانوں سے باہمی روابط کا کیوں مطالبہ اور تقاضا کرتے ہیں؟ ان دوغلے اور منافقانہ رول کا اندازہ کرنے کے لیے درج ذیل تحریرات سب سے بڑا ثبوت ہے۔ حسب ذیل تصریحات ملاحظہ کیجیے:

مسلمانوں سے ہر چیز میں اختلاف

- ''کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس (قادیانی) فرقہ میں اور دوسرے لوگوں (مسلمانوں) میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیاتِ مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک

شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا۔“

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ صفحہ 2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 464 از مرزا قادیانی)

مسلمانوں سے تعلقات حرام

”ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔

غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 169، 170 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

مسلمانوں کی نماز جنازہ

”اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے، اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے، لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے، وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے، شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔“

(انوار خلافت صفحہ 93 مندرجہ انوار العلوم، جلد 3 صفحہ 150 از مرزا بشیر الدین محمود)

مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے کا جنازہ نہ پڑھا

”آپ (مرزا قادیانی) کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا، جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے، آپ ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہ کی تھی۔ بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا ہے۔ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا اور شدت مرض میں مجھے غش آ گیا، جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا تھا۔ آپ یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی

بھی اتنے نہ ہوں گے۔ محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور اس کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت صاحب نے اس کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے، اسی طرح کریں۔ لیکن باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔“

(انوارِ خلافت صفحہ 91 مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 149 از مرزا بشیر الدین محمود)

مرزا قادیانی کا بیٹا فضل احمد سمجھتا تھا کہ اس کے والد نے نبوت کا دعویٰ کر کے امت مسلمہ سے غداری کی ہے، اس لیے اس نے اپنے باپ کے ”دعویٰ نبوت“ کو کبھی تسلیم نہیں کیا جس کی بناء پر مرزا قادیانی نے اپنے فرماں بردار بیٹے کا نماز جنازہ نہ پڑھا کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو غیر مسلم سمجھتا تھا۔

مسلمانوں کو لڑکی دینا

”ایک اور بھی سوال ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریاں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہٴ اول (حکیم نورالدین) نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔“ (انوارِ خلافت صفحہ 93، 94 مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 151 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

پیارے مسلمان بھائیو!

سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں 7 ستمبر 1974ء کو پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں فرقوں (ربوی و لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق (3) 160 اور (3) 260 میں اس کا مستقل اندراج کر دیا۔ لیکن اس کے باوجود قادیانی مسلسل شعائر اسلامی استعمال کرتے ہیں۔ وہ غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنی عبادت گاہ کو مسجد، مرزا قادیانی کو نبی اور رسول، مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المومنین، مرزا قادیانی کے دوستوں کو صحابہ کرام، قادیان کو مکہ مکرمہ، ربوہ کو مدینہ، مرزا قادیانی کی باتوں کو احادیث مبارکہ، مرزا قادیانی پر اترنے والی نام نہاد وحی کو قرآن مجید اور محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں۔ چنانچہ 26 اپریل 1984ء کو حکومت نے امن و امان کی صورتحال کے پیش نظر امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے قانوناً روکا گیا۔ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا،

اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے مذہب کی تبلیغ و تشہیر اور شعائر اسلامی وغیرہ استعمال نہیں کر سکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ 3 سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ قادیانیوں نے لندن میں بیٹھے اپنے خلیفہ کے حکم پر اس قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پورے ملک میں شعائر اسلامی کی توہین کی اور آرڈیننس کے خلاف ایک بھرپور مہم چلائی۔ جس کے نتیجہ میں پاکستان کے اکثر شہروں میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہوئی۔ قادیانی قیادت نے اس قانون کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا کہ قادیانیوں پر پابندی بالکل درست ہے۔ اس کے بعد قادیانیوں نے چاروں صوبوں کی ہائی کورٹس میں چیلنج کیا، یہاں پر بھی عدالتوں نے دونوں طرف کے دلائل سننے کے بعد قرار دیا کہ آرڈیننس بالکل قانون کے مطابق ہے۔ قادیانیوں کو آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم کرتے ہوئے شعائر اسلامی استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ آخر میں قادیانیوں نے ان تمام فیصلوں کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ ہمیں آئین کے مطابق آزادی کا حق حاصل ہے، لیکن ہمیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا عدالت تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کو کالعدم قرار دے۔ سپریم کورٹ کے فل بنچ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں طرف سے دلائل دیے گئے۔ قادیانیوں کی اصل کتابوں سے متنازعہ ترین حوالہ جات پیش کیے گئے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ (ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718) میں قرار دیا کہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ جج صاحبان کسی دینی مدرسہ یا اسلامی دارالعلوم کے استاد نہیں تھے بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے۔ ان کا کام آئین و قانون کے تحت انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ فاضل جج صاحبان کا یہ بھی کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں جبکہ دھوکا دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ اس سے کسی کے حقوق یا آزادی ہی سلب ہوتی ہے۔

آج کل قادیانی پوری قوت کے ساتھ ختم نبوت پر حملہ آور ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں بے شمار گستاخیوں پر مشتمل لٹریچر باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے، اور پوری آزادی کے ساتھ مسلمانوں میں تقسیم ہو رہا ہے۔ قادیانی اپنی مذموم کارروائیوں کے ساتھ ملت اسلامیہ کو ختم اور شمع اسلام کو بجھانا چاہتے ہیں...... جبکہ ہم خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں...... خواب غفلت کے مزے لوٹ رہے ہیں...... سوچیے! شافعِ محشر حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے ہم کب بیدار ہوں گے؟ اسلام کی غیرت اور لاج کے لیے کب متحرک ہوں گے؟ عقیدۂ ختم نبوت پر پے در پے حملوں سے بچاؤ کے لیے کب میدان کارزار میں اتریں گے؟ نبی کریم ﷺ، صحابۂ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کی بے حرمتی اور ان کی عزتوں کو پامال کرنے والے بدبختوں کے خلاف

کب ایک آہنی دیوار بن کر کھڑے ہوں گے؟ یاد رکھیے! جس جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت پر ڈاکا زنی ہو رہی ہو، وہاں ختم نبوت کی حفاظت کرنا آپ کا فرض عین ہے، اس سے ذرا سا بھی اعراض کرنا خود کو حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے محروم کرنے کے مترادف ہے۔

تحفظ ختم نبوت اور جنت الفردوس لازم وملزوم ہے۔ اس حقیقت میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کام کرنے والا ہر شخص جنتی ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار جہنم میں ہوں گے اور فرض کریں کہ وہاں تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والا کوئی شخص بھی موجود ہو تو مرزا قادیانی اس شخص کو طعنہ دے گا کہ ''میں تو جھوٹے دعویٰ نبوت کے جرم میں یہاں آیا ہوں۔ تم دنیا میں میرے دعویٰ کی تکذیب اور سرکوبی میں پیش پیش تھے، تمھیں کیا ملا؟ میں دعویٰ نبوت کے جرم میں جہنمی اور تم تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے پر جہنمی، تو پھر فرق کیا ہوا؟'' خدا کی قسم! ایسا ممکن ہی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کو یہ گوارا ہی نہیں کہ کوئی شخص تحفظ ختم نبوت کا کام کرے اور وہ جہنم میں جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ایک ارشاد پاک کا مفہوم ہے ''اگر کسی نے ہم پر کوئی احسان کیا ہے تو ہم نے اس کا بدلہ دے دیا ہے سوائے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے کہ ان کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اسے اللہ تعالیٰ دے گا۔'' یہ قاعدہ وقانون اب بھی موجود ہے۔ آج بھی اگر کوئی شخص حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت اور عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے کام کرتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام اس کے اس فعل سے نہ صرف بے حد خوش ہوتے ہیں بلکہ آپ ﷺ، اس شخص کے اس احسان کا بدلہ قیامت کے دن اپنی شفاعت کے ذریعے ادا فرمائیں گے...... ایک گنہگار امتی کو اس سے بڑھ کر اور کیا انعام چاہیے! آیئے تحفظ ختم نبوت کی روشنی کو پھیلایئے...... شفاعت محمدی ﷺ آپ کی منتظر ہے۔

زکوٰۃ اچھی حج اچھا روزہ اچھا اور نماز اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(زمیندار 26 مئی 1929ء)

3

''اور دیکھو گے تم مجرموں کو اس دن کہ جکڑے ہوئے ہیں وہ زنجیروں میں'' (ابراہیم :49)

مجرمِ اسلام

جھوٹے مدعی نبوت مسلیمہ پنجاب آنجہانی مرزا قادیانی کے راسپوٹینی کردار و اطوار، رذیل حالات و واقعات اور عزازیلی عقائد و نظریات پر مبنی مستند دستاویز جس کا مطالعہ چشم کشا ہے اور ہوش ربا بھی، کہ کس طرح ایک عیار، مکار اور فتنہ پرور شخص نے مسیحیت کا ڈھونگ رچا کر لاکھوں سادہ لوح مسلمانوں کو ایمان کی دولت سے محروم کر دیا۔

محمد متین خالد

حق کے متلاشی قادیانیوں کی توجہ کے لیے!

قادیانی جماعت کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

❑ ''ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخاطب گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دے''۔

(ازالہ اوہام صفحہ نمبر 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 112 از مرزا قادیانی)

❑ ''یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بکلی اُن سے سلب ہو گئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔''

(مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص 397 از مرزا غلام احمد قادیانی)

❑ ''ہماری جماعت کو چاہیے کہ ہمیشہ خیال رکھے کہ بعض امور تو سمجھ میں آ سکتے ہیں اور بعض نہیں آ سکتے، تو جو سمجھ میں نہ آیا کریں، ان کو پس پشت نہ کیا جاوے اور دریافت کر لینے چاہئیں۔ نیکی اسی کا نام ہے ورنہ حبط اعمال ہو جاتا ہے''۔

(ملفوظات جلد دوم، صفحہ 611 طبع جدید از مرزا قادیانی)

جب کھل گئی بطالت پھر اس کو چھوڑ دینا
نیکوں کی ہے یہ سیرت، راہ ہدیٰ یہی ہے

(مرزا قادیانی)

توجہ فرمائیں

قادیانی جماعت نے اپنی کتب کے کئی کئی ایڈیشن شائع کیے ہیں، جس سے حوالہ جات کے صفحات تبدیل ہو گئے ہیں۔ بہر حال اس کتابچہ میں موجود کسی بھی حوالہ کی تصدیق کے لیے آپ براہ راست خط لکھ کر اس کا اصل عکس منگوا سکتے ہیں۔

جھوٹی نبوت کا دعویدار آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی پنجاب میں ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کے ایک پسماندہ قصبے ''قادیان'' میں پیدا ہوا۔ یہ قصبہ امرتسر سے شمال مشرق کی طرف ریلوے لائن پر ایک قدیم شہر بٹالہ سے گیارہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش کا تذکرہ کئی قادیانی کتابوں سے ملتا ہے، لیکن اس کی تاریخ پیدائش کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی اپنی پیدائش کے بارے میں لکھتا ہے کہ وہ 1839ء یا 1840ء میں پیدا ہوا۔ (کتاب البریہ (حاشیہ) ص 159، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 177، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)۔ مرزا قادیانی اپنی پیدائش کے متعلق لکھتا ہے:

❑ ''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔''

(تریاق القلوب ص 351 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 479 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے الفاظ پر غور فرمائیں: ''پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد میں اس کے میں نکلا تھا۔'' کتنے بازاری اور گھٹیا الفاظ ہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ یہ ہے کہ میں سلطان القلم بنایا گیا ہوں۔

مثل مشہور ہے کہ ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات''۔ اس کے مصداق مرزا قادیانی بچپن ہی سے ایک آوارہ مزاج، کھلنڈرہ، رنگین مزاج اور مذہب بیزار نوجوان تھا۔ اس کا بچپن بے شمار آلودگیوں سے لتھڑا پڑا تھا۔ شرارت، فساد، جھوٹ، گالی اور آوازے کسنا اس کے مشغلے تھے۔ اس کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے کے مطابق بچپن میں اسے سُندھی کہا جاتا۔ وہ چڑیاں پکڑتا اور پھر بڑی بے رحمی سے سرکنڈے کے ساتھ ان کے گلے کاٹتا (یعنی جس طرح سکھ مذہب کے لوگ جانوروں کا جھٹکا کرتے ہیں) اور پھر ان کا گوشت پکا کر بڑے شوق سے کھاتا۔ اکثر بغیر پوچھے اپنے دادا کی پنشن (جو اس دور میں سات سو روپے تھی) چوری چھپے وصول کر کے رقم عیاشی میں ضائع کر دیتا۔ وہ بٹیر بازی اور مرغ بازی کا دلدادہ تھا۔ اسی طرح وہ چشم نیم باز اپنے گھر کی چھت اور کھڑکیوں کی اوٹ سے دوسرے گھروں میں جھانکتا، اس پر کئی دفعہ جھگڑا بھی

ہوا۔ ایسے ہی شوق میں وہ ایک دن اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گرا اور دایاں بازو ٹوٹ گیا اور یہ ہاتھ آخر عمر تک ٹھیک نہ ہوا۔ اس کے بیٹے بشیر احمد ایم اے کی ایک روایت کے مطابق اس ہاتھ سے کھانے کا لقمہ تو منہ تک لے جا سکتا تھا مگر پانی کا گلاس یا چائے وغیرہ کا کپ منہ تک نہ اٹھا سکتا تھا۔ وہ گھر سے چینی چوری کر کے باہر دوستوں میں لے جاتا اور خود بھی کھاتا اور انہیں بھی کھلاتا۔ ایک دفعہ چوری چھپے ایک برتن میں سے سفید چینی سمجھ کر اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی، اس کا دم رک گیا، بعد میں پتہ چلا کہ جسے اس نے چینی سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا، وہ چینی نہ تھی بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔ وہ قادیان کے کچے اور گندے تالابوں میں تیرا کی کرتا۔ رات کو غرارہ پہن کر سوتا، گندے خواب دیکھتا، جس میں برہنہ جوان عورتوں سے بغل گیر ہوتا اور نتیجتاً احتلام کا شکار ہو جاتا۔ وہ اکثر و بیشتر جھوٹے موٹے منتر پڑھتا اور لوگوں کو پھونکیں مارتا جس سے لوگوں کو نفسیاتی طور پر مرعوب کرتا۔ رات کو ہاتھوں میں جگنو پکڑ کر اس کی روشنی سے لوگوں کو بے وقوف بناتا۔ ایک دفعہ ملازمت کے لیے مختاری کا امتحان دیا لیکن فیل ہو گیا۔ ساری زندگی نہ حج کیا نہ عمرہ کیا، نہ اعتکاف کیا، نہ زکوٰۃ دی۔ (سیرت المہدی جلد سوم ص 119 از مرزا بشیر احمد) اس قدر مخبوط الحواس تھا کہ اکثر اپنی جیب میں مٹی کے ڈھیلے (وٹوانی کے لیے) رکھتا اور ساتھ ہی گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیتا۔ وٹوانی کے لیے گڑ اور کھانے کے لیے مٹی کے ڈھیلے استعمال کرتا۔ سکون حاصل کرنے کے لیے کئی کئی گھنٹے لیٹرین میں بیٹھا رہتا۔ قمیض کے بٹن اُلٹے کاج میں لگا لیتا۔ جوتے کا دایاں پاؤں بائیں میں اور بایاں پاؤں دائیں میں ڈال لیتا۔ ازار بند کے ساتھ چابیوں کا گچھا باندھتا اور چلنے پر اس کی آواز آتی۔

مرزا قادیانی کی بدعملی اور آوارہ مزاجی کے نتیجہ میں اس کی شادی تقریباً 1850ء میں کر دی گئی۔ مرزا قادیانی کا نکاح اس کے سگے ماموں مرزا جمعیت بیگ کی بیٹی حرمت بی بی سے ہوا، جس سے دو بیٹے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد پیدا ہوئے۔ یہ شادی بڑے دھوم دھڑکے اور پورے لوازمات کے ساتھ ہوئی۔ مرزا قادیانی کا والد اور بھائی اس سے بے حد متنفر تھے کیونکہ وہ کوئی کام نہ کرتا تھا۔ وہ اس کے مستقبل کے بارے میں بھی پریشان رہتے۔ خود مرزا قادیانی کا اعتراف ہے کہ میرا والد اکثر اوقات افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہتا کہ ”میرا ایک بچہ تو لائق ہے مگر دوسرا نالائق ہے۔ کوئی کام نہ اسے آتا ہے اور نہ وہ کرتا ہے، مجھے فکر ہے کہ میرے مرنے کے بعد یہ کھائے گا کہاں سے۔“ (تاریخ احمدیت از دوست محمد شاہد ج 1 ص 71)

1857ء میں جنگ آزادی شروع ہوئی تو مرزا قادیانی کی قسمت بدل گئی۔ انگریز حکومت کو مسلمانوں کے خلاف مخبر اور غدار درکار تھے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے انہیں اپنی خدمات پیش کیں، اپنے خاندان کی پرانی خدمات کے نتیجے میں وہ انگریز حکومت کی سرپرستی میں آ گیا۔ انگریزوں نے اس پر اپنی نوازشات کی بارش کر دی۔ اسی دوران مرزا قادیانی نے انگریز کی حمایت میں کتابیں لکھنی شروع کیں۔ خود مرزا قادیانی کا اقبالی بیان ہے کہ اس نے 17 برس تک سرکار انگریز کی اطاعت اور ہمدردی کے لیے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں مؤثر تقریریں کیں۔ اس جنگ میں مرزا قادیانی کے والد نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریز کو مدد دی۔ پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ جنگ کے وقت سرکار انگریز کی امداد میں دیئے۔ مرزا قادیانی کا بیان ہے ''میں نے اپنی عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزارا اور ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔'' (تریاق القلوب ص28,27 از مرزا قادیانی) پھر مرزا قادیانی نے فتویٰ دیا ''انگریز گورنمنٹ سے جہاد کرنا نہایت حماقت ہے کیونکہ انگریز ہمارا محسن ہے اور محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔'' (شہادت القران ص84 از مرزا قادیانی) پھر کہا ''اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور دوسرے حکومت برطانیہ کی اطاعت۔'' (شہادت القرآن ص84 از مرزا قادیانی) اپنے ایک اشتہار میں مرزا قادیانی نے خود اعتراف کیا ہے کہ وہ برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا ہے۔ (اشتہار، بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ نمبر 187 بتاریخ 24 فروری 1898ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 198 طبع جدید، از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کی 100 کے قریب کتب ہیں۔ جس میں اس نے اپنی ذات اور اپنے آباؤ اجداد کی تعریف میں کم وبیش نصف سے زیادہ صفحات سیاہ کر دیے ہیں اور بقیہ حصہ میں گورنمنٹ برطانیہ کی تعریف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بازاری جملے، توہین انبیائے کرام، دجال کے من گھڑت قصے، بزرگانِ دین کے اقوال میں تحریف، مخالفین کو گالیاں، غیر مذاہب پر اوباشانہ حملے اور اپنی نام نہاد وحی والہامات پر خرچ کیے۔ مرزا قادیانی کی ان تمام تصانیف کے لیے ایک عام الماری کا 1/4 حصہ کافی ہے۔ مگر ''مسیلمہ پنجاب'' کا دعویٰ ہے کہ اس نے انگریز

کی اطاعت اور ممانعت جہاد کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اس سے 50 الماریاں بھر سکتی ہیں۔ ہمارا دنیا کے تمام قادیانیوں کو چیلنج ہے کہ وہ ہمیں مرزا قادیانی کی پچاس الماریوں پر مشتمل کتابوں کی فہرست فراہم کریں، ہم انہیں منہ بولا انعام دیں گے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک کوئی قادیانی ہمارا یہ چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ مرزا قادیانی کے اس جھوٹ کو سچ ثابت کرنا کسی قادیانی کے بس میں نہیں۔ قادیانیوں کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے!

مرزا قادیانی کی ان خدمات کے نتیجہ میں انگریز حکومت نے مرزا قادیانی اور ان کے خاندان پر اپنی نوازشات اور مراعات کی انتہا کر دی۔ مرزا قادیانی کے دن پھر گئے۔ دولت اور وسائل کی ریل پیل ہوگئی۔ بعد ازاں اپنی عیاشیوں کے نتیجہ میں اس نے اپنی بیوی حرمت بی بی سے قطع تعلق کر لیا اور اسے میکے بٹھا دیا۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

❑ ''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر ''پھجے دی ماں'' کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی۔ اس لیے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس سے مباشرت ترک کر دی تھی۔'' (سیرت المہدی جلد اوّل ص33 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

قادیانی ذہنیت کی پستی ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا بشیر احمد ایم اے جو مرزا قادیانی کی دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم کی اولاد میں سے ہے، جب اپنی والدہ کا ذکر کرتا ہے تو اسے ''ام المومنین'' کے لقب سے یاد کرتا ہے اور جب مرزا قادیانی کی پہلی بیوی (اپنی سوتیلی والدہ) کا ذکر کرتا ہے تو اسے ''پھجے کی ماں'' کہتا ہے۔ پھجا سے مراد مرزا فضل احمد ہے جس نے مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ مزید برآں یہ کس قدر بے غیرتی اور بے حمیتی کی بات ہے کہ مرزا بشیر احمد بقلم خود بیان کر رہا ہے کہ میرے والد نے اپنی پہلی بیوی سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ ظاہر ہے مرزا بشیر احمد کو یہ بات مرزا قادیانی نے بتائی یا اس کی والدہ نصرت بائی نے۔ ان ہر دو صورتوں میں ان کی خباثت پوری طرح کھل کر سامنے آ گئی ہے۔

مرزا قادیانی کی دوسری شادی دہلی کے ایک آزاد خیال گھرانے میں 17 نومبر 1884ء کو نصرت جہاں بیگم نامی ایک خاتون کے ساتھ ہوئی۔ اس وقت مرزا قادیانی کی عمر 45 سال اور نصرت جہاں بیگم کی عمر صرف 16 سال تھی۔ مرزا قادیانی کے بعض قدیم اور مخلص دوستوں نے بھی اس کی صحت اور بیماری کو مدنظر رکھتے ہوئے اس شادی پر اظہارِ افسوس کیا

اور خدشہ ظاہر کیا کہ کہیں حقوق زوجیت پورے نہ ہونے پر کوئی ابتلاء نہ پیش آ جائے۔ آخرکار وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ شادی تو ہوگئی مگر سبھی جانتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے لیے نہیں بنائے گئے تھے۔ آزادی ایسی چیز ہے جو عورت کو بدچلن، بدقماش اور بدکردار بنا دیتی ہے۔ بہت زیادہ آزاد رویہ بھی عورت کو بدکردار بنا دیتا ہے۔ وطن سے دور، محبت میں ناکامی، بوڑھا خاوند اور خاوند کا کئی کئی دن گھر سے باہر رہنا، یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو عورت کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہیں۔ ان وجوہات کی بناء پر عورت بے راہرو ہو جاتی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ نصرت جہاں نے مرزا قادیانی کی کبھی بیعت نہیں کی جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ بیعت نہ کرنے والا منافق ہے۔

دوسری شادی سے پہلے مرزا قادیانی کے کئی عورتوں سے ناجائز تعلقات تھے جن میں بھانو، مائی تابی، مائی کاکو، رسول بی بی، مائی فجو، اہلیہ بابو شاہ دین وغیرہ خاص طور پر شامل ہیں۔ مرزا بشیر احمد نے اپنی کتاب سیرت المہدی حصہ سوم طبع جدید کے صفحہ 722 پر بھانو کے حوالے سے جو زبان زد عام روایت (نمبر 780) بیان کی ہے، وہ نہایت شرمناک بھی ہے اور واہیات بھی۔ ان غلط کاریوں کی وجہ سے اس کی صحت جواب دے گئی۔ خود مرزا قادیانی نے حکیم نورالدین کے نام ایک خط میں اعتراف کیا ہے:

❑ ''ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردسر مع دورانِ سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لیے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔''

(تریاق القلوب صفحہ 36 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203،204 از مرزا قادیانی)

پھر ایک اور خط میں مرزا قادیانی نے حکیم نورالدین کو لکھا کہ وہ اس نازک مرحلہ میں اس کی مدد کرے۔ قوت باہ بڑھانے، منی کو غلیظ کرنے اور مباشرت کا وقت بڑھانے کی دوا تیار کر کے فوری بھجوائے تاکہ مزید شرمندگی سے بچا جا سکے۔ چنانچہ حکیم نورالدین نے کئی ایک ممسک ادویہ بھجوائیں۔ ان ادویہ میں مشک عنبر، مروارید، سنکھیا، کشتہ اور افیون بھی شامل تھی۔ مرزا قادیانی کو ان ادویہ کے استعمال سے کچھ افاقہ ہوا مگر وہ مستقل طور پر مردانہ طاقت سے محروم ہو چکا تھا۔ بعد ازاں اس نے جنسی تحریک کے لیے افیون اور شراب ٹانک وائن کا استعمال شروع کر دیا۔ اس کے استعمال پر بھی اسے ناکامی ہوئی۔ اس سلسلہ میں اس نے اپنے مرید حکیم محمد

حسین کو ایک خط لکھا:

❑ مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب السلام علیکم۔

''اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام (مرزا غلام احمد) (خطوط امام بنام غلام، ص5، مجموعہ مکتوبات، مرزا غلام احمد قادیانی، بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی، مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا جواب حسب ذیل ملا: ''ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔'' (21 ستمبر 1933ء)

(''سودائے مرزا ص39 حاشیہ طبع دوم مصنفہ حکیم محمد علی صاحب پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

اب ٹانک وائن کے بارے میں قادیانی فتویٰ ملاحظہ کریں:

❑ ''پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔ چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لیے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لیے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا۔ آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے، نبض ڈوب جاتی تھی۔ میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے۔ نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطبا یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی پڑتا تھا تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لی ہو تو کیا قباحت لازم آ گئی۔'' (از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی، فریق لاہوری، مندرجہ اخبار ''پیغام صلح'' ج23، نمبر15، مورخہ 4 مارچ 1935ء، وجلد 23، نمبر 65، مورخہ 11 اکتوبر 1935ء)

مرزا قادیانی کے شراب پینے کے بارے میں ایک اور اہم حوالہ ملاحظہ کیجیے:

❑ ''مجی عزیزی اخویم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب

السلام علیکم: مبلغ انتیس 29 روپے پہنچے۔ حسب تحریر تقسیم کی گئی جزاکم اللہ خیرا۔ طبیعت کا یہ حال ہے کہ میں نے حسب تحریر آپ کے عرق کافور ترک کر دیا تھا اور بجائے اس کے کوکو وائن استعمال کرنا شروع کیا اور سکاٹش ایملشن مگر میں سمجھ نہیں سکتا۔ تعجب کی جگہ ہے کہ ابھی ایک دن بھی تبدیلی پر نہیں گزرا تھا۔ قریباً نصف رات کے بعد یا کچھ پہلے سونے کی حالت میں مجھ کو سخت بے قراری نہایت درجہ کی حرارت معلوم ہوئی اور دل چاہا کہ تمام کپڑے اتار کر باہر نکل جاؤں۔ کچھ سمجھ نہیں آتی کہ اس قدر گھبراہٹ اور گرمی کیوں ہے اور لوگ لحاف میں لیٹے ہوئے سردی کی شکایت کرتے ہیں مگر مجھے گرمی محسوس ہوتی تھی۔ نبض میں بھی تیزی آ گئی ایسی گرمی کہ جس کا اثر خطرناک محسوس ہوتا تھا۔ آخر میرے دل میں گذرا کہ وہی عرق کافور پی کر دیکھوں، تب میں نے اندازہ سے بھی زیادہ پی اور کچھ عرق کھجور پیا تب طبیعت بحال ہوگئی، اس وقت سے بحال ہے۔ ابھی تک کچھ کم درجہ کی غیر طبع حرارت کے استعمال کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ درحقیقت طبائع کا بھی کچھ ٹھکانہ نہیں۔ باقی ہر طرح سے خیریت ہے“۔ والسلام، خاکسار: مرزا غلام احمد (مکتوبات احمد جلد چہارم طبع جدید صفحہ 248 مکتوب نمبر 113)

یاد رہے کہ کوکو وائن میں الکوحل کی مقدار 80 سے 90 فیصد تک ہوتی ہے۔ مرزا غلام قادیانی صرف خود ہی شراب کا رسیا نہیں تھا بلکہ وہ اپنے مریدوں کو بھی اس قبیح کام میں مبتلا کر چکا تھا۔ پیش خدمت ہے مرزا قادیانی کا ایک اور مکتوب:

❑ ”محبی اخویم منشی غلام قادر صاحب۔ السلام علیکم

اخویم میاں عبداللہ صاحب کا خط پہنچا۔ پہلے اس سے گولیاں ارسال کر چکا ہوں۔ مناسب ہے کہ ایک شیشی پوٹ وائن کی جو انگریزی دوا ہے خرید لیں اور غذا کے بعد ایک چائے کے چمچے کی مقدار پر پی لیا کریں اور اگر موافق تو دو چمچہ پی لیا کریں اور کبھی دودھ میں چائے ڈال کر پیویں“۔ (مکتوبات احمد جلد سوم طبع جدید صفحہ 228 مکتوب نمبر 57)

قادیانی حضرات اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ وائن شراب نہیں بلکہ ایک دوا کا نام ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے بیٹے اور جماعت قادیانیہ کے دوسرے خلیفہ کا بیان قابل غور ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

❑ ”پیر منظور محمد صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میاں مبارک احمد صاحب بیمار تھے۔ ان کے لیے ڈاکٹروں نے تجویز کی کہ پوٹ وائن

ایک چمچہ دی جائے۔ چنانچہ ایک بوتل امرتسر یا لاہور سے منگوائی گئی۔ میں حضرت مسیح موعود کے مکان کے اس حصہ میں رہتا تھا جہاں حضور کی دواؤں کی الماری تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (مرزا بشیرالدین محمود) تشریف لائے ان کے ہاتھ میں بوتل تھی۔ انہوں نے بوتل الماری میں رکھ دی اور مجھ سے فرمایا کہ پیر جی پانی چاہیے۔ میں نے کہا کیا کرو گے؟ کہا کہ ابا نے فرمایا ہے کہ ہاتھ دھو لینا کیونکہ شراب کی بوتل پکڑی ہے۔ پھر ہاتھ دھو لیے۔''

(سیرت المہدی حصہ چہارم طبع جدید صفحہ 143 روایت نمبر 1194 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

ایک اور حوالہ ملاحظہ کیجیے:

❑ ''بابو شاہ دین صاحب جب سخت بیمار ہوئے اور حالت تشویشناک ہوگئی تو حضرت مسیح موعود نے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو ان کے معالج سے کہا: اگر ایسے وقت میں قائمی قوت کے لیے تھوڑی تھوڑی برانڈی دی جائے تو کیا مضائقہ ہے۔ یہ دوا قادیان میں مل سکتی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اسی کے ذریعہ سے فضل کرے''۔

(مکتوبات بنام ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب صفحہ 12، الفضل 28 مئی 1937 صفحہ 5)

مسٹر جی ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداسپور نے قادیانیوں کے خلاف اپنے ایک فیصلہ بتاریخ 6 جون 1935ء (اپیل فوجداری نمبر 130/1935) میں لکھا: ''موجودہ مرزا (بشیر الدین محمود) نے خود اعتراف کیا ہے کہ اُس کے باپ نے پلومر کی ٹانک وائن ایک دفعہ استعمال کی تھی۔ وہ (مرزا قادیانی) ایسا شخص تھا جسے رنگین مزاج (بدقماش) کہہ سکتے ہیں''۔

(روزنامہ الفضل قادیان 15 جون 1935ء ص 3)

❑ مرزا قادیانی کا خادم حامد علی قادیانی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی (محمود کی اماں سے) کی تو ایک عمر تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ (مرزا) نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو ''زد جام عشق'' کے نام سے مشہور ہے، بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا...... الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ الہام ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور (مرزا) کو بتایا۔ اور پھر الہام میں اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ نسخہ 'زد جام عشق' یہ ہے جس میں ہر حرف دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے۔ زعفران، دارچینی، جائفل، افیون، مشک، عقرقرحا، شنگرف، قرنفل یعنی لونگ ان سب کو ہم وزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم

الفار میں چرب رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں''۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات، طبع چہارم ص646، سیرت المہدی ج سوم طبع جدید ص548)

مرزا قادیانی نے حکیم نورالدین کے نام اپنے خطوط میں لکھا:

❑ مخدومی مکرمی اخویم مولوی (نورالدین) صاحب

''السلام علیکم...... وہ دوا جس میں مروارید داخل ہیں، جو کسی قدر آپ لے گئے تھے، اس کے استعمال سے بفضلہٖ تعالیٰ مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ قوت باہ کو ایک عجیب فائدہ یہ دوا پہنچاتی ہے۔ مجھ کو تو یہ بہت ہی موافق آ گئی۔ خاکسار غلام احمد 30 دسمبر 1886ء

(''مکتوبات احمد'' جلد دوم، نمبر 9، ص19، مولفہ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

❑ مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب

''السلام علیکم۔ عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کاہلی وسستی ورطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوظ بکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے اور میں نے زیادہ زیادہ کھالی ہے اس لیے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے۔'' خاکسار غلام احمد از قادیان، 19 جنوری 1887ء

(''مکتوبات احمد'' جلد دوم، نمبر 10، ص20، مولفہ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

افیون کے حوالے سے مرزا قادیانی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

❑ ''مجھے اس وقت اپنا سرگزشت قصہ یاد آتا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بعض وقت سوسو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی''۔

(نسیم دعوت مصنفہ مرزا قادیانی، ص67 ''روحانی خزائن ج19 ص434،435)

افیون کے بارے میں مرزا بشیر الدین محمود کا کہنا ہے:

❑ ''افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے۔ پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دوا نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ یا بغیر علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا...... حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نور الدین) کو حضور (مرزا قادیانی) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے''۔ (مضمون مرزا محمود احمد، خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار ''الفضل'' جلد 17، نمبر 6، ص 2، مورخہ 19 جولائی 1929ء)

قادیانی لاہوری جماعت کے ایک ذمہ دار شخص نے قادیانی خلیفہ مرزا محمود پر رنگ رلیوں کے سنگین الزامات لگائے اور اس سلسلہ میں ایک اہم خط لکھا۔ لاہوری جماعت کے لوگ مرزا محمود کے تو خلاف ہیں لیکن مرزا قادیانی کو مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ ایسے ہی ایک عقیدت مند نے اپنے خط میں لکھا کہ مرزا قادیانی اور اس کا بیٹا مرزا محمود قادیانی خلیفہ دونوں زنا کرتے تھے۔ مرزا محمود نے قادیان میں اپنے ایک خطبہ جمعہ میں اس خط کو پڑھ کر سنایا اور بعد ازاں یہ خط قادیانی اخبار روزنامہ الفضل میں شائع بھی ہوا۔ ملاحظہ فرمائیں:

❑ ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انھوں نے کبھی کبھی زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 31 اگست 1938ء)

مرزا قادیانی کی آوارہ گردی اور عیاشیوں کے بارے میں مرزا بشیر احمد کا کہنا ہے:

❑ ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکا دے کر بجائے

قادیان لانے کے، باہر لے گیا اور اِدھر اُدھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے (بے شرمی کا کام نہ کرتے!) اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر (منشی) ملازم ہو گئے۔''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 43، 44 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ مرزا قادیانی کا چچازاد بھائی امام الدین نہ صرف بے دین اور دہریہ طبع بلکہ بھنگی چرسی تھا۔ مرزا قادیانی اِدھر اُدھر اس کے ساتھ پھرتا رہا تو اس سفر کی روشنی میں مرزا قادیانی کا کردار بھی واضح ہو گیا ہے۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز...... کبوتر با کبوتر باز با باز

اس وقت مرزا قادیانی کی عمر 24، 25 سال تھی۔ پنشن کی رقم معمولی رقم نہ تھی بلکہ 700 روپے تھی۔ (سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 131) ان دنوں ایک آنہ کا ایک کلو گوشت ملتا تھا۔ (سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 182) سات سو روپے پنشن آج کل کی خطیر رقم بنتی ہے۔ قادیانیوں سے سوال ہے کہ مرزا قادیانی کی عمر اور پنشن کی رقم ذہن میں رکھ کر بتائیں: اتنی خطیر رقم کہاں خرچ ہوئی؟ اِدھر اُدھر پھرانے کا کیا مطلب ہے؟ مرزا قادیانی نے کون سا بے شرمی کا کام کیا تھا کہ شرمندگی کا مارا گھر واپس نہ آیا؟ کیا اتنی بھاری رقم صرف کھانے پینے میں صرف ہو سکتی ہے؟

آنجہانی مرزا قادیانی کا خاص مرید مفتی محمد صادق اپنی کتاب ''ذکر حبیب'' میں لکھتا ہے کہ مرزا قادیانی تھیٹر (سینما) دیکھنے جایا کرتا تھا۔ (ذکر حبیب صفحہ 18 از مفتی محمد صادق قادیانی)

تھیٹر کے بارے میں قادیانی اخبار لکھتا ہے:

''تھیٹروں میں تماشا کرنے والی عورتیں اس حد تک کپڑے اتار دیتی ہیں کہ ان کے بالکل برہنہ ہونے میں صرف انیس بیس کا فرق رہ جاتا ہے''۔ (الحکم قادیان 31 مئی 1901ء ص 16 کالم 2)

تھیٹر اور سینما گھر ایک ہی برائی کے دو نام ہیں۔ سینما گھر میں پہلے سے تیار شدہ فلم دکھائی جاتی ہے جبکہ تھیٹر میں مختلف کردار سٹیج پر براہ راست اپنی پرفارمنس ادا کرتے ہیں۔ تھیٹر میں جو خرافات، فحاشی، لچر پن، بے ہودہ باتیں اور ناچ وغیرہ ہوتا ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ قدرت کی طرف سے ساری دنیا کو حکم ہے کہ وہ برائی کے پاس نہ جائے جبکہ برائی کو یہ حکم ہے کہ وہ نبی یا رسول کے پاس نہ جائے کیونکہ وہ معصوم عن الخطا ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا یہ اعتراف کہ ایک دفعہ وہ بھی تھیٹر دیکھنے گیا تھا، ان لوگوں کے منہ پر طمانچہ اور لمحہ فکریہ ہے جو اسے نبی،

رسول، مسیح موعود، مہدی یا مجدد وغیرہ مانتے ہیں۔ قادیانی بتائیں کہ نبوت ورسالت کے دعویدار مرزا قادیانی کا تھیٹر دیکھنا ایک قبیح حرکت ہے یا نہیں؟

وکان امرا من جند ابلیس فارتقی

به الحال حتی صار ابلیس من جنده

ترجمہ: ''وہ ابلیس کے لشکر کا ایک آدمی تھا پھر اس کی ترقی ہوگئی یہاں تک کہ ابلیس بھی اس کا ایک لشکری بن گیا۔''

قادیانیوں کی لاہوری جماعت کے راہنما اور مرزا قادیانی کے مرید ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کا کہنا ہے کہ 1892ء میں جب وہ لاہور میں مرزا قادیانی کو ملنے کے لیے گیا تو وہ (مرزا قادیانی) اور حکیم نورالدین، محبوب رایون کے مکان واقع ہیرا منڈی لاہور میں مقیم تھے۔ یہ مکان مرزا قادیانی نے کرایہ پر لیا ہوا تھا۔

(یادرفتگان یعنی تذکرہ انصاراحمدیہ حصہ اول ص 82، 83 ناشر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

قادیانی جماعت کا بانی آنجہانی مرزا قادیانی جس طرح ظاہری طور پر بدصورت تھا، اسی طرح باطنی طور پر بھی بدسیرت تھا۔ قادیانی امت اسے ''سلطان القلم'' کہتی ہے۔ اس 'کھوچل مسیح' کی تحریرات کو ملاحظہ کیا جائے تو جا بجا بدکلامی و بدگوئی کی نجاست وغلاظت بکھری ہوئی نظر آئے گی۔ غلاظت کے ڈھیر میں نمونہ کے طور پر ''سلطان القلم'' کی تحریروں میں سے صرف ایک اقتباس کا حوالہ نقل کیا جا رہا ہے، وگرنہ مرزا قادیانی کی ساری کتابیں ایسی ہی تحریروں سے بھری ہوئی ہیں۔ اس فحش، مخرب اخلاق، حیا سوز، گندی اور بازاری تحریر سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کسی شریف انسان کی تحریر نہیں ہوسکتی۔ ہے کوئی قادیانی جو اپنے ''نبی'' کی اس تحریر کو اپنی جوان بیٹیوں اور بہنوں کے سامنے بآواز بلند پڑھ سکے؟ دیکھیے کتاب آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34 از مرزا قادیانی

''سلطان القلم'' کہلوانے والے آنجہانی مرزا قادیانی کے سینہ بے گنجینہ اور زبان بے عنان سے ایسی ایسی فحش گالیاں نکلیں جنھیں سن کر بڑی سے بڑی بھٹیارن بھی پناہ مانگے۔ ان نہایت دل آزار گالیوں کی وجہ سے مرزا قادیانی کے عذاب میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں اللہ تعالیٰ، حضور نبی کریم ﷺ، انبیائے کرام بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام، صحابہ کرامؓ اور دیگر مقدس شخصیات کی نسبت ایسے ایسے الفاظ تحریر کیے ہیں کہ جنھیں

پڑھ کر ایک مسلمان کا دل زخم زخم اور جگر پاش پاش ہوتا ہے۔ کیا مسیح موعود کی تہذیب اور خواص ایسے ہی ہونے چاہئیں؟ مرزا قادیانی نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا، کیا نبی اور رسول اس طرح کے ہوتے ہیں کہ غصے میں آ کر لوگوں کو ماں بہن کی ننگی گالیاں دینی شروع کر دیں۔ آیئے! جھوٹے مسیح موعود کے ''ارشادات عالیہ'' ملاحظہ فرمائیں:۔

مرزا قادیانی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

- ترجمہ ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر کنجریوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 547، 548 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 547، 548 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے پہلے دونوں بیٹوں مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے ہمیشہ اپنے باپ کی مخالفت کی۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا باپ جعلی نبوت کا دھندا کرتا ہے۔ قادیانیوں سے سوال ہے کہ کیا یہ لڑکے بھی ذریۃ البغایہ کے زمرے میں آتے ہیں؟

'محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں' کا نعرہ لگانے والی جماعت کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین کے بارے میں کہا:

''دشمن ہمارے بیانوں کے خنزیر ہوگئے۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

(نجم الہدیٰ صفحہ 53 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 53 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کچھ کہتا ہے جو اُسے اللہ تعالیٰ وحی کرتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 201 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کی اپنے مریدوں کو نصیحت ہے کہ

- ''مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا، اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔'' (سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 78 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

مصلح اعظم بننے والے اور نبوت و رسالت کے دعوے کرنے والے مرزا قادیانی کے ''ظرف'' میں اخلاق حسنہ کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا۔ بلکہ وہ سراسر اخلاقی کمزوریوں نکتہ چینیوں،

بدگوئیوں بدکلامیوں سے لبریز تھا۔ اور یہاں تک اس نے اس فن دشنام دہی میں وہ ترقی کی تھی کہ اس کو دیکھ کر اور سن کر بداخلاقی و بدتمیزی بھی شرم و ندامت سے سرنگوں ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر مرزا قادیانی کو اس فن کا ''بے تاج بادشاہ'' کہا جائے تو کچھ بے جا نہیں۔ نگاہ عبرت سے دیکھیے کہ خدا تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں ہے کہ اس کے مکرم حبیب ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والا دنیا میں مہذب و خلیق بن کر زندگی بسر کرے۔ بقول مرزا قادیانی: ''ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہے۔'' (چشمہ معرفت صفحہ 1 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 9 از مرزا قادیانی)

فواحش سے لبریز تحریریں ہر معاشرے کے لیے زہر قاتل ہیں۔ اس سے نہ صرف معاشرے میں شرم و حیا ختم ہو جاتا بلکہ عفت و عصمت اپنی اصل قدر و قیمت بھی کھو بیٹھتی ہیں۔ انسانی جذبات و احساسات کو برانگیختہ کرنے والی، آنجہانی مرزا قادیانی کی کتابیں فحش لٹریچر کا نادر نمونہ ہیں۔ اس کی تحریروں میں بے شرمی و بے حیائی کی باتیں نمایاں ہوتی ہیں۔

مرزا قادیانی کی ادبی لیاقت بالکل زیرو تھی۔ شعر و نثر میں مخالفین کو موٹی موٹی گالیاں دینا اس کی ''سلطان القلمی'' کا شرمناک نمونہ ہے۔ مرزا قادیانی نے شاعری کا وہ ستیاناس کیا کہ علم عروض کے ماتھے پر یہ جناب کلنک کا ٹیکہ ہیں۔ یہ بات مسلمہ اصول میں شامل ہے کہ نبی شاعر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ''وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ (یٰسین:69) (ترجمہ): اور نہیں سکھایا ہم نے اپنے نبی کو شعر اور نہ یہ ان کے شایانِ شان ہے۔ اور اسی طرح قرآن کے بارے میں فرمایا: ''وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ '' (الحاقہ:41) ''اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔''

لیکن مرزا قادیانی نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود شاعر تھا۔ اس کی شاعری ''فحش ادب'' کا ایک اہم تر نمونہ ہے۔ وہ اپنی ''ناموزوں'' شاعری میں عورت کو خواہ مخواہ برہنہ کر کے اپنی شاعری میں گھسیٹ لاتا ہے اور یہ سب کچھ اس کے خبث باطن کا کرشمہ ہے۔ مرزا قادیانی ایک آوارہ مزاج اور بدقماش شاعر تھا جو اپنی پوری رذالتوں کے ساتھ خیر کے نام پر شر پھیلاتا رہا۔ اس کی شاعری ہر قادیانی گھرانے میں موجود ہے جسے بڑی محبت اور شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ ایسے ماحول میں پرورش پانے والے قادیانی لڑکے اور لڑکیاں پاکیزگی اور ناپاکی میں کیا فرق کر سکتے ہیں۔ بصیرت سے محروم یہ نسل، جہالت کی تاریکی میں مخصوص ''قادیانی کارنامے'' انجام دے کر خوشی سے پھولے نہیں سماتی۔ مرزا قادیانی اپنی قریبی رشتے دار کم عمر خاتون محمدی بیگم کے عشق میں بری طرح مبتلا ہوا تو اس کے فراق میں عشقیہ اشعار کہنے لگا۔ ملاحظہ فرمائیں

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا مرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے
تم بھی کہتے تھے کہ اُلفت میں مزا ہوتا ہے

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 332، از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

ہندوؤں کے خلاف نہایت غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے کہا:

''چھپکے چھپکے حرام کروانا
آریوں کا اصول بھاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے
ساری شہوت کی بے قراری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن
پاک دامن ابھی بچاری ہے

(آریہ دھرم صفحہ 75، 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 75، 76 از مرزا قادیانی)

- ''پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں)۔''

(چشمہ معرفت صفحہ 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 114 از مرزا قادیانی)

پرمیشر ہندوؤں کے خدا کو کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے ہندوؤں کے خدا کو اپنی ناف سے دس انگل نیچے قرار دے کر انہیں بہت بڑی گالی دی۔ اس کے ردعمل میں ہندوؤں نے نہ صرف اپنے جلوسوں میں اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی توہین کی بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی ''ستیارتھ پرکاش'' نامی رسوائے زمانہ کتاب بھی لکھی جس کے پہلے ایڈیشن میں صرف 13 ابواب تھے جبکہ مرزا قادیانی کی طرف سے ہندوؤں کی مذہبی شخصیات کو گالیاں دینے کے بعد چودھویں باب کا اضافہ کیا گیا جس میں انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ناقابل بیان گالیاں دیں۔ پھر ایک عرصہ بعد نہایت گستاخانہ کتاب ''............'' بھی لکھی گئی جس سے برعظیم کے مسلمانوں میں کہرام برپا ہوگیا۔ اس کی تمام تر ذمہ داری مرزا قادیانی اور اس کی ذریت پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے ہندوؤں کو اشتعال دلایا۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جھوٹے خداؤں کو بھی گالی نہ دو مبادا یہ کہ وہ تمہارے سچے خدا کو گالی دیں۔

مرزا قادیانی نے اپنے بارے میں دعویٰ کیا:

- میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
  نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص103 مندرجہ روحانی خزائن جلد21 ص133 از مرزا قادیانی)

اس شعر میں ''نسلیں ہیں میری بے شمار'' سے مراد، مرزا قادیانی کہہ رہا ہے کہ میری اتنی نسلیں ہیں جنھیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دعویٰ مرزا قادیانی کے علاوہ شاید کسی اور نے نہ کیا ہو۔ قادیانیوں سے سوال ہے کہ براہ کرم وہ مرزا قادیانی کی چند نسلیں ضرور بتا دیں۔

آنجہانی مرزا قادیانی کا اپنی ذات کے متعلق ایک شعر ہے۔

- ''کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
  ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار''

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ 97، مندرجہ روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 127، از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ وہ خاک کا کیڑا مکوڑا ہے۔ وہ کسی انسان کی اولاد نہیں بلکہ وہ آدمی کی باعث شرم اور نفرت والی جگہ ہے۔ انسان کی جائے نفرت دو تین قسم کی ہوتی ہیں، نجانے مرزا قادیانی کس کی طرف اشارہ کر رہا ہے؟؟؟ ہمیں تو اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ مولانا ظفر علی خانؒ کے نزدیک مرزا قادیانی کا سلطان القلم کہلانا اضحوکہ خطاب تھا۔ اس کے مجموعہ ''درثمین'' (مرزا قادیانی کی شاعری) کے متعلق اس دور کے زمیندار میں لکھا کہ شاعری نہیں قلم کی متلی ہے۔ قادیانیوں کا کہنا ہے کہ اس شعر میں مرزا قادیانی نے اپنے عجز و انکسار کا اظہار کیا ہے۔ بھلا یہ کہاں کا عجز و انکسار ہے کہ ایک شخص اپنے انسان ہونے سے ہی انکار کر دے اور انسان کی قابل نفرت جگہ ہونے کا اقرار کرے۔ قادیانیوں سے سوال ہے کہ کیا وہ اپنے مکانوں، دکانوں اور عبادت گاہوں پر یہ شعر جلی حروف میں لکھوا سکتے ہیں تا کہ ان کا عجز و انکسار بلکہ ان کا باطنی تذلل دوسروں پر واضح ہو جائے؟

مرزا قادیانی کی زندگی بھی ایک عجیب مسخرانہ اور مضحکہ خیز تھی۔ اس میں درجنوں ایسے نادر واقعات ملتے ہیں جن کے مطالعے سے بے اختیار ہنسی آتی ہے اور ضبط کرنے پر بھی ضبط نہیں ہوتی۔ پنجابی نبی کے حالات زندگی اور تحریرات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ پتہ لگانا مشکل ہے کہ وہ مرد تھا یا عورت؟ حیرانی ہوتی ہے کہ کیا لکھیں اور کیا کہیں؟ قارئین کرام خود ملاحظہ فرمائیں:

❑ ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔''

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34، از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی)

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر اس سے بڑھ کر کمینہ حملہ اور اوباشانہ بہتان اور کیا ہوسکتا ہے۔ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کی ذات اقدس بھی مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں سے نہ بچ سکی۔ ایسا فاسد خیال اور لغو عقیدہ ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک کسی بھی گستاخ، منہ پھٹ زبان دراز سے نہیں سنا گیا۔ مرزا قادیانی نے مزید لکھا:

❑ ''اُس (خدا) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے، دو برس تک صفت مریمیت میں مَیں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 496 میں درج ہے، مریم کی طرح عیسیٰؑ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 556 میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔''

(کشتی نوح صفحہ 47، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 50 از مرزا قادیانی)

❑ ''خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ رُوح کا الہام کیا۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا۔ فاجاء ها المخاض الی جذع النخلة قالت یالیتنی مت قبل هذا و کنت نسیامنسیا. یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دردِ زہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔''

(کشتی نوح صفحہ 48 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 51 از مرزا قادیانی)

دردِ زہ عورتوں کو ہوتی ہے۔ کیا کوئی قادیانی یہ بتانے کی زحمت گوارا کرے گا کہ کون سے زمانہ میں مرزا قادیانی پر نسوانیت غالب آئی اور وہ دردِ زہ سے کانکھتا رہا؟

جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ہمیشہ یہ دعویٰ رہا ہے کہ ان پر بھی فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ کہاوت مشہور ہے: جیسی روح، ویسے فرشتے!! یہ ضرب المثل جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ جس طرح مرزا قادیانی ایک مخبوط الحواس اور مضحکہ خیز

شخصیت کا مالک تھا، اس کے نام نہاد فرشتے (خیراتی، مٹھن لال، درشنی وغیرہ) بھی ایسی ہی خصلت رکھتے تھے۔ آیئے! ملتے ہیں مرزا قادیانی کے ایک ''خصوصی'' فرشتے سے۔ مرزا قادیانی کے ایک خاص فرشتے کا نام ٹیچی ٹیچی تھا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 332، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 346 از مرزا قادیانی)

جب قادیانیوں سے اس کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ ''ٹچ'' سے بنا ہے جس کا مطلب تیز رفتار ہے۔ یہ فرشتہ ٹچ کر کے مرزا قادیانی کا پیغام اللہ تعالیٰ کے پاس لے جاتا ہے اور ٹچ کر کے واپس آتا ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان کسی قادیانی کو ازراہ مذاق ''ٹیچی ٹیچی'' کہتا ہے تو وہ غصہ سے آگ بگولا ہو جاتا ہے۔ کئی قادیانی اساتذہ نے طلبہ کی طرف سے بلیک بورڈ پر ''ٹیچی ٹیچی'' لکھنے یا کورس کے انداز میں باآواز بلند ٹیچی ٹیچی کہنے پر اپنے تبادلے کروالیے ہیں۔ (آزمائش شرط ہے!) جس کی وجہ بظاہر ہمیں نظر نہیں آتی۔ حالانکہ انہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ مسلمان ان کے فرشتے کا نام لے رہے ہیں۔ قادیانیوں سے سوال ہے کہ کیا وہ مرزا قادیانی کے فرشتے ٹیچی ٹیچی پر ایمان رکھتے ہیں؟ اگر وہ ایمان رکھتے ہیں تو پھر مسلمانوں کے ٹیچی ٹیچی کہنے پر وہ کیوں چڑتے ہیں؟؟ سچ کہا ہے کسی نے: جیسی روح ویسے فرشتے!

جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اس پر عربی، اردو، فارسی، انگریزی، پنجابی، عبرانی اور دوسری زبانوں میں وحیاں اور الہامات نازل ہوئے۔ اس کی بعض وحیاں اور الہامات اس قدر مضحکہ خیز اور مہمل ہیں کہ خود مرزا قادیانی کو بھی اس کی سمجھ نہیں آئی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کی وحی اور الہامات من جانب الرحمٰن تھے یا منجانب الشیطان؟

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

❑ ترجمہ: کیا میں تم کو بتادوں کہ شیطان کن پر اترتے ہیں۔ وہ ہر جعل ساز بدکار (مرزا قادیانی ایسے جھوٹے مدعیان نبوت) پر اترا کرتے ہیں، جو سنی سنائی بات (اپنے پیروکاروں کے دلوں میں) ڈالتے ہیں اور ان سے بھی اکثر جھوٹے ہی ہوتے ہیں۔ (الشعرآء: 221 تا 223)

مرزا قادیانی خود بھی اس اصول کو مانتا ہے۔ ''واضح ہو کہ شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے۔''

(ضرورۃ الامام صفحہ 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 483 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے چند شیطانی الہامات ملاحظہ فرمائیں:

ربنا عاج، ھوشعنا نعسا، پلاطوس، پیٹ پھٹ گیا، تائی آئی، غثم غثم غثم، پٹی پُٹی گئی، واللہ،

واللہ، سدھا ہویا اولا، کچلہ کونین فولاد، تین استرے، پیٹ پھٹ گیا، خاکسار پیپرمنٹ۔

I Love you, He halts in the Zillah Peshawar

مرزا قادیانی کے خدا کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ضلع کی انگریزی Zilla نہیں بلکہ District ہوتی ہے۔ (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات از مرزا قادیانی)

میر اسماعیل قادیانی لکھتا ہے:

- ''ایک جاہل شخص مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کا نوکر تھا۔ اس پر ایک دن الہام کا چھینٹا بہ برکت حضرت مسیح موعود پڑ گیا، وہ سو رہا تھا اسے الہام ہوا کہ ''اٹھ اوسور نماز پڑھ''۔

(روزنامہ الفضل قادیان، 23 اکتوبر 1926ء صفحہ 7)

سچ ہے جیسی روح ویسے فرشتے، جیسے قادیانیوں کے مسیح، ویسے نوکر، جیسی برکت ویسا فرشتہ اور جیسی خصلت، ویسا الہام۔

آنجہانی مرزا قادیانی نبوت کا دعویدار تھا۔ اس کے ہاں نبوت کا کیا تصور تھا، ملاحظہ کیجیے:

- ''مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گُوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے۔ اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے۔''

(تریاق القلوب صفحہ 152 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 279، 280 از مرزا قادیانی)

بڑے بڑے مستند ڈاکٹروں اور حکیموں کا کہنا ہے کہ مراق یا ہسٹریا ایسا موذی مرض ہے کہ یہ جسے لاحق ہو جائے وہ خود کو مافوق الفطرت چیز سمجھنے لگتا ہے۔ آنجہانی مرزا قادیانی مختلف دائمی بیماریوں کا ''موبائل ہسپتال'' تھا۔ ان میں مرگی، مراق اور ہسٹیر یا سرفہرست ہیں۔ ڈاکٹروں کے بقول مراق کے اسباب میں سب سے بڑا سبب ورثہ میں ملا ہوا طبعی میلان ہے۔

جب کسی خاندان میں اس مرض کی ابتدا ہو جائے تو پھر یہ اگلی نسل میں منتقل ہو جاتا ہے۔ یہ مالیخولیا کی ایک قسم ہے۔ یہ مرض تیز سودا جو معدہ میں جمع ہوتا ہے، سے پیدا ہوتا ہے اور جس عضو میں یہ مادہ جمع ہو جاتا ہے، اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں جس سے مریض میں احساس برتری کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ ہر ایک بات میں مبالغہ آرائی کرتا ہے۔ بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھنے لگتے ہیں اور بعض میں یہ بیماری یہاں تک ترقی کر جاتی ہے کہ مراقیوں کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ ملائکہ میں سے ہیں۔ پھر وہ نبوت اور معجزات کے دعوے کرنے لگتے ہیں، خدائی کی باتیں کرتے ہیں اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔ معروف قادیانی ڈاکٹر شاہنواز کا کہنا ہے:

❑ ''ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹیریا، مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لیے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔''

(ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز قادیان اگست 1926ء)

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

❑ ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ''میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا، ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرذالک۔''

(سیرۃ المہدی حصہ دوم، صفحہ 55، روایت نمبر 369، از مرزا بشیر احمد ایم اے)

آنجہانی مرزا قادیانی ایک متلون مزاج اور مخبوط الحواس شخص تھا۔ اس نے اپنی زندگی میں اتنے مضحکہ خیز دعوے کیے، اگر انھیں یکجا کر دیا جائے تو اچھی خاصی ضخیم کتاب تیار کی جا سکتی ہے۔ اس کے دعوؤں سے خود اس کے اپنے ماننے والے بھی پریشان و حیران ہیں۔ بقول شخصے مرزا قادیانی نے شاید بچپن میں اتنی چڑیاں نہ تبدیل کی ہوں جتنے اس نے دعاوی کیے ہیں۔ جس

طرح گرگٹ اپنا رنگ بدلتا اور چھلاوا اپنی ہیئت تبدیل کرتا ہے، اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی ہر روز ایک نیا دعویٰ کر کے بڑی عیاری سے اپنا بہروپ بدلا۔ اس کے تقریباً 100 سے زائد مختلف دعوے ہیں۔ اس نے عالم سے مناظر، مناظر سے محدث، محدث سے مہدی، مہدی سے مسیح، مسیح موعود سے نبی، نبی سے خدا اور خدا کے بعد نجانے کیا کیا سوانگ رچائے کہ 'ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے' والا معاملہ ہے۔ کبھی کہا کہ میں خدا کا بروز اوتار ہوں، کبھی کہا کہ میں خود خدا ہوں، کبھی کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں، کبھی کہا کہ میں خدا کا باپ ہوں، کبھی کہا کہ میں خدا کی بیوی ہوں، کبھی کہا کہ میں کرشن ہوں، کبھی کہا کہ میں آریوں کا باپ ہوں، کبھی کہا کہ میں آدم ہوں، احمد ہوں، مریم ہوں، موسیٰ ہوں، عیسیٰ ہوں، داؤد ہوں، کبھی کہا کہ میں تمام انبیاء کا مجموعہ ہوں، کبھی کہا کہ میں رحمت للعالمین ہوں۔ کبھی کہا کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ (**نعوذ باللہ من تلک الھفوات و الخرافات**)۔ علمی قابلیت ایسی کہ 'امیر الجہلا' تھا۔ عربی میں ایک خطبہ لکھا جسے وہ الہامی کہتا تھا۔ یہ خطبہ فحش اغلاط کا نادر نمونہ ہے۔ وہ ماہ صفر کو اسلامی مہینوں میں چوتھا مہینہ کہتا تھا، ہفتہ کے دنوں میں چوتھے دن کو چار شنبہ کہتا تھا۔ ماہ جون کو 31 دنوں کا کہتا۔ مرزا قادیانی آج زندہ ہوتا تو ہالی وڈ کا معروف مزاحیہ اداکار Mr. Bean اُسے دیکھ کر اپنا سر پیٹ کر رہ جاتا۔

نبوت کی شرائط میں ہے کہ نبی انتہائی بہادر اور نڈر ہوتا ہے۔ وہ فولادی اور مضبوط اعصاب کا مالک ہوتا ہے۔ وہ اسباب پر بھروسہ کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتا ہے۔ اس کی شجاعت و بہادری کے قصے زبان زد عام ہوتے ہیں۔ وہ ایسے ایسے جانگسل کارنامے سرانجام دیتا ہے کہ اپنے تو اپنے مخالفین بھی عش عش کر اٹھتے ہیں۔ لیکن خفقان زدہ قادیان کا جھوٹا مدعی نبوت ورسالت مرزا قادیانی انتہائی بزدل، کمزور دل اور ڈرپوک شخصیت کا مالک تھا۔ مگر اُسے شیخ چلی کی طرح بہادر بننے کا بہت شوق تھا۔ مراق اور مالیخولیا کے بخارات جب اس کے دماغ کو چڑھتے تو وہ خبطِ عظمت میں مبتلا ہو جاتا اور اسے جو بھی نام یا خطاب یاد آ جاتا، اسے الہام کا جامہ پہنا کر اپنے اوپر فٹ کر لیتا۔ ایسے ہی ناموں میں ان کا ایک نام ''امین الملک جے سنگھ بہادر'' بھی ہے۔ شاید اس نے اپنا یہ نام آئینہ دیکھ کر رکھا ہو۔

ایک موقع پر مرزا قادیانی پر اعتراض ہوا کہ تم نے کبھی حج یا عمرہ نہیں کیا۔ اگر تم مسیح موعود ہو تو تم حج کے لیے کیوں نہیں جاتے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موقع پر لوگ مجھے قتل کر دیں۔ لہٰذا جان بچانی فرض ہے۔ مزید کہا:

❑ ''تمام مسلمان علماء اوّل ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 248، طبع جدید، از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے مجاہد ختم نبوت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو مناظرے کا چیلنج دیا تو پیر صاحب نے اس چیلنج کو مرزا قادیانی کی تمام شرائط پر قبول کر لیا۔ لیکن جب مرزا قادیانی کو پتہ چلا کہ جناب پیر صاحب مناظرہ کے لیے لاہور تشریف لا رہے ہیں تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور مقررہ تاریخ کو وہ اس مناظرہ میں نہ آیا اور پیٹھ دکھا کر بھاگ گیا۔ بعد میں اس نے مندرجہ ذیل عذر کیا:

❑ ''اور میں بہر حال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں۔ اور ایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ تو اس صورت میں لاہور میں جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 461 طبع جدید از مرزا قادیانی)

لعنت کے معنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے کے ہوتے ہیں۔ لعنت جس قدر بری چیز ہے، اس قدر اس کے کرنے پر پابندیاں بھی عائد کی گئی ہیں۔ کسی مسلمان پر لعنت کرنا حرام ہے۔ حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، جس پر آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو زمین کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں (یعنی زمین اس لعنت کو قبول نہیں کرتی) پھر وہ دائیں بائیں گھومتی ہے، جب کہیں اس کو راستہ نہیں ملتا تو جس پر لعنت کی گئی ہے، اس کے پاس پہنچتی ہے۔ اگر وہ واقعی لعنت کا مستحق ہے تو اس پر پڑتی ہے ورنہ پھر کہنے والے پر پڑ جاتی ہے'' (ابوداؤد)۔ ایک اور موقع پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کو لعنت کرنا قتل کرنے کے مترادف ہے۔'' (اور قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے بلکہ قرآن مجید کے مطابق ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے)۔ جھوٹا مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی اپنے مخالفین کی تنقید پر فوراً طیش میں آ جاتا، آنکھیں سرخ اور منہ میں جھاگ آ جاتی اور پھر وہ اپنے مخالفین کو دل بھر کر ٹکسالی زبان میں

گالیاں دیتا اور اندھا دھند لعنت بازی کی کلاشنکوف چلا دیتا۔

مرزا قادیانی کی ذہنی کیفیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اس نے کسی پر لعنت ڈالی تو بجائے یہ کہنے کے کہ تجھ پر ہزار لعنت ہو یا تحریری طور پر اسے اس طرح لکھ دیتا مگر اس نے باقاعدہ لعنت نمبر 1، لعنت نمبر 2، لعنت نمبر 3 .... لعنت نمبر 1000 تک لکھ دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ قادیانی ذریۃ البغایا اسے سلطان القلم کہتی ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ براہ کرم یہ اصل حوالہ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

(نور الحق صفحہ 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 158 تا 162 از مرزا قادیانی)

تاویلات کے گورکھ دھندے کا دوسرا نام ''قادیانیت'' ہے۔ مرزا قادیانی، اس کے جانشین اور قادیانی مربیان بلاشبہ تاویل کے ہنر میں باکمال بازی گر ہیں۔ مگر افسوس! یہ نیا علم الکلام، یہ جدید لغت، روایتی عقیدت مندوں کے ذہنی اطمینان کے لیے ہی اکسیر ثابت ہوسکتا ہے۔ جو شخص معروضی اساس پر اس بھان متی کے کنبے کو دیکھتا ہے تو وہ اپنی بے ساختہ ہنسی ضبط نہیں کرسکتا۔ یوں دیکھا جائے تو مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کے فکری آفاق بڑے ہی محدود واقع ہوئے ہیں۔ علمی لحاظ سے ''قادیانیت'' کا پیڈسٹل بڑا ہی مختصر اور بہت ہی کم تر ہے۔ سچ کہا گیا ہے: صدرہ پڑھ کر بھی احمق رہے۔ اس تناظر میں قادیانی ڈکشنری کے چند نمونے ملاحظہ فرمایئے:۔

مرزا قادیانی کے نزدیک یلاش سے مراد اللہ تعالیٰ، محدث سے مراد نبی، دجال سے مراد بااقبال قومیں، دجال کے گدھے سے مراد ریل گاڑی، دمشق سے مراد قادیان، مقام لد سے مراد لدھیانہ، مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی عبادت گاہ، جہنم سے مراد طاعون، زرد کپڑے سے مراد بیماری، حضرت مریم سے مراد مرزا قادیانی، فرعون سے مراد محمد حسین بٹالوی، ہامان سے مراد سعد اللہ، دابۃ الارض سے مراد طاعون کا کیڑا، یاجوج و ماجوج سے مراد انگریز اور روس، جنگ یا جہاد سے مراد زبانی مباحثات، موت سے مراد فتح، کدعہ سے مراد قادیان اور لیلۃ القدر سے مراد نصرت جہاں بیگم ہے۔ (نعوذ باللہ من تلک الھفوات و الخرافات)

انسان میں جتنی اخلاقی برائیاں ہوسکتی ہیں ان میں سب سے زیادہ بری اور خطرناک برائی جھوٹ ہے کیونکہ یہ برائی ہر قسم کی قولی و عملی برائیوں کی جڑ ہے۔ یہ صرف ایک اکیلی برائی نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ سے جھوٹے میں بیسیوں قسم کی دوسری برائیاں بھی لازمی طور سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ قادیان کا جھوٹا مدعی نبوت مرزا قادیانی کذابوں میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ اس نے

جھوٹ کو اپنی فطرت ثانیہ بنا لیا تھا۔ وہ اپنی جھوٹی نبوت ثابت کرنے کے لیے ہر روز ایک نیا جھوٹ تراشتا اور پھر اسے ثابت کرنے کے لیے مزید کئی جھوٹ بولتا۔ قہر خدا کا کہ مرزا قادیانی انتہائی بے باکی سے خدا، رسول اور آسمانی کتابوں کے بارے میں بھی جھوٹ و غلط بیانی سے کام لیتا۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ اس کی سرشت میں سرایت کر گیا ہے۔ آیئے پہلے جھوٹ نہ بولنے کے بارے میں اس کے ''اقوال زریں'' پر ایک نظر ڈالتے ہیں اور بعدازاں اس کے ''سفید جھوٹ'' ملاحظہ کرتے ہیں:

- ''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔'' (چشمۂ معرفت صفحہ 222 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 231 از مرزا قادیانی)
- ''جھوٹ بولنے سے بدتر دُنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 27 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 459 از مرزا قادیانی)

- ''ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے۔ ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سؤروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔ پھر کب ممکن ہے کہ خدا اس کی حمایت کرے۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 126 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 292 از مرزا قادیانی)

- ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔''

(تحفہ گولڑویہ ضمیمہ صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 56 از مرزا قادیانی)

- ''وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں، وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔''

(شحنۂ حق صفحہ 60 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 386 از مرزا قادیانی)

- ''جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 206 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 215 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی اپنے متعلق لکھتا ہے:

- ''کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلاواسطہ میرے پر کھولے گئے۔''

(ایام الصلح ص 147 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 394 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے یہ صریحاً جھوٹ بولا ہے۔خود مرزا قادیانی کا اعتراف موجود ہے کہ اس نے عربی، فارسی، قواعد، صرف ونحو، حکمت اور منطق وغیرہ کی تعلیم فضل الٰہی، فضل احمد اور گل علی شاہ نامی استادوں سے حاصل کی۔ (کتاب البریہ حاشیہ ص163,162 مندرجہ روحانی خزائن جلد13 ص181,180 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی بڑے وثوق کے ساتھ کہتا ہے:

- ''تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔''

(ازالہ اوہام [حاشیہ] حصہ اوّل صفحہ 40 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 140 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں سے سوال ہے کہ مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا تحریر سے قرآن مجید میں اس آیت کی نشاندہی کریں جس میں قادیان کا لفظ آیا ہے؟؟؟

مرزا قادیانی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

- ''اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔''

(تحفہ الندوہ صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد19 صفحہ 97،98 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے حالات زندگی پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی والدہ کا نام مریم نہیں بلکہ چراغ بی بی تھا۔ قادیانیوں سے سوال ہے کہ وہ قرآن مجید کی اس آیت کی نشاندہی کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو ابن مریم کہا ہو؟؟؟

ایک دفعہ مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ وہ ''براہین احمدیہ'' کے نام سے 50 جلدیں لکھے گا۔ لہٰذا اس سلسلہ میں اس کی مالی معاونت کی جائے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے بیان کے مطابق لوگوں نے پچاس جلدوں کی اشاعت کی رقم پیشگی بھجوادی۔ مرزا قادیانی کی طرف سے 5 جلدیں مکمل ہونے پر اعلان کردیا کہ چونکہ 5 اور 50 میں صرف صفر کا فرق ہے، اس لیے پانچویں جلد کے ساتھ ہی ان کا پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ پورا ہوگیا ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد21 صفحہ 9 از مرزا قادیانی) عجیب بات ہے کہ جس کتاب میں حقیقت اسلام ثابت کرنے کے لیے 300 دلائل ہونا تھے، اس میں صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی، اور وہ بھی نامکمل (سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 111،112 از مرزا بشیر احمد ایم اے) پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ کیا گیا تھا مگر صرف 5 جلدیں تحریر کیں۔ قادیانی بتائیں کیا یہ فراڈ نہیں

ہے؟ کیا یہ کاروبار اخلاقیات کے عین مطابق ہے؟ اگر یہ نوسر بازی نہیں ہے تو کیا وہ یہ پسند کریں گے کہ وہ کسی کو 50 روپے دیں اور انھیں واپسی صرف 5 روپے کی ہو؟ اور جواباً کہا جائے کہ 5 اور 50 میں کوئی فرق نہیں۔

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب میں لکھا:

❑ ''اکیس برس کے عرصہ میں براہین احمدیہ سے لے کر آج تک میں نے چالیس کتابیں تالیف کی ہیں اور ساٹھ ہزار کے قریب اپنے دعویٰ کے ثبوت کے متعلق اشتہارات شائع کیے ہیں اور وہ سب میری طرف سے بطور چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ہیں اور ان سب میں میری مسلسل طور پر یہ عادت رہی ہے کہ اپنے جدید الہامات ساتھ ساتھ شائع کرتا رہا ہوں۔''

(اربعین نمبر 3 صفحہ 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 418 از مرزا قادیانی)

آنجہانی مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء میں جہنم واصل ہوا۔ 23 مئی 1908ء تک اس نے اپنی زندگی میں کل 292 اشتہارات شائع کیے۔ مذکورہ حوالہ اس کی کتاب اربعین کا ہے جو 1900ء میں شائع ہوئی۔ 1900ء تک مرزا قادیانی نے 237 اشتہارات شائع کیے۔ جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ اس نے 1900ء تک 60 ہزار اشتہارات شائع کیے جو سراسر جھوٹ اور کذب بیانی ہے۔ قادیانی خلیفہ مرزا مسرور سمیت تمام قادیانیوں کو چیلنج ہے کہ وہ مرزا کے 60 ہزار اشتہارات کا ثبوت دیں اور ایک لاکھ روپے نقد انعام حاصل کریں۔ بصورت دیگر مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر اسلام کی آغوش میں آجائیں۔

قادیانی لٹریچر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب اور ممسک ادویہ کے مسلسل استعمال سے آنجہانی مرزا قادیانی پوری زندگی جسمانی اور دماغی بیماریوں کا شکار رہا۔ وہ بیمار نہیں بلکہ ''بیماری'' تھا۔ اسے لاحق چند پیچیدہ امراض کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

تشنج دل (ضمیمہ اربعین نمبر 3 نمبر 4 ص 4 خزائن ص 471 ج 17) تشنج اعصاب (سیرۃ المہدی ص 13 ج 1) دق (حیات احمد جلد دوم نمبر اوّل ص 79 یعقوب علی) سل (سیرۃ المہدی ص 42 ج 1 بدر جون 1906ء) مراق (سیرۃ المہدی ص 55 ج 2 بدر جون 1906ء) ہسٹیریا (سیرۃ المہدی ص 13 ج 1 ص 55 ج 2) دماغی بے ہوشی (الحکم 21 مئی 34ء) غشی (سیرۃ المہدی ص 13 ج 1) سوسو بار پیشاب (ضمیمہ اربعین ص 4 نمبر 4) کثرت اسہال (نسیم دعوت ص 68) دل و دماغ سخت کمزور (تریاق القلوب ص 35) قولنج زحیری (تریاق القلوب

ص334) ذیابیطس (نزول المسیح ص209 حاشیہ) شدید دردسر جس کا آخری نتیجہ مرگی (حقیقۃ الوحی ص363) حافظہ نہایت ابتر (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص3 وص21) حالت مردمی کالعدم (تریاق القلوب ص35) سستی نامردی (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص14)

25 مئی 1908ء کو مرزا قادیانی کے عبرتناک انجام کا آغاز ہوا۔اسی دن شام کھانے کے بعد اس کی حالت اچانک بگڑنے لگی۔اسے مسلسل اسہال شروع ہوگئے۔ایک دو دفعہ رفع حاجت کے لیے لیٹرین گیا، بعدازاں ضعف کی وجہ سے نڈھال ہوگیا۔اس کے جسم کا پانی اور نمک ختم ہوگیا تھا۔بلڈ پریشر کم ہونے سے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔آنکھیں اندر کو دھنس گئیں اور نبض اتنی کمزور ہوگئی کہ محسوس کرنا مشکل ہوگئی۔پھر دست آیا تو چارپائی سے بڑی مشکل سے اٹھا تو چارپائی پر گر گیا۔ضعف اتنا تھا کہ وہ پشت کے بل چارپائی پر گر گیا اور اس کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہوگئی۔بعدازاں ایک اور دست آیا تو بستر پر ہی نکل گیا۔اس کے ساتھ ہی اسے قے ہونا شروع ہوگئیں۔اس سے پہلے اسے الہام ہو چکا تھا کہ 'ہیضہ کی آمدن ہونے والی ہے۔' (تذکرہ ص 614) بقول حکیم نورالدین ''معدہ کے اندر کی تمام سوزشیں، آنتوں کی سوزشیں اور پیٹ کی جھلیوں کی سوزشیں قے کا باعث بنتی ہیں۔ہیضہ کی صورت میں جب آنتیں متاثر ہوتی ہیں تو قے کے ساتھ اسہال ہوتے ہیں۔قے کا آنا بذاتِ خود کوئی بیماری نہیں بلکہ یہ متعدد بیماریوں کی علامت ہے۔آنتوں کے فالج اور رکاوٹ میں غذا ہی قے کا باعث بنتی ہے۔کھانے کے فوراً بعد شراب یا افیون کے استعمال سے بھی قے ہوتی ہے۔اگر اسہال کے ساتھ قے بھی شامل ہو تو مرض اسہال کے بجائے ہیضہ بن جاتا ہے۔'' (بیاض نورالدین ص209) مرزا قادیانی اپنی تحریروں میں ہیضے کو قہرالٰہی کا ایک نشان قرار دیتا تھا جو گستاخوں پر بطور عذاب نازل ہوتا ہے۔مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ مرزا قادیانی کا جو مباہلہ یا مباحثہ ہوا تھا، اس میں بھی اس نے یہی بددعا کی تھی کہ جو کاذب اور جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں فوت ہوجائے گا۔ان دونوں میں جسے بھی موت آئے، وہ قتل کی روح سے نہیں بلکہ وہ کسی مہلک بیماری جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ میں ہلاک ہوگا۔ان باتوں کا مرزا قادیانی کو الہام بھی ہوگیا تھا۔مرزا قادیانی اپنی دعا کے تقریباً 13 ماہ اور بارہ دن بعد ہیضہ کی بیماری سے آنجہانی ہوگیا جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس دعا کے تقریباً چالیس سال بعد (پاکستان بننے کے بعد) 15 مارچ 1948ء میں اللہ کو پیارے ہوئے۔

مسلسل اسہال اور قے کی وجہ سے مرزا قادیانی کے جسم، بستر اور کمرے میں سخت

بدبو اور تعفن پھیل گیا تھا۔ اس کی حالت دگرگوں ہوگئی اور نورالدین کو بلانے کے لیے کہا۔ حکیم نورالدین آیا تو مرزا قادیانی نے اسے کہا ''مجھے اسہال کا دورہ ہوگیا ہے۔ آپ کوئی دوائی تجویز کریں۔'' (ضمیمہ الحکم 28 مئی 1908ء) حکیم نورالدین نے چند مقوی ادویات کھانے کو دیں مگر مرزا قادیانی نے قے کر دیں۔ اس کے بعد اس کی نبض ڈوبنے لگی۔ منہ سے اول فول بکنے لگا، آنکھیں پتھرا گئیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک انگریز ڈاکٹر آیا، اس نے ایسی دوا دے دی کہ نجاست کا رخ جو نیچے کی طرف تھا، اوپر کو ہوگیا۔ بعض عینی شاہدین کے مطابق مرزا قادیانی کے منہ اور مقعد سے پاخانہ نکل رہا تھا۔ ایسی ہی بھیانک حالت میں مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو صبح ساڑھے دس بجے جہنم واصل ہوگیا۔ بعدازاں لاش بذریعہ مال گاڑی قادیان براستہ بٹالہ لے جائی گئی۔ راستے میں اس کے تابوت پر اہل اسلام نے خوب کوڑا پاشی کی۔ مقام عبرت ہے۔

موت پاخانے میں پائی، حشر دوزخ میں ہوا
عہد نو کے مہدی موعود کی کیا شان ہے

(نوٹ) قارئین محترم! اس پمفلٹ میں زیادہ تر حوالہ جات ''تذکرہ'' اور ''سیرت المہدی'' نامی قادیانی کتب سے لیے گئے ہیں۔

''**تذکرہ**'' آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی پر اترنے والی خود ساختہ وحیوں اور الہامات کا مجموعہ ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک اس کی حیثیت نعوذ باللہ قرآن مجید جیسی ہے۔

''**سیرت المہدی**'' مرزا بشیر احمد ایم اے کی بدنام زمانہ تصنیف ہے۔ مرزا بشیر احمد، مرزا قادیانی کا منجھلا بیٹا ہے جسے مرزا نے ''قمرالانبیا'' قرار دیا تھا۔ اس کتاب میں مرزا بشیر احمد نے اپنے باپ مرزا قادیانی کے تمام حالاتِ زندگی اور ذاتی کردار تفصیلاً بیان کیا ہے۔ اس لیے اس کی تمام روایات قادیانیوں کے نزدیک مستند ہیں جن سے وہ انکار نہیں کرسکتے۔ قادیانیوں کے نزدیک (نعوذ باللہ) یہ حدیث اور سنت کی کتاب ہے، کیونکہ جو کچھ مرزا قادیانی نے کہا اور کوئی عمل کیا ہے، قادیانیوں کے نزدیک (نعوذ باللہ) حدیث وسنت کے زمرے میں آتا ہے۔ ہر قادیانی کے پاس ان دونوں کتب کا ہونا لازم ہے۔''

تصویر بولتی ہے

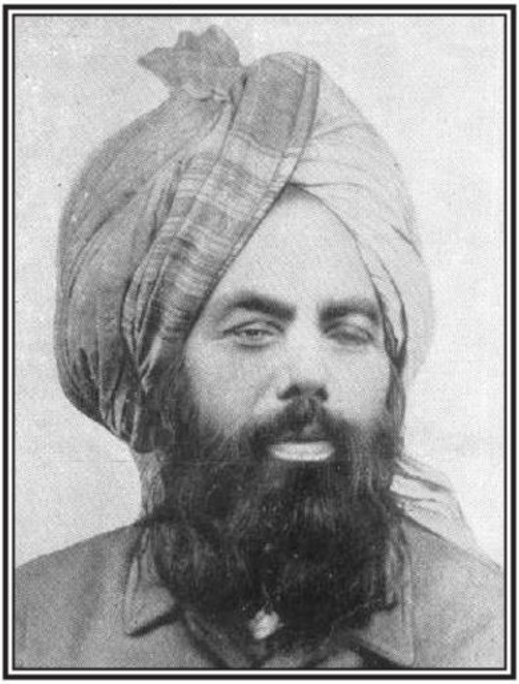

یہ آنجہانی مرزا قادیانی کی تصویر ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ (نعوذ باللہ) وہ نبی اور رسول ہے۔ آپ خود انصاف فرمائیں کہ کیا نبی اس شکل کے ہوتے ہیں جنہیں حق نے مبعوث کیا ہو؟ سچا نبی بے شمار اوصاف و خصائص اور منفرد کمالات و فضائل کا مالک ہوتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ انتہائی حسین و جمیل، وجیہہ اور صاحب جاہ ہوتا ہے۔ سچا نبی اگر اپنے حسن و جمال کی زکوٰۃ تقسیم کرے تو پوری کائنات صاحب نصاب ہو جائے۔ جبکہ جھوٹا مدعی نبوت مرزا قادیانی نہایت بدصورت، مکروہ شکل، پلید وجود اور کریہہ خدوخال کا مالک تھا، اتفاق سے چال چلن بھی ویسا ہی تھا۔ مرزا قادیانی کی تصویر ہی اس کے جھوٹا ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پر سبقت لے گئی بے حیائی آپ کی

4

قادیانیت

برطانوی سامراج کا خودکاشتہ پودا

قادیانی مذہب کے عقائد و عزائم، انگریز کی حمایت اور
جہاد کی ممانعت پر مبنی ناقابلِ تردید اور ہوش رُبا تحریر

محمد متین خالد

اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین اسلام کی بقا کے لیے اپنی جسمانی طاقت و توانائی کو راہ خدا میں بے دریغ صرف کرنا شریعت کی اصطلاح میں جہاد کہلاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر لڑائی میں مال وزر کا حصول، قوت و شوکت کی نمود، سامان حرب کی نمائش، شجاعت و مردانگی کا اظہار، سلطنت و حکومت کی توسیع، شہرت و ناموری کا شوق، لشکر کشی کا غلغلہ یا دوسروں کو زیر کرنے کا جنون پیش نظر ہو، تو پھر یہ جہاد نہیں ہوگا بلکہ جنگ ہوگی جو دینی نقطہ نگاہ سے بے مقصد ہے۔ اسلام میں وہ لڑائی معرکہ حق و باطل اور جنگ و قتال، جہاد ہے جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی خوشنودی کے لیے لڑی جائے۔ مدعا اور مقصد فقط دین اسلام کی سربلندی ہو۔ ایسی لڑائی دنیاوی، نفسانی اور شیطانی خواہشات و اغراض سے یکسر پاک ہو۔ اس راہ میں لڑنے والے کا صرف ایک ہی نصب العین، ایک ہی جذبہ، ایک ہی شوق اور ایک ہی ولولہ ہو کہ اس کا مالک حقیقی اس سے راضی ہو جائے۔ بقول علامہ اقبالؒ

؎ شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

ایمان کے بعد اہم ترین فرض، دشمنانِ اسلام کے خلاف جہاد ہے۔ جہاد، بنیادی قانونِ خدوندی، دین اسلام کا اہم ستون اور عبادت ہے۔ عقیدہ جہاد کو اسلام میں بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ جہاد کی انفرایت یہ ہے کہ وہ کفر اور اسلام میں تمیز کرتا ہے۔ جہاد ہی ایسا عمل ہے جو دین کی ترویج و ترقی اور سربلندی کا باعث بنتا ہے۔ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جہاد تمام عبادتوں سے افضل عبادت ہے۔ **قرآن مجید** میں کئی مقامات پر جہاد کی یہ عظیم عبادت مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے۔

- ''(مسلمانو!) تم پر قتال فرض کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہیں (طبعًا) ناگوار تو ہوگا، مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو۔ اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لیے مضر ہو۔ اور (ان باتوں کو) اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔'' (البقرہ: 216)
- ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ کا قرب ڈھونڈو اور اللہ کی راہ میں جہاد

کیا کرو، امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔" (المائدہ:35)

جہاد کی فرضیت اور اہمیت کے بارے میں حضور نبی الملاحم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی چند احادیث مبارکہ پیش ہیں:

- "جو شخص فقط اس لیے لڑے تا کہ اللہ کے نام کا بول بالا رہے بس وہی جہاد ہے۔" (مسلم)
- "میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم کے مطابق قتال کرتا رہے گا، یہ لوگ اپنے دشمنوں پر چھائے رہیں گے، جس کسی نے ان کی مخالفت کی۔ وہ انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی اور وہ اسی راہ پر قائم ہوں گے۔" (صحیح مسلم)
- "حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں۔" (بخاری و مسلم)
- "حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دروازے تلوار کے سائے کے تلے ہیں۔" (مسلم)

1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزی استعمار اپنے تمام مظالم، جبر و استبداد کے باوجود ہندوستانی مسلمانوں کے جذبہ جہاد کے سامنے سپر انداز ہو گیا تھا۔ انگریزوں کی پریشانی کا اندازہ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر (W.W.Hunter) کی کتاب "ہندوستانی مسلمان" (THE INDIAN MUSALMANS) سے لگایا جا سکتا ہے۔

30 مئی 1871ء کو وائسرائے لارڈ میو نے جو کہ ڈزرائیلی حکومت کا آئرش سیکرٹری تھا، ایک مقامی سول ملازم ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ ہنٹر کو اس سلگتے مسئلہ پر ایک رپورٹ تیار کرنے کو کہا: "کیا مسلمان برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت کے لیے اپنے ایمان کی وجہ سے مجبور ہیں؟" ہنٹر کو حقیقت حال تک رسائی کے لیے تمام خفیہ سرکاری دستاویزات کی جانچ پڑتال کی اجازت دے دی گئی۔ ہنٹر نے 1871ء میں "ہندوستانی مسلمان۔ کیا وہ اپنے ایمان کی وجہ سے شعوری طور پر ملکہ کے خلاف بغاوت کے لیے مجبور ہیں؟" کے عنوان سے اپنی رپورٹ شائع کی۔ اس نے اسلامی تعلیمات خصوصاً جہادی تصور، نزول مسیح و مہدی کے نظریات وغیرہ پر بحث کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا:

''مسلمانوں کی موجودہ نسل اپنے معتقدات کی رو سے موجودہ صورتحال (جیسی کہ ہے) کو قبول کرنے کی پابند ہے، مگر قانون (قرآن) اور پیغمبروں (کے تصورات) کو دونوں طریقوں سے یعنی وفاداری اور بغاوت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان ہندوستان میں برطانوی راج کے لیے پہلے بھی خطرہ رہے ہیں اور آج بھی ہیں اور اس دعویٰ کی کوئی پیش گوئی نہیں کرسکتا کہ یہ باغی اڈہ (شمال مغربی سرحد) جس کی پشت پناہی مغربی اطراف کے مسلمانوں کے جتھے کر رہے ہیں، کسی کی رہنمائی میں وہ قوت حاصل کرے گا جو ایشیائی قوموں کو اکٹھا اور قابو کر کے ایک وسیع محاربہ Crescentado کی شکل دے دے۔''

(The Indian Musalmans by W.W.Hunter)

اس کے علاوہ وہ مزید لکھتا ہے:

- ''ہماری مسلمان رعایا سے کسی بھی پرُ جوش وفاداری کی توقع رکھنا عبث ہے۔ تمام قرآن مسلمانوں کے بطور فاتح نہ کہ مفتوح کے طور پر تصورات سے لبریز ہے۔ مسلمانانِ ہند ہندوستان میں برطانوی راج کے لیے ہمیشہ کا خطرہ ہو سکتے ہیں۔''

(The Indian Musalmans by W.W.Hunter)

سابق برطانوی وزیر اعظم ولیم ایورٹ گلیڈ سٹون **(William Ewart Gladstone)** نے اپنے ہاتھ میں قرآن مجید لہرا کر برطانوی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

- ''جب تک یہ قرآن مسلمانوں کے ہاتھوں یا ان کے قلوب و اذہان میں موجود رہے گا، اس کے تصور جہاد کی وجہ سے یورپ، اسلامی مشرق پر اولاً تو اپنا غلبہ و تسلط قائم نہیں کرسکتا اور اگر قائم کر لے تو وہ اسے برقرار رکھنے میں زیادہ دیر تک کامیاب نہیں رہ سکتا۔ حتیٰ کہ خود یورپ کا اپنا وجود بھی اسلام کی جانب سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔''

(اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں از علامہ جلال العالم)

اس سے پہلے انگلستان گورنمنٹ نے 1869ء کے اوائل میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبروں، برطانوی اخبارات کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد سرولیم کی زیر قیادت ہندوستان میں بھیجا تا کہ اس بات کا کھوج لگایا جا سکے کہ ہندوستانی مسلمانوں کو کس طرح رام کیا جا سکتا ہے؟ ہندوستانی عوام اور بالخصوص مسلمانوں میں، وفاداری

کیونکر پیدا کی جا سکتی ہے؟ برطانوی وفد ایک سال ہندوستان میں رہا اور حالات کا جائزہ لیا۔ اسی سال وائٹ ہال لندن میں اس وفد کا اجلاس ہوا، جس میں ہندوستانی مشنریز کے اہم پادری بھی تھے۔ کمیشن کے سربراہ سر ولیم نے بتایا:

❑ ''مذہبی نقطہ نظر سے مسلمان کسی دوسری قوم کی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے۔ ایسے حالات میں وہ جہاد کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ جوش کسی وقت بھی انھیں ہمارے خلاف ابھار سکتا ہے۔''

اس وفد نے **"The Arrival of British Empire in India"** (ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی آمد) کے عنوان سے دو رپورٹیں لکھیں، جس میں انھوں نے لکھا: ''ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی اور مذہبی پیشواؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص مل جائے جو الہامی سند پیش کرے تو ایسے شخص کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر اس سے برطانوی مفادات کے لیے مفید کام لیا جا سکتا ہے۔''

انگلستانی وفد کی رپورٹ ملاحظہ کیجیے:

REPORT OF MISSIONARY FATHERS

ترجمہ: ''ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے پیروں اور روحانی رہنماؤں کی اندھی تقلید کرتی ہے۔ اگر اس موقع پر ہمیں کوئی ایسا شخص مل جائے، جو ظلی نبوت (حواری نبی) کا اعلان کر کے، اپنے گرد پیروکاروں کو اکٹھا کرے لیکن اس مقصد کے لیے اس کو عوام کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا، اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی حکومت کے لیے مفید کام لیا جا سکتا ہے۔ ہم نے مقامی حکومتوں کو پہلے ہی ایسی ہدایات دی ہوئی ہیں کہ غداروں سے معاونت حاصل کی جائے، اس وقت مسلح غداری ہوئی تھی اور صورت حال اور تھی، اب جبکہ ہم نے ملک کے طول وعرض پر کنٹرول حاصل کر لیا ہے اور ملک میں ہر جگہ امن وامان ہے، ہمیں ایسے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے جو ملک میں اندرونی شورش پیدا کریں۔'' (مطبوعہ رپورٹ سے ایک اقتباس: انڈیا آفس لائبریری، لندن)

رپورٹ کو مدنظر رکھ کر تاج برطانیہ کے حکم پر ایسے موزوں اور باعتبار شخص کی تلاش شروع ہوئی، جو برطانوی حکومت کے استحکام اور عملداری کے تحفظات میں الہامات کا ڈھونگ رچا سکے، جس کے نزدیک تاج برطانیہ کے مراسلات، وحی کا درجہ رکھتے ہوں، جو ملکہ معظّمہ کے

لیے رطب اللسان ہو، برطانوی حکومت کی قصیدہ گوئی اور مدح سرائی جس کی نبوت کا دیباچہ ہو۔ برطانوی شہ دماغوں نے ہندوستان میں ایسے شخص کے انتخاب کے لیے ہدایات جاری کیں۔ پنجاب کے گورنر نے اس کام کی ڈیوٹی ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے ذمہ لگائی۔ چنانچہ ''برطانوی معیار'' کے مطابق نبی کی تلاش کا کام شروع ہوا۔ آخرکار قرعہ فال قادیان ضلع گورداسپور کے رہائشی مرزا غلام احمد قادیانی کے نام نکلا۔

- ''برطانوی ہند کی سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لیے طلب کیا۔ ان میں سے مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کے لیے نامزد کیے گئے۔'' (تحریک ختم نبوت از آغا شورش کاشمیریؒ)

1868ء کے لگ بھگ سیالکوٹ میں ایک عرب محمد صالح وارد ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس حرمین شریفین کے بعض مفتیان کرام کا ایک فتویٰ تھا، جس میں ہندوستان کو دارالحرب ثابت کیا گیا تھا۔ انگریز کے مخبروں نے آپ کو اعتماد میں لے کر گرفتار کرا دیا۔ آپ پر دو الزامات عائد کیے گئے۔ ایک امیگریشن ایکٹ کی خلاف ورزی اور دوسرے برطانوی حکومت کے خلاف جاسوسی کرنا تھا۔ سیالکوٹ کچہری کے یہودی ڈپٹی کمشنر پارکنسن (Parkinson) نے تفتیش کا آغاز کیا۔ وہ ان تمام لوگوں کو گرفتار کرنا چاہتا تھا، جن سے نووارد عرب کا رابطہ تھا۔ دوران تفتیش ایک ایسے آدمی کی ضرورت پڑی، جو عربی کے مترجم کے طور پر کام کر سکے۔ (مجدد اعظم صفحہ 42 از ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری قادیانی) یہ خدمت مرزا غلام احمد قادیانی نے ادا کی اور عرب دشمن اور برطانیہ نوازی کی وہ مثال پیش کی کہ پارکنسن آپ کا گرویدہ ہو گیا۔

ایک اور واقعہ جسے مرزا قادیانی کی زندگی میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے، وہ پادری بٹلر ایم۔ اے کی لندن واپسی ہے۔ یہ پادری برطانوی انٹیلی جنس کا ایک اہم رکن تھا اور مبلغ کے روپ میں کام کر رہا تھا۔ مرزا صاحب نے مذہبی بحث کی آڑ میں ان سے طویل ملاقاتیں کیں اور برطانوی راج کے قیام کے لیے اپنی ہر قسم کی خدمات پیش کیں۔ 1868ء میں بٹلر ولایت جانے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خفیہ بات چیت ہوئی اور معاملات کو حتمی صورت دی گئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے مرزا محمود اپنی تصنیف ''سیرت مسیح موعود'' میں لکھتے ہیں:

- ''ریورنڈ بٹلر ایم۔ اے، جو سیالکوٹ مشن میں کام کرتے تھے اور جن سے حضرت

مرزا صاحب کے بہت سے مباحثات ہوتے رہتے تھے، جب ولایت واپس جانے لگے تو خود کچہری میں آپ کے پاس ملنے کے لیے چلے آئے اور جب ڈپٹی کمشنر صاحب نے پوچھا، کس طرح تشریف لائے تو ریورنڈ مذکور نے کہا، صرف مرزا صاحب کی ملاقات کے لیے! اور جہاں آپ بیٹھے تھے، وہیں سیدھے چلے گئے اور کچھ دیر بیٹھ کر واپس چلے گئے۔"

(سیرت مسیح موعود از مرزا بشیر الدین محمود صفحہ 12)

اسی سال 1868ء میں مرزا قادیانی بغیر کسی معقول ظاہری وجہ کے اہلمد کی نوکری سے استعفیٰ دے کر قادیان چلا گیا اور تصنیف و تالیف کے کام میں لگ گیا۔"

(قادیان سے اسرائیل تک از ابو مدثرہ)

عالمی تحریک صیہونیت، برطانوی سیاست میں یہودیوں کا دخل، خصوصاً ان کا وزرائے اعظم کے عہدے تک پہنچنا، اسلامیان عالم کی سیاسی و معاشی زبوں حالی، ہندوستانی مسلمانوں کی حصول آزادی کے لیے جدوجہد اور انگریز کے سیاسی اور مذہبی تخریب کاری کے لیے خطرناک عزائم، جو علی الترتیب ہنٹر رپورٹ اور مشنری فادرز رپورٹ سے عیاں ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک غدار خاندان کے فرد مرزا غلام احمد قادیانی کا یہودی افسروں اور جاسوس مشنری اداروں کے سربراہوں سے روابط اور ان کا پارکنسن کی شہ اور بٹلر کی اشیرباد پر نوکری چھوڑ کر نام نہاد اصلاحی تحریک کا آغاز کرنا...... یہ سب واقعات اس عظیم سیاسی سازش کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جو مذہبی روپ دھار کر "احمدیت" کی صورت میں منظر عام پر آئی۔

مرزا قادیانی کا انگریزوں کا ٹاؤٹ ہونا اور جہاد کی مخالفت کرنا ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ قادیانی مذہب میں انگریزوں کی اطاعت جزو ایمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فتنہ کی پرورش اور حفاظت، انگریز نے خود کی اور انہیں ہر طرح کی مراعات سے نوازا اور انہیں مسلمانوں کے غیظ و غضب سے بچایا۔ آج بھی اس مذہب کے ماننے والوں کی ہمدردیاں یہود و نصاریٰ کے ساتھ ہیں اور ان کی ہمدردیاں قادیانیوں کے ساتھ ہیں۔ دونوں کا مقصد اسلامی تعلیم اور یک جہتی کو تار تار کرنا ہے۔ یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کا باہمی گٹھ جوڑ "الکفر ملة واحده" کی بہترین مثال ہے۔

- "اب سے زمینی جہاد بند ہو گیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لیے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے

دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اُٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے، وہ خدا اور اس کے رسُول کا، نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی یضع الحرب جس کے یہ معنے ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو مسیح آ چکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 408 طبع جدید از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی اور اس کے جانشینوں کی مستند تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انہیں امت مسلمہ کے ماضی سے کوئی عقیدت ہے نہ اس کے حال سے کوئی دلچسپی۔ مستقبل کی تو بات ہی نہ کیجیے۔ ہماری اور ان کی امنگوں میں کوئی یکسانیت ہے نہ یکجہتی۔ ملت اسلامیہ کے دشمنوں کو وہ اپنا مربی اور سر پرست سمجھتے رہے۔ جس انگریز نے برصغیر میں اسلامی اقتدار کا چراغ گل کیا، ہماری تہذیبی قدروں کو روندا' لاکھوں بے گناہ مسلمانوں اور علمائے کرام کو قتل کیا' کیا کسی مسلمان کے دل میں ان دشمنان اسلام کے لیے خیر سگالی کے جذبات پائے جا سکتے ہیں؟ لیکن افسوس ہے کہ مرزا قادیانی ان کے تملق' مدح سرائی' دعائیں' خیر سگالی کے جذبات اور ان کے پنجہ استبداد کو مضبوط کرنے کے لیے مسلسل تقریری اور تحریری کاوشیں کرتا رہا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو شخص انہیں اپنا دوست بنائے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (المائدہ: 51)

اس قرآنی تعلیم کے برعکس یہود و نصاریٰ سے دوستی، ان کی پر جوش حمایت اور جہاد کی ممانعت کے سلسلہ میں مرزا قادیانی کی بے شمار تحریروں میں سے صرف چند اقتباسات ملاحظہ کیجیے اور غور کریں کہ وہ اسلام دشمنی میں کس طرح اپنے جذبات اور خدمات کے لیے ان کی ایک نگاہ التفات کے لیے بے تاب تھا۔

؎ حرم والوں سے کیا نسبت بھلا اس قادیانی کو
وہاں قرآن اترا ہے، یہاں انگریز اترے ہیں

خاندانی خدمات

☐ ''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا

والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہے، اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔''

(کتاب البریہ صفحہ 3 تا 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 4 تا 6 از مرزا قادیانی)

خود کاشتہ پودا

❑ ''سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے **متواتر تجربہ** سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس **خود کاشتہ پودا** کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولتمدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تا ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لیے دلیری نہ کر سکے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 198 طبع جدید، از مرزا قادیانی)

ممانعت جہاد کی کتابیں، بے نظیر کارگزاری

❑ ''پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم **سترہ برس** سے سرکار انگریزی کی امداد و تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس **سترہ برس** کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں، ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لیے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لیے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزارہا روپیہ خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلادِ شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان

میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔

(کتاب البریہ صفحہ 5 مندرہ روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 6، از مرزا قادیانی)

پچاس الماریاں

❑ ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔''

(تریاق القلوب صفحہ 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 155، 156 از مرزا قادیانی)

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد ''انگریز'' بخشندہ

مجھے فخر ہے!

❑ ''یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اُردو فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا، اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے تنور سے نجات پائی ہے۔ اس لیے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ **یا الٰہی! اس مبارکہ قیصرہ ہند دام ملکہ کو دیرگاہ تک**

ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔"

(ستارہ قیصرہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 114، از مرزا قادیانی)

دنیا کو ہے اس مہدیٔ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالمِ افکار

1857ء میں مرزا قادیانی کوئی ناسمجھ طفل نہیں تھا بلکہ بھرپور جوان تھا اور 1857ء میں انگریزوں نے اپنی کامیابی کے بعد مسلمانوں سے کیا سلوک کیا؟ اس سے وہ ناواقف نہیں ہوسکتا تھا۔ خاص کر جب ہر طرف ایک ایک درخت کے ساتھ کئی کئی مسلمانوں کی لاشیں لٹکی ہوتی تھیں۔ اب جس حکومت کو مرزا قادیانی "خدا کی رحمت" قرار دیتا تھا، اس کے ماتحت مسلمانوں کی حالت زار بھی ملاحظہ کرتے چلیں۔

1857ء کی جنگ آزادی میں برصغیر کے عوام کی ناکامی کے بعد تہذیب وتمدن کے علمبرداروں نے تہذیب کو برہنہ کر دیا۔ شرافت کا منہ نوچ لیا۔ حیا کے نقاب کو تار تار کر دیا۔ پردہ پوش خواتین کو گھروں سے نکال کر بالوں سے پکڑ کر عریاں گھسیٹے ہوئے گورے ٹامیوں کے کیمپوں میں پہنچا دیا گیا۔ جس مسلمان کو دیکھا اس کو غدار سمجھ کر سولی پر چڑھا دیا یا توپ دم کر دیا۔ ان نظاروں کو دیکھ کر ظہیر دہلوی نے کہا تھا:

جسے دیکھا حاکم وقت نے کہا یہ بھی قابل دار ہے

1857ء کی جدوجہد آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے جو مظالم کیے، وہ اتنے شدید تھے کہ پورے ہندوستان پر خوف و ہراس طاری ہوگیا۔ انبالہ سے دہلی تک کوئی درخت ایسا نہ تھا جس پر کسی مسلمان کی لاش نہ لٹکتی ہو۔

زینت دار بنانا تو کوئی بات نہیں
نعرہ حق کی کوئی اور سزا دیجیے!

ہزاروں بے قصور مسلمانوں کو انگریزوں نے مار ڈالا۔ ان کے بدنوں کو سنگینوں سے چھیدا جاتا تھا۔ مسلمانوں کو ننگا کر کے اور زمین سے باندھ کر سر سے پاؤں تک جلتے ہوئے تانبہ کے ٹکڑوں سے بری طرح داغ دیا جاتا اور انہیں سور کی کھالوں میں سی دیا جاتا۔ ہزاروں مسلمان عورتوں نے فوج کے خوف سے کنوؤں میں چھلانگ لگا دی۔ یہاں تک کہ پانی میں

ڈوب گئیں۔ جب زندہ عورتوں کو کنوؤں سے نکالنا چاہا تو انہوں نے کہا ہمیں گولیوں سے مار ڈالو، نکالو نہیں، ہم شریف گھروں کی بہو بیٹیاں ہیں۔ ہماری عزت خراب نہ کرو۔ بعض مسلمانوں نے اپنی عورتوں کو قتل کر کے خودکشی کر لی۔

دنیا کی سب سے بڑی مکار، ظالم، اسلام دشمن، حضور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی عزت و ناموس پر ہر روز نئی یورش کرنے والی اور مسلمانوں کے خون سے صدیوں ہولی کھیلنے والی انگریز حکومت کو، ٹھیک اس وقت جب اس کے ہاتھ ہندوستان کے ہزاروں علما اور مجاہدین حریت کے خون سے رنگین تھے اور اس لمحے جب یہ حکومت اسلام کو صفحہ ہستی سے نابود اور ملت اسلامیہ کے وجود کو ختم کرنے کے لیے پوری مسلم دنیا پر حملہ آور تھی، مرزا قادیانی یہ یقین دلاتا ہے:

سخت جاہل، نادان اور نالائق مسلمان

- ''ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں، وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے، ہرگز نہیں پا سکتے۔''

(ازالہ اوہام صفحہ 510 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 373 از مرزا قادیانی)

سکون، نہ مکہ میں نہ مدینہ میں

- ''میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا، اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا، تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظّمہ میں مل سکتا ہے، نہ مدینہ میں، اور نہ سلطانِ روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔'' (تریاق القلوب صفحہ 28، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156 از مرزا قادیانی)

حرامی اور بدکار آدمی

- ''بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست

ہے، یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا۔ **میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔"**

(شہادت القرآن صفحہ 84، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)

بندوق کا جہاد؟

❑ "جنگ سے مراد تلوار، بندوق کا جنگ نہیں۔ کیونکہ یہ تو سراسر نادانی اور خلاف ہدایت قرآن ہے جو دین کے پھیلانے کے لیے جنگ کیا جائے، اس جگہ جنگ سے ہماری مراد زبانی مباحثات ہیں جو نرمی اور انصاف اور معقولیت کی پابندی کے ساتھ کیے جائیں۔ ورنہ ہم ان تمام مذہبی جنگوں کے سخت مخالف ہیں جو جہاد کے طور پر تلوار سے کیے جاتے ہیں۔"

(تریاق القلوب صفحہ 2، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 130 از مرزا قادیانی)

نامور ادیب اور دانشور جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں:

"اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے تلوار چلانا' رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی ممنوع تھا ("لا اکراہ فی الدین") اور آج بھی ممنوع ہے اور اسلام کی حمایت اور حفاظت کے لیے تلوار اٹھانا، ابتدائے اسلام میں بھی جائز تھا، آج بھی جائز ہے اور قیامت تک جائز رہے گا۔ مرزا قادیانی سے جو غلطی دانستہ یا نادانستہ طور پر سرزد ہوئی، وہ یہ تھی کہ اس نے اسلامی جہاد کے غلط معنی دنیا کے سامنے پیش کیے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

ان دونوں مصرعوں میں جو لفظ "اب" آیا ہے اگرچہ ادبی زاویۂ نگاہ سے اس کی تکرار بہت مذموم ہے لیکن مرزا قادیانی کی، اسلام سے ناواقفیت کا ثبوت دینے کے لیے بہت کافی ہے یعنی ان کا مطلب یہ ہے کہ دین کے لیے جنگ وقتال پہلے جائز تھا' اب جائز نہیں ہے۔ کس قدر عظیم الشان مغالطہ ہے جو اس نے دنیا کو دیا! کاش اسے تاریخ وفلسفۂ اسلام سے واقفیت ہوتی! دین کی اشاعت کے لیے جہاد کرنا پہلے کب جائز تھا؟ جو تم آج ناجائز قرار دے رہے ہو؟ اسلام پہلے کب بزور شمشیر پھیلایا گیا جو آج تم ناصح مشفق بن کر اس کی ممانعت کر رہے ہو؟ اگر جوع الارض کو تسکین دینے کے لیے یا ملوکیت اور شہنشاہیت قائم

کرنے کے لیے یا بے گناہ اقوام کو غلام بنانے کے لیے جہاد کیا جائے تو وہ جہاد ہی کب ہے؟ وہ تو غارت گری ہے۔ خود علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

جنگ شایانِ جہاں غارت گری است
جنگِ مومن سنتِ پیغمبری است

تعجب ہوتا ہے تعلیم یافتہ قادیانی حضرات پر کہ یہ لوگ کیونکر اس سفسطہ کا شکار ہو سکتے ہیں؟ کیا قادیانیوں میں کوئی ایسا روشن خیال انسان نہیں جو اسلامی فلسفہ و تاریخ کا مطالعہ کر کے اس مغالطہ کی دلدل سے باہر نکل سکے؟ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو سکتی ہے کہ اسلام میں جہاد کا معنی اور مفہوم کیا ہے؟ جنگ اور قتال اگر اس کا محرک ہوسِ ملک گیری اور استعماری حکمتِ عملی ہو تو یہ بات اسلام میں کبھی بھی جائز نہ تھی۔ پھر مرزا قادیانی اپنے اس ''الہامی شعر'' میں کس چیز کو حرام قرار دے رہا ہے؟ اسی بات کو نا، جو پہلے ہی سے حرام ہے تو حرام کو حرام قرار دینا یہ کون سی دانشمندی ہے؟ اور اگر ان کا مطلب یہ ہے کہ خطرہ کے وقت بھی مسلمانوں کا اپنے مذہب کی حمایت میں تلوار اٹھانا حرام ہے، تو وہ مذہب اسلام سے اپنی ناواقفیت کا ثبوت دے رہا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں سے قادیانی حضرات جو صورت پسند کریں اختیار فرما لیں، مرزا قادیانی کی علمی اور مذہبی پوزیشن بہر حال متزلزل ہو جائے گی۔ اگر پہلی صورت صحیح ہے تو مرزا قادیانی مغالطہ کا مرتکب ثابت ہوا اور دوسری صورت کو تسلیم کیا جائے تو اسلام کے اصولوں سے کورا نظر آتا ہے۔

اب جو شخص بھی مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا شعر کو پڑھے گا وہ لامحالہ یہی سمجھے گا کہ دین کی اشاعت کے لیے پہلے اسلام میں جنگ و قتال جائز تھا یعنی نعوذ باللہ قرونِ اولیٰ میں اسلام کی اشاعت اس کے پاکیزہ اصولوں کی وجہ سے نہیں بلکہ تلوار کے زور سے ہوئی اور تیرہ سو سال کے بعد جا کر مرزا قادیانی نے اس بات کو حرام قرار دیا ہے۔

معلوم نہیں مرزا قادیانی نے جہاد کے متعلق یہ غلط خیال کیوں پھیلایا۔ شاید حکومت برطانیہ کی نظروں میں عزت حاصل کرنے کے لیے، ورنہ یہ ایک حقیقت ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے تلوار چلانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی جائز نہ تھا اور نہ قرآن مجید کی اس صریح آیت کی موجودگی میں (لا اکراہ فی الدین) کسی کو بزورِ شمشیر مسلمان کرنا جائز ہو سکتا ہے اور اسلام تو سرتاپا معقولیت پسند مذہب ہے۔ وہ کب اس بات کو روا رکھ سکتا ہے کہ

لوگوں کو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا جائے۔ اگر دین کے لیے جنگ و قتال، مرزا قادیانی سے پہلے حلال ہوتا تو ڈاکٹر آرنلڈ جو ایک سچا مسیحی تھا اور یقیناً مسلم نہ تھا کس طرح اپنی مشہور کتاب ''پریچنگ آف اسلام'' مرتب کرسکتا تھا؟ اس کتاب میں اس منصف مزاج عیسائی نے اسلامی تاریخ کی بناء پر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچا دی ہے کہ اسلام اپنی ابتداء سے آج تک تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔'' (علامہ اقبال اور فتنہ قادیانیت از محمد متین خالد)

دین کے لیے لڑنا حرام ہے

- ''اب سے زمینی جہاد بند ہوگیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لیے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ **سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔** اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اُٹھاتا ہے اور **غازی** نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے، وہ خدا اور اس کے رسُول کا، نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی **یضع الحرب** جس کے یہ معنے ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔ سو مسیح آچکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 401 طبع جدید از مرزا قادیانی)

حالانکہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ. (البقرہ:193)

ترجمہ: ''اور ان (کافروں) سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین (یعنی زندگی اور بندگی کا نظام عملاً) اللہ ہی کے تابع ہو جائے۔''

حضور نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا:

لن یبرح هذا الدّین قائما یقاتل علیه عصابة من المسلمین حتی تقوم الساعة. (صحیح مسلم)

ترجمہ: ''دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔''

جہاد، خدا کے حکم سے بند

جہاد کی ممانعت کے بارے مرزا قادیانی نے کہا:

- ''آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 408 طبع جدید از مرزا قادیانی)

قادیانیوں سے سوال ہے کہ وہ خدا کے اس حکم کی نشاندہی فرما دیں کہ جس سے وہ انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم سے بند ہو گیا؟؟؟

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز

اسلام کے دو حصے

- ''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے......سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔''

(شہادت القرآن صفحہ 84، 85 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380، 381 از مرزا قادیانی)

یہاں مرزا قادیانی نے ''ظالموں'' کا لفظ مسلمانوں کے لئے استعمال کیا حالانکہ مسلمان برطانوی سامراج کے پنجۂ استبداد میں بے بسی کی زندگی بسر کر رہے تھے اور اس حقیقت کا علم مرزا قادیانی کو بخوبی تھا۔

کوئی اندر سے تعلیم دیتا ہے

- ''یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشا پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔''

(نزول المسیح صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434 از مرزا قادیانی)

ادب گاہیست زیرِ آسماں، از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید، جُنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

5

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام
حضرت مہدی علیہ الرضوان
اور دجّال کی نشانیاں

(احادیثِ مُبارکہ کی روشنی میں)

محمد متین خالد

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے اور انھیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار اور منفرد معجزات سے نوازا، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات مقدسہ اس لحاظ سے یگانہ ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت کا واقعہ معجزانہ طور پر ہوا۔ آپ کا زندہ آسمان پر جانا بھی خارقِ عادت اور حیرت انگیز معجزہ کی حیثیت میں وقوع پذیر ہوا اور قیامت کے قریب آپ کا نزول بھی ایک زبردست معجزانہ حیثیت کا حامل ہوگا۔

حضرت مسیح موعود کا نام عیسیٰ علیہ السلام، کنیت ابن مریم، لقب مسیح، کلمۃ اللہ، روح اللہ ہوگا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مریم ہوگا۔ قرآن مجید کے مطابق آپ بغیر والد کے محض قدرت خداوندی سے پیدا ہوئے۔ آپ کے نانا کا نام عمران علیہ السلام، آپ کے ماموں کا نام ہارون (ہارون سے مراد ہارون علیہ السلام نہیں کیونکہ وہ تو حضرت مریم سے بہت پہلے گزر چکے تھے بلکہ ان کے نام پر حضرت مریم کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا۔) آپ کی نانی کا نام امرأۃ عمران (حنہ) ہے۔ آپ کی نانی محترمہ نے یہ نذر مانی تھی کہ اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا، وہ بیت المقدس کے لیے وقف کروں گی لیکن جب اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی تو انھوں نے یہ عذر پیش کیا کہ یہ عورت ہونے کی وجہ سے وقف کے قابل نہیں۔ پھر انھوں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی خصوصیات میں یہ چیزیں شامل ہیں کہ وہ ہمیشہ شیطان سے محفوظ رہیں۔ ان کی نشوونما بھی ایک کرامت ہے کہ وہ ایک دن میں ایک سال کی ہوگئیں۔ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی رزق آتا تھا۔ فرشتے ان سے ہمکلام ہوتے تھے۔

حضرت مریم علیہا السلام، اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے حد مقبول تھیں۔ وہ حیض سے پاک تھیں۔ تمام دنیا کی موجودہ عورتوں سے افضل تھیں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا وقت ہوا تو حضرت مریم ایک گوشہ میں چلی گئیں۔ ان پر پردہ ڈال دیا گیا۔ پھر ان کے پاس انسانی شکل میں ایک فرشتہ آیا۔ فرشتے نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر دی۔ حضرت مریم نے اس خبر پر بے حد تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ مرد کی صحبت کے بغیر کیسے بچہ پیدا ہوگا؟ فرشتے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے۔ پس وہ

اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغیر کسی مرد کے ساتھ صحبت کے، حاملہ ہوئیں۔ دردِ زہ کے وقت ایک کھجور کے درخت کے نیچے چلی گئیں۔ حضرت مریم اپنی عفت و عصمت، حیا و پاکیزگی اور لوگوں کی تہمت سے پریشان ہوئیں تو ایک فرشتے نے آواز دی کہ گھبراؤ نہیں۔ حضرت مریم ولادت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں اٹھا کر گھر لے آئیں۔ ان کی قوم نے ان پر طرح طرح کی تہمتیں اور الزامات لگائے اور بدنام کیا، جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تائید غیبی سے گود میں کلام کیا اور فرمایا کہ میں نبی ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام وجیہ الشکل، درمیانے قد وقامت اور سفید سرخی مائل رنگت کے ہوں گے۔ ان کے سر کے بالوں کی لمبائی دونوں شانوں تک ہوگی۔ ان کے بالوں کا رنگ بہت سیاہ، چمکدار جیسے نہانے کے بعد ہوتے ہیں۔ بال سیدھے یعنی پیچدار نہ ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عروہ بن مسعودؓ کے مشابہ ہوں گے۔ آپ کی خوراک لوبیا اور جو چیزیں آگ پر نہ پکیں، ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود کے خصائص و معجزات میں یہ بات شامل ہے کہ وہ بحکم خداوندی مُردوں کو زندہ کرتے۔ برص کے بیمار کو تندرستی دیتے۔ بحکم خداوندی مادر زاد اندھے کو شفا بخشتے، مٹی کی چڑیوں میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جان ڈالتے۔

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی اور کفار کے نرغہ کے وقت آپ کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت پھر آسمان سے واپس زمین پر تشریف لائیں گے۔ نزول کے وقت آپ کے جسم پر زرد رنگ کی دو چادریں ہوں گی۔ جن میں سے ایک کو تہ بند بنا کر باندھا ہوا ہوگا، دوسری کو چادر کے طور پر اوڑھ رکھا ہوگا جب سر جھکائیں گے تو اس سے چاندی کے موتی کی طرح پانی کے قطرے ٹپکیں گے۔ آپ کے سر پر ایک لمبی ٹوپی ہوگی۔ آپ زرہ پہنیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت دونوں ہاتھ فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا جس سے دجال کو قتل کریں گے۔ اس وقت جس کسی کافر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی، وہ مر جائے گا۔ آپ کے سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی، جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔ آپ کا نزول ملک دمشق میں ہوگا۔ دمشق کی مرکزی جامع مسجد کے شرقی (سفید) مینارہ کے قریب ہوگا۔ آپ کا نزول صبح کے وقت ہوگا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت جو دجال سے لڑنے کے لیے جمع ہوئے ہوں گے، ان کی تعداد تقریباً آٹھ سو مرد

اور چار سو عورتیں ہوں گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کچھ دیر پہلے یہ لوگ نماز فجر کے لیے اپنی صفیں درست کر رہے ہوں گے۔ اس وقت اس جماعت کے امام حضرت مہدی ہوں گے۔ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لیے بلائیں گے، مگر وہ انکار کریں گے۔ جب حضرت مہدیؓ پیچھے ہٹنے لگیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انھیں امام بنائیں گے۔ پھر حضرت مہدی نماز پڑھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پنتالیس سال تک دنیا میں قیام فرمائیں گے۔ آپ نکاح کریں گے۔ آپ کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں ہوگا۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جذام کے وفد سے فرمایا: ''تمہارا آنا مبارک ہو اور قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک مسیح علیہ السلام تمہاری قوم میں نکاح نہ کریں اور ان کے اولاد پیدا نہ ہو۔'' قبیلہ جذام قوم شعیب ہی کی ایک شاخ ہے اور قوم شعیب کا حضرت موسیٰ کا سسرال ہونا قرآن حکیم (سورۃ قصص: 26 تا 28) سے ثابت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہونے کے بعد قبیلہ جذام کی کسی خاتون سے نکاح فرمائیں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی۔ اس طرح اس قبیلہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سسرال ہونے کا شرف بھی حاصل ہو جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اولاد بھی ہوگی۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے دو صاحبزادے ہوں گے۔ ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام موسیٰ رکھیں گے۔ نزول کے بعد حضرت مسیح موعود صلیب توڑیں گے۔ یعنی صلیب پرستی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر مسجد کا دروازہ کھلوائیں گے تو سامنے دجال نظر آئے گا۔ پھر آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دجال اور یہودیوں کے ساتھ جہاد کریں گے۔ آپ دجال کو ارض فلسطین میں مقام لُد پر قتل کریں گے۔ (باب لُدّ ایک پہاڑی ہے جو شام میں واقع ہے، بعض محققین کہتے ہیں کہ ''لُدّ (Lydda)'' ملک شام اور موجودہ اسرائیل کی سرحد پر آخری شہر ہے۔ بعض کے نزدیک یہ یروشلم کے ایک گاؤں کا نام ہے جبکہ بعض کے نزدیک یہ فلسطین کا ایک مقام ہے۔ یہ مقام آج کل یہودیوں کے تسلط میں ہے۔ تل ابیب سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر اس مقام پر نام نہاد اسرائیلی حکومت کا ایک بڑا

فوجی ایئر پورٹ بھی ہے اور لُدّ ہی کے نام سے مشہور ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ نے ڈیڑھ ہزار سال پہلے اس وقت لُدّ کا ذکر فرمایا تھا جب اسرائیل نامی کسی ریاست کا کوئی وجود بھی نہ تھا۔) اس کے بعد تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی۔ جو یہودی باقی ہوں گے، چن چن کر قتل کر دیے جائیں گے۔ کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے سکے گی۔ یہاں تک کہ درخت اور پتھر بول اٹھیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔ اس وقت اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور جہاد موقوف ہو جائے گا کیونکہ کوئی کافر ہی نہ رہے گا اور اس لیے جزیہ اور خراج کا حکم بھی باقی نہ رہے گا۔ مال و زر لوگوں میں اتنا عام ہو جائے گا کہ کوئی (صدقہ یا زکوٰۃ کی شکل میں) قبول نہ کرے گا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت مہدی نماز کی امامت کریں گے، بعد میں تمام نمازوں اور دیگر معاملات کی امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقام فج الروحاء میں تشریف لے جائیں گے۔ حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے۔ رسول کریم ﷺ کے روضہ اقدس پر بھی حاضری دیں گے۔ آپ ﷺ عیسیٰ علیہ السلام کو سلام کا جواب دیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن و سنت پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔ ہر قسم کی دینی اور دنیوی برکات نازل ہوں گی۔ سب کے دلوں سے بغض وحسد اور کینہ نکل جائے گا۔ ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کے لیے کافی ہوگا۔ ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کے لیے کافی ہوگی۔ ایک بکری ایک قبیلہ کے لیے کافی ہوگی۔ ہر ڈنک والے زہریلے جانور کا ڈنک وغیرہ نکال لیا جائے گا، یہاں تک کہ اگر ایک بچہ سانپ کے منہ میں ہاتھ دے گا تو وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔ ایک لڑکی شیر کے دانت کھول کر دیکھے گی اور وہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے گا۔ بھیڑیا، بکریوں کے ساتھ ایسا رہے گا جیسا کتا ریوڑ کی حفاظت کے لیے رہتا ہے۔ ساری زمین امن و امان سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔ صدقات کا وصول کرنا چھوڑ دیا جائے گا۔ یہ برکات سات سال تک رہیں گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے ایک رومی لشکر مقام اعماق یا وابق میں اترے گا۔ ان سے جہاد کے لیے مدینہ سے ایک لشکر چلے گا۔ یہ لشکر اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں کا مجمع ہوگا۔ اس جہاد میں لوگوں کے تین ٹکڑے ہو جائیں گے۔ ایک تہائی حصہ شکست کھائے گا۔ ایک تہائی شہید ہو جائے گا۔ اور ایک تہائی فتح پائیں گے۔ قسطنطنیہ فتح ہو جائے

گا۔ جس وقت وہ مال غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خروجِ دجال کی غلط خبر مشہور ہو جائے گی۔ لیکن جب لوگ ملک شام واپس آئیں گے تو دجال نکل آئے گا۔ عرب اس زمانہ میں بہت کم ہوں گے اور اکثر بیت المقدس میں ہوں گے۔ مسلمان دجال سے بچ کر افیق نامی گھاٹی میں جمع ہو جائیں گے۔ اس وقت مسلمان سخت فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں گے۔ اس وقت اچانک ایک منادآ آواز دے گا کہ تمہارا فریادرس آ گیا۔ لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے ہوئے کی آواز ہے۔

مسلمانوں کا ایک لشکر ہندوستان سے جہاد کرے گا اور اس کے بادشاہوں کو قید کرے گا۔ یہ لشکر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و مغفور ہوگا۔ جس وقت یہ لشکر واپس ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام کو ملک شام میں پائے گا۔ شام وعراق کے درمیان دجال نکلے گا۔ فتنہ دجال اتنا سخت ہوگا کہ تاریخِ انسانی میں اس سے بڑا فتنہ نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ اس لیے تمام انبیائے کرام اپنی اپنی امتوں کو اس سے خبردار کرتے رہے۔ مگر اس کی جتنی تفصیلات رسول کریم ﷺ نے بتائیں، کسی اور نبی نے نہیں بتلائیں۔ دجال کے ساتھ 70 ہزار یہودی ہوں گے جن کے پاس جڑاؤ تلواریں اور ساج ہوں گے۔ لوگوں کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ دجال کا اتباع کرے گا۔ ایک گروہ اپنی کاشتکاری میں لگا رہے گا اور ایک گروہ دریائے فرات کے کنارے پر اس کے ساتھ جہاد کرے گا۔ مسلمان ملک شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے اور دجال کے پاس ایک ابتدائی لشکر بھیجیں گے۔ اس لشکر میں ایک شخص ایک سرخ یا سیاہ وسفید گھوڑے پر سوار ہوگا اور یہ سارا لشکر شہید ہو جائے گا۔ ان میں سے ایک بھی واپس نہ آئے گا۔ دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں۔ اس وقت تمام یہودیوں کو شکست ہوگی۔ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکالے گا جن کا سیلاب تمام عالم کو گھیرے گا۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو پہاڑ طور پر جمع فرما دیں گے۔ پھر یاجوج ماجوج کی فوج کا ابتدائی حصہ جب دریائے طبریہ پر گزرے گا تو سب دریا کو پی کر صاف کر دے گا۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج و ماجوج کے لیے بددعا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے گلوں میں ایک گلٹی نکال دے گا جس سے سب کے سب آہستہ آہستہ مر جائیں گے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر جبل طور سے زمین پر

اتریں گے مگر تمام زمین یاجوج و ماجوج کے مُردوں کی بدبو سے بھری ہوئی ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا کریں گے کہ بدبو نابود ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے تمام زمین دھل جائے گی۔ پھر زمین اپنی اصلی حالت پر ثمرات و برکات سے بھر جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو فرمائیں گے کہ میرے بعد ایک شخص کو خلیفہ بنائیں جس کا نام مقعد ہے۔ اس کے بعد آپ کی وفات ہو جائے گی۔ نبی کریم ﷺ کے روضہ اطہر میں چوتھی قبر آپ کی ہوگی۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم ارشاد کے لیے مقعد کو خلیفہ بنائیں گے۔ پھر مقعد کا بھی انتقال ہو جائے گا۔ پھر لوگوں کے سینوں سے قرآن اٹھا لیا جائے گا۔ یہ واقعہ مقعد کی وفات سے تقریباً تیس سال بعد ہوگا۔ اس کے بعد قیامت کا حال ایسا ہوگا، جیسے کسی پورے نو مہینہ کی حاملہ کو معلوم نہیں، کب ولادت ہو جائے۔ اس کے بعد قیامت کی بالکل قریبی علامات ظاہر ہوں گی۔

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں حضرت امام مہدیؓ کی کئی ایک مستند نشانیاں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مہدی میری عترۃ یعنی اولاد فاطمہؓ میں سے ہوگا۔ ان کا نام میرے نام کے موافق (یعنی محمد بن عبداللہ اور ایک روایت میں احمد بن عبداللہ) ہوگا۔ ان کے والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا۔ ان کی والدہ محترمہ کا نام حضرت آمنہؓ ہوگا۔ ان کا لقب مہدی ہوگا۔ ان کی کنیت ابوالقاسم ہوگی۔ ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوگی۔ ظہور کے وقت اُن کی عمر تقریباً 40 سال ہوگی۔ امام مہدیؓ سے آسمان والے بھی راضی ہوں گے اور زمین کے باشندے بھی خوش ہوں گے۔ آسمان اپنے تمام قطرے بہا دے گا، زمین اپنی تمام پیداوار اگل دے گی۔ یہاں تک کہ زندہ لوگ، مُردوں کی تمنا کرنے لگیں گے۔ حضرت مہدی کم از کم سات یا نو سال تک خلیفہ رہیں گے۔ ان کے زمانے میں نعمتوں کی ایسی فراوانی ہوگی کہ اس سے پہلے اس کی مثال بھی نہ سنی گئی ہو۔

عقیدۂ ظہور امام مہدی صحیح احادیث سے ثابت ہے اور چودہ سو سال سے مسلمانوں میں مسلم اور مشہور ہے۔ اس ضمن میں چند احادیث درج ذیل ہیں:

- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ اُس دن

کو طویل کر دے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس میں ایک آدمی مبعوث فرمائے گا جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا، اُس کا نام میرے نام پر ہوگا، اُس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا (یعنی محمد بن عبد اللہ) وہ زمین کو انصاف اور عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم و زیادتی سے بھر چکی ہوگی۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

❑ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ہمیشہ میری امت میں ایک جماعت حق کے لیے لڑتی رہے گی اور وہ غالب رہے گی، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے) اتریں گے تو مسلمانوں کے امیر اُن سے عرض کریں گے کہ آیئے نماز پڑھایئے وہ فرمائیں گے کہ نہیں اِس امت کے لوگ خود بعض کے لیے امام اور امیر ہیں۔ (صحیح مسلم)

مذکورہ بالا حدیث میں مسلمانوں کے امیر سے مراد امام مہدی ہیں۔ صحیح مسلم کی شرح ''فتح الملہم'' میں لکھا ہے کہ قرب قیامت سے متعلق وہ سب احادیث جن میں امیر یا خلیفہ کا لفظ مبہم مذکور ہو، اِس سے مراد امام مہدی ہیں۔ (فتح الملہم، شرح صحیح مسلم)

❑ ابن ماجہ میں ہے کہ امام مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر پیچھے ہٹیں گے تو آپ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ تم ہی نماز پڑھاؤ کیونکہ اس نماز کی اقامت تمہاری امامت کے لیے ہو چکی ہے۔ چنانچہ اُس وقت کی نماز امام مہدی ہی پڑھائیں گے۔ پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اقتداء کریں گے (چنانچہ اس وقت کی نماز سب کو امام مہدی ہی پڑھائیں گے پھر اس کے بعد (کی نمازوں میں) امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔) نماز سے فارغ ہو کر امام مہدی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے: ''یا نبی اللہ! اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں۔'' اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: ''نہیں، یہ کام بدستور آپ کے تحت رہے گا، میں تو صرف قتل دجال کے واسطے آیا ہوں جس کا میرے ہی ہاتھ سے مارا جانا مقدر ہے۔''

یہاں قارئین کے ذہنوں میں یقیناً یہ سوال ابھرے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز کی امامت کیوں نہیں فرمائیں گے؟ علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر امامت کرا دیں تو دل میں شبہ پیدا ہوگا کہ آیا وہ نائب کی حیثیت سے آگے بڑھے ہیں یا وہ نئی شریعت لائے ہیں؟ آپ مقتدی کے

طور پر نماز پڑھیں گے کیونکہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں ممکن ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول شک وشبہ سے غبار آلود ہو جائے کہ ''میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔'' (فتح الباری) یہ بڑی ہی خوبصورت اور پختہ توجیہہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب سے نماز کی امامت نہ فرمانے کی۔ پھر نماز کے ختم ہونے کے فوراً بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دجّال کے قتل اور باقی ماندہ یہودیوں کے خاتمے کا کام اپنے ذمے لیں گے۔

حضرت شاہ رفیع الدینؒ محدث دہلوی اپنی کتاب ''علاماتِ قیامت'' میں حضرت امام مہدیؓ کے ظہور کے متعلق فرماتے ہیں:

''حضرت امام مہدیؓ کے ظہور سے قبل ملک عرب وشام میں ابوسفیان کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو سادات کو قتل کرے گا۔ اس کا حکم ملک شام ومصر کے اطراف میں چلے گا۔ اس درمیان میں بادشاہِ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ سے جنگ اور دوسرے فرقہ سے صلح ہوگی۔ لڑنے والا فریق قسطنطنیہ پر قبضہ کر لے گا۔ بادشاہِ روم دارالخلافہ کو چھوڑ کر ملک شام میں پہنچ جائے گا اور عیسائیوں کے دوسرے فریق کی اعانت سے اسلامی فوج ایک خونریز جنگ کے بعد فریق مخالف پر فتح پائے گی۔ دشمن کی شکست کے بعد موافق فریق میں سے ایک شخص نعرہ لگائے گا کہ صلیب غالب ہوگئی اور اسی کے نام سے یہ فتح ہوئی۔ یہ سن کر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس سے مار پیٹ کرے گا اور کہے گا نہیں، دینِ اسلام غالب ہوا اور اسی کی وجہ سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ یہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لیے پکاریں گے جس کی وجہ سے فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

بادشاہ اسلام شہید ہو جائے گا۔ عیسائی ملک شام پر قبضہ کر لیں گے اور آپس میں ان دونوں عیسائی قوموں کی صلح ہو جائے گی۔ باقی مسلمان مدینہ منورہ چلے آئیں گے، عیسائیوں کی حکومت خیبر تک (جو مدینہ منورہ سے قریب ہے) پھیل جائے گی۔ اس وقت مسلمان اس فکر میں ہوں گے کہ امام مہدی کو تلاش کرنا چاہیے، تاکہ ان کے ذریعہ سے یہ مصیبتیں دُور ہوں، اور دشمن کے پنجے سے نجات ملے۔

حضرت امام مہدی اُس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس ڈر سے کہ مبادا لوگ مجھ جیسے ضعیف کو اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کی تکلیف دیں، مکہ معظّمہ چلے جائیں گے۔ اس زمانے کے اولیائے کرام اور ابدالِ عظام آپ کو تلاش کریں گے۔ بعض

آدمی مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے بھی کریں گے۔ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور آپ کو مجبور کر کے آپ سے بیعت کر لے گی۔ اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گذشتہ ماہِ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکے گا، اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی۔ هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا اس آواز کو اس جگہ کے تمام خاص و عام سن لیں گے۔ بیعت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگی۔ خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظّمہ چلی آئیں گی۔ شام وعراق اور یمن کے اولیائے کرام و ابدال عظام آپ کی صحبت میں اور ملک عرب کے لاتعداد لوگ آپ کے لشکر میں داخل ہو جائیں گے اور اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون ہے (جس کو ''تاج الکعبہ'' کہتے ہیں) نکال کر مسلمانوں پر تقسیم فرمائیں گے۔ جب یہ خبر اسلامی دنیا میں پھیلے گی تو خراسان سے ایک شخص ایک بہت بڑی فوج لے کر آپ کی مدد کے لیے روانہ ہوگا، جو راستہ میں بہت سے عیسائیوں اور بددینوں کا صفایا کر دے گا۔ اس لشکر کے مقدمتہ الجیش کی کمان منصور نامی ایک شخص کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ سفیانی اہل بیت کا دشمن ہوگا۔ اس کی ننھیال قوم بنوکلب ہوگی۔ حضرت امام مہدی کے مقابلہ کے واسطے اپنی فوج بھیجے گا۔ جب یہ فوج مکہ و مدینہ کے درمیان ایک میدان میں پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی تو اسی جگہ اس فوج کے نیک و بد سب کے سب دھنس جائیں گے اور قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اس کے عقیدے اور عمل کے مطابق ہوگا۔ ان میں سے صرف دو آدمی بچیں گے۔ ایک حضرت امام مہدی کو اس واقعہ کی اطلاع دے گا اور دوسرا سفیانی کو۔ عرب کی فوجوں کے اجتماع کا حال سن کر عیسائی بھی چاروں طرف سے فوجوں کے جمع کرنے کی کوشش میں لگ جائیں گے اور اپنے اور روم کے ممالک سے فوجِ کثیر لے کر امام مہدی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے شام میں جمع ہو جائیں گے۔ ان کی فوج کے اس وقت ستر جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار سپاہ ہوگی (جس کی تقریباً کل تعداد 8,40,000 ہوگی) حضرت امام مہدی مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ پہنچیں گے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت سے مشرف ہو کر شام کی جانب روانہ ہو جائیں گے۔ دمشق کے پاس آ کر عیسائیوں کی فوج سے مقابلہ ہوگا۔ اس وقت حضرت امام مہدی کی فوج کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ تو نصاریٰ کے خوف

سے بھاگ جائے گا، خداوند کریم ان کی توبہ ہرگز قبول نہ فرمائے گا۔ باقی فوج میں سے کچھ تو شہید ہو کر بدر و اُحد کے شہدا کے مراتب کو پہنچیں گے اور کچھ بتوفیقِ ایزدی فتحیاب ہوں گے۔ حضرت امام مہدی دوسرے روز پھر نصاریٰ کے مقابلہ کے لیے نکلیں گے، اس روز مسلمانوں کی ایک جماعت یہ عہد کر کے نکلے گی کہ میدانِ جنگ فتح کریں گے یا مر جائیں گے۔ یہ جماعت سب کی سب شہید ہو جائے گی۔ حضرت امام مہدی باقی ماندہ قلیل جماعت کے ساتھ لشکر میں واپس آئیں گے۔ پھر ایک بڑی جماعت یہ عہد کرے گی کہ فتح کے بغیر میدان جنگ سے واپس نہیں آئیں گے یا مر جائیں گے، اور حضرت امام مہدی کے ہمراہ بڑی بہادری کے ساتھ جنگ کریں گے اور آخر یہ بھی جام شہادت نوش کریں گے۔ شام کے وقت حضرت امام مہدی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ لوٹیں گے۔ تیسرے روز اسی طرح ایک بڑی جماعت قسم کھا کر نکلے گی اور وہ بھی شہید ہو جائے گی اور حضرت امام مہدی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لے آئیں گے۔ پھر حضرت امام مہدی رسدگاہ کی محافظ جماعت کو لے کر دشمن سے پھر نبرد آزما ہوں گے۔ یہ جماعت تعداد میں بہت کم ہوگی مگر خداوند کریم ان کو فتح مبین عطا فرمائے گا۔ عیسائی اس قدر قتل ہوں گے کہ باقیوں کے دماغ سے حکومت کی بُو نکل جائے گی اور بے سروسامان ہو کر نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگ جائیں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کر کے بہتوں کو جہنم رسید کر دیں گے۔ اس کے بعد حضرت امام مہدیؓ بے انتہا انعام واکرام اس میدان کے شیروں جانبازوں پر تقسیم فرمائیں گے مگر اس مال سے کسی کو خوشی حاصل نہ ہوگی کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان و قبیلے ایسے ہوں گے جن میں فی صدی صرف ایک ہی آدمی بچا ہوگا۔ اس کے بعد حضرت امام مہدی بلادِ اسلام کے نظم و نسق اور فرائض و حقوق العباد کی انجام دہی میں مصروف ہوں گے۔ چاروں طرف اپنی فوجیں پھیلا دیں گے اور ان مہمات سے فارغ ہو کر فتحِ قسطنطنیہ کے لیے روانہ ہو جائیں گے۔ بحیرۂ روم کے کنارے پر پہنچ کر قبیلہ بنو اسحٰق کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کی خلاصی کے لیے جس کو آج کل استنبول کہتے ہیں مقرر فرمائیں گے۔ جب یہ فصیلِ شہر کے قریب پہنچ کر نعرۂ تعبیر بلند کریں گے تو اس کی فصیل نام خدا کی برکت سے یکا یک گر جائے گی۔ مسلمان ہلّہ کر کے شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ سرکشوں کو ختم کر کے ملک کا انتظام نہایت عدل و انصاف کے ساتھ کریں گے۔ ابتدائی بیعت سے اس وقت تک چھ سات سال کا عرصہ گزرے

گا۔امام مہدی ملک کے بندوبست ہی میں مصروف ہوں گے کہ افواہ اُڑے گی کہ دجال نکل آیا اور مسلمانوں کو تباہ کر رہا ہے۔اس خبر کے سنتے ہی حضرت امام مہدی ملک شام کی طرف واپس ہوں گے اور اس خبر کی تحقیق کے لیے پانچ یا نو سوار جن کے حق میں حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے ماں باپوں وقبائل کے نام اوران کے گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں۔ وہ اس زمانے کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے۔لشکر کے آگے بطور طلیعہ روانہ ہوکر معلوم کرلیں گے کہ یہ افواہ غلط ہے۔ پس امام مہدی عجلت کو چھوڑ کر ملک کی خبر گیری کی غرض سے آہستگی اختیار فرمائیں گے۔اس میں کچھ عرصہ نہ گزرے گا کہ دجال ظاہر ہو جائے گا اور قبل اس کے کہ وہ دمشق پہنچے حضرت امام مہدی دمشق آ چکے ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری وترتیبِ فوج کر چکے ہوں گے۔ایک دن لوگ نماز فجر کی تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر تکیہ لگائے ہوئے آسمان سے دمشق کی مرکزی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر جلوہ افروز ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع وخوش خلقی سے آپ کے ساتھ پیش آئیں گے اور فرمائیں گے: یا نبی اللہ! امامت کیجیے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تم ہی کرو کیونکہ تمھارے بعض، بعض کے لیے امام ہیں اور یہ عزت اسی اُمت کو خدا نے دی ہے پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقتدا کریں گے۔نماز سے فارغ ہوکر امام مہدی پھر حضرت عیسیٰ سے کہیں گے کہ یا نبی اللہ! اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں۔وہ فرمائیں گے نہیں یہ کام بدستور آپ ہی کے تحت میں رہے گا۔ میں تو صرف قتلِ دجال کے واسطے آیا ہوں جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے۔

تمام زمین حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے عدل وانصاف سے (بھر جائے گی) منور و روشن ہو جائے گی۔ظلم و بے انصافی کی بیخ کنی ہوگی۔ تمام لوگ عبادت و طاعت الٰہی میں سرگرمی سے مشغول ہوں گے۔آپ کی خلافت کی میعاد تقریباً نو سال ہوگی۔ واضح رہے کہ سات سال عیسائیوں اور دیگر فتنوں اور ملک کے انتظام میں، آٹھواں سال یہودیوں اور دجال کے ساتھ جنگ و جدال میں اور نواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گزرے گا۔ اس حساب سے آپ کی عمر 49 سال کی ہوگی۔ بعد ازاں امام مہدی رضی اللہ عنہ کی وفات ہو جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازے کی نماز پڑھا کر انھیں بیت المقدس دفن

فرمائیں گے۔ اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آ جائیں گے۔'' (رسالہ علاماتِ قیامت مؤلفہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہٗ)

یہ سب علامات ایسی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے ساتھ مختص ہیں۔ جن میں سے ایک بھی آنجہانی مرزا قادیانی کے وقت میں نہیں پائی گئی۔

دجال

دجال کے معنی ہیں حقیقت کو چھپانے والا، سب سے بڑا دھوکے باز اور چالباز۔ دجال کا مادہ دجل ہے جس کے معنی ہیں خلط ملط کر دینا، تلبیس یعنی شیطانی چالوں سے دوسروں کو دھوکے اور التباس میں ڈالنا، ملمع سازی کرنا، حقیقت کو چھپانا، جھوٹ بولنا اور غلط بیانی کرنا۔ گویا دجال میں یہ تمام منفی اوصاف پائے جاتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں دجال سے مراد جھوٹا مسیح (المسیح الدجال) ہے جو قیامت کی اہم نشانیوں میں سے ایک ہے۔ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا اور نبوت اور خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ دجال کی کئی علامات احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:

''حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہم کو خطبہ دیا اور ایک لمبی تقریر فرمائی، اس میں دجال کا حال بھی بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: جب سے اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو پیدا کیا ہے، اس وقت سے اب تک دجال کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ پیدا نہیں فرمایا۔ تمام انبیا اپنی امتوں کو دجال سے خوف دلاتے رہے ہیں، چونکہ تمام انبیا علیہم السلام کے آخیر میں، میں ہوں، اور تم بھی آخری امت ہو اس لیے دجال تمھیں لوگوں میں پیدا ہوگا۔ اگر وہ میری زندگی میں ظاہر ہو جاتا تو میں تم سب کی جانب سے اس کا مقابلہ کرتا، لیکن چونکہ وہ میرے بعد ظاہر ہوگا اس لیے ہر شخص اپنے نفس کی جانب سے اپنا بچاؤ کرلے گا۔ اللہ میری جانب سے اس کا محافظ ہوگا۔ سنو! دجال شام وعراق کے مابین مقام خُلّہ سے ہوگا اور اپنے دائیں بائیں ملکوں میں فساد پھیلائے گا۔ اے اللہ کے بندو! ایمان پر ثابت قدم رہنا۔ میں تم کو اس کی وہ حالت سناتا ہوں، جو مجھ سے پہلے کسی نے بھی بیان نہیں کی۔ پہلے تو وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا، تو پھر کہے گا، میں خدا ہوں، (نعوذ باللہ) تم مرنے سے پہلے خدا کو نہیں دیکھ سکتے۔ پھر دجال کیسے خدا ہوا؟ اس کے علاوہ وہ کانا ہوگا تمہارا رب کانا نہیں۔ اس کی پیشانی پر

ک، ف، ر، لکھا ہوگا، جسے ہر مومن عالم ہو یا جاہل سب پڑھ لیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پس جب دجال ویرانے پر سے گزرے گا تو اسے حکم دے گا کہ اپنے خزانے نکال، تو اس کے خزانے اس کی ایسی اتباع کریں گے، جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سردار کی اتباع کرتی ہیں۔'' (مشکوٰۃ ترمذی جلد 2) اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ بھی ہوگی لیکن حقیقت میں وہ جنت، دوزخ ہوگی اور دوزخ، جنت ہوگی، تو جو شخص اس کی دوزخ میں ڈالا جائے، اسے چاہیے کہ سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے تو وہ دوزخ اس کے لیے ایسا ہی باغ ہو جائے گی۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے گا، کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کر دوں، تو کیا مجھے تُو خدا مانے گا؟ وہ کہے گا، ہاں، تو دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت بنا کر آئیں گے، اور اس سے کہیں گے، کہ بیٹا اس کی اطاعت کرو، یہ تیرا رب ہے۔ اور ایک فتنہ یہ ہے کہ ایک شخص کو مار کر اور چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دے گا اور کہے گا دیکھو میں اس بندے کو اب ملاتا ہوں، تو کیا اس کے بعد بھی میرے علاوہ کوئی دوسرے خدا کو مانو گے؟ خدا تعالیٰ اس دجال کا فتنہ پورا کرنے کے لیے اسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ دجال اس سے پوچھے گا، تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہے گا کہ میرا رب اللہ ہے، اور تُو خدا کا دشمن دجال ہے۔ خدا کی قسم اب تو مجھے تیرے دجال ہونے کا پورا یقین ہو گیا۔ اور دجال کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ پس دجال آسمان کو حکم کرے گا، تو مینہ برسائے گا، اور زمین کو حکم دے گا تو وہ سبزہ اگائے گی، اور اس روز چرنے والے جانور خوب موٹے تازے ہوں گے، کوکھیں بھری ہوئی، تھن دودھ سے لبریز ہوں گے، سوائے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے کوئی خطہ زمین کا ایسا نہ ہوگا، جہاں دجال نہ پہنچا ہوگا، مکہ اور مدینہ میں داخل ہوتے وقت فرشتے اس کو ننگی تلواروں سے روکیں گے۔ دجال ایک چھوٹی سی سرخ پہاڑی کے قریب مقیم ہو جائے گا۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضرت امام مہدیؓ ملک کے بندوبست میں ہی مصروف ہوں گے کہ افواہ اڑے گی کہ دجال نے مسلمانوں پر تباہی ڈال دی ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف تیاری فرمائیں گے، اور اس خبر کی تحقیق کے لیے پانچ یا نو سوار بھیجیں گے جن کے حق میں حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اَسْمَاءَ هُمْ وَاَسْمَاءَ اٰبَائِهِمْ وَاَلْوَانَ خَيُوْلِهِمْ۝ (مسلم شریف صفحہ 459) میں ان مجاہدین کے نام جانتا ہوں، اور ان کے باپ دادوں کے بھی نام جانتا ہوں، اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا ہوں۔ وہ اس زمانے کے روئے

زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے۔ وہ دجال کو کہیں نہ پائیں گے، اور واپس آ کر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو خبر دیں گے کہ یہ افواہ غلط ہے۔ اور پھر کچھ دن بعد دجال ظاہر ہو جائے گا، دجال قوم یہود میں سے ہوگا، اس کے پیرو کاروں کی اکثریت یہودی اور عورتیں ہوں گی۔ (مسند احمد) وہ نوجوان مرد ہوگا وہ بھاری بھرکم جسم سرخ رنگت کا مالک ہوگا۔ عوام میں اس کا لقب مسیح ہوگا، (صحیح بخاری و مسلم) وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔ (صحیح مسلم) اس کے بال چھوٹے اور گھنگھریالے ہوں گے، سواری میں ایک بڑا گدھا ہوگا، اولاً اس کا ظہور ملک عراق و شام کے درمیان ہوگا، جہاں نبوت و رسالت کا دعویٰ کرتا ہوگا، پھر وہاں سے اصفہان چلا جائے گا (مسلم شریف) یہاں اس کے ہمراہ ستّر ہزار یہودی ہوں گے۔ یہیں سے خدائی کا دعویٰ کر کے چاروں طرف فساد برپا کرے گا، اور زمین کے اکثر مقامات پر گشت کر کے لوگوں سے اپنے آپ کو خدا منوائے گا۔ لوگوں کی آزمائش کے لیے خداوند کریم اس سے بڑے بڑے عجیب وغریب کام ظاہر کرائے گا (مسلم شریف) اس کی پیشانی پر لفظ (ک، ف، ر) لکھا ہوگا (بخاری) جس کی شناخت صرف اہل ایمان ہی کر سکیں گے۔ اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی، جس کو دوزخ سے تعبیر کرے گا، اور ایک باغ ہوگا، جس کو جنت کہے گا۔ مخالفین کو آگ میں اور موافقین کو جنت میں ڈالے گا، (صحیح بخاری) اس کے پاس کھانے پینے کی چیزوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا، جس کو چاہے گا، دے گا۔ جو فرقہ اس کا مخالف ہوگا، تو اس سے اشیائے مذکورہ بند کر دے گا۔ اسی قسم کی بہت سی ایذائیں مسلمانوں کو پہنچائے گا، مگر خدا کے فضل سے اللہ کا ذکر اور تسبیح و تقدیس مسلمانوں کو کھانے پینے کا کام دے گی، (ابوداؤد) اس کے ظاہر ہونے سے دو سال پہلے قحط رہ چکا ہوگا، اور تیسرے سال دورانِ قحط ہی اس کا ظہور ہوگا، (ابوداؤد) زمین کے مدفون خزانے اس کے حکم سے اس کے ہمراہ ہو جائیں گے، (صحیح مسلم) بعض آدمیوں سے کہے گا: میں تمھارے ماں باپ کو زندہ کر سکتا ہوں، اس لیے تم کو چاہیے کہ میری یہ قدرت دیکھ کر میری خدائی کا یقین کر لو۔ اور اسی حالت میں بہت سے ممالک پر اس کا گزر ہوگا، یہاں تک کہ وہ جب سرحدِ یمن میں پہنچے گا، اور بہت سے بد دین لوگ اس کے ساتھ ہو جائیں گے، تو وہاں سے واپس ہو کر مکہ مکرمہ کے قریب مقیم ہو جائے گا، مگر محافظ فرشتوں کی وجہ سے مکہ شریف میں داخل نہ ہو سکے گا، (صحیح مسلم و بخاری شریف) اور پھر مدینہ منورہ کا رخ کرے گا، اس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے، (صحیح بخاری) ہر دروازے کی محافظت کے لیے خداوند کریم دو دو فرشتے متعین فرمائے گا، جن کے ڈر سے دجال کی فوج مدینہ منورہ

میں داخل نہ ہو سکے گی۔ اور مدینہ منورہ میں تین دفعہ زلزلے آئیں گے، جس کی وجہ سے بدعقیدہ منافق لوگ خوف کی وجہ سے شہر سے نکل کر دجال کے پھندے میں پھنس جائیں گے۔ اس وقت مدینہ منورہ سے ایک بزرگ دجال سے مناظرہ کرنے کے لیے نکلیں گے اور دجال سے کہیں گے کہ تو وہی دجال ملعون ہے، جس کی ہم کو اللہ کے محبوب پاک ﷺ نے خبر دی تھی، تو دجال غصہ میں آ کر اس بزرگ کو آرے سے چیر کر اس کے دو ٹکڑے علیحدہ علیحدہ پھینک دے گا، اور پھر اپنے دعویٰ خدائی کا لوگوں کو یقین دلانے کے لیے اس کو یعنی اس بزرگ کے ٹکڑوں کو پھر زندہ کر دے گا، لیکن وہ بزرگ پھر زندہ ہونے کے بعد دجال کو کہیں گے کہ اب تو مجھ کو پورا یقین ہو گیا ہے کہ تو وہی مردود دجال ہے۔ دجال پھر غصہ میں آ کر اس بزرگ کو پھر ذبح کرنے کا حکم دے گا، لیکن اب ناکام ہوگا۔ پھر وہ اس بزرگ کو اپنی تیار کی ہوئی دوزخ میں ڈال دے گا، لیکن وہ آگ خداوند کریم کی قدرت سے آپ کے لیے گلزار بن جائے گی، اس کے بعد دجال کسی بھی مردہ کو زندہ کرنے کی قدرت نہ پائے گا، اور یہاں سے ملک شام کی طرف روانہ ہو جائے گا، اور اس کے وہاں جانے سے پہلے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ دمشق آ چکے ہوں گے، اور دجال کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاری، یعنی ترتیبِ فوج اور جنگی سامان تقسیم کریں گے۔ دجال کا فتنہ ختم ہونے کے بعد حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن شہروں میں دجال نے فساد پھیلا رکھا تھا، دورہ فرمائیں گے۔ دجال سے تکلیف اٹھائے ہوئے لوگوں کو خدا کے یہاں اجرِ عظیم ملنے کی خوشخبری دے کر دلاسا و تسلی دیں گے، اور اپنے انعام واکرام سے ان کے دنیاوی نقصانات کی تلافی کریں گے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

6

QADIANIAT: IN THE EYES OF LAW

قادیانیت

آئین اور قانون کیا کہتا ہے؟

- آئین وقانون کے تحت قادیانیوں پر کون کون سی پابندیاں عائد ہیں؟
- کیا قادیانیوں کو اقلیت کی آڑ میں اکثریت کی دل آزاری کی اجازت دی جاسکتی ہے؟
- قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں میں کیا فرق ہے؟
- کیا قادیانی پاکستان کے کلیدی عہدوں پر فائز ہو سکتے ہیں؟
- سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ نے قادیانیوں کے متعلق کیا احکامات جاری کیے؟

سلگتے سوالات کے مسکت جوابات پر مبنی نہایت معلوماتی تحریر جو آپ سے عمیق مطالعہ اور خصوصی توجہ کی متقاضی ہے۔

محمد متین خالد

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی یا نیا نبی مبعوث نہیں ہو گا۔ آپ ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دوسو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس بات پر ایمان ''عقیدۂ ختمِ نبوت'' کہلاتا ہے۔ختمِ نبوت اسلام کا متفقہ، اساسی اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اگر اس میں شکوک وشبہات کا ذرا سی بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاعِ ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ پوری امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ سب سے اوّل نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری (نبی و رسول) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکار ہمیشہ تاویلات اور جھوٹی باتوں کو بنیاد بنا کر دین اسلام میں تبدیلی وتحریف کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ مگر امت مسلمہ نے دین اسلام میں ذرا سی بھی تبدیلی، تحریف یا کمی بیشی کو گوارا نہ کیا۔ بلکہ ہر قسم کے مشکل اور نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے دل و جان سے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی اور منکرینِ ختم نبوت کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔

موجودہ دور میں منکرینِ ختم نبوت کا گروہ فتنۂ قادیانیت کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس فتنہ کا بانی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی تھا جس نے انگریزوں کے اشارے پر قادیان (گورداسپور، بھارت) میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر سلطنت برطانیہ کی سرپرستی میں اپنی بھونڈی تاویلات اور تحریفات کے ذریعے امت محمدیہ کے مستحکم قلعہ میں شگاف ڈالنے اور ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک سازشیں کیں۔ مرزا قادیانی

اوراس کے پیروکاروں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ حضور نبی کریم ﷺ اور شعائر اسلامی کی توہین بھی شروع کر دی۔ اسلام اور اس کی مقدس شخصیات کے خلاف قادیانیوں کی گستاخیوں اور ہرزہ سرائیوں کو اکٹھا کیا جائے تو کئی دفتر تیار ہو سکتے ہیں۔ قادیانیوں کی طرف سے شان رسالت ﷺ میں کی جانے والی بعض گستاخیاں ایسی ہیں جنھیں پڑھ کر کلیجا منہ کو آتا اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے۔ ربوہ کے قادیانی قبرستان میں ہر قبر پر لکھا ہوا ہے کہ یہ مردہ اور اس کی ہڈیاں یہاں امانتاً دفن ہیں' حالات سازگار ہونے پر اکھنڈ بھارت کے قیام اور پاکستان کے انہدام کے بعد انھیں قادیان (بھارت) منتقل کیا جائے گا...... (نعوذ باللہ) جہاں علی الاعلان آنجہانی مرزا قادیانی کو ''محمد رسول اللہ'' کہہ کر پیش کیا جاتا ہے...... تحریف شدہ قرآن مجید شائع کر کے پوری دنیا میں پھیلائے جاتے ہیں...... مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم کو ''ام المومنین'' کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ)...... جہاں جنت اور دوزخ کے نام پر لوگوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے، ربوہ جسے ''ویٹیکن سٹی'' بنانے کی ناکام کوشش کی گئی، جہاں سے ان کا اپنے مرکز حیفا (اسرائیل) سے براہ راست رابطہ برقرار رہتا ہے، جہاں ریٹائرڈ قادیانی فوجی افسروں پر مشتمل ''فرقان فورس'' اور ''خدام الاحمدیہ'' ایسی تربیت یافتہ تنظیمیں پاکستان دشمن طاقتوں کے ایماء پر ملکی امن وامان غارت کرنے کے لیے ہر وقت تخریبی سازشوں کے جال بنتی رہتی ہیں...... جہاں خلیفہ سے معمولی اختلاف کرنے والے ''گستاخ'' کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے، جہاں 1967ء میں سقوط بیت المقدس، 1971ء میں سقوط ڈھاکہ، 1974ء میں شاہ فیصلؒ کی شہادت، 1979ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی سزائے موت، 1988ء میں جنرل ضیاء الحق اور پاک افواج کے دیگر اعلیٰ افسران کی اجتماعی شہادت، 1998ء میں بھارتی ایٹمی دھماکوں اور دسمبر 2001ء میں افغانستان پر امریکی قبضہ کی خوشی میں تمام قادیانیوں نے جشن منایا۔ جہاں قادیانی جلسوں میں (نعوذ باللہ) ''احمدیت زندہ باد''...... ''محمدیتؐ مردہ باد''...... ''مرزا قادیانی کی جے''...... کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ جہاں پاک فضائیہ کے سابق سربراہ ایئر مارشل ظفر

چودھری نے جہازوں کی ایک ٹولی کی قیادت کرتے ہوئے 1973ء میں قادیانی جلسہ میں اپنے ''خلیفہ'' مرزا ناصر کو سلامی دی تھی' اس موقع پر قادیانی خلیفہ نے اپنے پیروکاروں کو خوشخبری دی کہ'' پھل پک چکا ہے...... جلد ہی ہماری جھولی میں گرنے والا ہے'' ...... علی ہذا القیاس ربوہ میں اس اسلام اور پاکستان کے خلاف بہت زیادہ سازشیں تیار ہوتی ہیں۔

29 مئی 1974ء کو ربوہ (حال چناب نگر) میں جو سانحہ پیش آیا، اس پر پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ ملک کے طول و عرض میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا عوامی مطالبہ گونجنے لگا۔ 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی قرارداد پیش کی جس پر مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالحق، چوہدری ظہور الٰہی، شیر باز خان مزاری، مولانا محمد ظفر احمد انصاری، مولانا نعمت اللہ، سردار شوکت حیات، علی احمد تالپور اور رئیس عطاء محمد خاں مری سمیت چالیس کے قریب ممبرانِ اسمبلی نے دستخط کیے۔ اس قرارداد میں کہا گیا کہ قادیان کے آنجہانی مرزا قادیانی نے حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے بعد اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ قرآنی آیات کا تمسخر اڑایا۔ جہاد کو ختم کرنے کی مذموم کوششیں کیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانیت برطانوی سامراج کی پیداوار ہے جس کا مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا ہے۔ قادیانی مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ لہٰذا اسمبلی مرزا قادیانی کے پیروکار قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر آئینِ پاکستان میں ضروری ترمیم کرے۔

5 اگست 1974ء کو صبح دس بجے سپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خاں کی صدارت میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا۔ جس میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو، وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ، وفاقی وزیر برائے مذہبی امور مولانا کوثر نیازی سمیت پوری کابینہ نے شرکت کی۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بعد قادیانی جماعت کے وفد کو جس کی سربراہی قادیانی خلیفہ مرزا ناصر کر رہا تھا، بلایا گیا۔ اسمبلی میں طے پایا گیا کہ کوئی رکن

قومی اسمبلی براہِ راست مرزا ناصر سے سوال نہ کرے بلکہ وہ اپنا سوال لکھ کر اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کو دے دے جو خود مرزا ناصر سے اس بارے میں دریافت کریں گے۔ دنیا کی تاریخ میں جمہوری نظامِ حکومت کا یہ واحد واقعہ ہے کہ اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کے بجائے قادیانی مذہب کے دونوں فرقوں (ربوی ولاہوری) کے سربراہوں کو اپنا اپنا مؤقف پیش کرنے کے لیے بلایا گیا۔ تعارفی کلمات کے بعد اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے مرزا ناصر سے قادیانی عقائد پر بحث شروع کی اور اس سے پوچھا کہ آپ مرزا قادیانی کو کیا مانتے ہیں؟ مرزا ناصر نے کہا کہ ہم مرزا غلام احمد کو مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ اٹارنی جنرل نے پوچھا کہ اس کے علاوہ آپ مرزا صاحب کو کیا مانتے ہیں؟ مرزا ناصر نے کہا کہ کچھ نہیں۔ اٹارنی جنرل نے کہا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں صراحتاً دعویٰ کیا ہے کہ وہ خود ''محمد رسول اللہ'' ہے۔ اور آپ جب کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھتے ہیں تو **محمد رسول اللہ** سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں۔ اس پر مرزا ناصر نے کہا کہ ہم مرزا صاحب کو محمد رسول اللہ نہیں مانتے۔ اٹارنی جنرل نے کہا کہ کیا آپ مرزا قادیانی کے دعویٰ محمد رسول اللہ کو جھوٹا مانتے ہیں؟ اس پر مرزا ناصر خاموش ہوگیا۔ پھر اٹارنی جنرل نے مندرجہ ذیل اقتباسات پیش کیے۔

- ''پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے **محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم** اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207 از مرزا قادیانی)

- ''مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمدؐ اور احمدؐ ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس ہی رہی۔''
(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 12 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 216 از مرزا قادیانی)

- ''میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں

یعقوبؑ ہوں، میں اسماعیلؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ابن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 521، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 521 از مرزا قادیانی)

❑ کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا تا کہ اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین منھم لما یلحقوا بھم میں فرمایا تھا۔'' (کلمۃ الفصل صفحہ 104،105، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

❑ ''ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم ﷺ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی وبین المصطفی فما عرفنی و ماریٰ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔''

(کلمۃ الفصل صفحہ 158 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

❑ محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں   اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل   غلام احمد کو دیکھے قادیان میں''

(روزنامہ بدر قادیان، 25 اکتوبر 1906ء از مرزا قادیانی)

جب اٹارنی جنرل نے مرزا قادیانی کی کتب سے مذکورہ بالا حوالہ جات پیش کیے تو ممبران اسمبلی غم وغصہ میں ڈوب گئے۔ بہرحال 13 روز کی طویل بحث اور جرح کے بعد مرزا ناصر نے نہ صرف اپنے تمام کفریہ عقائد ونظریات کا برملا اعتراف کیا بلکہ لایعنی تاویلات کے ذریعے ان کا دفاع بھی کیا۔ 5 اور 6 ستمبر کو اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے 13 روز کی بحث کو سمیٹتے ہوئے اراکین اسمبلی کو مفصل بریفنگ دی۔ ان کا بیان اس قدر مدلل، جامع اور ایمان افروز تھا کہ کئی آزاد خیال اور سیکولر ممبران اسمبلی بھی قادیانیوں کے عقائد وعزائم سن کو پریشان ہوگئے۔ چنانچہ 7 ستمبر 1974ء کو شام 4 بج کر 35 منٹ پر پارلیمنٹ نے

متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں فرقوں (ربوی و لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر (3)106 اور (3)260 میں اس کا مستقل اندراج کر دیا۔

قادیانی 1974ء سے لے کر اب تک یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ اگر یہ کارروائی شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا۔ قومی اسمبلی کی یہ کارروائی اب شائع ہونے سے قادیانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو گیا۔ لیکن حیرت ہے کہ اس خبر سے قادیانیوں کے ہاں صفِ ماتم بچھ گئی ہے۔ کیونکہ اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار مرحوم نے ایک سوال پر کہ ''قادیانیوں کا کہنا ہے کہ اگر یہ روداد شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا۔'' کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ ''سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہ کارروائی ان کے خلاف جاتی ہے۔ ویسے وہ اپنا شوق پورا کر لیں، ہمیں کیا اعتراض ہے۔ ان دنوں ساری اسمبلی کی کمیٹی بنادی تھی اور کہا گیا تھا کہ یہ ساری کارروائی سیکرٹ ہوگی تاکہ لوگ اشتعال میں نہ آئیں۔ میرے خیال میں اگر یہ کارروائی شائع ہوگئی تو لوگ قادیانیوں کو ماریں گے۔'' (انٹرویو نگار منیر احمد منیر ایڈیٹر ''ماہنامہ آتش فشاں'' لاہور، مئی 1994ء)

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کارروائی کے نتیجہ میں قومی اسمبلی کا کوئی ایک رکن بھی قادیانی نہیں ہوا، بلکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر کی ٹیم میں شامل ایک معروف قادیانی مرزا سلیم اختر چند ہفتوں بعد قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔

ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے 7 ستمبر 1974ء کو متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ لیکن اس کے باوجود وہ سر عام اور مسلسل شعائر اسلامی استعمال کرتے ہیں۔ غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنی عبادت گاہ کو مسجد، مرزا قادیانی کو نبی اور رسول، مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المومنین، مرزا قادیانی کے دوستوں کو صحابہ کرام، قادیان کو مکہ مکرمہ، ربوہ کو مدینہ، مرزا قادیانی کی باتوں کو احادیث مبارکہ، مرزا قادیانی پر اترنے والی نام نہاد وحی کو قرآن مجید اور محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں۔ چنانچہ 26 اپریل 1984ء کو حکومت نے ایک بڑے قانونی سقم کو دور کرتے ہوئے قانون امتناع قادیانیت (آرڈیننس) جاری کیا جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے

قانوناً روکا گیا۔ اس قانون کے نتیجہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا، اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے مذہب کی تبلیغ و تشہیر نہیں کر سکتا اور شعائر اسلامی کا استعمال نہیں کر سکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ 3 سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ قادیانیوں نے اپنے خلیفہ مرزا طاہر کے حکم پر اس قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پورے ملک میں شعائر اسلامی کی توہین کی اور اس کے خلاف ایک بھرپور مہم چلائی جس کے نتیجہ میں پاکستان کے اکثر شہروں میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہوئی۔ قادیانی قیادت نے اس قانون کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ جہاں ان کی رٹ درخواست خارج کرتے ہوئے جج صاحبان نے متفقہ طور پر اس قانون کو درست قرار دیا اور قادیانیوں کے بارے میں دو سو صفحات سے زائد اپنے تاریخی فیصلہ میں لکھا:

- ''قادیانی امت مسلمہ کا حصہ نہیں ہیں۔ اس بات کو خود ان کا اپنا طرز عمل خوب واضح کرتا ہے۔ ان کے نزدیک تمام مسلمان کافر ہیں۔ وہ ایک الگ امت ہیں۔ یہ متناقض ہے کہ انھوں نے امت مسلمہ کی جگہ لے لی ہے اور مسلمانوں کو اس امت سے خارج قرار دیا ہے۔ مسلمان انھیں امت مسلمہ سے خارج قرار دیتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس امت سے خارج سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں ایک ہی امت میں سے نہیں ہو سکتے۔ یہ سوال کہ امت مسلمہ کے افراد کون ہیں؟ برطانوی ہندوستان میں کسی ادارے کے موجود نہ ہونے کی بنا پر حل نہ ہو سکا' لیکن اسلامی ریاست میں اس موضوع کو طے کرنے کے لیے ادارے موجود ہیں اور اس لیے اب کوئی مشکل درپیش نہیں ہے.......... قادیانیوں اور مسلمانوں کے مابین یہ کشمکش اور قطعی علیحدگی خود مرزا قادیانی اور اس کے جانشینوں کی تحریروں کا نتیجہ ہے.......... کلمۃ الفصل میں کہا گیا ہے:

''ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں (مسلمانوں) کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے

سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے۔'' (کلمۃ الفصل صفحہ 169،170 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

سپریم کورٹ کے فل بنچ نے قادیانیوں کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے تاریخی فیصلہ پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے اپنے فیصلہ میں لکھا:

❑ ''اس ترمیم نے مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو جو عموماً احمدیوں کے نام سے معروف ہیں' غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ یہ ترمیم جمہوری' پارلیمانی نیز عدالتی طریقے پر کی گئی تھی اور پورے ہاؤس پر مشتمل خاص کمیٹی کی طویل روئیداد کے دوران قادیانیوں کے دونوں گروہوں کے مسلمہ لیڈروں کو بھی اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا پورا موقع فراہم کیا گیا تھا۔ اس کمیٹی کو پیش کی جانے والی قرار داد میں یہ تصریح بھی موجود تھی کہ: ''قادیانی اندرونی اور بیرونی سطح پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔'' اور یہ کہ: ''اس وقت مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس نے جس میں دنیا بھر سے 140 وفود نے شرکت کی تھی' بالاتفاق قرار دیا تھا کہ ''قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف سرگرم عمل ایک تخریبی تحریک ہے جو دھوکے اور مکاری سے ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔'' (مباحثہ قومی اسمبلی پارلیمنٹ جلد 4' 1974ء)'' (PLD 1988 SC 167)

لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ نے قادیانیوں کے خلاف اپنے ایک فیصلہ میں لکھا:

❑ ''مرزا قادیانی نے بذات خود ''محمد رسول اللہ'' ہونے کا اعلان کیا اور ان تمام لوگوں کے خلاف بے حد غلیظ زبان استعمال کی' جنھوں نے اس کی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کو مسترد کیا اور اس (مرزا قادیانی) نے خود اعلان کیا کہ وہ برطانوی سامراج کی پیداوار یعنی اس کا ''خود کاشتہ پودا'' ہے۔ لہٰذا جب وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خود ''محمد رسول اللہ'' ہے اور اس کے پیروکار اس کو ایسا ہی مانتے ہیں' تو اس صورت میں وہ رسول اکرم حضرت

محمد ﷺ کی شدید توہین اور تحقیر کے مرتکب ہوتے ہیں۔'' (PLD 1987 Lahore 458)

لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس میاں نذیر اختر نے قادیانیوں کی توہین رسالت ﷺ پر مبنی اسلام دشمن سرگرمیوں کے خلاف اپنے ایک فیصلہ میں لکھا:

❑ ' قادیانی ایک علیحدہ گروہ ہیں اور ان کا اسلام اور امت مسلمہ سے کوئی تعلق نہیں' کیونکہ مرزا قادیانی نے اسلام کی تعلیمات کی واضح خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے نبی ہونے کے بارے میں جھوٹا دعویٰ کیا اور اعلان کیا کہ اس کی ''نبوت'' پر یقین نہ رکھنے والے سب کافر ہیں۔ اس نے یہ دعویٰ کر کے تو انتہا کر دی کہ وہ آدمؑ' ابراہیمؑ' موسیٰؑ' عیسیٰؑ اور حتیٰ کہ محمدؐ ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک) مرزا قادیانی نے نبی پاک حضرت محمد ﷺ پر نازل شدہ قرآن مجید کی آیات کو اپنے آپ سے منسوب کرنے کی ناپاک جسارت کی۔ مرزائی کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے واضح طور پر لفظ ''محمد'' سے مراد ''مرزا قادیانی'' ہی لیتے ہیں۔ اسی طرح وہ مرزا قادیانی پر درود بھیجتے ہیں۔ گویا جب یہ لوگ (قادیانی) کلمہ طیبہ اور درود پڑھتے ہیں تو ان کے قلب و ذہن پر مکمل طور پر مرزا قادیانی کا تصور ہوتا ہے اور اس طرح کرتے ہوئے وہ نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کے مقدس نام کی تحقیر کر رہے ہوتے ہیں.................. مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا تھا کہ ''وہ احمد اور محمد ہے اور اس میں نبی اکرم حضرت محمد ﷺ اور دیگر تمام انبیا علیھم السلام کی خوبیاں موجود ہیں۔'' اس نے دعویٰ کیا کہ حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت میرے دعویٰ نبوت سے متاثر نہیں ہوئی کیونکہ وہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ (ظلی اور بروزی شکل میں) وہ (مرزا قادیانی) ''محمد ﷺ ہے''۔ قادیانی' جو مرزا قادیانی کی تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں' اس کے لیے درود و سلام پڑھتے ہیں جبکہ مسلمانوں کے مطابق یہ (درود و سلام) نبی پاک ﷺ کا استحقاق ہے۔ قادیانی حضرات مرزا قادیانی کو حضرت محمد ﷺ کے برابر سمجھتے ہوئے اس پر درود بھیجتے ہیں اور اس طرح نبی پاک حضرت محمد ﷺ کے رتبہ کو گھٹا کر مرزا قادیانی کے برابر قرار دیتے ہیں۔ قادیانیوں کا یہ فعل واضح طور پر نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کے مبارک اور مقدس نام کی تحقیر کے مترادف ہے' جو زیر دفعہ 295-C

پی پی سی قابل سزا ہے............'اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانی یا مرزا قادیانی کے دوسرے پیروکار 298-B تعزیرات پاکستان کے تحت کچھ مخصوص کلمات مثلاً امیر المومنین' خلیفۃ المسلمین' صحابی یا اہل بیت وغیرہ کا استعمال نہیں کر سکتے۔ تاہم یہ مذکورہ ممنوعہ کلمات قادیانیوں کو اس بات کا لائسنس نہیں دے دیتے کہ وہ دیگر اس قسم کے مشابہ کلمات یا شعائرِ اسلام استعمال کریں جو عام طور پر عام مسلمان استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح کرنے سے یہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہے ہوں گے جو قانون کے مطابق ممنوع ہے............ قادیانی' مرزا قادیانی کے لیے درود و سلام پڑھتے ہیں اور ساتھ ہی مرزا قادیانی کو حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کے برابر گردانتے ہیں۔ قادیانیوں کی اس حرکت اور فعل سے واضح طور پر حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کے مقدس اور مبارک نام کی تحقیر اور بے حرمتی ثابت ہوتی ہے۔ حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کے مقام و مرتبہ کو گھٹا کر مرزا قادیانی کے برابر کیا گیا۔ وہ (مرزا قادیانی)' جس نے اپنے آپ کو برطانوی حکومت کا خود کاشتہ پودا قرار دیا۔ جس نے برطانوی گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری کو اسلام کا ایک حصہ سمجھا اور جہاد کے حرام ہونے کا دعویٰ کیا' حضرت امام حسینؓ کی تذلیل واہانت کی' جس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ تمام مسلمان جو اس (مرزا قادیانی) پر ایمان نہیں لاتے' کافر ہیں............ مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ وہ مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ سے بڑھ کر ہے۔''

''کربلائیست سیر ہر آنم   صد حسین است در گریبانم''

ترجمہ: ''میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو (100) حسینؓ ہر وقت میری جیب میں ہیں۔'' (نزول المسیح صفحہ 99 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477 از مرزا قادیانی)

''تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔ اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ (ذکر حسینؓ) کا ڈھیر ہے۔'' (اعجاز احمدی صفحہ 82 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 194 از مرزا قادیانی)

(1992 PCR.LJ 2346) (1992 PCR.LJ 2351)

لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس خلیل الرحمٰن خان نے قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی لگاتے ہوئے اپنے ایک مفصل فیصلہ میں لکھا:

- ''عام لوگ یعنی امتِ مسلمہ قادیانیوں کی سرگرمیوں اوران کے مذہب کی تبلیغ کی مزاحمت و مخالفت کرتی ہے تاکہ ان کے مذہب کا اصل دھارا پاک صاف اور غلاظت سے محفوظ رہے اور امت کی یکجہتی بھی برقرار رہے۔ ایسا کرنے سے قادیانیوں کے اپنے مذہب کی پیروی اوراس پر عمل کرنے کے حق پر نہ کوئی زد پڑتی ہے' نہ اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے............... مرزا صاحب نے جس قسم کے مذہب کی تلقین و تبلیغ کی اور قادیانی جس مذہب کے پیروکار اور وفادار ہیں' رسول اکرم ﷺ کے زمانے سے لے کر اب تک تمام ممالک کے مسلمان اسے اسلام کے اساسی نکات کے خلاف گستاخانہ' توہین آمیز' اشتعال انگیز' گمراہ کن اور بے ادبی پر مبنی سمجھتے آئے ہیں۔ وہ تمام مسلمان جو اسلام اور ختم نبوت کے مابین قائم رشتہ و تعلق میں کسی مداخلت کے روادار نہیں' مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت سے سخت برگشتہ ہیں اور اسے یکسر مسترد کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانی یا غیر احمدی (یعنی مسلمان) کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس طرح انہوں نے اپنی علیحدہ امت بنالی ہے جو امت مسلمہ کا حصہ نہیں' یہ چیز خود ان کے طرزِ عمل اور عقائد سے ثابت ہے۔ وہ مسلمانوں کو اپنی ملت سے خارج گردانتے ہیں۔ قادیانی حضرات حکومت برطانیہ کے زیرِ سایہ خود کو مسلمان ظاہر کر سکتے تھے، اب ایسا نہیں کر سکتے' کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک مرزا قادیانی امتِ مسلمہ میں انتشار و تفریق پیدا کرکے انگریزوں کے مفادات کے لیے کام کرتا رہا تھا.................

یہ بات قابل غور ہے کہ اس قول کے نتائج کہ مرزا صاحب بذات خود محمد اور احمد تھے (یہ دونوں رسول اکرم ﷺ کے نام ہیں) خاصے دُور رس نکلتے ہیں۔ مرزا صاحب کے خلفاء' رسول اکرم ﷺ کے خلفاء بن گئے۔ مسلمان جو کلمہ پڑھتے ہیں اس کے معنی ہیں۔ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں۔'' مرزا صاحب کو محمد مان لیا جائے تو جب بھی اور جہاں بھی لفظ محمد پڑھا یا ادا کیا جائے گا' اس سے مراد مرزا صاحب

ہی ہوں گے.................مرزا صاحب کے مخصوص دعویٰ کے پیش نظر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ قادیانی حضرات مرزا صاحب کو حضرت محمد ﷺ کا بدل مانتے ہیں۔ اس لیے جھنڈوں پر لکھے ہوئے اور بیجوں پر تحریر شدہ الفاظ ''محمد رسول اللہ'' کا استعمال ہر قادیانی کی اپنی ذمہ داری ہے کیونکہ ایسا کرنا رسول اکرم ﷺ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے کے مترادف ہے۔ بلاشبہ ایسا فعل دفعہ 295۔سی تعزیرات پاکستان کے دائرہ میں آتا ہے۔'(PLD 1992 Lahore-1)

آخر میں قادیانیوں نے ان تمام فیصلوں کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ ہمیں آئین کے مطابق آزادی کا حق حاصل ہے، لیکن ہمیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا عدالت تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کو کالعدم قرار دے۔ سپریم کورٹ کے فل بنچ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں طرف سے دلائل دیے گئے۔ قادیانیوں کی اصل کتابوں سے متنازعہ ترین حوالہ جات پیش کیے گئے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ (ظہیر الدین بنام سرکار1993 SCMR 1718) میں قرار دیا کہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ اپنے مذہب ہی کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ جج صاحبان کسی دینی مدرسہ یا اسلامی دارالعلوم کے استاد نہیں تھے بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے۔ ان کا کام آئین و قانون کے تحت انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ فاضل جج صاحبان کا یہ بھی کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں جبکہ دھوکا دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ اس سے کسی کے حقوق یا آزادی سلب ہوتی ہے۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ نے شعائر اسلامی استعمال کرنے پر قادیانیوں کے خلاف اپنے تاریخ ساز فیصلہ میں لکھا:

- ''پس یہ بات واضح ہے کہ دستور نے اسلامی احکام کو' جیسا کہ وہ قرآن و سنت میں ہیں' منضبط حقیقی اور موثر قانون کے طور پر اپنا لیا ہے۔ معاملہ کی اس صورت

میں اسلامی احکام ہی، جیسا کہ وہ قرآن و سنت میں درج ہیں، اب حقیقی قانون کا درجہ رکھتے ہیں۔ آرٹیکل 2-اے نے اللہ تعالیٰ کے اقتدار اعلیٰ کو موثر اور واجب التعمیل بنا دیا ہے۔ اسی آرٹیکل کی بدولت قرارداد مقاصد میں درج قانونی احکام اور قانون کے اصول موثر اور آئین کا مستقل حصہ بن گئے ہیں۔ اس لیے انسان کا بنایا ہوا ہر قانون احکام اسلامی کے مطابق، جیسا کہ وہ قرآن و سنت میں مذکور ہیں، ہونا چاہیے اور آئین میں دیے گئے بنیادی حقوق بھی اسلامی نظریات و تعلیمات کے منافی نہیں ہونے چاہئیں.................. امر واقعہ یہ ہے کہ قادیانیوں نے باطنی طور پر اپنے بارے میں حقیقی مسلمان برادری ہونے کا اعلان کر رکھا ہے۔ انھوں نے خود کو اصل امت مسلمہ سے اس بنا پر الگ کر لیا ہے اور مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں کہ مسلمان، مرزا قادیانی، بانی جماعت احمدیہ، کو پیغمبر اور مسیح موعود کیوں نہیں مانتے۔ یہ عقیدہ خود مرزا قادیانی کی ہدایات کے تحت اپنایا گیا ہے جو برملا کہتا تھا کہ ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ (نبوت و رسالت) کی تصدیق کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد (یعنی مسلمان) جن کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے، وہ مجھے نہیں مانتے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص 547، 548 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5، ص 547، 548)...... .... ایک ''نبی'' نے جو زبان استعمال کی ہے اور مخاطبوں پر اس کا جو اثر ہو سکتا ہے، وہ قابل غور ہے۔ ایسی لغو اور بے ہودہ زبان کے استعمال کی اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں، لیکن ہم صرف ایک اور مثال دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔'' (نجم الہدیٰ از مرزا قادیانی، صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 53)

اسی طرح کی دیگر تحریریں ڈھیروں کی صورت میں موجود ہیں جو نہ صرف مرزا قادیانی کے اپنے قلم سے ہیں بلکہ اس کے نام نہاد خلفاء اور پیروکاروں نے بھی لکھی ہیں جو کسی شک و شبہ کے بغیر ثابت کرتی ہیں کہ وہ مذہبی لحاظ سے اور معاشرتی طور پر مسلمانوں سے ایک الگ اور مختلف برادری ہیں۔ سر محمد ظفر اللہ خاں قادیانی نے پاکستان کا وزیر خارجہ ہوتے

ہوئے بابائے قوم قائداعظم کی نماز جنازہ میں شامل ہونے اور انھیں آخری خراج عقیدت پیش کرنے سے یہ کہہ کرانکار کر دیا تھا کہ اسے غیر مسلم ریاست کا مسلمان وزیر خارجہ یا مسلم ریاست کا غیر مسلم وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے۔ (روزنامہ ''زمیندار'' لاہور' مورخہ 8 فروری 1950ء)

مرزا قادیانی نے اپنے ماننے والوں کو غیر احمدیوں کے ساتھ اپنی بچیوں کے نکاح کرنے اور ان کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔ اس کے بقول مسلمانوں کی بڑی جماعت کو زیادہ سے زیادہ عیسائیوں کی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

کلمہ ایک اقرار نامہ ہے جسے پڑھ کر غیر مسلم اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتا ہے' یہ عربی زبان میں ہے اور مسلمانوں کے لیے خاص ہے جو اسے نہ صرف اپنے عقیدہ کے اظہار کے لیے پڑھتے ہیں بلکہ روحانی ترقی کے لیے بھی اکثر اس کا ورد کرتے ہیں۔ کلمہ طیبہ کے معنی ہیں ''خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں'' اس کے برعکس قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی (نعوذ باللہ) حضرت محمد ﷺ کا بروز ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں لکھا ہے:

''سورۃ الفتح کی آیت نمبر 29 کے نزول میں محمدؐ کو اللہ کا رسول کہا گیا ہے......
اللہ نے اس (مرزا قادیانی) کا نام محمد رکھا'' (مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207)

روزنامہ ''بدر'' (قادیان) کی اشاعت 25 اکتوبر 1906ء میں قاضی ظہور الدین اکمل قادیانی سابق ایڈیٹر ''Review of Religions'' کی ایک نظم شائع ہوئی تھی' جس کے ایک بند کا مفہوم اس طرح ہے ''محمد ﷺ پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ دنیا میں دوبارہ آ گئے ہیں، جو کوئی محمد ﷺ کو ان کی مکمل شان کے ساتھ دیکھنے کا متمنی ہو اسے چاہیے کہ وہ قادیان جائے۔''

- محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں ۔۔۔ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل ۔۔۔ غلام احمد کو دیکھے قادیان میں''

یہ نظم مرزا قادیانی کو سنائی گئی تو اس نے اس پر مسرت کا اظہار کیا۔

(روزنامہ ''الفضل'' قادیان، 22 اگست 1944ء)

''اوپر جو کچھ کہا گیا اس کی روشنی میں مسلمانوں میں اس بات پر عمومی اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ جب کوئی قادیانی کلمہ طیبہ پڑھتا ہے یا اس کا اظہار کرتا ہے تو اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایسا نبی ہے' جس کی اطاعت واجب ہے اور جو ایسا نہیں کرتا' وہ بے دین ہے' بصورت دیگر وہ خود کو مسلمان کے طور پر پیش کر کے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ آخری بات یہ ہے کہ یا تو وہ مسلمانوں کی تضحیک کرتے ہیں یا اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات' صورت حال کی راہنمائی کرتی ہیں۔ اس لیے جیسی بھی صورت حال ہو' ارتکاب جرم کو ایک نہ ایک طریقہ سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔''

مرزا قادیانی نے نہ صرف یہ کہ اپنی تحریروں میں رسول اکرم ﷺ کی عظمت و شان کو گھٹانے کی کوشش کی بلکہ بعض مواقع پر ان کا مذاق بھی اڑایا۔''

''پیغمبر اسلام اشاعت دین کو مکمل نہیں کر سکے' میں نے اس کی تکمیل کی۔''

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 165، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 263)

ایک اور کتاب میں کہتا ہے:

''رسول اکرمؐ بعض نازل شدہ پیغامات کو نہیں سمجھ سکے اور ان سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئیں۔'' (دیکھیے ازالہ اوہام ص 346 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 472، 473)

مزید یہ کہ:

''رسول اکرمؐ نصاریٰ کا تیار کردہ پنیر کھاتے تھے جس میں وہ سور کی چربی ملاتے تھے۔'' (روزنامہ ''الفضل'' قادیان، 22 فروری 1924ء)

اس طرح اور بہت سی تحریریں موجود ہیں لیکن ہم اس ریکارڈ کو مزید گراں بار نہیں کرنا چاہتے۔

''ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے کہ وہ ہر نبی کو مانتا اور اس کا احترام کرتا ہے۔ اس لیے اگر کسی نبی کی شان کے خلاف کچھ کہا جائے تو اس سے مسلمان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی' جس سے وہ قانون شکنی پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ اس کا انحصار جذبات پر ہونے والے حملے کی سنگینی پر ہے۔ ہائی کورٹ کے فاضل جج (جسٹس خلیل الرحمٰن خان) نے

مرزائیوں کی کتابوں سے بہت سے حوالے نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام خصوصاً حضرت عیسیٰؑ کی بھی بڑی توہین کی اور ان کی شان گھٹائی۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ وہ خود لینا چاہتا تھا۔ ہم اس سارے مواد کو نقل کرنا ضروری نہیں سمجھتے' صرف دو مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی ایک جگہ رقم طراز ہے:

''کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے۔ وہ سب حضرت رسول کریم ﷺ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم ﷺ سے ظلی طور پر ہم کو عطا کیے گئے اور اسی لیے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 201 طبع جدید، از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے:

- ''حضرت مسیح کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین نانیاں اور دادیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم، حاشیہ 7، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11، ص 291)

- ''اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن حکیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی والدہ اور خاندان کی بڑائی بیان کرتی ہے۔ دیکھئے سورۂ آل عمران (3) کی آیات 33 تا 45,37 تا 47 سورۂ مریم (19) کی آیت 16 تا 32۔ کیا کوئی مسلمان قرآن کے خلاف کچھ کہنے کی جسارت کر سکتا ہے اور جو ایسی حماقت کرے' کیا وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ ایسی صورت میں مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار کیسے مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مرزا قادیانی پر اسی کی مذکورہ بالا تحریروں کی بنا پر توہین مذہب ایکٹ مجریہ 1679ء کے تحت عیسائیت کی توہین کے جرم میں کسی انگریز عدالت میں ملزم قرار دے کر سزا دی جا سکتی تھی' مگر ایسا نہیں کیا گیا۔.................. یہ بات قابل غور ہے کہ صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے قوانین، ایسے الفاظ اور جملوں کے استعمال کا تحفظ کرتے ہیں جن کا مخصوص مفہوم و معنی ہو اور اگر وہ دوسروں کے لیے استعمال کیے جائیں تو لوگوں کو دھوکا دینے اور گمراہ کرنے

کا سبب بن سکتے ہیں۔ جو لوگ دوسروں کو دھوکا دیتے ہیں، ان کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔ پاکستان ایسی نظریاتی ریاست میں قادیانی جو کہ غیر مسلم ہیں، اپنے عقیدہ کو اسلام کے طور پر پیش کر کے دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ یہ بات خوش آئند اور لائق تحسین ہے کہ دنیا کے اس خطے میں عقیدہ آج بھی ہر مسلمان کے لیے سب سے قیمتی متاع ہے، وہ ایسی حکومت کو ہرگز برداشت نہیں کرے گا جو اسے ایسی جعل سازیوں اور دسیسہ کاریوں سے تحفظ فراہم کرنے کو تیار نہ ہو۔ قادیانی اصرار کرتے ہیں کہ انہیں نہ صرف اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر پیش کرنے کا لائسنس دیا جائے بلکہ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلام کی انتہائی محترم و مقدس شخصیات کے ساتھ استعمال ہونے والے القابات اور خطابات وغیرہ کو ان گستاخ غیر مسلموں (مرزا قادیانی اور اس کے خلیفوں) کے ناموں کے ساتھ چسپاں کیا جائے، جو مسلم شخصیات کی جوتی کے برابر بھی نہیں۔ حقیقتاً مسلمان اس اقدام کو اپنی عظیم ہستیوں کی بے حرمتی اور توہین و تنقیص پر محمول کرتے ہیں۔ پس قادیانیوں کی طرف سے ممنوعہ القابات اور شعائر اسلامی کے استعمال پر اصرار اس بارے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہنے دیتا کہ وہ قصداً ایسا کرنا چاہتے ہیں جو نہ صرف ان مقدس ہستیوں کی بے حرمتی کرنے بلکہ دوسروں کو دھوکا دینے کے مترادف بھی ہے۔ اگر کوئی مذہبی گروہ (قادیانیت) دھوکا دہی اور فریب کاری کو اپنا بنیادی حق سمجھ کر اس پر اصرار کرے اور اس سلسلے میں عدالتوں سے مدد کا طلبگار ہو تو اس کا خدا ہی حافظ ہے۔

اگر قادیانی دوسروں کو دھوکا دینے کا ارادہ نہیں رکھتے تو وہ اپنے مذہب کے لیے نئے القابات وغیرہ کیوں وضع نہیں کر لیتے؟ کیا انہیں اس بات کا احساس نہیں کہ دوسرے مذاہب کے شعائر، مخصوص نشانات، علامات اور اعمال پر انحصار کر کے وہ خود اپنے مذہب کی ریاکاری کا پردہ چاک کریں گے۔ اس صورت میں اس کے معانی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کا نیا مذہب، اپنی طاقت، میرٹ اور صلاحیت کے بل پر ترقی نہیں کر سکتا یا فروغ نہیں پا سکتا بلکہ اسے جعل سازی و فریب پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے؟ آخر کار دنیا میں اور بھی بہت سے مذاہب ہیں، انہوں نے مسلمانوں یا دوسروں لوگوں کے القابات وغیرہ پر کبھی

غاصبانہ قبضہ نہیں کیا، بلکہ وہ اپنے عقائد کی پیروی اور اس کی تبلیغ بڑے فخر سے کرتے ہیں۔........... ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔" (''صحیح بخاری'' ''کتاب الایمان''، ''باب حب الرسول من الایمان'') کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو موردِ الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا قادیانی نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟ ''ہمیں اس پس منظر میں قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر قادیانیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہوسکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائرِ اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ''رشدی'' (یعنی رسوائے زمانہ گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی جس نے شیطانی آیات نامی کتاب میں حضور ﷺ کی شان میں بے حد توہین کی) تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ اگر قادیانیوں کو سرعام جلوس نکالنے یا جلسہ کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خانہ جنگی کی اجازت دینے کے برابر ہے۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں، حقیقتاً ماضی میں بارہا ایسا ہو چکا ہے اور بھاری جانی و مالی نقصان کے بعد اس پر قابو پایا گیا۔ ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ طیبہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائرِ اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرم ﷺ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقضِ امنِ عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے جان و

مال کا نقصان ہوسکتا ہے ....ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب وخطاب بنا رکھے ہیں اور وہ اپنے تہوار امن وامان کا کوئی مسئلہ یا الجھن پیدا کیے بغیر پرُامن طور پر مناتے ہیں.............. بہرحال قادیانیوں پر لازم ہے کہ وہ آئین وقانون کا احترام کریں اور انہیں اسلام سمیت کسی دوسرے مذہب کی مقدس ہستیوں کی بے حرمتی یا توہین نہیں کرنی چاہیے نہ ہی ان کے مخصوص خطابات، القابات و اصطلاحات استعمال کرنے چاہییے۔ نیز مخصوص نام مثلاً مسجد اور مذہبی عمل مثلاً اذان وغیرہ کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے اور لوگوں کو عقیدہ کے بارے میں گمراہ نہ کیا جائے یا دھوکا نہ دیا جائے۔“

(ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718)

لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس اعجاز احمد چوہدری اپنے فیصلہ میں لکھتے ہیں:

- ”زیر دفعہ 295-C، جرم متشکل کرنے کے لیے، گواہان کی تعداد درکار نہیں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ گستاخانہ اور غلیظ زبان، کسی عوامی مقام پر بلند آواز میں یا کسی ملاقات میں استعمال کی جائے یا پھر کسی خاص جگہ استعمال کی جائے، بلکہ کسی ایک گواہ کا یہ بیان کہ کسی شخص نے گھر کے اندر بھی نبی اکرم ﷺ کے متعلق توہین آمیز زبان استعمال کی ہے، اس قسم کی توہین کے مرتکب کو سزائے موت دینے کے لیے کافی ہے۔“

(2005 YLR 985 Lahore)

لاہور ہائی کورٹ کے مذکورہ فیصلہ کی روشنی میں یہ بات بھی طے ہوگئی ہے کہ جرم خواہ چار دیواری کے اندر ہو یا چار دیواری کے باہر، قانون اس کے خلاف حرکت میں آئے گا۔ اس فیصلہ سے قادیانیوں کا یہ دعویٰ بھی باطل ہو جاتا ہے کہ چونکہ وہ اپنی عبادت گاہ کے اندر اپنی عبادت کرتے ہیں، اس لیے ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں ہوسکتی۔ قادیانی بتائیں کہ جب وہ اپنی عبادت گاہ میں اپنی عبادت کرتے

ہیں تو کیا مسلمانوں ایسی اذان نہیں دیتے؟ کیا وہ شعائر اسلامی کا استعمال نہیں کرتے؟ دوران عبادت ان کی تمام حرکات و سکنات کیا مکمل طور پر مسلمانوں سے مشابہت نہیں رکھتیں؟ کیا وہ اپنے خطبات میں آنجہانی مرزا قادیانی کی کتب سے متنازعہ ترین، دل آزار اور گستاخانہ عبارات نہیں پڑھتے؟ کیا وہ اس کا تذکرہ نبی اور رسول کے الفاظ سے نہیں کرتے؟ اگر واقعی ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے تو قادیانیوں کی ان خلاف قانون سرگرمیوں پر قانون حرکت میں کیوں نہیں آتا؟ اس اہم نکتہ پر بھی غور کیجیے کہ اگر کوئی شخص چار دیواری کے اندر دھماکہ خیز مواد کی تیاری کر رہا ہو، یا زنا کا ارتکاب کر رہا ہو یا ڈکیتی کر رہا ہو یا کسی کو قتل کر رہا ہو یا پاکستان کی سالمیت کے خلاف کوئی سازش تیار کر رہا ہو، یا جعلی کرنسی تیار کر رہا ہو تو کیا اسے اس لیے نظر انداز کر دیا جائے گا کہ چونکہ یہ جرائم چار دیواری کے اندر ہو رہے ہیں، اس لیے قانون بے بس ہے۔ یقیناً ایسا نہیں ہے۔ اگر مذکورہ جرائم خواہ چار دیواری کے اندر ہی کیوں نہ ہوں، ان کے خلاف قانون فوری طور پر پوری طاقت کے ساتھ حرکت میں آئے گا اور جرائم کے مرتکب کو قانون کے مطابق سزا ملے گی۔ اس طرح اگر کوئی قادیانی خواہ چار دیواری (اپنی عبادت گاہ) کے اندر شعائر اسلامی استعمال کرتا ہو تو اس کے خلاف بغیر کسی تاخیر کے قانون کے مطابق کارروائی ہوگی اور یہ بھی یاد رہے کہ اس کے لیے کسی مسلمان کی طرف سے شکایت یا درخواست کا انتظار نہیں کرنا چاہیے بلکہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو ازخود فوری طور پر کارروائی کرنی چاہیے تاکہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا نہ ہو۔

اسلام آباد ہائی کورٹ کے جناب جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے قادیانیوں کے شعائر اسلامی استعمال کرنے پر اپنے یادگار فیصلہ میں قرار دیا:

❑ ''پاکستان کے ہر شہری کے لیے لازمی ہے کہ مخصوص کوائف پر مشتمل اپنی شناخت حاصل کرے۔ کسی مسلمان کو اجازت نہیں ہے کہ اپنی شناخت کو بطور غیر مسلم کے بھیس میں رکھے اور کسی غیر مسلم کو حق حاصل نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے۔ کوئی بھی شہری جو ایسا کرتا ہے، وہ ریاست سے دھوکہ دہی کا مرتکب ہوگا اور

آئین کی پامالی کا مرتکب قرار پائے گا۔............ آئین کے آرٹیکل 260(3)(a)(b) میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کی تعریف کی گئی ہے جس پر قوم کا اتفاق ہے۔ بدقسمتی سے اس علیحدگی کے معیار پر قانون سازی نہیں ہوسکی جس کی وجہ سے ایک غیر مسلم اقلیت اپنے آپ کو مسلم اکثریت کا حصہ ظاہر کر کے اپنی اصل شناخت کو چھپاتی ہے اور ریاست سے دھوکہ دہی کا مرتکب ہوتی ہے جس کی وجہ سے پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں بلکہ انتہائی نوعیت کے اہم آئینی تقاضوں کی راہ بھی ہموار ہوتی ہے۔ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کی ایک رپورٹ کے مطابق اس سے متعلقہ کسی بھی سرکاری ملازم کا کوئی ریکارڈ دستیاب نہیں ہے جو خطرناک امر ہے اور ایک بڑا دھچکے کے مترادف ہے اور یہ آئین کی روح اور تقاضوں کے بھی منافی ہے۔............ پاکستان میں رہنے والی اکثر اقلیتیں اپنے ناموں اور پہچان کے اعتبار سے علیحدہ شناخت رکھتی ہیں لیکن آئین کے مطابق ان اقلیتوں میں سے ایک اقلیت اپنے ناموں اور ظاہری لباس کے اعتبار سے علیحدہ شناخت نہیں رکھتی جس سے بحرانی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اپنے ناموں کی وجہ سے وہ (قادیانی) آسانی سے اپنا عقیدہ چھپا سکتے ہیں اور ایک مسلم اکثریت کا حصہ بن سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں، وہ مکرم اور حساس عہدوں تک رسائی بھی پاسکتے ہیں اور جملہ مفادات حاصل کر سکتے ہیں۔ .... اس صورت حال کو سنبھالنا اہم ہے کیونکہ ایک غیر مسلم کی آئینی عہدوں پر تعیناتی ہمارے مقامی قانون اور رسومات کے منافی ہے۔ اسی طرح، غیر مسلم مخصوص آئینی عہدوں کے لیے منتخب بھی نہیں ہو سکتے ہیں۔ اکثر اداروں / شعبوں بشمول پارلیمنٹ کی ممبرشپ، اقلیتوں کے لیے مخصوص نشستیں ہیں۔ اسی لیے جب کسی اقلیتی گروہ کا کوئی رکن اپنے اصل مذہبی عقیدے کو دھوکہ دہی سے چھپاتا ہے اور اپنے آپ کو مسلم اکثریت کا حصہ ظاہر کرتا ہے تو وہ آئین کے الفاظ اور روح کی نفی کر رہا ہوتا ہے۔ اس پامالی سے محفوظ بنانے کے لیے ریاست کو فوری اقدامات کرنے چاہییے۔...... حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کا معاملہ ہمارے مذہب کا مرکزی نقطہ ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے اس کی حفاظت اور پاسداری کرے۔ پارلیمنٹ بحیثیت ایک اعلیٰ معزز ادارے کے

پاکستانی قوم کے نمائندہ ہونے کے ناطے اس مذہبی روح کی محافظ ہے۔ اس صورت حال میں، یہ مسلم اکثریت کا حق ہے مناسب آگاہی اور حساسیت کی توقع رکھے۔ ختم نبوت کے بنیادی عقیدے کے تحفظ کے علاوہ، پارلیمنٹ کو ایسے اقدامات بھی کرنے چاہیے جو ان کا قلع قمع کرسکے جو اس عقیدے کو داغ لگانے کی کوشش کرے۔"

عدالت نے حکومت کو مزید احکامات جاری کرتے ہوئے کہا:

❑ "قومی شناختی کارڈ، پاسپورٹ، پیدائشی پرچی اور فہرست رائے دہندگان میں اندراج کے لیے درخواست دہندہ کو آئین کے آرٹیکل (b)(a)(3)260 کے مطابق مسلمانوں اور غیر مسلموں کی تعریف کی بنیاد پر ایک بیان حلفی دینا ہوگا۔ اوپر بتائے گئے بیان حلفی کو تمام حکومتی اور نیم حکومتی اداروں خصوصاً عدلیہ، آرمڈ فورسز اور سول سروسز میں تعیناتی کے لیے لازمی قرار دیا جائے۔ .... پارلیمنٹ آئینی تقاضوں اور معزز سپریم کورٹ آف پاکستان اور لاہور ہائیکورٹ لاہور کے بنیادی قانونی اصولوں رپورٹ شدہ کیس لاء بالترتیب (1993 ایس سی ایم آر 1718 اور پی ایل ڈی 1992 لاہور 1) کی روشنی میں ضروری قانون سازی کرے اور مروجہ قوانین میں مطلوبہ ترامیم متعارف کروائے تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جا سکے کہ 'اسلام' اور 'مسلمانوں' کے لیے استعمال ہونے والی مخصوص اصطلاحات کسی اور اقلیت کو اپنی شناخت چھپانے یا کسی اور مقصد کے لیے استعمال کی اجازت نہ ہو۔ اسلامیات/ دینیات کی بطور مضمون تعلیم کے لیے ہر ادارے پر مسلم اساتذہ کی موجودگی لازمی قرار دی جائے۔"

عدالت نے مزید اپنے فیصلہ میں لکھا:

❑ "بلاشک وشبہ 7 ستمبر 1974 کو جب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر دوسرا آئینی ترمیمی بل پاس کیا، وہ ہر مسلمان کے لیے ایک بڑی خوشی کا موقع تھا لیکن بدقسمتی سے مخصوص قوانین اس آئینی ترمیم کو بڑھاوا نہ دے سکے۔ دوسری جانب، قادیانیوں نے مختلف طریقوں اور بہانوں سے دوسری آئینی ترمیم کے مقاصد کو بگاڑنے کی بھرپور کوشش کی۔ قادیانیوں (کے دونوں گروہوں کو) غیر مسلم قرار دینے کے بعد ان کی علیحدہ

شناخت، پہچان اور چھان بین کے لیے کچھ اقدامات ضروری تھے کیونکہ قادیانی دوسری اقلیتوں کی طرح نہیں ہیں جنھیں اپنی ظاہری شکل وصورت، ناموں، عقائد اور طریقہ عبادت سے باآسانی پہچانا جاسکتا ہے۔ جبکہ قادیانیوں کے مسلمانوں جیسے نام، ظاہری خدوخال اور حتیٰ کہ ان کی عبادات بھی ملتی جلتی ہیں اس لیے ان کی علیحدٰہ شناخت کے حوالے سے ابہام انہیں غیر مسلم قرار دینے سے ختم ہوسکتا تھا لیکن یہ مقصد حاصل نہ ہوسکا۔ مثال کے طور پر ''احمد'' کا نام قادیانیوں سے مختص ہے اور اسی بنیاد پر وہ احمدی کہلاتے ہیں جس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے کیونکہ ''احمد'' کا نام نامی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے موسوم ہے جنھیں دیگر مذہبی کتب کے علاوہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اس نام سے پکارا ہے۔ مسلمان اس نام کے حوالے سے بہت جذباتی ہیں اور کسی فرد کے پہلے تعارف یا ملاقات میں اس کا نام اس کے مذہب کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس ضمن میں قرآن کی موجودہ آیت کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (الصّف:6)

(ترجمہ): ''اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا ان کی بشارت سناتا ہوں۔''

اس لیے حالات کا تقاضا ہے کہ قادیانیوں کو غلامان مرزا یا مرزائی سے تعبیر کیا جائے اور کسی صورت احمدی نہ پکارا جائے کیونکہ یہ اصطلاح اور حوالہ ان مسلمانوں کو الجھن میں ڈالتا ہے جن کا حضرت محمد ﷺ کے ختم نبوت پر عقیدہ ہے۔ قادیانیوں کو اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ مسلمانوں جیسے نام رکھ کر اپنی شناخت کو خفیہ رکھیں، اس لیے ان کو یا تو مسلمانوں سے ملتے جلتے نام رکھنے کی ممانعت ہونی چاہیے یا متبادل کے طور پر قادیانی، غلام مرزا یا مرزئی کو اس کے نام کا حصہ بنایا جانا چاہیے اور اس کا تذکرہ بھی کیا جائے۔''

(PLD 2019 Islamabad 62)

لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس محمد امجد رفیق اپنے فیصلہ میں لکھتے ہیں:

- ''کوئی قادیانی (ربوی یا لاہوری) سوشل میڈیا (واٹس ایپ، فیس بک، ٹوئیٹر، انسٹاگرام وغیرہ) پر اپنے مذہب کی کوئی ممنوعہ کتاب یا اس کا کوئی اقتباس یا

گستاخانہ یا دل آزار مواد پر مبنی اس کا کوئی صفحہ یا پیرا شیئر نہیں کرسکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں ملزم کے خلاف نیشنل سائبر کرائم انوسٹی گیشن ایجنسی (NCCIA) میں تعزیرات پاکستان کی متعلقہ دفعات 298بی اور298 سی کے علاوہ الیکٹرانک سائبر جرائم کی روک تھام(PECA) ایکٹ 2016ء کی دفعہ 11 کے تحت مقدمہ درج ہوگا اور وہ ضمانت پر رہائی کا بھی مستحق نہیں ہوگا۔ اگر ایسا مواد حضور نبی کریم ﷺ یا قرآن مجید سے متعلقہ ہوتو یہ حضور نبی کریم ﷺ اور قرآن مجید کی بے حرمتی کرنے کے مترادف ہے اور اس کے مرتکب کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295۔بی اور سی کے تحت مقدمہ درج ہوگا۔'(2022 P Cr. L J 259)

قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلوں کے مندرجہ بالا اقتباسات سے ایک بات صاف عیاں ہے کہ اعلیٰ عدلیہ کے نزدیک قانون امتناع قادیانیت نہ صرف آئین کے مطابق ہے بلکہ یہ ملک میں امن وامان کے تحفظ کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔ اعلیٰ عدالتوں کے اتنے سارے فیصلوں کی موجودگی میں کسی ذی شعور کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ حکومت سے اس قانون کے خاتمہ کا مطالبہ کرے۔ ایسا مطالبہ کرنے کا مطلب قادیانیوں کو شعائر اسلامی کی بے حرمتی کی کھلی چھٹی دینا اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنا ہے جو ملک عزیز میں امن وامان کا مسئلہ پیدا کرنے کے مترادف ہے۔

سپریم کورٹ کے فیصلہ کی روشنی میں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں (عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں، سکھوں وغیرہ) میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ دیگر غیر مسلم، کافر ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتے، نہ اپنے مذہب کو اسلام کہتے ہیں اور نہ ہی وہ شعائر اسلامی استعمال کرتے ہیں۔ اس کے برعکس قادیانی غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کہتے ہیں، مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں اور اپنے مذہب کو اسلام کہہ کر تبلیغ وتشہیر کرتے اور تمام شعائر اسلامی استعمال کرتے ہیں۔ عیسائی اور یہودی خود جھوٹے ہیں لیکن ان کے نبی سچے اور برحق ہیں جبکہ قادیانی خود بھی جھوٹے ہیں اور ان کا نام نہاد

نبی مرزا قادیانی بھی کذاب تھا۔ اسلام سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کے وجود کو تسلیم کرتا ہے لیکن اسلام نہ جھوٹے نبی کو قبول کرتا ہے اور نہ ہی اس کے پیروکاروں کو۔ قادیانیوں کی حیثیت زندیق کی ہے اور زندیق کے احکامات عام کافروں سے علیحدہ ہیں۔

آخر میں چند نہایت اہم باتیں جن کا جاننا ہر شخص کے لیے بے حد ضروری ہے۔

پاکستان کے ہر شہری کے لیے لازم ہے کہ وہ مملکت پاکستان سے وفادار رہے۔ اس کے لیے سب سے پہلے ضروری ہے کہ وہ آئین پاکستان کو دل و جان سے تسلیم کرے۔ آئین کے آرٹیکل نمبر 5 کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

5(1): Loyalty to the State is the basic duty of every citizen.

(ترجمہ): مملکت سے وفاداری ہر شہری کا بنیادی فرض ہے۔

5(2): Obedience to the constitution and law is the (inviolable) obligation of every citizen wherever he may be and of every other person for the time being within Pakistan.

(ترجمہ) دستور اور قانون کی اطاعت ہر شہری خواہ وہ کہیں بھی ہو اور ہر وہ شخص جو وقتی طور پر پاکستان میں ہو، کی (واجب التعمیل) ذمہ داری ہے۔

یاد رہے کہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ پاکستان اکھنڈ بھارت بنے گا۔ قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے کہا تھا:

- ''ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تا کہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں بے شک یہ کام بہت مشکل ہے۔ مگر اس کے نتائج بھی بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تا احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے چنانچہ اس رویا میں اسی طرف اشارہ ہے، ممکن ہے عارضی طور پر افتراق پیدا ہو، اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو جائے۔''

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان 5 اپریل 1947ء صفحہ 3)

- ''میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے، لیکن اگر قوموں کی غیر معمولی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے تو یہ اور بات ہے۔ اس طرح ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضا مند ہوئے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے، اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائے۔''

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان 16 مئی 1947ء صفحہ 2)

اسی طرح قادیانی خلیفہ مرزا طاہر نے لندن کے ایک اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

- ''اللہ تعالیٰ پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو تباہ کر دے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ چند دنوں میں آپ خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا ہے۔'' (ہفت روزہ چٹان 16 اگست 1984ء، جلد 39 شمارہ 31)

حضرت علامہ محمد اقبالؒ کی قادیانیت سے بیزاری کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے پنڈت جواہر لال نہرو کے نام اپنے 21 جون 1936 کے مکتوب میں قادیانیوں کو اسلام اور ملک دونوں کا غدار قرار دیا۔

قادیانیوں نے سپریم کورٹ میں اپنی رٹ پٹیشن (ظہیر الدین بنام سرکار) کے ذریعے عدالت سے درخواست کی کہ انہیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس پر عدالت نے اپنے فیصلہ میں کہا کہ کسی غیر مسلم کو شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ایسی پابندی کا مطلب بے ایمان اور دھوکے باز غیر مسلموں (جیسا کہ قادیانی ہیں) کو شعائر اسلامی کے استعمال سے باز رکھنا ہے تاکہ وہ اسلام کے نام پر دوسرے غیر مسلموں کو اپنے مذہب میں نہ لا سکیں۔ عدالت نے قادیانیوں کے بارے میں **fraudulent non Muslims** اور **unscrupulous** کے الفاظ استعمال کیے جو نہایت قابل غور ہیں۔

قادیانی کہتے ہیں کہ انہیں آئین کے آرٹیکل 19 اور 20 کے تحت تقریر و تحریر اور اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کا حق حاصل ہے۔ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ آزادیاں یا حقوق شتر بے مہار نہیں۔ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ آئین کے آرٹیکل

19 اور 20 کے تحت تقریر وتحریر، آزادی اظہار رائے، پریس کی آزادی اور اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کا حق اسلام کی عظمت، پاکستان کی سالمیت، قانون، امن عامہ اور اخلاقیات سے مشروط ہے۔ قادیانیوں سے سوال ہے کہ بتائیں:

(1) کیا آپ آئین کے آرٹیکل (3)106 اور (3)260 میں دی گئی اپنی حیثیت کہ 'قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں' کو تسلیم کرتے ہیں؟

(2) جب آپ آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم نہیں کرتے تو پھر آئین میں دیئے گئے حقوق کا کیوں مطالبہ کرتے ہیں؟

(3) آئین کے آرٹیکل 19 اور 20 میں مذکورہ آزادیاں اور حقوق، ملکی قانون، امن عامہ اور اخلاقیات سے مشروط ہیں۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298 سی کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا، اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتا اور شعائر اسلامی کا استعمال نہیں کر سکتا۔ کیا آپ اس قانون کو تسلیم کرتے ہیں؟ کیا آپ ملک بھر میں روزانہ اس قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتے؟

(4) سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں آنجہانی مرزا قادیانی اور دیگر قادیانیوں کی کتب سے گستاخانہ اقتباسات نقل کر کے قرار دیا ہے کہ جب کوئی قادیانی کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو وہ 'محمد رسول اللہ' سے مراد، مرزا قادیانی لیتا ہے۔ اگر آپ کو ایسے گستاخانہ اور دل آزار مواد پر مبنی تقریر اور لٹریچر شائع کرنے کی اجازت دے دی جائے تو کیا ضمانت ہے کہ اس سے معاشرے میں اشتعال نہیں پھیلے گا اور اگر اس اشتعال انگیزی سے امن عامہ کی صورتحال کشیدہ ہوگئی تو اس کا کون ذمہ دار ہوگا؟

(5) سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کی کتاب (آئینہ کمالات اسلام مندرجہ روحانی خزائن جلد5، صفحہ 547، 548) کا ایک اقتباس درج کر کے قادیانیوں کا عقیدہ بیان کیا کہ 'جو شخص مرزا قادیانی کو نبی اور رسول نہیں مانتا، وہ بدکار عورت کی اولاد ہے' کیا مرزا قادیانی کی یہ متنازعہ عبارت اخلاقیات کے زمرے میں آتی ہے؟

(6) آپ کو آئین کے تحت کون سے حقوق چاہئیں، مسلمانوں والے یا غیر مسلموں والے؟ اگر آپ مسلمانوں والے حقوق چاہتے ہیں تو آئین اس کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ آپ غیر مسلم ہیں۔ اگر آپ غیر مسلموں والے حقوق چاہتے ہیں تو خدارا جس آئین کے تحت آپ حقوق مانگتے ہیں، سب سے پہلے کم از کم اس آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تو تسلیم کریں۔ آپ آئین کو بھی نہیں مانتے اور حقوق بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں چوری اور سینہ زوری۔

(7) کیا آپ کو وہ تمام معاشی، معاشرتی اور سیاسی حقوق حاصل نہیں جو پاکستان کے کسی بھی دوسرے شہری کو حاصل ہیں؟ پاکستان کے تمام بڑے شہروں کے مہنگے ترین علاقوں میں آپ کی وسیع و عریض جائیدادیں اور ہاؤسنگ سوسائٹیاں ہیں۔ کاروباری سیکٹر میں آپ کے سینکڑوں پروجیکٹس ہیں جہاں سے آپ ہر سال مسلمانوں سے اربوں روپیہ کماتے ہیں۔ آپ کی درجنوں ٹیکسٹائل، گھی اور شوگر ملز ہیں۔ شیزان انٹرنیشنل (اس کی مصنوعات، ریسٹورنٹس، بیکرز)، پران اور مشموم کا کاروبار پورے پاکستان میں پھیلا ہوا ہے۔ ہر ٹی وی چینل پر اس کا اشتہار آتا ہے۔ ہر شہر میں آپ کے بڑے بڑے تعلیمی اور آئی ٹی کے ادارے ہیں۔ کئی فنانشل اور لاء کالجز آپ کے اپنے ہیں۔ کئی معروف کوریئر کمپنیز کے آپ مالک ہیں۔ کئی بڑے بڑے ہسپتال، فارما کمپنیز اور میڈیکل لیبارٹریاں آپ کی ملکیت ہیں۔ پاکستان بھر میں بڑے بڑے شاپنگ پلازوں اور مالز میں آپ کی بے شمار دکانیں ہیں۔ گاڑیوں کے معروف شورومز آپ کے ہیں۔ رئیل اسٹیٹ کے کاروبار میں آپ کا کوئی مدمقابل نہیں۔ آپ امپورٹ اور ایکسپورٹ کا وسیع پیمانے پر کاروبار کرتے ہیں۔ ہر چیمبر آف کامرس میں آپ خفیہ طریقے سے چھائے ہوئے ہیں۔ منی چینجرز اور سٹاک ایکسچینج میں آپ کی بھاری بھرکم انویسٹمنٹ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ملک کے ہر سرکاری محکمہ میں آپ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ قومی اسمبلی میں آپ کے لیے ایک نشست مختص ہے جہاں آپ اپنا نقطہ نظر بیان کر سکتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ آپ کو مزید کون سے حقوق درکار ہیں؟ آپ کے ساتھ کون سی زیادتی یا نا

انصافی ہو رہی ہے؟ کون سا حق ہے جس سے آپ کو محروم رکھا جا رہا ہے؟ کوئی ایک ثبوت بتائیں کہ مملکت میں آپ کو کبھی دوسرے درجے کا شہری سمجھا گیا ہو؟ دراصل آپ اقلیت کی آڑ میں اپنے مذہب کی تبلیغ و ترویج چاہتے ہیں جس کی آئین و قانون اجازت نہیں دیتا۔ افسوس ہے کہ آپ آئین میں دی گئی اپنی حیثیت کو ماننے سے انکاری ہیں اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔

یہاں پر ایک بات کا تذکرہ بے حد ضروری ہے کہ قربانی کے سلسلہ میں ہر سال عید الضحیٰ کے موقع پر بعض مقامات پر مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان جھگڑا ہو جاتا ہے اور بسا اوقات اس سے سخت کشیدگی کی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس ناخوشگوار صورتحال کا ذمہ دار کون اور اس کا موثر حل کیا ہے؟ یاد رکھیے کہ قربانی مسلمانوں کا شعائر اسلامی ہے اور یہ مذہبی فریضہ صرف مسلمانوں ہی کے ساتھ مختص ہے۔ قادیانی چونکہ غیر مسلم ہیں، اس لیے آئین و قانون کی رو سے وہ شعائر اسلامی کا استعمال نہیں کر سکتے۔ خلاف ورزی کی صورت میں سزا اور جرمانہ کے مستوجب ہوں گے۔ قادیانی اپنے اس غیر قانونی فعل کے جواز میں کہتے ہیں کہ وہ ایسا عمل سرعام پبلک میں نہیں بلکہ چار دیواری کے اندر کرتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ جرم، جرم ہوتا ہے۔ چاہے وہ چار دیواری کے اندر ہو یا سرعام پبلک میں یا سرکاری تقریب میں ہو یا کسی نجی محفل میں۔ آئین و قانون میں اس بات کی قطعاً اجازت نہیں ہے کہ کوئی شخص چار دیواری کے اندر کسی جرم کا ارتکاب کرے اور پھر چار دیواری کے تقدس کا سہارا لے۔ اس سلسلہ میں ہوم ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب دو نوٹیفکیشنز No.SO(15-III)6-35/2022 بتاریخ 9 جولائی 2022ء اور No.SO(15-III)6-35/2023 بتاریخ 23 جون 2023ء جاری کر چکی ہے۔ جس کی خلاف ورزی کرنے والا سخت قانونی کارروائی کا مستوجب ہوگا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو کسی ذریعہ سے اگر معلوم ہو جائے کہ چار دیواری کے اندر کسی جرم (قتل، شراب، جوا، زنا، تخریب کاری کا منصوبہ یا

جعلی کرنسی کی تیاری وغیرہ) کا ارتکاب ہو رہا ہے تو کیا ملزمان اس عذر کا سہارا لے سکتے ہیں کہ چونکہ وہ چار دیواری کے اندر جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں، اس لیے انہیں چھوٹ ہے؟ اور اگر پولیس انہیں گرفتار کرے گی تو یہ چار دیواری کے تقدس کے خلاف ہوگا؟ ہماری رائے میں قانون نافذ کرنے والے ادارے اس بودی دلیل کو تسلیم نہیں کریں گے اور چار دیواری کے اندر کسی بھی جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف بلاتفریق قانونی کارروائی کریں گے۔ اس بات کا ذکر بھی فائدے سے خالی نہ ہوگا کہ سورۃ التوبہ کی آیت 107 کی روشنی میں (اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے والے) منافقین کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کا منہدم کیا جانا اس بات پر نصِ صریح ہے کہ کسی غیر مسلم کو اسلام کے نام پر چھپ کر یا مذہبی آزادی کی آڑ میں چار دیواری کے اندر اسلامی شعائر کے استعمال کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

اس صورتحال میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے تاکہ ملک بھر میں کہیں بھی لا اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا نہ ہو۔ حضرت عمر فاروقؓ کا قول ہے کہ قانون پر عملدرآمد ہی اصل قانون ہے۔

7

تحفّظِ ختمِ نبوّت
کی
فضیلت واہمیّت

تحفظ ختم نبوت کی فضیلت واہمیت پر ایمان پرور اور عطر بیز تحریر

محمّد بدیعُ الزّمان بھٹی
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

عقیدہ ختم نبوت دین اسلام میں انتہائی حساس نوعیت کا حامل ہے یہ اسلام کی جان ہے۔ختم نبوت ایک جز یا رکن نہیں بلکہ یہ اسلام کی بنیاد ہے۔ختم نبوت فقط ایک روایتی مسئلہ نہیں بلکہ آبروئے مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مقام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عظمت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا نام ہے۔

☆ ختم نبوت کی حفاظت کائنات کی اصل اور ایمان کی جان ہے۔
☆ ختم نبوت کی حفاظت جنت کا آسان ترین راستہ ہے۔
☆ ختم نبوت کی حفاظت دین کی مکمل حفاظت ہے۔
☆ ختم نبوت کی حفاظت کا عمل مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا بیت المقدس میں لیلۃ القدر کو ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔
☆ ختم نبوت کی حفاظت میں ایک گھڑی گزارنا 70 سال کی عبادت سے افضل ہے۔
☆ ختم نبوت کی حفاظت کرنے والا اگرچہ گناہوں کی دلدل میں پھنسا ہوا بھی ہو تو رحمت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے جنت کا حقدار ہوتا ہے۔
☆ ختم نبوت کی حفاظت کرنے والے پر اللہ کی سلامتی نچھاور ہوتی ہے۔
☆ ختم نبوت کی حفاظت کرنے والا پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر رحمت میں رہتا ہے۔
☆ ختم نبوت کی حفاظت کرنے والے کی پشت پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست شفقت ہوتا ہے۔
☆ ختم نبوت کی حفاظت کا کام مسجد نبوی میں ریاض الجنہ میں عبادت کرنے سے افضل ہے۔

کسی صاحب حال اور صاحب نظر بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب کہا: ''اگر ہمیں تحفظ ختم نبوت کے اجر و ثواب کا پتہ چل جائے تو خوشی سے ہمارے دل و دماغ پھٹ جائیں۔''

اگر کسی قاری کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو جائے کہ تحفظ ختم نبوت کی فضیلت میں یہ تحریر تو بس اک الفاظ کی مالا ہے اس میں کسی حدیث مبارکہ کی سند تو نہیں، تو عرض ہے کہ یہ الفاظ بھی تو احادیث مبارکہ کے مفہوم سے ماخذ ہیں۔ لیجئے پڑھیے!

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اگر تین راتیں مسلمانوں کے مرکز کی چوکیداری میں گزار دوں، یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ

ہے کہ مجھے مسجد نبوی یا بیت المقدس کی رات مل جائے۔

اگر مسلمانوں کے مرکز کی چوکیداری کا یہ مقام ہے تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے لعل، پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کا مقام کیا ہوگا؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''دوقسم کی آنکھیں ہیں کہ ان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ آنکھ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں چوکیداری میں رات گذاری ہو۔'' (جامع ترمذی شریف الرقم 1639)

اندازہ فرمائیں جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں چوکیداری میں رات گذاری ہو اس کی آنکھیں جہنم میں نہیں جائیں گی تو جس نے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا پہرہ دیا ہو اور راتوں کو جاگ کر مرزائی ملعونوں، کذابوں، دجالوں کا محاسبہ کر کے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوکیداری کی ہو، وہ آنکھیں بھلا کیسے جہنم میں جائیں گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ کے راستہ میں ایک گھڑی گذارنا 70 سال کی عبادت سے افضل ہے۔''

اگر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک گھڑی گزارنے کا یہ مقام ہے تو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس اور ختم نبوت کی حفاظت میں گھڑی گزارنا بدرجہ اولیٰ افضل ہوگا۔

حضرت ابن عائد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ ایک شخص کی نماز جنازہ میں تشریف لائے جب جنازہ پڑھانے کے لئے رکھا گیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں کیونکہ یہ ایک فاسق وفاجر آدمی تھا۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر پوچھنے لگے کہ کسی نے اس شخص کو اسلام کے کسی عمل پر دیکھا ہے؟ اس پر ایک شخص نے جواب دیا کہ جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس شخص نے ایک رات جہاد فی سبیل اللہ میں (مدینہ کی سرحد) کا پہرہ دیا تھا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھادی اور خود اپنے دست مبارک سے اس کی قبر پر مٹی ڈال دی اور پھر (اس کو مخاطب کر کے) فرمایا کہ تیرے ساتھی خیال کرتے ہیں کہ تو دوزخیوں میں سے ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اہل جنت میں سے ہے۔ (بیہقی شریف)

اندازہ فرمائیں جس نے مدینے کی سرحد کا ایک رات پہرہ دیا، اگرچہ اس کے فاسق و

فاجر ہونے کی گواہی بھی مل رہی ہے مگر نبی کریم ﷺ نے نہ صرف اسکی نماز جنازہ پڑھائی بلکہ اس کے جنتی ہونے کی بشارت فرمائی۔ غور فرمائیں کہ جس محبوب کریم ﷺ کے مدینہ کی حفاظت کرنے کا یہ مقام ہے تو مدینے والے تاجدار ﷺ کی عزت وناموس اور ختم نبوت کی حفاظت کرنے کا کیا درجہ ومقام ہوگا۔

❑ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ سے نہایت درجہ کی عقیدت ومحبت رکھتی تھیں۔ آقا ﷺ بھی ان پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ جنگ احد میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم رضی اللہ عنہ اور اپنے دو بیٹوں حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ میں شریک ہوئیں۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا اور انکے خاندان کی شجاعت وبہادری اور جانثاری دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے اس وقت ان کیلئے، ان کے شوہر اور ان کے دونوں بیٹوں کے لئے دعا کی کہ (اے اللہ ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنادے)۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا زندگی بھر یہ بات علی الاعلان کرتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ کی اس دعا کے بعد میرے لئے دنیا کی بڑی سے بڑی مصیبت بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔" (مدارج نبوت، جلد 2، صفحہ 12)

جو عزت وناموس رسالت ﷺ کا پہرہ دیتے ہوئے دشمنان رسول سے لڑتا ہے، اسے پیارے مصطفی ﷺ کی دعا کا عظیم تحفہ نصیب ہوتا ہے۔ کسی صاحب حال بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا کہ جو "تحفظ ختم نبوت کا کام کرتا ہے اس کے لئے گنبد خضریٰ سے دعا آتی ہے۔" سوچئے جسے صاحب گنبد خضریٰ ﷺ کی دعا نصیب ہوجائے، بھلا اسے کسی چیز کی کمی رہ جاتی ہے۔

❑ ایک دن مکہ میں ایک وحشت انگیز خبر پھیل گئی کہ حضرت محمد ﷺ کو مشرکین نے گرفتار کرلیا ہے اور کچھ کا کہنا تھا کہ حضور ﷺ کو شہید کردیا گیا) نعوذ باللہ (۔ بنو ہاشم سخت غیظ وغضب کے عالم میں تھے۔ ابھی کوئی قدم اٹھانے کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ نوعمر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ (رسول پاک ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے فرزند) کے کانوں میں بھی یہ خبر پڑ گئی اس سولہ سالہ کشیدہ قامت اور قوی الجثہ نوجوان کو رحمت عالم ﷺ سے والہانہ محبت تھی یہ خبر سنتے ہی تڑپ اٹھے، کھونٹی سے تلوار اتار کر اس کی نیام زمین پر پٹخ دی اور شمشیر بکف مکہ کی گلیوں میں کود گئے۔ ان کا رخ مکہ کے بلائی حصے میں واقع سرور عالم ﷺ کے کاشانۂ اقدس کی جانب تھا۔ اس وقت جوش وغضب سے ان کا چہرہ تمتا رہا تھا۔ وہ نہایت تیزی سے گلیاں طے کر رہے تھے جب حضور اکرم ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آقا ﷺ نے پوچھا

زبیر (رضی اللہ عنہ) خیریت تو ہے اس وقت برہنہ شمشیر لے کر کدھر کا ارادہ ہے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں، میں نے سنا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنوں نے شہید کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زبیر! اگر ایسا ہو جاتا تو تم کیا کرتے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بے ساختہ عرض کیا۔۔۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی قسم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے لڑتا اور مکہ کی گلیاں کفار کے خون سے رنگین کر دیتا۔ ان کا جواب سن کر رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر دعا دی اور اپنی مزمل کی چادر مبارک حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو تحفے میں دی اور تلوار کو بھی دعا دی کہ یہ پہلی تلوار تھی جو رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ میں بلند ہوئی اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرماتا ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی میرا اسلام ہو۔"

- جنگ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین کے حملوں سے بچانے کے لئے جان لڑا دی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا اس دن کے بارے میں آپ سے روایت کرتی ہیں، وہ خود بیان کرتے ہیں کہ

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے سامنے بیٹھا لیا اور میں دشمن پر تیر چلانے لگا جب میں کوئی تیر چلاتا تو کہتا "اے اللہ یہ تیرا تیر ہے اسے اپنے دشمن کے سینے میں پیوست کر" میں یہ کہتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے!" اے اللہ! سعد (رضی اللہ عنہ) کی دعا قبول فرما، اے اللہ! سعد (رضی اللہ عنہ) کا تیر نشانے پر لگے، واہ سعد (رضی اللہ عنہ) تیر چلاؤ، میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں" میں جب بھی تیر چلاتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس دعا سے سرفراز فرماتے جب میرے ترکش کے تیر ختم ہو گئے تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ترکش کے تیر نکال کر میرے سامنے رکھ دیئے"۔ (بخاری شریف)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز محض اس لئے حاصل ہوا تھا کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کیا تھا۔ قدرت کا یہ انعام آج بھی ہر اس شخص کو ملتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے خلاف برسر پیکار ہو کر ختم نبوت کی حفاظت کرتا ہے۔ (ماخذ از: تحفظ ختم نبوت کی فضیلت واہمیت از محمد متین خالد)

- صاحبان علم ودانش کہتے ہیں "ہیرے کی قدر جوہری کو ہوتی ہے اور نیکی کی قدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو" ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے اے امیر المومنین! مجھ سے ایک سودا کر لیں۔ آپ نے فرمایا کونسا سودا؟ کہنے لگے میری ساری زندگی کی نیکیاں (نماز،

روزہ، حج، زکوۃ، صدقات، خیرات، ہجرت، جہاد، نوافل) لے لیں اور مجھے دو نیکیاں دے دیں۔
نیکیوں کا سودا کرنے والے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کون ہیں جن کی نیکیوں کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے عمر (رضی اللہ عنہ) کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں'' نیکیوں کا سودا کرنے والے وہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے بارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ ''عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پرحق بولتا ہے'' ''عمر رضی اللہ عنہ کے سائے سے شیطان پناہ مانگتا ہے'' وہ عمر رضی اللہ عنہ جو مرادرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نیکیوں کا سودا کررہے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بھائی عمر رضی اللہ عنہ کونسی دو نیکیاں! جواب دیا ایک کا تعلق دن سے ہے اور دوسری کا تعلق رات سے۔ فرمایا رات کی کونسی نیکی اور دن کی کونسی؟ کہنے لگے رات کی نیکی وہ جب غارثور میں پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی تھی اور دن کی نیکی وہ جب مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کیا''۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ان دونوں نیکیوں کا تعلق نہ نماز سے، نہ روزہ سے، نہ حج سے، نہ زکوۃ سے ہے بلکہ کسی بھی ظاہری عبادت سے تعلق نہیں۔ ان دونوں نیکیوں کا تعلق صرف اور صرف ذات مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔

غارثور میں ذات مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت ہوئی اور میدان یمامہ میں مسیلمہ کذاب کا قتل کرواکے ختم نبوت کی حفاظت ہوئی۔

توگویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دو نیکیوں کی وجہ سے پوری امت میں افضل ہیں۔

❑ حضرت پیر سید مہر علی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ بھرپور جوانی میں علم دین حاصل کرکے حج کے لئے روانہ ہوئے تو دل میں یہ ارادہ کیا کہ باقی ساری عمر دیار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، شہرمحبوب میں بسر کردوں گا آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے خواب میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا ''مہر علی! ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی تاویلات کی قینچی سے میری احادیث کتر رہا ہے اورتم میرے قدموں میں بیٹھے ہو، جاؤ جاکر اس کا مقابلہ کرو۔''

یادرہے کہ شریعت کا کلیہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اگر بیک وقت دو نیکیاں ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوٹی نیکی کی بجائے بڑی نیکی کا حکم فرماتے ہیں۔ پیر سید مہر علی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھے جب خواب میں ارشاد ہوا۔ یہ بھی یاد رہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک نماز پڑھنے سے 50 ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔(ترمذی ابن ماجہ) روضۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور منبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔جس نے ریاض الجنہ میں نفل پڑھے گویا اس نے جنت میں نفل پڑھے جو ریاض الجنہ میں بیٹھا گویا وہ جنت میں بیٹھا اور پھر روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جہاں ہر وقت ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔اس مقدس جگہ اور معطر ماحول میں درود وسلام کے گلدستے پیش کرنا کتنا بڑا ثواب ہے یقیناً انسان کی عقل اس کا احاطہ نہیں کرسکتی۔ایک طرف یہ انمول نیکیاں، انمول خزینے ہیں اور دوسری طرف سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں پیر سید مہر علی رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد فرمانا کہ ہندوستان جا کر مرزا قادیانی کا محاسبہ کرواس بات کا بین ثبوت ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیٹھ کر عبادت کرنے سے ختم نبوت کی حفاظت کا کام کرنا افضل واعلیٰ ہے۔

شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیور امتیو!

جھوٹا مدعی نبوت مرزا قادیانی ایک کذاب تھا جس کے محاسبے کے لئے صاحب گنبد خضریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو گنبد خضریٰ کے پرانوار ماحول سے ہندوستان بھیجا تھا۔ مرزا قادیانی وہ ملعون تھا جو ذلت ورسوائی کی موت مر گیا مگر اپنے پیچھے مرتدوں کی ایک ٹیم چھوڑ گیا جو آج ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مرزائیوں کی صورت میں مرزا قادیانی کی خباثت ونجاست اور گستاخانہ عقائد کو پھیلا رہے ہیں لیکن زیادہ تر مسلمان خواب غفلت میں مدہوش ہیں۔

اے مسلمان!

آج کا ہر مرزائی مرزا قادیانی کو خدا کا نبی ورسول مانتا ہے(نعوذ باللہ)۔اس کی بیوی کو ام المومنین مانتا ہے (نعوذ باللہ)۔اسکے چیلوں کو صحابہ کرام مانتا ہے (نعوذ باللہ)۔اس کے گندے خاندان کو اہل بیت مانتا ہے (نعوذ باللہ)۔ اسکے نام نہاد بیٹے بشیر احمد کو قمر الانبیاء مانتا ہے (نعوذ باللہ)۔اس کی بیٹی کو سیدۃ النساء مانتا ہے (نعوذ باللہ)۔اس کے شہر کو مکہ کا درجہ دیتا ہے (نعوذ باللہ)۔اس کی وحی کو قرآن کا درجہ اور اس کی بکواسات کو احادیث کا مرتبہ دیتا ہے۔(نعوذ باللہ)

اے مسلمان!

اگر کل محشر کی گرمی میں جام کوثر پینا چاہتا ہے۔۔۔اگر وقت نزاع آسودگی چاہتا ہے،

اگر اجر وثواب پرعمل کا پلڑا بھاری کرنا چاہتا ہے، اگر جنت کے لئے اعلیٰ مقام حاصل کرنا چاہتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ سے سلامتی چاہتا ہے، اگر روز حساب رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر رحمت کے سائے میں آنا چاہتا ہے تو غفلت کی چادر اتار اور اٹھ۔۔۔اس ملعون فتنہ مرزائیت کا محاسبہ کر کے تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں میں اپنا نام لکھوا۔

کسی ولی کامل نے کیا خوب کہا: ''تحفظ ختم نبوت کے کارکن کل قیامت کے دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پرچم کے سائے تلے بلاحساب وکتاب جنت میں جائیں گے'' مزید فرمایا ''تحفظ ختم نبوت کا کارکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرسنل باڈی گارڈ ہوتا ہے۔'' لہٰذا تحفظ ختم نبوت کا کام کر کے اپنے آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ذاتی حفاظتی دستہ میں شامل کیجئے۔

ہم کیوں برداشت کریں؟

اگر امریکہ میں ابراہم لنکن کی توہین کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اگر روس میں اسٹالن کی توہین کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اگر انگلستان میں شاہ جارج کی توہین کی اجازت نہیں دی جاسکتی تو دنیا میں کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی اجازت کیوں دی جارہی ہے؟ دنیا کے کسی ملک میں کسی خطہ میں کوئی اپنے قائد' اپنے امام' اپنے مقتدا' اپنے راہنما کی توہین برداشت نہیں کرسکتا تو ہم اپنے پیارے آقا و مولا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہوتے دیکھ کر کیوں کر برداشت کریں؟ (خطاب صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ رحمہ اللہ آلو مہار شریف)

8

تذکرہ

مجاہدینِ ختمِ نبوّت

محبتِ رسول ﷺ کی انمول دولت سے مالا مال مجاہدین ختم نبوت
کی قادیانیت شکن قربانیوں کے ناقابل فراموش نقوش

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

عقیدہ ختم نبوت ایمان کی بنیاد بلکہ عین ایمان ہے۔اس عقیدے کا دفاع پورے کے پورے دین اسلام کا دفاع ہے۔تاریخ اسلام گواہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ظاہری حیات کے آخری دور سے لے کر آج تک نبوت کے جھوٹے دعویدار اپنی منحوس صورتوں کے ساتھ نمودار ہوتے رہے۔ایسے عناصر کی تردید اوران کے بطلان کے لیے مجاہدین ختم نبوت پُرجوش ایمانی غیرت کے ساتھ اپنی زندگانیوں کے چراغ ہتھیلیوں پر رکھ کر جلوہ افروز ہوتے چلے آئے ہیں۔یہ ایسی عظیم داستان غیرت ہے جس پر ہماری تاریخ کو فخر ہے۔حسن یوسف علیہ السلام کی جلوہ آرائی میں محو ہو کر مصر کی عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لی تھیں مگر جانثاری کا یہ کس قدر بے مثال انداز تھا کہ فاران کی چوٹیوں سے لے کر دیبل اور دہلی کی فضاؤں تک جان کائنات حضرت محمد عربی ﷺ کے عشق میں اہل وفا نے اپنے سر کٹا دیئے:

حسن یوسف علیہ السلام پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے ﷺ نام پہ مردان عرب

برصغیر پاک و ہند وہ خطۂ عقیدت و محبت ہے جہاں سے حضور سرور کائنات ﷺ کو بادصباء کے جھونکے جاتے ہیں (ان شاء اللہ)۔ یہاں کی مٹی کی تاثیر میں جوش، جرأت اور وفا شامل ہے۔اس دھرتی پر انگریز کے خودکاشتہ پودے مرزا قادیانی کی طرف سے دستارِ ختم نبوت پر حملہ اسلامیان برصغیر کی غیرت ایمانی کو للکارنے کے مترادف تھا۔یہی وجہ تھی کہ مجاہدین ختم نبوت، مقررین ختم نبوت، مصنفینِ ختم نبوت، مُبلغین ختم نبوت اور شعراءِ ختم نبوت قادیانیت کے فتنے کی بیخ کنی کے لیے میدان عمل میں کود پڑے اور جس جانفشانی سے ڈٹ کر اس فتنے کا مقابلہ کیا، وہ ہماری غیرت وحمیت کی تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے۔

مجاہدین ختم نبوت کا یہ قافلہ آج ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے کے لیے ہمارے دل و دماغ پہ دستک دیتا ہے کہ کون ہے جو نبی پاک ﷺ کے ساتھ وفا کا عہد کرے جو آپ ﷺ کی عزت و ناموس کا پہرا دے جو ختم نبوت پر حملہ کرنے والے قادیانی لٹیروں کا رد کرے؟ آیئے اس دستک کا جواب دیتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوں، قدم اٹھائیں اور اہل جنت کے اس قافلے کے ہمراہی بن جائیں۔حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ جہاں پہلے صحابیؓ

رسول اور پہلے خلیفہ اسلام ہیں، وہاں آپ رضی اللہ عنہ پہلے محافظ ختم نبوت بھی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے سرکاری اور حکومتی سطح پر عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کر کے منکرینِ ختمِ نبوت کا استیصال کیا۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ (ختم نبوت کے پہلے مجاہد)

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ جن کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔ یہ اُمت محمدیہ کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرما دیا تھا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آتش نمرود کو گلزار بنا دیا تھا۔ یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مبارک ہی میں اسلام لا چکے تھے، لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں مل سکا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیاتِ طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھوٹا دعوے دار اسود عنسی پیدا ہوا جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لیے مجبور کیا کرتا تھا۔ اسی دوران اس نے حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا، پھر اس نے پوچھا کہ: ''کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟'' حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ہاں''! اس پر اسود عنسی نے ایک خوفناک آگ دہکائی اور حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ کو اس آگ میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے آگ کو بے اثر فرما دیا اور وہ اس سے صحیح سلامت نکل آئے۔ یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے حواریوں پر ہیبت طاری ہو گئی۔ چنانچہ اسود عنسی کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو جلا وطن کر دو، ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروؤں کے ایمان میں تزلزل نہ آ جائے۔ چنانچہ انہیں یمن سے جلا وطن کر دیا گیا۔ یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی، یعنی مدینہ منورہ، چنانچہ یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے محوِ سفر ہوئے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری طور پر پردہ فرما چکے ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آ کر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو گئے تو ان سے پوچھا:

''آپ کہاں سے آئے ہیں؟''

''یمن سے!'' حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً پوچھا: ''اللہ کے دُشمن (اَسود عنسی) نے ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا اور آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا، بعد میں ان صاحب کے ساتھ اَسود نے کیا معاملہ کیا؟''

حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔''

اتنی دیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فراست اپنا کام کر چکی تھی، انہوں نے فوراً فرمایا:

''میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں؟''

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ''جی ہاں!''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرطِ مسرت و محبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ انہیں لے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے اُمتِ محمدیہ کے اس شخص کی زیارت کرادی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا۔''

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم رحمہ اللہ ج:2، ص:129، تہذیب تاریخ ابن عساکر، ج:7 ص:315)

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ (ختم نبوت کے پہلے شہید)

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کذاب کے لوگ پکڑ کر لے گئے۔ مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: ''کیا آپ محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ رب العزت کا رسول مانتے ہیں؟'' جواب دیا: ''ہاں مانتا ہوں!'' مسیلمہ نے دوسرا سوال کیا کہ ''کیا تم مجھے رسول مانتے ہو؟'' جواب میں اس صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "ان فی اذنی صما عن سماع ما تقول" میرے کان تیری اس بات (جھوٹے دعویٔ نبوت) کو سننے سے انکار کرتے ہیں۔

مسیلمہ کذاب نے اس صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ کا ایک بازو کاٹنے کا حکم دیا جو کاٹ دیا گیا۔ مسیلمہ نے اپنا سوال دُہرایا مگر جواب وہی ملا، پھر دُوسرا ہاتھ کاٹا گیا، مگر سوال دُہرانے پر جواب حسبِ سابق تھا۔ حتیٰ کہ حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انہیں شہید کر دیا گیا۔ مگر ختم نبوت کے اس سب سے پہلے شہید نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے بعد کسی اور کے لیے رسالت و نبوت کا جملہ سننے کے لیے اپنے کانوں کو آمادہ نہیں پایا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہم)

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام محض تقریروں سے نہیں ہوتا بلکہ عملی

قربانیوں سے ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ مجاہد ختم نبوت کو تحفظ ختم نبوت کا فریضہ اپنی جان سے بڑھ کر پیارا ہونا چاہیے۔

عہدِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں تحفظِ ختم نبوت کی پہلی جنگ:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ، یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ اس جنگ میں سب سے پہلے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ، پھر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور آخر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لشکر کی کمان فرمائی۔ اس پہلے معرکہِ ختم نبوت میں تقریباً بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم شہید ہوئے جن میں تقریباً سات سو قرآن مجید کے حفاظ وقراء اور ستر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ مسیلمہ کذاب کا لشکر چالیس ہزار پر مشتمل تھا جس میں سے تقریباً بائیس ہزار مسیلمی میدانِ جنگ میں ڈھیر ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مسیلمہ کذاب کے گروہ کے تمام بالغ افراد کو بجرمِ ارتداد قتل کر دیا جائے، عورتیں اور کم سن لڑکے قیدی بنائے جائیں اور ایک روایت (البدایہ والنہایہ ج:6،ص:310 اور طبری تاریخ الامم والملوک کی ج:2ص،482) کے مطابق حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے اِحراق کا بھی حکم فرمایا، لیکن آپ کا فرمان پہنچنے سے قبل حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ معاہدہ کر چکے تھے۔ مسیلمہ کذاب کو حضرت ابودسمہ بن حرب رضی اللہ عنہ (وحشی) نے قتل کیا تھا۔ ''بدایہ'' کی روایت کے مطابق طلیحہ کے بعض ماننے والوں کو بزاخہ میں قیام کے دوران ایک ماہ تک تلاش کرتے رہے تاکہ آپ ان سے مسلمانوں کے قتل کا بدلہ لیں جن کو انہوں نے اپنے اِرتداد کے زمانے میں اپنے درمیان رہتے ہوئے قتل کر دیا تھا۔ ان میں سے بعض (طلیحی مرتدین) کو آپ نے آگ سے جلا دیا اور بعض کو پتھروں سے کچل دیا اور بعض کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے نیچے گرا دیا۔ یہ سب کچھ آپ نے اس لیے کیا تاکہ مرتدین عرب کے حالات سننے والا ان سے عبرت حاصل کرے۔

(البدایہ ج:6ص:1166،اُردو ترجمہ مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی)

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

نبی آخری الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے ہوئے دیکھ کر مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تڑپ اُٹھے اور مسلمانوں کو مرزائی نبوت کے زہر سے بچانے کے لیے انگریز

کے ظلم وبہیمیت کے دور میں علم حق بلند کرتے ہوئے اور شمعِ جرأت جلاتے ہوئے مندرجہ ذیل فتویٰ دیا جس کا حرف حرف قادیانیت کے سومنات کے لیے گرزِ محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء پر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ ”قادیانی مرتد اور منافق ہیں، مرتد منافق وہ ہے کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی نبی علیہ السلام کی توہین کرنا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے۔ اس کا ذبیحہ محض نجس، مردار اور حرام قطعی ہے۔ مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے۔“

(احکامِ شریعت ص 112، 22، 177، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

مزید فرمایا کہ ”اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت وحیات کے سب علاقے (تعلقات) اِن سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان (قبرستان) میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 6، ص 51، مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کی بنیاد رکھتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ قادیانیت کے موضوع پر کئی بلند پایہ کتب تصنیف فرمائیں یہاں صرف اُن تصانیف کا نام تحریر کیا جاتا ہے جو مرزا قادیانی کی زندگی میں اس کی تردید کے لیے زیورِ اشاعت سے طبع ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو چکی تھیں مگر مرزا قادیانی کو زندگی بھر جواب لکھنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

1۔ جزاء اللہ عدوہ باب آیۃ ختم النبوۃ۔

2۔ اسوء التصاب علی المسیح الکذاب۔

3۔ حسام الحرمین

4۔ خلاصہ فوائد فتاویٰ

5۔ قہر الدیان علی مرتد بقادیان

6۔ المبین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند امجد اور ممتاز عالم دین مولانا انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے: ایک مرتبہ والد مرحوم نے فرمایا کہ فتنۂ قادیانیت کی وجہ سے تین ماہ تک نہیں سویا۔ اس غم اور فکر میں کہ کہیں قادیانیت کا فتنہ یونہی خودرو جھاڑیوں کی طرح پھلتا پھولتا گیا تو دین اسلام کا کیا بنے گا؟ تین ماہ کے بعد میرے قلب پر القا ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس دین کی حفاظت فرمائے گا۔" (ان شاء اللہ)

درس میں ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ تیس سال کے عرصہ میں دس دس سال کے وقفہ سے میں نے تین مرتبہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مرتبہ توجہ دلاتے تھے کہ:

"ختم نبوت کی حفاظت کرو اور قادیانی فتنے کو نیست ونابود کرنے کی ہر ممکن سعی کی جائے۔"

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔۔۔۔۔"ہم سے تو گلی کا کتا ہی اچھا ہے۔ ہم اس سے بھی گئے گزرے ہیں، وہ اپنی گلی و محلے کا حق نمک خوب ادا کرتا ہے۔ ہمارے ہوتے ہوئے لوگ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کرتے ہیں اور ہم حق غلامی وامتی ادا نہیں کرتے۔ اگر ہم ناموس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحفظ کریں گے تو قیامت کے دن شفاعت کے مستحق ٹھہریں گے، تحفظ نہ کیا یا نہ کر سکے تو ہم مجرم ہوں گے اور کتے سے بھی بدتر۔" مزید فرمایا:

"جو شخص فتنۂ قادیانیت کے خلاف کام کرتا ہے اس کا صلہ جنت ہے اور میں اس صلے کا ضامن ہوں۔"

فتنۂ قادیانیت کے آغاز کے بعد آپ کی ساری توجہ اس فتنہ کے استیصال کی طرف مبذول ہوگئی۔ حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے تین دن پہلے اپنی چارپائی جامع مسجد کے صحن میں رکھوا کر تمام طالب علموں اور اساتذہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا:

"تاریخ اسلام کا میں نے جس قدر مطالعہ کیا ہے اس کی بنیاد پر پورے یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام کی تاریخ میں 14 سو سال کے اندر قادیانیت سے بڑھ کر ارتداد کا کوئی فتنہ وجود میں نہیں آیا۔ میں آپ سب حضرات اور تمام مسلمانوں کو کہتا ہوں کہ اگر نجات اُخروی اور شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے ہو تو مسلمانوں کے ایمان کو اس فتنۂ ارتداد سے بچاؤ اور اپنی ساری قوتیں اس

میں صرف کرڈالو۔ یہ ایک ایسا جہاد ہے جس کا بدلہ جنت ہے اور میں اس بدلے کا ضامن بنتا ہوں۔''

اپنے حلقہ علمی میں بیٹھ کر فرماتے تھے کہ ''دین میں بعض خدمتیں اقوال کا تحفظ ہیں، اعمال کا تحفظ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت وصورت کا تحفظ ہیں لیکن عقیدۂ ختم نبوت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا تحفظ ہے اور ذات کا تحفظ باقی سب سے اولیٰ اور افضل ہے۔''

مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے اپنی زندگی میں تحفظ ختم نبوت کے لیے کسی بزرگ اور عالم کو اتنا دردمند نہیں دیکھا جتنا کہ مولانا انورشاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دل میں زخم ہوگیا ہے جس سے ہروقت خون ٹپکتا رہتا ہے۔ جب مرزا قادیانی کا نام لیتے تو فرمایا کرتے تھے ''لعین ابن لعین ابن لعین قادیان'' اور آواز میں ایک عجیب درد کی کیفیت محسوس ہوتی تھی۔ فرماتے تھے کہ لوگ کہیں گے کہ یہ گالیاں دیتا ہے، فرمایا کہ ہم اپنی نسل کے سامنے اپنی اندرونی درد دل کا اظہار کیسے کریں؟ ہم اس طرح قلبی نفرت اور غیظ وغضب کے اظہار پر مجبور ہیں۔''

مولانا سید محمد انورشاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ جب کبھی گفتگو یا درس کے دوران مرزا قادیانی کا نام آتا تو طبیعت میں جلال آجاتا۔ کذاب، لعین، مردُود، شقی، بدبختِ ازلی، محروم القسمت، دجال، کذاب اور شیطان کہہ کر مرزا کا نام لیتے اور اس پر بددُعائیہ جملے ارشاد فرماکر اس کے قول کو نقل کرتے۔ کسی خادم نے پوچھا: شیخ! آپ انتہائی نفیس الطبع شخصیت کے مالک ہیں، لیکن جب مرزا قادیانی کا نام آتا ہے تو اس طرح سیخ پا ہوجاتے ہیں؟ اس پر فرمایا: میاں! میرا ایمان ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنا ایمان ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دُشمنوں سے بغض رکھنا بھی ایمان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا دُشمن مرزا قادیانی بدبخت ہے، اس لیے اس مردُود کو گالی دے کر اس سے جتنا بغض رکھیں گے، اتنا ہی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہوگا۔ بھلا تم اپنے باپ کے دُشمن کو اور حکومت اپنے باغیوں کو برداشت نہیں کرتی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دُشمن کو کس طرح برداشت کرلوں۔۔۔۔؟

حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ زیادہ تر ذکر واذکار میں مصروف رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''محمد علی تم ذکر واذکار میں مصروف ہو اور قادیانی میری نبوت پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔'' چنانچہ آپ نے اپنی زندگی تحفظ ختم

نبوت کے لیے وقف کردی۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ ”دوران مراقبہ القا ہوا کہ محمد علی یہ برائی تیرے سامنے پھیل رہی ہے تو کیا کر رہا ہے؟“

حضرت مولانا مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کو فتنۂ قادیانیت کی سنگینی کا پوری شدت سے احساس تھا اور اکثر کہا کرتے تھے: ”اتنا لکھو اور اس قدر طبع کراؤ اور اس طرح تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح سو کر اُٹھے تو اپنے سرہانے ردقادیانیت کی کتاب پائے۔“

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ

معروف عالم دین، شعلہ نوا خطیب و سیاستدان، علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث مکتبہ فکر کے فاضل عالم تھے۔ آپ نے پاکستان کے بعد مدینہ منورہ اسلامیہ یونیورسٹی سے بھی سند فراغ حاصل کی۔ عربی، اُردو، پنجابی اور کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ بڑے نڈر قسم کے عالم دین تھے۔ آپ ایک عرصہ تک جمعیۃ اہل حدیث کے مرکزی ناظم اعلیٰ بھی رہے۔ 1974ء اور 1984ء کی تحاریک ختم نبوت میں مرکزی قیادت کے شانہ بشانہ رہے۔ آغا شورش کاشمیری، نوابزادہ نصر اللہ خان، مولانا تاج محمود، مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہم سے محبت بھرا تعلق تھا۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ نے ”مرزائیت اور اسلام“ نامی کتاب تحریر فرمائی۔ اصلاً یہ عربی میں تھی۔ اس کا نام ”القادیانیۃ“ تھا۔ اُردو میں اس کا نام ”مرزائیت اور اسلام“ رکھا گیا۔ جنوری 1993ء میں یہ شائع ہوئی۔ پہلے یہ قسط وار ”الاعتصام“ میں شائع ہوتی رہی۔ پھر اسے کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ احتسابِ قادیانیت کی جلد 35 میں شائع شدہ ہے۔

مولانا احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ”جب 1967ء کے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوس میں اپنی کتاب ”القادیانیۃ“ کو مکمل کر کے سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سحر گاہ دُعائے نیم شبی لبوں پر لئے باب جبرائیل کے راستے (کہ جب دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں میرا مکان اسی جانب تھا) مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر داخل ہوتا ہوں۔ لیکن روضہ اطہر کے سامنے پہنچ کر ٹھٹک جاتا ہوں کہ آج خلاف معمول روضہ معلیٰ کے دروازے کھلے ہیں اور پہرے دار خندہ رو استقبالیہ انداز میں منتظر ہیں۔ میں اندر بڑھا جاتا ہوں کہ سامنے سرور کونین رحمت عالم حضور اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رعنائیوں اور زیبائیوں کے جھرمٹ میں صدیق اکبر، فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کی معیت میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ دل خوشیوں سے معمور اور دماغ

مسرتوں سے لبریز ہو جاتا ہے اور جب میں دیر گئے باہر نکلتا ہوں تو دربان سے سوال کرتا ہوں: ''یہ دروازے تم روزانہ کیوں نہیں کھولتے؟'' جواب ملا: ''یہ دروازے روزانہ نہیں کھلا کرتے۔'' جب آنکھ کھلی تو مسجد نبوی ﷺ کے میناروں سے یہ دلکش ترانے گونج رہے تھے: ''اشھد ان محمداً رسول الله، اشھد ان محمداً رسول الله'' (ﷺ) اور صبح جب میں نے مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر کو ماجرا سنایا تو انہوں نے فرمایا: تمہیں مبارک ہو، ختم نبوت کی چوکھٹ کی چوکیداری میں خاتم النبیین ﷺ کے رب نے تمہاری کاوش کو پسند فرمایا ہے۔''

(مرزائیت اور اسلام، ص 24، 25، از علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحوم)

آفتابِ ولایت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

قطب عالم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نور ایمانی سے مرزا قادیانی کے دعوے سے پہلے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حجاز مقدس میں بیعت و خلافت سے سرفراز کیا اور فرمایا کہ ''پنجاب میں ایک فتنہ اُٹھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے اس کے خلاف کام لیں گے۔''

1880ء میں حضرت قبلہ مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل طور پر مدینہ طیبہ میں سکونت پذیر ہونے کا ارادہ کرلیا۔ لہٰذا اس غرض سے حج کا سفر کیا۔ مدینہ طیبہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے بعد بہت خوش ہوئے کہ اب زندگی کی باقی تمام بہاریں گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی چھاؤں تلے گزاریں گے۔ اسی روز حضور نبی کریم ﷺ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: ''مہر علی ہندوستان میں مرزا قادیانی میری احادیث کو اپنی تاویل کی قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کررہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ واپس جاؤ اور اس فتنہ کا سدِّ باب کرو۔''

چنانچہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے میدان میں نکل آئے اور مسلمانوں کو اس فتنہ کی شرانگیزیوں سے آگاہ کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ''تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے کی پشت پر نبی پاک ﷺ کا دست مبارک ہوتا ہے۔''

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے محاذ ختم نبوت پر گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی ذات قادیانیوں کی شہ رگ پر نشتر تھی۔ جب مرزا قادیانی کا نام نہاد خلیفہ نور الدین

نارووال ضلع سیالکوٹ میں وارد ہوا اور قادیانیت کی تبلیغ شروع کردی تو آپ اس وقت صاحب فراش تھے۔ چارپائی سے اُٹھا نہیں جاتا تھا لیکن عاشق رسول کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ ملعون نور الدین دندناتا پھرے اور میں یہاں لیٹا رہوں۔ فوراً حکم دیا کہ میری چارپائی اُٹھا کر نارووال لے چلو۔ آپ نے وہاں پہنچ کر نورالدین قادیانی اور اس کے باطل مذہب کی ایسی مرمت کی کہ نورالدین وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔ جب مرزا قادیانی نے اپنے بال و پر نکالے تو حضرت نے مندرجہ ذیل اعلان جاری فرمایا:

۱۔ ''سچا نبی علیہ السلام کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا، اس کا علم لدنی ہوتا ہے، وہ روح القدس سے تعلیم پاتا ہے۔ بلاواسطہ اس کی تعلیم و تعلم خداوند قدوس سے ہوتی ہے۔ مگر جھوٹا نبی اس کے برخلاف ہوتا ہے۔

۲۔ ہر سچا نبی علیہ السلام اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد یکدم بحکم رب العالمین مخلوق کے روبرو اعلانِ نبوت کردیتا ہے۔ نبی علیہ السلام پیدائشی نبی علیہ السلام ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی برخلاف اس کے آہستہ آہستہ دعاوی کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ پہلے محدث، مجدد وغیرہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

۳۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جتنے نبی مبعوث ہوئے، تمام کے نام مفرد (سنگل) تھے۔ کسی سچے نبی علیہ السلام کا نام مرکب (ڈبل یا ڈبل سے زیادہ) نہ تھا۔ برعکس اس کے جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی۔

۴۔ سچا نبی کوئی ترکہ نہیں چھوڑتا ہے اور جھوٹا نبی ترکہ چھوڑ کر مرتا ہے اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔

۵۔ ''مرزائی جو مرزا غلام احمد کے پیرو ہیں، وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدارج کو مرزا غلام احمد کے لیے مانتے ہیں۔'' (نعوذ باللہ)

(بحوالہ ماہنامہ انوار الصوفیہ، قصور، اپریل، مئی 1961ء، ص 23)

اس کے علاوہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائی فتنہ کی سرکوبی کے لیے ملک گیر دورے کئے اور مرزا قادیانی کی عیاریوں کو بے نقاب کیا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا واحد مقصد سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت اور ختم نبوت کی پاسبانی تھا۔ ساری زندگی مرزا قادیانی کی جعلی نبوت کے تعاقب میں صرف کر دی۔ قادیان و ربوہ کی جھوٹی نبوت کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا۔

حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا مقصد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس اور ختم نبوت کا پہرہ دینا تھا۔ فرماتے تھے: ''ختم نبوت کی حفاظت میرا جز و ایمان ہے جو شخص بھی اس ردا کو چوری کرے گا، جی نہیں چوری کا حوصلہ کرے گا، میں اس کے گریبان کی دھجیاں اُڑا دونگا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کا نہیں، نہ اپنا، نہ پرایا میں انہیں کا ہوں، وہ میرے ہیں جن کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کھا کر آراستہ کیا ہو، میں اُن کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں تو لعنت ہے مجھ پر اور لعنت ہے ان پر جوان کا نام تو لیتے ہیں لیکن چوروں کی خیرہ چشمی کا تماشہ دیکھتے ہیں۔''

غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں آپ کو بہت بڑا مقام عطا فرمایا۔ حضرت مولانا رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک دستار لائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اُٹھو اور میرے بیٹے عطاء اللہ کے سر پر باندھ دو میں اس سے خوش ہوں کہ اس نے میری ختم نبوت کے لیے بہت کام کیا ہے۔

اکثر فرماتے تھے کہ ''میرے مرنے کے بعد میری قبر پر بھی آ کر کسی نے سوال کیا کہ مرزا قادیانی کون تھا؟ تو میری قبر کے ذرّے ذرّے سے آواز آئے گی کہ مرزا قادیانی کافر تھا، اس کے ماننے والے سب کافر ہیں۔۔۔۔''

ہندو آریہ سماج تنظیم جو مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لیے دل آزار کتابیں شائع کرواتی رہتی تھی، 1923ء کے اواخر میں اس تنظیم کے سرگرم رکن راجپال نے ایک ایسی دل آزار کتاب شائع کی، جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں بے پناہ گستاخیاں کی گئی تھیں۔ کتاب کی اشاعت سے پورے ملک میں کہرام مچ گیا۔ مسلمانوں نے احتجاجی جلسے اور جلوس نکالنے شروع کر دیے۔ ملزم راجپال کے خلاف مقدمہ درج ہوا۔ پھر راجپال

کو 6 ماہ قید اور ایک ہزار روپے جرمانہ ہوا۔ بعد ازاں ہائی کورٹ نے نہ صرف ملزم کو بری کر دیا بلکہ اس کا جرمانہ بھی معاف کر دیا۔ اس دل آزار کتاب کی اشاعت جاری رہی۔ اپریل 1929ء کو غازی علم الدین ٹھیک ایک بجے راجپال کی دکان پر پہنچ گئے اور دریافت کیا کہ راجپال کہاں ہے؟ راجپال نے خود ہی کہا۔ میں ہوں کیا کام ہے؟ غازی صاحب نے چھری نکال کر اس پر بھرپور حملہ کیا۔ پھر پے در پے وار کر کے اسے واصل جہنم کر دیا اور کہا یہی کام تھا۔

غازی صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔ 10 اپریل 1929ء کو سیشن جج کی عدالت میں مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ 22 مئی 1929ء کو غازی صاحب کو سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا۔ 30 مئی کو ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی گئی۔ 15 جولائی کو قائداعظم محمد علی جناحؒ اس مقدمہ کی وکالت کے لیے ہائی کورٹ میں پیش ہوئے مگر ہائی کورٹ نے اپیل خارج کر دی جس کے نتیجہ میں 31 اکتوبر 1929ء کو میانوالی جیل میں آپ کو پھانسی دے دی گئی۔ جسد اطہر کو میانوالی سے لاہور لایا گیا۔ جنازہ میں لاکھوں عاشقانِ رسول ﷺ نے شرکت کی۔ آپ کو لاہور کے میانی قبرستان میں دفنایا گیا۔ غازی علم الدین شہید برصغیر کے شہیدان ناموس رسالت ﷺ کے ہیرو ہیں۔ غازی علم الدین شہیدؒ کی عظمت پر مبنی ایک ایمان افروز واقعہ ملاحظہ کیجیے:

''1953ء کی تحریک ختم نبوت میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ گرفتار ہو کر میانوالی جیل میں قید ہوئے۔ دورانِ قید میں ان کی ملاقات عبداللہ نامی ایک ایسے خوش نصیب قیدی وارڈن سے ہوئی جو جیل میں غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی پر مامور تھا۔ عبداللہ نے قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو کئی مواقع پر غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات سنائے۔ ایک دن عبداللہ وارڈن نے قاضی صاحب کو بتایا کہ آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ آپ غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ والی کوٹھری میں قید ہیں۔ قاضی صاحب نے عبداللہ سے درخواست کی کہ وہ غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ناقابل فراموش واقعہ سنائے۔ عبداللہ وارڈن کے چہرے پر مزید نورانیت اور بشاشت اتر آئی۔ پھر اس نے بتایا کہ جس دن یعنی 31 اکتوبر 1929ء کو جب غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کو پھانسی ہونا تھی، اس سے ایک روز پہلے میں حسب معمول غازیؒ کی کوٹھری کا پہرا دے رہا تھا۔ پیدل چلتے ہوئے میں کوٹھری سے ذرا فاصلے پر عام قیدیوں کی بیرک کی طرف آ گیا۔ مڑ کر کیا دیکھتا ہوں کہ غازی کا کمرہ خوبصورت اور دلکش روشنیوں سے بھر گیا ہے۔ میں یہ سمجھا کہ شاید غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کمرے کو آگ لگا لی

ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ نور کا ایک بادل ہے جو تیزی سے آسمانوں کی طرف چلا گیا۔ چنانچہ میں بھاگم بھاگ غازیؒ کی کوٹھری کی طرف بھاگا۔ اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ پورا کمرہ بہترین اور مسحور کن خوشبوؤں سے معطر اور منور تھا۔ غازیؒ حالت سجدہ میں زاروقطار رو رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اٹھے تو میں نے ان کی قدم بوسی کی اور خود بھی بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ پھر میں نے عرض کیا، غازی صاحب یہ کیا ماجرا تھا؟ غازی صاحب نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے پھر عرض کیا کہ حضرت! آپ یہ اہم راز اپنے سینے میں لے کر نہ جائیں اور اس واقعہ کی تفصیلات ضرور بتائیں، بہرحال غازیؒ نے میرے بے حد اصرار پر فرمایا، عبداللہ! تمھیں معلوم ہے کہ مجھے کل پھانسی ہو رہی ہے۔ میری دلجوئی اور حوصلہ افزائی کے لیے شافع محشر، حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ اپنے خاص صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ یہاں خود تشریف لائے اور بڑی محبت اور شفقت فرمائی۔ اس موقع پر حضرت علیؓ نے مجھ سے پوچھا کہ غازی بیٹا! تمھیں پھانسی کا خوف تو نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا۔ حضور! بالکل نہیں۔ فرمایا: بیٹا اگر کوئی خوف ہے تو آؤ ہمارے ساتھ چلو۔ میں نے پھر عرض کیا۔ حضور! نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔ میں تو بہت خوش اور مطمئن ہوں۔ پھر پیارے آقا و مولا حضور نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا: غازی بیٹا! پھانسی کے وقت جیل حکام تم سے تمہاری آخری خواہش پوچھیں گے، تم کہنا کہ میرے ہاتھ کھول دیں۔ میں پھانسی کا پھندا چوم کر خود اپنے گلے میں ڈالنا چاہتا ہوں تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ مسلمان اپنے پیارے نبی ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا سب سے بڑی سعادت سمجھتا ہے۔ دوسرا یہ کہ تم روزہ رکھ کر آنا، میں تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور فرشتوں کے ہمراہ حوض کوثر پر تیرا استقبال کروں گا اور ہم سب روزہ اکٹھے افطار کریں گے"۔

یہ ہے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا صلہ!

نورابد معاش

مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے: "مجھے وہاڑی کے ایک گاؤں سے بڑا محبت بھرا خط لکھا گیا کہ مولانا صاحب! ہمارے گاؤں میں آج تک ختم نبوت پر بیان نہیں ہوا۔ ہمارا بہت دل کرتا ہے کہ کوئی اس اہم موضوع پر خطاب کرے۔ آپ ہمیں وقت عنایت فرما دیں، ہم تیاری کر لیں گے۔" میں نے محبت بھرے جذبات دیکھ کر خط لکھ دیا کہ فلاں تاریخ کو میں حاضر ہو جاؤں گا۔ دیئے گئے وقت پر میں ٹرین سے اتر کر تانگہ پر بیٹھ کر گاؤں پہنچ گیا تو آگے میزبانوں

نے مجھے ہدیہ کا لفافہ پیش کر کے کہا، مولانا آپ جا سکتے ہیں ہم بیان نہیں کروانا چاہتے۔ میں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ ہمارے گاؤں میں 90 فیصد قادیانی ہیں، وہ ہمیں دھمکیاں دیتے ہیں کہ اگر تحفظ ختم نبوت پر بیان کروایا تو نہ تمہاری عزتیں، نہ مال، نہ گھر بار محفوظ رہیں گے۔ مولانا ہم کمزور ہیں، غریب ہیں، تعداد میں بھی کم ہیں، اس لیے ہم یہ خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ میں نے انھیں لفافہ واپس کیا اور کہا، بات تمھاری ہوتی یا میری ہوتی تو واپس چلا جاتا، بات مدینے والے آقا ﷺ کی عزت کی آ گئی ہے، اب بیان ہوگا اور ضرور ہوگا۔ وہ گھبرا گئے کہ آپ تو چلے جائیں گے، مسئلہ تو ہمارے لیے ہوگا۔ میں نے کہا: ''اس گاؤں کے آس پاس کوئی ڈنڈے والا ہے؟'' انہوں نے بتایا کہ گاؤں سے کچھ دور نورا ڈاکو ہے، پورا علاقہ اس سے ڈرتا ہے۔ میں نے کہا چلو مجھے لے چلو نورے کے پاس۔ جب ہم نورے کے ڈیرے پر پہنچے تو ہمیں دیکھ کر نورا بولا! اَج خیر اے، مولوی کیوں آ گئے نیں؟ میں نے کہا! نورے! حضور ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کا مسئلہ ہے، تمھاری ضرورت پڑ گئی ہے۔ اس سلسلہ میں، میں نے اسے پوری بات بتائی اور کہا کہ اس پر تم کچھ کرو؟ میری بات سن کر نورا بجلی کی طرح کھڑا ہوا اور بولا: مولوی صاحب! ''میں ڈاکو ضرور آں پر بے غیرت نئیں آں۔'' وہ ہمیں لے کر مسجد کی طرف چل نکلا۔ میں نے مسجد میں 3 گھنٹے بیان کیا اور نورا ڈٹ کر کھڑا رہا۔ آخر میں نورے نے یہ کہا کہ اگر کسی نے مسلمانوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو وہ نورے سے بچ نہیں سکے گا۔ میں تقریر کر کے واپس اپنے گھر آ گیا۔ کچھ ماہ بعد میرے گھر پر ایک آدمی آیا، سر پر عمامہ، چہرے پر داڑھی، زبان پر درود پاک کا ورد، میں نے پوچھا، ''کون ہو......؟'' وہ رو کر بولا، ''مولانا! میں نورا ڈاکو آں۔ جب اس دن میں واپس گھر جا کر سویا۔ تھوڑی دیر بعد آنکھ لگی ہی تھی کہ پیارے مصطفی کریم ﷺ میرے خواب میں تشریف لائے۔ میرا ماتھا چوما اور فرمایا، ''آج تو نے میری عزت پر پہرا دیا ہے۔ میں اور میرا اللہ تم پر خوش ہو گئے ہیں۔ اللہ نے تیرے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔'' مولانا صاحب! اس کے بعد میری آنکھ کھلی تو سب کچھ بدل چکا تھا۔ اب تو آنکھوں سے آنسو ہی خشک نہیں ہوتے۔ مولانا صاحب! میں آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں کہ آپ کی وجہ سے تو میری زندگی ہی بدل گئی، میری آخرت سنور گئی ہے۔

دفاعِ ختمِ نبوّت

خط و کتابت کورس

(حصہ دوم)

9

ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پر سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

شرم وحیا کا جنازہ

فتنہ پرور قادیانیوں کی جنسی سیاہ کاریوں، بدکاریوں، مکاریوں، عیاریوں، پھنکاریوں اور دسیسہ کاریوں پر مبنی ایک دلچسپ اور مستند تحریر

مولانا قاری ریاض احمد فاروقی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر فطری خوبیوں سے مالا مال ومزین کیا ہے۔ ان خوبیوں میں سے ایک اہم خوبی شرم وحیاء ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے شرم وحیاء اس صفت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان قبیح اور ناپسندیدہ کاموں سے پرہیز کرتا ہے۔ دین اسلام نے حیاء کی اہمیت کو خوب اُجاگر کیا ہے تاکہ مومن باحیاء بن کر معاشرے میں امن وسکون پھیلانے کا ذریعہ بنے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ایک انصاری کو دیکھا جو اپنے بھائی کو سمجھا رہا تھا کہ زیادہ شرم نہ کیا کرو۔ آپ ﷺ نے سنا تو ارشاد فرمایا۔

فَاِنَّ الْحَیَاءَ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ باب الرفق والحیاء)

پس حیاء ایمان کا جز ہے۔

ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَلْحَیَاءُ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ)

حیاء خیر ہی کی موجب ہوتی ہے۔

گویا انسان جس قدر باحیاء ہوگا۔ اتنا ہی اس میں خیر وعافیت اور عرفانِ حق بڑھتا جائے گا۔ حیاء ان صفاتِ حسنات میں سے ہے جس کی وجہ سے انسان دارین میں عظمت وفضیلت حاصل کرتا ہے۔ امام الرسل، خاتم الرسل، مولائے کل، ہادی عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَلْحَیَآءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَالْبَذَآءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَآءُ فِی النَّارِ (رواہ احمد والترمذی، مشکوٰۃ 431)

''حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں جانے کا سبب ہے۔ بے حیائی جفا ہے اور جفا جہنم میں جانے کا سبب ہے۔''

حیاء کی وجہ سے انسان کے قول وفعل میں حسن وجمال پیدا ہوتا ہے۔ باحیاء انسان مخلوق کی نظر میں بھی پرکشش بن جاتا ہے اور پروردگار عالم کے ہاں بھی مقبول ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی دُختر نیک اختر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے آئیں تو ان کی چال ڈھال میں بڑی شائستگی اور میانہ روی تھی اللہ رب العزت کو یہ شرمیلا پن اتنا

پسند آیا کہ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ فرمایا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَجَآءَتۡهُ اِحۡدٰىهُمَا تَمۡشِىۡ عَلَى اسۡتِحۡيَآءٍ ۔ (القصص:25)

’’آئی ان کے پاس ان میں سے ایک لڑکی شرماتی ہوئی۔‘‘

سوچنے کی بات ہے کہ جب باحیاء انسان کی رفتار وگفتار اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے تو اس کا کردار کتنا مقبول ومحبوب ہوگا۔لہٰذا جو شخص حیاء جیسی نعمت سے محروم ہوجاتا ہے۔وہ حقیقت میں محروم القسمت ہوجاتا ہے ایسے انسان سے خیر کی توقع رکھنا بھی فضول ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

’’جب شرم نہ رہے تو پھر جو مرضی کر‘‘(سنن ابی داؤد، جلد سوم، حدیث نمبر 1393)

اس سے معلوم ہوا کہ بے حیاء انسان کسی ضابطہ اخلاق کا پابند نہیں ہوتا، اس کی زندگی شتر بے مہار کی طرح ہوتی ہے۔حیاء ہی وہ صفت ہے کہ جس کی وجہ سے انسان پاکیزگی اور پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے۔بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ حیاء اور پاکدامنی لازم وملزوم ہیں ان دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

بے حیائی اور مرزا قادیانی:

قادیانی، مرزا قادیانی کو اللہ کا نبی اور رسول مانتے ہیں (نعوذ باللہ)۔حالانکہ ایک نبی اور رسول کی صفات تو بہت دور کی بات، اس مردود اعظم میں ایک شریف انسان والی صفات بھی نہیں پائی جاتی تھیں۔دُنیا کا کوئی عیب ایسا نہیں جو مرزا قادیانی کی ذات میں نہ پایا جائے۔ کوئی ایسا جرم نہیں جو اس بدبخت نے نہ کیا ہو۔کوئی ایسی نجاست نہیں جو اس میں نہ پائی جاتی ہو۔کوئی ایسی برائی نہیں جس سے یہ خالی ہو۔

ہم یہاں صرف مرزا قادیانی کی بے حیائی کا ذکر کریں گے۔اگر کسی قادیانی میں ذرا بھی شرم ہوئی تو وہ ان شاء اللہ مرزا قادیانی کے بے حیاء کردار کا مطالعہ کرنے کے بعد (جو آئندہ صفحات میں بحوالہ قادیانی کتب کے یہاں درج کئے جارہے ہیں) یقیناً اسلام قبول کرلے گا۔

مرزائیوں کی بدنام زمانہ کتاب سیرۃ المہدی 1935ء جو مرزائیہ کتاب گھر قادیان نے شائع کی۔اس کتاب میں مرزا قادیانی کے حالاتِ زندگی کا ذکر کیا گیا ہے۔

سیرت المہدی کے دو اہم مضبوط مشہور زمانہ راوی ہیں ایک مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم (مرزائیوں کی ماما) دوسرا مرزا بشیر احمد ایم۔اے، مرزا قادیانی کا بیٹا۔ یقیناً ان دونوں ماں، بیٹے کی مرزا قادیانی کے بارے میں بیان کردہ روایات قادیانیوں کے ہاں سند کا درجہ رکھتی ہیں۔

بھانو! آج بڑی سردی ہے:

مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

''راوی ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ اُم المومنین (مرزائی اُمت کی ماما) نصرت جہاں بیگم نے ایک دن سنایا کہ حضرت مرزا قادیانی کے ہاں ایک بوڑھی عورت ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی، مرزا قادیانی کو دبانے بیٹھی چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لیے اسے یہ پتا نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں، وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا، بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی۔ ہاں جی تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں ایں۔ یعنی جی ہاں اسی لیے تو آج آپ کی ٹانگیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔''

(سیرت المہدی (جدید)، از مرزا بشیر احمد قادیانی، جلد اوّل حصہ سوم، صفحہ 722)

حضور رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی مرد اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں یکجا ہوتا ہے تو وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔'' جب دو اجنبی مرد وعورت کہیں خلوت میں جمع ہوتے ہیں تو وہاں شیطان فوراً پہنچ جاتا ہے جو ان دونوں کے جنسی جذبات کو برانگیختہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ ان پر جنسی ہیجان کا غلبہ ہو جاتا ہے اور وہ بدکاری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں یکجا ہونے کا موقع ہی نہ آنے دو کہ شیطان تمہارے درمیان آ جائے اور تمہیں برائی کے راستے میں لگا دے تنہائی میں اجنبیہ کے ساتھ خلوت اختیار کرنے کو منع فرما دیا کیونکہ اس سے بہت بڑے فتنے کا اندیشہ ہے اور شیطان مردود ہر وقت ساتھ ہے، نفس پر مسلط ہے۔ ایسے وقت میں شیطان لعین بدصورتی کو بھی خوبصورت شکل میں پیش کرتا ہے اور جب شہوت غالب آئے اور جذبات میں ہیجان پیدا ہو جائے تو پھر صورت کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ جذبات کو تسکین پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔

اس روایت کے مطابق مرزا قادیانی، اُس کی بیوی نصرت جہاں بیگم، بیٹا بشیر اور بھانو یہ سب بے غیرت بے حیاء اور بے شرم ٹھہرتے ہیں۔ کوئی غیرت مند عورت، غیر عورت کو خلوت میں اپنے خاوند کے ساتھ پسند نہیں کرتی۔ عجیب بات یہ ہے کہ خدمت کا وقت بھی خاص رات کا، خادمہ بھی خاص بھانو، جسم کا حصہ بھی خاص نیچے والا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا گھر بے حیائی کا مرکز تھا۔

بوڑھی عورت کی خدمت کرنی چاہیے اہل اسلام کے بوڑھوں کی خدمت پر بے شمار واقعات شاہد ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی وہ بے رحم، بے ضمیر شخص تھا جو بوڑھی عورت سے رات کو ٹانگیں دبوایا کرتا تھا۔ جبکہ گھر میں جوان لڑکے موجود، بیوی موجود، نوکر موجود، پھر غیر عورت کے ساتھ رات بسر کرنا۔ پھر رات کی تنہائی میں یہ کہنا کہ بھانو آج تیری حِس کمزور ہو رہی ہے۔ ماہرین نفسیات جانتے ہیں کہ یہ جملہ ''تیری حس کمزور ہو رہی ہے'' کس قدر مرزا قادیانی کی ذہنی آوارگی پر دلالت کر رہا ہے۔

پھر بھانو نے سامنے سے اور لطیفہ کر دیا۔ وہ لطیفہ اس عبارت سے واضح ہو ہی گیا ہے۔ عقل مند کے لیے اشارہ ہی کافی ہے۔

آیئے قرآن مجید، فرقان حمید، برہان رشید سے سوال کرتے ہیں کہ اس گندے کردار کے مردوں اور عورتوں کے بارے میں کیا فیصلہ ہے، ارشاد قرآنی ہے۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ (النور:26)

''گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے۔''

پھر سوچیے! کیا یہ سیرۃ المہدی ہے؟ نہیں یہ سیرت شیطان مرزا قادیانی ہے۔ نامحرم عورت کے ساتھ خلوت حرام ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ تاجدار ختم نبوت ﷺ کی سیرت پڑھیں۔ پیکر شرم و حیاء محبوب کبریا امام الارض والسماء خاتم الانبیاء ﷺ کا غیر عورتوں کے ساتھ رویہ معصوم عن الخطا ہونے کے باوجود کیا تھا۔ بخاری شریف میں ہے:

''حضرت سیدہ طیبہ عتیقہ، عائشہ صدیقہ صلوٰۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں جو مسلمان عورتیں سیدنا نبی کریم ﷺ کے پاس ہجرت کے بعد بیعت کے لیے آتی تھیں تو آپ ﷺ زبانی فرماتے۔ میں نے تم سے بیعت کی۔ یہ نہیں کہ آپ ﷺ ان کے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہوں۔

رب ذوالجلال کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بیعت کرتے ہوئے کسی عورت کو ہاتھ نہیں لگایا۔ یہ ہے سیرت امام المعصومین حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اس حدیث کی روشنی میں مرزا قادیانی کی زندگی کا جائزہ لیں۔ آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ مرزا قادیانی کی زندگی، سراسر شرمندگی، درندگی اور پاڑندگی کا مجموعہ تھا۔ اس کی زندگی ایک شریف آدمی کی زندگی کے مثل بھی نہ تھی۔

مرزا قادیانی کی بے حیائی کے بارے میں مزید سنیے!..........

میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں:

جب انسان دنیا کی رنگینیوں اور مال و دولت کی ہوس میں مبتلا ہوجاتا ہے تو شیطان اس سے کیسے کیسے کام کرواتا ہے، ملاحظہ کیجیے!

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

''بیان کیا نورالدین خلیفہ اوّل نے کہا کہ ایک دفعہ مرزا قادیانی کسی سفر میں تھے۔ اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ مرزا قادیانی بیوی صاحبہ کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی، میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ اِدھر اُدھر پھرتے ہیں۔ آپ مرزا قادیانی سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جائے۔ مولوی صاحب نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم خود مرزا قادیانی کے پاس گیا اور کہا کہ اے مرزا قادیانی لوگ بہت ہیں، بیوی کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے؟''

(سیرت المہدی جدید جلد، حصہ اوّل، صفحہ 56، 57 از مرزا بشیر احمد)

اندازہ کیجئے کہ ولی بھی شریعت کا محافظ و پہرے دار ہوتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی جو بڑے بڑے جھوٹے دعوے کرنے والا تھا۔ یہ شریعت کا کتنا بڑا قاتل تھا۔

کوئی بھی غیرت مند اپنی بیوی کے لیے بڑی غیرت کا جذبہ رکھتا ہے۔ یہاں چھوٹے چیلوں کو تو جوش آیا۔ لیکن مرزا قادیانی کو غیرت نہ آئی۔ نہ اسے اپنی عورتوں پر غیرت نصیب ہوئی نہ دوسری عورتوں پر۔ اس لیے تو ہم کہتے ہیں ''مرزا قادیانی بین الاقوامی بے حیاء تھا۔'' یہاں

خاص بات یہ کہ ساری مرزائی اُمت مرزا کی بیوی اُم المومنین کو ماما جان کہتے ہیں۔لیکن نورالدین بیوی صاحبہ کہہ کر بات کرتا ہے۔مرزا قادیانی بھی بیوی صاحبہ کہہ کر بات کرتا ہے۔عقلمند کے لیے اشارہ ہی کافی ہے۔

تیسرا یہ کہ مرزا قادیانی کتنی بے غیرتی کے ساتھ ہرزہ سرائی کر رہا ہے۔''جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔''یہ واضح طور پر قرآن وحدیث کی تعلیمات کا انکار ہے۔

خدا مرد، مرزا عورت (نعوذ باللہ):

مرزا قادیانی کے بین الاقوامی بے حیاء ہونے پر ایک ایسا حوالہ سنیے جو آپ نے پہلے کبھی نہ سنا ہوگا اور نہ سنیں گے۔اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا گستاخ بے ادب نہ پیدا ہوا، نہ ہوگا۔محبت باری تعالیٰ میں محو ہو کر یہ واقعہ پڑھیے اور اس بے غیرتی کو ختم کرنے کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں بروئے کار لائیے۔

مرزا قادیانی کا قریبی مرید قاضی یار محمد لکھتا ہے کہ

مرزا قادیانی نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر کی ہے:

''کشف کی حالت مرزا قادیانی پر اس طرح طاری ہوئی گویا مرزا قادیانی عورت ہے اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔''

(اسلامی قربانی 12 ٹریکٹ نمبر 34، مصنفہ قاضی یار محمد قادیانی)

مرزا کے مرید کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی نے اپنی حالت یہ ظاہر کی گویا مرزا قادیانی عورت ہے اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔وہ حالت کیسی ہوگی؟ جو مرید نے دیکھی تھی۔وہ حالت اگر کوئی مرزائی مجمع میں بنا کر دکھا دے تو ہم اسے انعام دیں گے۔اصل میں مرزا قادیانی کے پاس شیطان آیا تھا جس نے اُسے بہلا پھسلا کر اُس سے یہ فعل بد کیا اور مرزا سمجھا کہ شاید یہ خدا ہے۔(نعوذ باللہ)

مرزائیو! کسی ہسپتال سے مرزا قادیانی کے دماغ کا علاج ہی کرا لیا ہوتا تو شاید وہ یہ باتیں نہ کرتا اور نہ یہ رسوائیاں ہوتیں۔ہمیں اب مرزا پر آنے والی شیطانی، انگریزی وحی کی سمجھ آئی، ''I LOVE YOU۔'' **(تذکرہ طبع چہارم جدید، ص 50، 80)**

وحی بھی انگریزی اور لانے والا ٹیچی ٹیچی بھی انگریزی، تہذیب بھی انگریزی، اطاعت

بھی انگریزی، اسی لیے تو مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادت القرآن میں تحریر کیا ہے کہ ''اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا، دوسرا حکومت برطانیہ کی اطاعت کرنا۔'' کسی مرزائی میں یہ جرأت وبصیرت ہے کہ قرآن سے اس آیت کی نشاندہی کردے جس آیت میں یہ حکم ہے کہ حکومتِ برطانیہ کی اطاعت کرنا اسلام کا دوسرا حصہ ہے۔ حالانکہ حکم اس کے برعکس ہے لیکن مرزا قادیانی کی عادتِ خبیثہ ہے، لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے قرآن وحدیث کا نام لینا۔

اسے کیا دکھائی دیتا ہے:

مرزا قادیانی کا قریبی مرید مفتی محمد صادق لکھتا ہے۔

''مرزا قادیانی کے اندرونِ خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں مرزا قادیانی بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتا تھا۔ وہاں ایک کونے میں گھڑا تھا۔ جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ مرزا قادیانی اپنے کام تحریر میں مصروف رہا اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آنکلی۔ اس نے اس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ مرزا قادیانی کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تو نے کیا حرکت کی۔ تو اس نے ہنس کر جواب دیا ''انہو کجھ دیدا اے''۔ یعنی اسے کیا دکھائی دیتا ہے۔''

(ذکر حبیب از مفتی محمد صادق قادیانی صفحہ 38-39)

چند اہم باتیں:

1۔ مرزا قادیانی اور ایک غیر عورت برہنہ حالت میں دونوں ایک ہی کمرہ میں موجود تھے۔

2۔ دوسری خادمہ اتفاقاً ادھر آگئی جس نے دونوں اشخاص یعنی مرد اور غیر عورت کو ایک کمرہ میں پایا۔

3۔ دوسری خادمہ نے اُس برہنہ عورت کو کہا کہ تو ایسی حالت میں مرزا کے کمرے میں، اس کی موجودگی میں نہا رہی ہے، تجھے شرم نہیں آئی، تو نے یہ کیا کیا؟

4۔ اُس نے ہنس کر جواب دیا کہ مرزا قادیانی کو نظر ہی کم آتا ہے۔ یعنی کوئی چیز اُس کو نظر آتی ہی نہیں۔

5۔ مرزا قادیانی نے یہاں پر بے حیائی کی مزید مثال قائم کردی ہے۔اس سے بڑی بے حیائی کیا ہوسکتی ہے؟

مرزائی اس کا جواب دیتے ہیں کہ وہ دیوانی تھی،اس لیے اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

1۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ دیوانی تھی تو تمہارے نزدیک مرزا قادیانی تو دیوانہ نہ تھا وہ باہر آجاتا۔یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ دونوں ہی دیوانے تھے۔

2۔ اس عورت کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ مرزا قادیانی کو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔آخر وہ کتاب لکھ رہا تھا،اسے اس کی لکھائی نظر آرہی تھی تو وہ عورت کیوں نظر نہیں آئی؟ اُس عورت کا کمرے میں آنا،قدموں کی آواز آنا،اپنے کپڑے اُتارنا،نلکا کھولنے کی آواز آنا،پانی گرنے کی آواز آنا،کیا مرزا قادیانی کانوں سے بھی محروم تھا کہ اُسے پتہ ہی نہ چلا؟

قارئین کرام! یہ ہے مرزا غلام قادیانی کا کردار۔اس دجال کا کردار اتنا غلیظ ہے کہ ایک شریف النفس انسان ایسے ابوالخبائث کو شریف انسان بھی نہیں کہہ سکتا،کجا کہ اسے نبی اور رسول کہا جائے۔خدا تعالیٰ مرزائیوں کو ہدایت دے کہ کتنے مخبوط الحواس شخص کو انہوں نے نبی سمجھ لیا ہے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی ہے کہ ’’میرے بعد تیس (30) بڑے کذاب اور دجال پیدا ہونگے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔حالانکہ وہ صاف جھوٹے ہوں گے۔‘‘

(ابوداؤد شریف جلد 2)

یہ حدیث شریف تواتر کے ساتھ منقول ہے۔تعجب ہے کہ قادیانی، نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کی پیشگوئی کو تو نہیں مانتے مگر زانی،شرابی،گھٹیا سوچ کے مالک اور مرگی والے شخص کو نبی مان کر بہت خوش ہیں۔معلوم نہیں اس میں ان کو سوائے ذلت ورسوائی کے حاصل ہی کیا ہے؟ عذابِ جہنم پر یہ کیوں صابر ہیں؟ اصل میں شیطان نے ان کو پھنسایا ہوا ہے۔اب اللہ تبارک و تعالیٰ ہی رحم فرمائے تو یہ ہدایت پاسکتے ہیں۔تمام علماء و فتنہ قادیانیت کے ماہرین کو چاہیے کہ ان کو راہِ راست پر لانے کے لیے محنت بھی کریں اور دُعا بھی کریں کہ اللہ رب العزت ان کو ہدایت عطا فرمائے۔یہی اصل ہمدردی ہے۔

خادمہ زینب کی رات کو خدمتِ مرزا:

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

''ڈاکٹر سید عبدالستار صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب مرزا قادیانی کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں کا پنکھا وغیرہ اوراسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان وتکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقع آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا پھر بھی اس حالت میں مجھے نہ نیند، نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوتی۔ بلکہ خوشی ہوتی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ مرزا قادیانی نے کہا زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔''

(سیرت المہدی حصہ سوئم، جلد اوّل، صفحہ 789، 790 روایت نمبر 910)

اسکے علاوہ ایک اور نوجوان لڑکی عائشہ مرزا کے پاؤں دباتی تھی اس کے متعلق لکھا ہے۔ ''مرزا قادیانی کو مرحومہ عائشہ کی خدمت (پاؤں دبانے) بہت پسند تھی۔''

(روزنامہ الفضل 20 مارچ 1928ء)

ان عبارتوں سے واضح ہوا کہ مرزا قادیانی کا محبوب مشغلہ نوجوان لڑکیوں کے ساتھ راتیں گزارنا تھا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ مرزا قادیانی اتنا بڑا بے حیا تھا کہ اس کی محفل وصحبت میں جو بھی آتا بے حیائی کا مجسمہ بن جاتا۔ ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی حقیقت میں ابلیس تھا۔

چونکہ یہ طبقہ شرم وحیاء سے عاری ہے۔ ان کی اصل نسل میں حیاء نام کی کوئی چیز نہیں۔ اس لیے کہ سچا نبی خود بھی حیاء والا ہوتا ہے اور اپنی اُمت میں بھی حیاء پیدا کرتا ہے۔ جھوٹا مدعی نبوت خود بھی بے حیاء ہوتا ہے اور اپنی اُمت میں بھی بے حیائی پیدا کرتا ہے۔

ہوں بشر کی جائے نفرت:

مرزا قادیانی کے بین الاقوامی بے حیاء ہونے پر اس کا مشہور زمانہ شعر جس میں اُس نے اپنی حقیقت کو بیان کیا ہے، اگر اس حقیقت کو موجودہ مرزائی تسلیم کرلیں تو جھگڑا ہی ختم ہوسکتا ہے وہ شعر یہ ہے:

کرم خا کی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
(درثمین، مرزا قادیانی کا شعری مجموعہ، روحانی خزائن جلد 21، ص 127)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں آدم علیہ السلام کی اولاد سے نہیں ہوں۔ میں مرزائیوں سے سوال کرتا ہوں کہ اگر مرزا قادیانی، آدم علیہ السلام کی اولاد سے نہیں تو کس کی اولاد ہے؟ شاید یہ شیطان کی اولاد ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کی اولاد سے نہیں تو نبی کیسے بنا۔ اگر یہ آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہے تو اس نے جھوٹ بولا ہے اور جھوٹ بولنے والا کذاب یا دجال تو ہوسکتا ہے مگر نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جس کا ایک بھی جھوٹ ثابت ہو تو بقول مرزا قادیانی اس کی کسی بات پر بھی اعتبار نہیں رہتا۔

لطیفہ:

مرزا قادیانی کے یہ الفاظ ''ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار'' خاص طور پر قابل غور ہیں۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں انسان کی وہ جگہ ہوں جس سے انسان نفرت اور شرم کرتا ہے اب اس کی تشریح اور نام مرزائی خود ہی بتلادیں؟ ہم اگر کہیں گے تو شکایت ہوگی۔

بیہودگی کی انتہا:

نوجوان مذہبی سکالر، عظیم مجاہد ختم نبوت، سابق قادیانی محترم جناب عرفان محمود برق صاحب مرزا قادیانی کے اس شعر کے حوالے سے اپنی مشہور کتاب ''قادیانیت اسلام اور سائنس کے کٹہرے میں'' صفحہ 275 پر اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں:

ایک دفعہ میرا ایک رشتے کا مرزائی کزن جو کراچی سے لاہور اپنے ماموں سے ملنے آیا تھا خوامخواہ میرے پاس آکر بیٹھ گیا اور شعر وشاعری پر گفتگو شروع کردی۔ اس نے مجھے کوئی شعر سنایا تو جواباً میں نے بھی اُسے ایک شعر سناڈالا۔ وہ شعر یہ تھا:

کرم خا کی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

شعر سن کر اُس نے زور زور سے ہنسنا شروع کردیا اور کہنے لگا کہ عرفان صاحب یہ شعر کہیں آپ کا تو نہیں ہے۔ میں نے کہا نہیں بھئی یہ شعر میرا نہیں بلکہ کسی اور کا ہے۔ پھر کہنے لگا یہ جس بے وقوف کا شعر ہے اُس کی واقعی مت ماری گئی ہے بھلا کوئی اپنے آپ کو انسانوں کی جائے نفرت

یعنی شرم گاہ بھی کہتا ہے۔ اُف ! بیہودگی کی انتہا کردی۔ میں نے کہا کہ ہوسکتا ہے یہ شعر اُس کہنے والے نے نہایت عاجزی سے کہا ہو۔ جواباً کہنے لگا عرفان صاحب ! آپ بھی کتنی جاہلوں والی باتیں کرتے ہیں یہ کیسی عاجزی ہے کہ کوئی خود کو انسانوں کی جائے نفرت یعنی شرم گاہ کہنا شروع کردے۔ میں اُس کے منہ سے یہی سننا چاہتا تھا اور جھٹ سے اُٹھ کر میں نے اُس کے سامنے مرزا قادیانی کا شعری مجموعہ ’’درثمین‘‘ کھول کر رکھ دیا جس میں مرزا قادیانی کا یہی شعر لکھا ہوا تھا۔ اُس نے جیسے ہی دیکھا کہ یہ شعر کسی اور کا نہیں بلکہ اُس کے حضرت جی مرزا قایادنی کا اپنا ہے تو فوراً اُس کا رنگ زرد پڑ گیا اور لگا اپنے کانوں کو ہاتھ لگانے اور توبہ استغفار کرنے کہ اُس نے اپنی زبان سے اپنے حضرت صاحب کے متعلق کیا کیا کہہ دیا ہے۔

قارئین کرام ! جہاں آپ نے پہلے معلم الشیاطین منشی مرزا قادیانی کے رسوائے زمانہ بے حیا ہونے پر دلائل وشواہد ملاحظہ کیے، وہیں مرزا قادیانی کے مزید فحش حوالہ جات نوک قلم کرتا ہوں جن سے مرزا قادیانی کی اصلیت وحقیقت کھل کر سامنے آجائے گی ۔ بے حیائی کے بنیادی طور پر دو ہی پہلو ہوتے ہیں۔ اول اقوالاً، دوم افعالاً۔ مرزا قادیانی دونوں لحاظ سے بے حیائی کا ماہر تھا۔ وہ عمر بھر عورتوں کے عشق میں مبتلا رہا اور عین جوانی میں اس نے اپنے قلبی و دماغی احوال کا اظہار ان اشعار میں کیا۔

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا مرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے
تم بھی کہتے تھے کہ اُلفت میں مزا ہوتا ہے
سبب کوئی خداوندا بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
مرے بت اب سے پردہ میں رہو تم
کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی
نہیں منظور تھی گر تم کو الفت
تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا

(سیرت المہدی مرزا بشیر احمد ص 232۔233)

یقیناً یہ اشعار ایسے ہیں کہ جن کے سامنے انسانیت شرمندہ ہو جائے اور شیاطین بھی ایسے شخص سے پناہ مانگے۔

آیئے! قرآن کی عدالت میں چلتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ نبی شاعر ہوتا ہے؟ جواب ہے کہ نبی شاعر نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ۝

(یٰسین:69)

ترجمہ: اور نہیں سکھایا ہم نے اپنے نبی کو شعر اور نہ یہ اُن کے شایانِ شان ہے نہیں ہے یہ مگر نصیحت اور قرآن جو بالکل واضح ہے۔

منصب نبوت عظمتوں کی اساس ہے، یہ رفعتوں کی انتہا ہے، یہ نور علیٰ نور ہے، اس سے ہی سعادت دارین ہے، اس سے ہی دنیا میں رشد و ہدایت کے چراغ جلے، اس سے ہی خالق ارض وسماء کی معرفت ہوئی، اس سے ہی کے باعث انسانوں کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ منصب نبوت کی توہین در حقیقت توہین رب العالمین ہے۔

معلم الشیاطین مرزا قادیانی نے ایسے الفاظ میں منصب نبوت کی توہین کی ہے جس کی مثال تاریخ انسانیت میں نہیں ملتی اور اس کی یہ توہین تمام اہل اسلام کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔

''مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے۔ اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے۔''

(تریاق القلوب صفحہ 152 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 279، 280 از مرزا قادیانی)

اس عبارت کا ایک ایک جملہ توہینِ رب العالمین و توہین منصب نبوت ہے۔ یہاں

مرزا قادیانی نے منصب نبوت کو کسبی ثابت کر کے قرآن سے بغاوت کی ہے۔ حالانکہ منصب نبوت تو وھبی ہوتا ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام معصوم عن الخطا ہوتے ہیں۔ یہ عبارت جہاں مرزا قادیانی کے بے غیرت و بے حیا ہونے پر دلیلِ واضحہ ہے، وہیں اس کے مرتد اور زندیق ہونے پر بھی صریح دلیل ہے۔

مرزائیوں کو دعوت اسلام:

آخر میں تمام مرزائیوں کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ ایسے کذاب جھوٹے اور دجال انسان کو جس نے بے شمار جھوٹ بولے ہوں جس نے انبیاء کرام علیہم السلام کو صریح گالیاں دی ہوں جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معاذ اللہ غبی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو گوہ کے ڈھیر سے معاذ اللہ تشبیہ دی ہو۔ جس نے تمام اُمت رسول کو سور کہا اور عورتوں کو کتیا سے بدتر کہا ہو۔ جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو بدکاروں کی اولاد اور حرامی کہا ہو۔ جس نے اللہ کے قرآن کو اپنے منہ کی باتیں کہا ہو۔ جس نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ جس نے آسمانوں کو اور انسان کو بھی خود پیدا کرنے کا دعویٰ کیا ہو۔ جس نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ جس نے عورت ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ جس بے وقوف انسان نے ''میں'' سے ''میں'' پیدا ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ جو اپنی پیشگوئیوں میں بھی صریح جھوٹا ثابت ہوا ہو۔ جس نے امام الانبیاء خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا ہو (نعوذ باللہ)۔ جس نے اللہ کے انبیاء علیہم السلام کی صریح توہین کی ہو۔ جس نے علماء اسلام کو گالیاں دی ہوں اور علماء کو حرامی لکھا ہو (نعوذ باللہ)، جو اپنے کردار سے شریف انسان بھی ثابت نہ ہو سکے اور جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان باندھ کر اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لیا ہو۔ ایسے بدبخت، بے وقوف گستاخ، بدتمیز اور کذاب شخص کو چھوڑ دیں اور امام الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہو جائیں۔ تاکہ قیامت کے دن ذلیل ورسوا نہ ہوں اور دائمی جہنم سے بچ جائیں۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کر سر عام رکھ دیا

خدا کی پناہ

نبی(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد نبوت کا ادعا ہو جسے
ہر ایسے بطل خرافات سے خدا کی پناہ
ٹیچی ٹیچی ہے ادھر اور ادھر غلام احمد
ہزار بار ان آفات سے خدا کی پناہ
خدا بچائے ہمیں ان کے ساتھ ملنے سے
منافقوں کی موالات سے خدا کی پناہ
بنے جو باپ خدا کا اور اس کی بیوی بھی
ہر ایسے مسخرے کی ذات سے خدا کی پناہ
ان ابلہانہ حکایات پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنوار
ان احمقانہ روایات سے خدا کی پناہ

(مولانا ظفر علی خاں)

سچے نبیوں کا اقرار ضروری ہے
جھوٹے نبیوں کا انکار ضروری ہے
ختم نبوت کی نگری میں چور گھسے
نگری والے ہوں بیدار ضروری ہے

(مولانا ظفر علی خاں)

10

پاکستان

کے خلاف

قادیانی سازشیں

قادیانیوں کی طرف سے پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کو منہدم کرنے، اسے اکھنڈ بھارت بنانے، عدم استحکام کی آگ میں دھکیلنے، بیرونی دنیا میں بدنام کرنے اور اتحاد امت کا شیرازہ بکھیرنے ایسی گھناؤنی سازشوں سے پردہ اُٹھاتی ہوش ربا تحریر جسے پڑھنے کے بعد آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔

محمد متین خالد

پوسٹ مارٹم

✡ قادیان	....	قبلہ
✡ ربوہ	....	اعصابی مرکز
✡ تل ابیب	....	تربیتی کیمپ
✡ لندن	....	آماجگاہ
✡ بھارت	....	استاد
✡ جرمنی	....	پناہ گاہ
	اور	
✡ واشنگٹن	....	اس کا بینک ہے

قادیانیت، مذہب کے لبادے میں اسلام دشمن طاقتوں کی آلہ کار سیاسی تحریک ہے جس کا مقصد اسلام اور پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو منہدم کرنا ہے۔ یہ فتنہ، انگریز کا جاسوس اور ملت اسلامیہ کے لیے ناسور ہے۔ بقول آغا شورش کاشمیریؒ، ''قادیانیت، عجمی اسرائیل ہے''۔اس کا ہر قدم اسلام کے خلاف، اس کا ہر فیصلہ ملت اسلامیہ کے برعکس اور اس کی ہر تدبیر پاکستان سے بغاوت ہے۔ یہ ایک ایسی خطرناک جماعت ہے جو اپنے بیرونی آقاؤں کے مخصوص مفادات کے لیے کام کرتی ہے۔ قادیانیت کی تاریخ، عالم اسلام سے غداری، مسلمان ممالک کے خلاف سازشوں اور ملت اسلامیہ کی مصیبتوں پر جشن منانے سے عبارت ہے۔ 7 ستمبر 1974ء بلاشبہ عالم اسلام بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کے لیے ایک یادگار دن کی حیثیت رکھتا ہے، جب پاکستان کی منتخب قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخی فیصلہ کیا تھا۔ اس سے قبل مکہ مکرمہ میں 6 تا 10 اپریل 1974ء کو رابطہ عالم اسلامی کے زیر انتظام ایک اہم کانفرنس ہوئی تھی جس میں دنیا بھر سے 140 تنظیموں اور ملکوں کے نمائندوں نے شرکت کی تھی۔ اس کانفرنس میں یہ متفقہ قرار داد منظور ہوئی تھی کہ: ''قادیانیت، اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے، جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ چنانچہ اسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔'' یہ ایک اہم کام تھا جسے نیک جذبے سے مکمل کیا گیا، لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد عالم اسلام نے اپنے آپ کو ان کی ظاہری اور پس پردہ خطرناک سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے فرض سے سبکدوش قرار دے لیا۔ حالانکہ 1974ء کے اس تاریخی فیصلہ کے بعد مسلم تنظیموں خصوصاً اسلامی ممالک کی حکومتوں کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوگیا تھا۔ قادیانیوں کی زیرِ زمین سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا اور اسلامی ملکوں کے خلاف ان کی سازشوں کو ناکام بنانے کا کام جاری رہنا چاہیے تھا۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا اور اس کے سنگین نتائج اب سامنے آرہے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد قادیانیوں نے بالواسطہ طریقوں سے کام لے کر پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کیا اور اس کی خارجہ پالیسی کو ایسی شکل دی جو ان کی اور ان کے سامراجی آقاؤں کی مرضی ومنشا کے عین مطابق تھی۔ قادیانی اپنے خلیفہ کے حکم پر پاکستان کو ختم کرنے اور یہاں

قادیانی ریاست قائم کرنے کے لیے برابر کوشاں ہیں۔ قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان کے خلاف اس قدر سازشیں ہیں کہ ''سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے۔'' بہر حال صفحات کی کمی کے پیش نظر زیر نظر کتابچہ میں قادیانیوں کی پاکستان کے خلاف بھیانک سازشوں کا مختصراً احاطہ کیا گیا ہے جو محبان پاکستان کے لیے چشم کشا بھی ہیں اور دعوت فکر و عمل بھی۔ آیئے ملاحظہ کریں:

علامہ اقبالؒ اور فتنہ قادیانیت

ترجمانِ حقیقت حضرت علامہ محمد اقبالؒ بیسویں صدی کے شہرۂ آفاق دانشور، عظیم اسلامی اور روحانی شاعر، اعلیٰ درجہ کے مفکر اور بلند پایہ فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عہد ساز انسان بھی تھے۔ ایسی زندۂ جاوید ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا دل ملت اسلامیہ کے ساتھ دھڑکتا تھا۔ وہ انسانیت کی اعلیٰ قدروں کے وارث تھے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے انحطاط اور تنزل کی گھاٹی کی طرف تیزی سے گرتے عالم اسلام کے مضمحل بدن میں ایک نئی روح پھونکی اور اسے انقلاب کی راہ دکھائی۔

حضرت علامہ اقبالؒ نے نہ صرف قادیانیت سے اپنی سخت بیزاری کا اعلان کیا بلکہ اس فتنہ کے محاسبہ کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا۔ انہیں اس بات کا مکمل ادراک تھا کہ ملت اسلامیہ کو جن فتنوں نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا، ان میں سب سے خطرناک فتنہ قادیانیت کا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کی ملت اسلامیہ کے خلاف بڑھتی ہوئی سازشوں کو شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے خطبات، مضامین، توضیحات اور خطوط کے ذریعے قادیانیت کی سرکوبی کی اور اس تحریک کے عالم اسلام پر دینی، معاشی اور تمدنی اثرات اور ان کے منفی نتائج سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا۔ علامہ اقبالؒ کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے حکومت کو سب سے پہلے یہ مطالبہ پیش کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیونکہ یہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ملت اسلامیہ کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے اندر رہ کر ایک نئی امت تشکیل دے رہے ہیں۔

حضرت علامہ اقبالؒ نے 1936ء میں پنجاب مسلم لیگ کی کونسل میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تجویز بھی پاس کرائی اور صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے لیگی امیدواروں سے حلفیہ تحریری اقرار نامہ لکھوایا کہ وہ کامیاب ہوکر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے لیے آئینی اداروں میں مہم چلائیں گے۔

علامہ اقبال کا قادیانیت سے تنفر کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے کہ انہوں نے پنڈت جواہر لال نہرو کے نام اپنے 21 جون 1936 کے مکتوب میں قادیانیوں کو اسلام اور ہندوستان دونوں کا غدار قرار دیا۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے لکھا:

"I have no doubt in my mind that the Ahmadis are traitors both to Islam and to India."

''میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمدی، اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔''

مزید فرمایا:

- ''ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت، بانیِ اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی، جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں، پھل سے پہچانا جاتا ہے۔'' (حرفِ اقبال از لطیف احمد خاں شروانی صفحہ 112)
- ''ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کردیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔'' (اخبار سٹیٹمین دہلی کے نام خط مطبوعہ 10 جون، 1935ء)

قائداعظم محمد علی جناحؒ اور قادیانی

قائداعظم محمد علی جناحؒ پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی ناپاک سازشوں سے بخوبی آگاہ تھے۔ 1948ء میں کشمیر سے واپسی پر قائداعظمؒ سے سوال کیا گیا: ''قادیانیوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟'' تو آپ نے فرمایا ''میری رائے وہی ہے جو علمائے کرام اور پوری اُمت کی ہے۔'' آپ کے ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ آپ پوری اُمت کی طرح قادیانیوں کو کافر سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں نے آپ کا جنازہ پڑھنے سے انکار کردیا تھا اور آپ کی حکومت کو کافر حکومت کہا تھا۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے 1948ء میں راجہ صاحب آف محمود آباد کی کراچی آمد کے موقع پر ان کو آگاہ کیا تھا کہ ''قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں کی پاکستان سے وفاداریاں مشکوک ہیں۔ میں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی

اقدامات اٹھانے کے لیے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے۔''

(ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل صفحہ 4 تا6، 12 فروری 1987ء)

بدقسمتی سے کچھ ہی عرصہ بعد قائداعظمؒ رحلت فرما گئے۔ اُن کے انتقال پرملال سے ساری قوم کی کمر ٹوٹ گئی۔ آپ کے داغ مفارقت سے ہر شخص یوں دکھائی دیتا تھا جیسے وہ یتیم ہوگیا ہو لیکن اس جانکاہ صدمہ پر بھی قادیانیوں کے رویہ میں کوئی فرق نہ آیا۔ پاکستان کے باشعور شہری جانتے ہیں کہ اس وقت کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں قادیانی نے بانی پاکستان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی اور وہ ایک طرف الگ بیٹھا رہا۔ جب اخبارات اس معاملہ کو منظر عام پر لائے تو قادیانیوں کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ ''چودھری ظفر اللہ خاں پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائداعظمؒ کا نماز جنازہ نہیں پڑھا۔ حالانکہ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائداعظمؒ احمدی نہ تھے، لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔'' (ٹریکٹ 22 بعنوان احراری علما کی راست گوئی کا نمونہ، ناشر، مہتمم نشر واشاعت نظارت دعوت وتبلیغ، صدر انجمن احمدیہ ربوہ، ضلع جھنگ)

ایک اور موقع پر چودھری ظفر اللہ خاں سے سوال ہوا کہ آپ قائداعظمؒ کے جنازہ کے وقت غیر مسلم سفیروں کے ساتھ گراؤنڈ میں ایک طرف بیٹھے رہے۔ جنازے میں شامل نہ ہونے کی کیا وجہ تھی؟ اس نے جواب دیا: ''آپ مجھے مسلمان حکومت کا ایک کافر وزیر یا ایک کافر حکومت کا مسلمان وزیر خیال کرلیں۔'' (زمیندار لاہور 8 فروری 1950ء)

باؤنڈری کمیشن میں قادیانیوں کا موقف

صاحبزادہ طارق محمودؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''کادیانیت کا سیاسی تجزیہ'' میں لکھتے ہیں:

- ''قادیانی جماعت کی بھرپور مخالفت کے باوجود جب ہندوستان کی تقسیم ناگزیر ہوگئی اور پاکستان کا قیام ممکن نظر آنے لگا تو قادیانیوں نے پاکستان کی جغرافیائی صورت کو نقصان پہنچانے کی بھیانک کوشش کی۔ کشمیر اپنی تاریخی ہیئت اور جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے پاکستان کا حصہ ہونا چاہیے تھا۔ چونکہ پاکستان میں بہنے والے سارے دریاؤں کا منبع اور سرچشمہ کشمیر ہے، بھارت ہمارے دریاؤں کا پانی بند کر کے ہمارے سرسبز کھیتوں اور لہلہاتی فصلوں کو تباہ کرسکتا تھا۔ کشمیر اور پاکستان مذہبی، سیاسی اور ثقافتی نقطۂ نظر سے بھی ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم تھے۔ اس لیے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ کشمیر

پاکستان کی شہ رگ ہے۔ حد بندی کمیشن جن دنوں بھارت اور پاکستان کی حد بندی کی تفصیلات طے کررہا تھا، کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے اپنا اپنا موقف بیان کررہے تھے۔ مسلم لیگ کی طرف سے سر ظفراللہ خان قادیانی وکالت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ باؤنڈری کمیشن اس وقت ورطۂ حیرت میں پڑ گیا، جب جماعت احمدیہ کی طرف سے الگ میمورنڈم (محضر نامہ) پیش کیا گیا، جس میں قادیانی جماعت نے اپنے بانی کے مولد و مرکز قادیان کو ویٹیکن سٹی (Vatican City) قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

قادیانی جماعت کے میمورنڈم میں علیحدہ مذہب، سول و فوجی ملازمین کی مبالغہ آمیز تعداد، کیفیت اور آبادی کی تفصیلات درج ہیں۔ گزشتہ چند برس پہلے حکومت پاکستان کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب (Partition of the Punjab) جلد اوّل، صفحہ 428 تا 469 میں قادیانی عرضداشت اور اس کی جملہ تفصیلات موجود ہیں۔

قادیانی جماعت نے ریڈکلف کمیشن کو اپنا نقشہ بھی پیش کیا، جس میں قادیانیوں کی آبادی کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا گیا۔ قادیانی جماعت نے یہ نقشہ 1940ء میں تیار کیا تھا۔ حد بندی کمیشن کو الگ میمورنڈم پیش کرنے کا افسوسناک پہلو یہ تھا کہ قادیانی جماعت کا مقتدر ظفراللہ خان ایک طرف تو کمیشن کے سامنے پاکستان کیس کی وکالت کررہا تھا، جبکہ دوسری طرف اس کی جماعت کی طرف سے الگ میمورنڈم پیش کیا جارہا تھا۔ ....
قادیانیوں کا (Vatican City) مطالبہ تو تسلیم نہ کیا گیا، البتہ باؤنڈری کمیشن نے قادیانیوں کے محضر نامہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں سے خارج کرکے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم علاقے بھارت میں شامل کردیے۔ اس طرح نہ صرف گورداسپور کا ضلع پاکستان سے گیا بلکہ بھارت کو کشمیر ہڑپ کرلینے کی راہ میسر آگئی۔ نتیجتاً کشمیر پاکستان سے کٹ گیا۔''

تقسیم ہند کے وقت مسلمان 51 فیصد تھے، ہندو 49 فیصد اور قادیانی 2 فیصد۔ جب یہ مسلمانوں سے علیحدہ ہوگئے تو مسلمان 51 کی بجائے 49 فیصد ہوگئے۔ اس سے گورداسپور جاتا رہا اور کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوگیا۔ معروف مسلم لیگی رہنما جناب میاں امیرالدین نے اپنے ایک انٹرویو میں اس امر کا اعتراف کیا کہ ''باؤنڈری کمیشن کے مرحلہ پر سر ظفراللہ خاں کو وکیل بنانا بہت بڑی غلطی تھی۔ اس نے پاکستان کی کوئی خدمت نہیں کی بلکہ پٹھان کوٹ کا علاقہ قادیانی سازش کی بناء پر پاکستان کی بجائے ہندوستان میں شامل ہوا۔''

(ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور، جلد 37 شمارہ نمبر 31/32، 6 تا 13 اگست 1984ء)

اقتدار حاصل کرنے کے قادیانی ارادے

قادیانیت مذہب کے لبادے میں ایک سیاسی تحریک ہے جو بیرونی طاقتوں کی مدد سے پاکستان میں اپنے غلبہ واقتدار کے لیے ہمیشہ سرگرم عمل رہی ہے۔ اس کا مقصد اہم ترین محکموں مثلاً دفاع، خزانہ اور امور خارجہ پر دسترس حاصل کر کے مسلمانوں کے تمام سیاسی، سماجی اور معاشی حقوق غصب کرنا ہے۔ اس حیثیت سے قادیانی گروہ نہ صرف پاکستان کے مسلمانوں کا خیرخواہ نہیں بلکہ عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کے خلاف بھی اس کے جذبات سخت معاندانہ ہیں۔ عالمی سطح پر اس گروہ کا ان تمام عناصر کے ساتھ گٹھ جوڑ ہے جو مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اندرون ملک بھی یہ ان عناصر کی تائید کرتے ہیں جو مسلمانوں کے مِلّی وجود کے مخالف ہیں۔

قادیانی خلیفہ مرزا محمود کے درج ذیل بیانات قادیانی عزائم کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں:

- ''اصل تو یہ ہے ہم نہ تو انگریز کی حکومت چاہتے ہیں اور نہ ہندوؤں کی۔ ہم تو احمدیت کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔'' (روزنامہ الفضل قادیان 14 فروری 1922ء)
- ''پس نہیں معلوم، ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔'' (روزنامہ الفضل قادیان 2 مارچ 1922ء)
- ''بلوچستان کی آبادی پانچ چھ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو تو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلدی احمدی بنایا جاسکتا ہے.......... یاد رکھو! تبلیغ اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک ہماری (Base) مضبوط نہ ہو۔ پہلے بیس مضبوط ہو تو پھر تبلیغ پھیلتی ہے۔ بس پہلے اپنی (Base) مضبوط کرلو۔ کسی نہ کسی جگہ اپنی (Base) بنا لو، کسی ملک میں ہی بنا لو...... اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے اور یہ بڑی آسانی کے ساتھ ہوسکتا ہے۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ 13 اگست 1948ء)

امریکہ میں جو مقام یہودیوں کو حاصل ہے وہی قادیانیوں نے پاکستان میں حاصل کرنا چاہا۔ اپنے غلبہ و اقتدار کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے قادیانی قیادت نے اپنے کارکنوں کو سرکاری محکموں میں بھرتی کرنے کا منصوبہ بنایا اور پھر اپنے اس سرکاری اثر ورسوخ کو قادیانیت کے فروغ اور استحکام کے لیے استعمال کیا۔ وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں قادیانی اپنی سرکاری حیثیت سے ناجائز فائدے اٹھانے میں اس حد تک بدنام ہوا کہ 1953ء میں اس

کے خلاف ملک بھر میں زبردست احتجاج ہوا اور عوامی سطح پر اس کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا۔ اس تحریک کے دوران معلوم ہوا کہ سر ظفر اللہ خاں کا وزیر خارجہ کی حیثیت سے تقرر لیگی قیادت کی آزاد مرضی سے نہیں ہوا تھا بلکہ اس کا یہ تقرر برطانوی سامراج کے دباؤ کا نتیجہ تھا اور اس کے عرصۂ وزارت میں اسے اسلام دشمن طاقتوں کا مکمل تحفظ حاصل رہا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ سر ظفر اللہ خاں کے دور وزارت میں بیرون ممالک تمام پاکستانی سفارت خانوں میں ان کی سفارش پر یہودی لڑکیوں کو ملازم رکھا گیا جس سے اسلامی ممالک میں پاکستان کی بہت جگ ہنسائی ہوئی۔ اس وجہ سے بعض عرب ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کشیدہ رہے۔ علاوہ ازیں بیرونی دنیا میں پاکستانی سفارتخانوں کے ذریعے اس قدر قادیانی لٹریچر تقسیم کیا گیا کہ قادیانیت کو ہی پاکستان کا سرکاری مذہب سمجھا جاتا تھا۔ سر ظفر اللہ خاں نے اپنے خلیفہ مرزا محمود کے حکم پر بیرون ممالک تمام سفارتخانوں میں چن چن کر قادیانیوں کو بھرتی کیا جو قادیانیت کی تبلیغ کے لیے دن رات کام کرتے تھے۔ روزنامہ ''نوائے وقت'' کے بانی جناب حمید نظامی مرحوم نے کہا تھا کہ غیر ممالک میں پاکستان کے ''سفارت خانے'' تبلیغ مرزائیت کے اڈے اور ان کے جماعتی دفاتر معلوم ہوتے ہیں۔ سر ظفر اللہ نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب کی حیثیت سے جب جزائرعرب الہند کا دورہ کیا تو اس نے مختلف تقریبات میں جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کا آخر الزمان نبی کی حیثیت سے تعارف کرایا۔ سر ظفر اللہ خاں کی انہی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ 1950ء میں تقریباً 40 ممالک میں قادیانیوں کے 126 مشن کام کر رہے تھے، ان میں سے ایک اسرائیل میں بھی ہے۔

ریاست کے اندر ریاست

پاکستان میں قادیانی جماعت کا مرکز ضلع جھنگ میں چنیوٹ سے پانچ میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے پار ''ربوہ'' (اب چناب نگر) کے نام سے آباد ہے۔ ربوہ کے معنی بلند مقام یا پہاڑی کے ہیں۔ چنیوٹ سے جانے والی لائن اس زمین میں سے گزرتی ہے۔ یہ جگہ فیصل آباد اور سرگودھا کے عین وسط میں واقع ہے۔ گورنر پنجاب سر فرانسس موڈی واضح طور پر قادیانیوں کی طرف جھکاؤ رکھتا تھا۔ سر ظفر اللہ خاں کی سفارش پر ربوہ کی 1033 ایکڑ زمین (ایک آنہ فی مرلہ کے حساب سے) قادیانیوں کو 100 سالہ لیز پر دی گئی۔ یہ جگہ ان کے لیے

حفاظتی نقطہ نظر سے بھی بہت اہم ہے۔ قادیانی ریاست کے لیے جگہ کا انتخاب کرتے وقت انہوں نے تمام اہم ممکنہ پہلوؤں کو پوری طرح مدنگاہ رکھا تھا۔ 20 ستمبر 1948ء کو اس شہر کا افتتاح قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے کیا۔ قادیانی قیادت نے حکومت سے لیز پر لی گئی اس اراضی کو ہزاروں رہائشی اور کمرشل پلاٹوں میں تقسیم کر کے اربوں روپے کمائے۔

چناب نگر، ربوہ، قادیانی ریاست کا ہیڈ کوارٹر ہے جس میں 1974ء سے پہلے کوئی مسلمان داخل نہ ہوسکتا تھا۔ اب بھی اگر کوئی مسلمان ربوہ شہر میں داخل ہوتو اس کے پیچھے قادیانی سی آئی ڈی لگ جاتی ہے۔ اس سے نہ صرف پوچھ گچھ ہوتی ہے بلکہ اس کی تمام حرکات و سکنات کو مانیٹر کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں ربوہ ایک ایسا واحد شہر ہے جہاں کوئی مسلمان نہ اپنا مکان خرید سکتا ہے اور نہ وہاں قادیانیوں کی اجازت کے بغیر رات قیام کرسکتا ہے۔ حیرت ہے کہ جب کوئی قادیانی اسلام قبول کرتا ہے تو اس پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جانے کے بعد اسے ربوہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ اسے یہ بھی حق حاصل نہیں کہ وہ پوری زندگی کی جمع پونجی سے بنائے گئے اپنے مکان کو فروخت کرسکے، کیونکہ وہاں کی ساری زمین قادیانی انجمن کے نام رجسٹرڈ ہے۔

29 مئی 1974ء کے سانحہ ربوہ کی تحقیقات کے لیے حکومت نے لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس کے ایم صمدانی پر مشتمل یک رکنی ٹربیونل قائم کیا۔ جسٹس صمدانی 20 جولائی 1974ء کو ربوہ گئے تاکہ جائے وقوعہ کا معائنہ کرسکیں۔ گواہوں کے بیانات اور موقع پر ملنے والی شہادتوں کی روشنی میں دوسری معلومات حاصل کرسکیں۔ جسٹس صمدانی وہاں ساڑھے پانچ گھنٹے کے قریب ٹھہرے۔ ان کے ساتھ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب، وکلا اور صحافی حضرات بھی تھے۔ اس موقع پر جو خاص باتیں دیکھنے میں آئیں، وہ نہایت چشم کشا ہیں:

جسٹس صمدانی کی آمد پر ائیر مارشل ظفر چودھری قادیانی کی قیادت میں سرگودھا ائیر بیس سے اڑنے والے پاک فضائیہ کے 3 طیارے گھن گرج کے ساتھ فضا میں نمودار ہوئے، انہوں نے انتہائی نیچی پرواز کی اور قلابازیاں کھاتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ نجانے وہ کیا پیغام دینا چاہتے تھے؟ ربوہ شہر میں تمام سرکاری اور نجی دفاتر میں جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی تصاویر آویزاں تھیں۔ البتہ قائداعظم محمد علی جناحؒ اور علامہ اقبالؒ کی تصویر کہیں بھی آویزاں نہ تھی۔ ربوہ میں کہیں بھی پاکستان کا پرچم نظر نہ آیا۔ اس کے برعکس قصر خلافت پر قادیانی جماعت کا اپنا مخصوص جھنڈا ''لوائے احمدیت'' لہرا رہا تھا۔ ناظر

امور عامہ (وزیر داخلہ) کے دفتر کے معائنہ کے دوران جب ریکارڈ اور فائلیں دیکھی گئیں تو بتلایا گیا کہ اختلافات وغیرہ کی صورت میں آخری فیصلہ خلیفہ ربوہ کا ہوتا ہے۔

ٹربیونل نے ربوہ کی پولیس چوکی کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں کسی جرم کی رپورٹ یا ایف آئی آر درج نہیں۔ اس موقعہ پر تھانہ ''لالیاں'' کے ایس ایچ او نے اعتراف کیا کہ ہمارا نظام محکمہ ''ربوہ'' کا مرہون منت ہے۔ ہم بوجوہ اپنے طور پر کچھ نہیں کر سکتے۔ ربوہ کی بیشتر عمارات پر قادیانی پرچم لہراتے ہوئے دیکھا گیا۔ ربوہ شہر کی دیواروں پر ''غلام احمد کی جے''، احمدیت زندہ باد اور God is coming by His army ایسے نعرے لکھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد جسٹس صمدانی نے قادیانیوں کی نام نہاد جنت اور دوزخ دیکھی۔ یہ دراصل دو قبرستان ہیں۔ عرفِ عام میں چار دیواری کے اندر واقع قبرستان کو جنت اور باہر عام قبرستان کو دوزخ کہا جاتا ہے۔ جو قادیانی اپنی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کا 20 فیصد قادیانی جماعت کو دینے کی وصیت کرے، وہ قادیانی ''جنت'' میں دفن ہوتا ہے اور جو قادیانی ایسی کوئی وصیت نہ کرے، وہ ''دوزخ'' میں دفن ہوتا ہے۔ جب جسٹس صمدانی قادیانی خلیفہ مرزا محمود اور نصرت بیگم کی قبروں پر گئے تو ان پر لگے ہوئے کتبہ پر لکھی ہوئی درج ذیل عبارت دیکھ کر بے حد پریشان ہوئے:

''ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مرزا بشیر الدین محمود''

- ''جماعت کو نصیحت ہے کہ جب بھی ان کو توفیق ملے، حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) اور دوسرے اہل بیت (مرزا قادیانی کے گھر والے) کی نعشوں کو مقبرہ بہشتی قادیان میں لے کر جا کر دفن کریں، چونکہ مقبرہ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے، اس میں حضرت ام المومنین اور خاندانِ حضرت مسیح موعود کے دفن کرنے کی پیشگوئی ہے، اس لیے یہ بات فرض کے طور پر ہے، جماعت کو اسے کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔''

صحافیوں نے جسٹس صمدانی سے کہا کہ مرزا محمود کی وفات کے وقت بھی قادیانی اس کی لاش قادیان لے جاسکتے تھے۔ اس سلسلے میں قادیانی قیادت اگر درخواست کرتی تو بھارت اور پاکستان کی دونوں حکومتیں بخوشی اس کی اجازت دے دیتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لیے قادیانی کسی ''موزوں وقت'' کا انتظار کر رہے ہیں۔ جسٹس صاحب کو بتایا گیا کہ اس کی بنیاد مرزا محمود کے وہ بیانات ہیں جو قادیانی روزنامہ ''الفضل'' میں شائع ہوئے تھے: مرزا بشیر الدین محمود نے کہا تھا:

□ ’’ہندوستان جیسی مضبوط بیس جس قوم کو مل جائے، اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لیے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے پتا لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا جوا ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر وشکر ہو کر رہیں تا ملک کے حصے بخرے نہ ہوں بے شک یہ کام بہت مشکل ہے۔ مگر اس کے نتائج بھی بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تا احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے چنانچہ اس رویا میں اسی طرف اشارہ ہے، ممکن ہے عارضی طور پر افتراق پیدا ہو، اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو جائے۔‘‘

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان 5 اپریل 1947ء صفحہ 3)

□ ’’میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے، لیکن اگر قوموں کی غیر معمولی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے تو یہ اور بات ہے، بسا اوقات عضو ماؤف کو ڈاکٹر کاٹ دینے کا بھی مشورہ دیتے ہیں لیکن یہ خوشی سے نہیں ہوتا بلکہ مجبوری اور معذوری کے عالم میں اور صرف اسی وقت جب اس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ اور اگر پھر یہ معلوم ہو جائے کہ اس ماؤف عضو کی جگہ نیا لگ سکتا ہے تو کون جاہل انسان اس کے لیے کوشش نہیں کرے گا۔ اس طرح ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضا مند ہوئے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے، اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائے۔‘‘

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان 16 مئی 1947ء صفحہ 2)

اسی طرح قادیانی خلیفہ مرزا طاہر نے لندن کے ایک اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

’’اللہ تعالیٰ پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو تباہ کر دے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ چند دنوں میں آپ خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا ہے۔‘‘ (ہفت روزہ چٹان 16 اگست 1984ء، جلد 39 شمارہ 31)

یہ ایک حقیقت ہے کہ قادیانی آزادی سے پہلے پاکستان کے کھلے دشمن تھے اور پاکستان بننے کے بعد بھی وہ اس کو نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتے۔ مذکورہ بالا اقتباسات پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی بھیانک سازشوں کے بین ثبوت ہیں۔ اس سے بڑی غداری

اور بغاوت اور کیا ہوسکتی ہے۔انھیں پڑھنے کے بعد ہر محبِّ وطن پاکستانی کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ ہر قادیانی سب سے پہلے اپنی جماعت اور خلیفہ کا وفادار ہے، بعد میں کسی اور کا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پاکستان کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا کر اپنا فرض پورا کر رہے ہیں تا کہ یہ جلد ختم ہو کر اکھنڈ بھارت بن جائے یوں ان کے خلیفہ کا خواب پورا ہوسکے۔

فرقہ وارانہ فسادات

قادیانیت ایک خطرناک سازشی سیاسی گروہ اور ملت اسلامیہ کا بدترین دشمن ہے۔ قادیانیوں کا بھارت، اسرائیل اور امریکہ سے براہ راست رابطہ ہے۔ وہاں ان کے مشن قائم ہیں جہاں سے وہ باقاعدہ ٹریننگ حاصل کر کے پاکستان میں دہشت گردی پھیلاتے ہیں۔ عرصہ ہوا قادیانی جماعت کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر نے دھمکی دی تھی کہ ’’عنقریب پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور یہاں افغانستان جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے۔‘‘

قادیانیوں نے اپنے سربراہ کی ’’پیش گوئی‘‘ کو سچ ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور پاکستان کو مسلسل عدم استحکام کا شکار بنائے رکھنے کی مذموم کوششیں کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں وہ پاکستان کے امن و امان کو تباہ کرنے کے لیے فرقہ ورانہ فسادات پیدا کرنے کے منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ قادیانی خلیفہ کے حکم پر ہر سال قادیانی بجٹ میں کروڑوں روپے کی رقم مختص کی جاتی ہے۔ کراچی، کوئٹہ، لاہور اور ملتان ان کے خاص ٹارگٹ ہیں۔ اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانی افسران کی وجہ سے یہ منصوبے آسانی سے کامیاب ہو جاتے ہیں۔

محرم الحرام اور ربیع الاوّل کے مقدس مہینوں میں قادیانی وسیع پیمانے پر فرقہ وارانہ فساد کا خطرناک منصوبہ بناتے ہیں۔ گزشتہ سال انہی مواقع پر دل آزار پمفلٹس کثیر تعداد میں شائع کروا کر تقسیم کیے گئے جس کا مقصد ملک میں بدامنی اور اشتعال پیدا کرنا تھا۔ قادیانیوں کی پوری کوشش تھی کہ اس کی آڑ میں فرقہ وارانہ فساد ہو جائے تا کہ یہ مسالک تحفظ ناموسِ رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر الگ الگ ہو جائیں۔ علمائے کرام کو قادیانیوں کی بھیانک سازش کا نہ صرف بروقت علم ہو گیا بلکہ ان کی دور اندیشی اور نور بصیرت سے ملک بھر میں وسیع پیمانے پر فساد پھیلنے سے رک گیا۔ 1989ء میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں QSF کے صدر انس احمد قادیانی طالب علم کے کمرے سے ایسے ہزاروں پمفلٹ برآمد ہوئے۔ پولیس تفتیش میں اس

نے اعتراف کیا کہ یہ سارا لٹریچر ربوہ سے لاہور میں قادیانیوں کی مرکزی عبادت گاہ دارالذکر واقع گڑھی شاہو میں آیا جو شہر میں تقسیم کرنے کے لیے سرگرم قادیانی نوجوانوں کو دیا گیا۔

فروری 1997ء میں شانتی نگر خانیوال میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان بڑا تصادم ہوا جس کے نتیجہ میں دونوں فریقوں کا نہ صرف بھاری مالی نقصان ہوا بلکہ پورے ملک میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ حکومت پنجاب نے اس سانحہ کی تحقیقات کے لیے ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس تنویر احمد خاں کی سربراہی میں یک رکنی تحقیقاتی ٹربیونل قائم کیا جس نے ستمبر 1997ء میں پنجاب حکومت کو اپنی رپورٹ میں کہا کہ اس سانحہ کا ذمہ دار قادیانی جماعت خانیوال کا صدر نور احمد ہے جس نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلم عیسائی تصادم کروایا۔ افسوس! حکومت نے اس سانحہ کے ذمہ دار قادیانی شر پسند کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

شہید ملت لیاقت علی خان کے قتل کا راز

قومی اخبارات اور کراچی سے شائع ہونے والے ایک معروف جریدہ ہفت روزہ ''تکبیر'' (مارچ 1986ء) میں پاکستان کے مشہور سراغرساں جیمز سالومن ونسٹنٹ کی یادوں کے حوالوں سے ایک چونکا دینے والا انکشاف شائع ہوا۔ اس انکشاف سے ملک بھر کے سیاسی حلقے حیرت زدہ رہ گئے۔ جیمز سالومن نے بتایا کہ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو سید اکبر نے نہیں بلکہ ایک جرمن قادیانی جیمز کنزے نے قتل کیا تھا۔ جرمن نژاد کینزے نے سر ظفر اللہ خاں کی تبلیغ اور ترغیب سے قادیانیت قبول کی۔ اس کا نیا نام عبدالشکور رکھا گیا۔ وہ کچھ عرصہ کوئٹہ میں رہا۔ اس کی شادی ربوہ میں ہوئی جہاں وہ ایک عرصہ تک قیام پذیر رہا۔ وہ سر ظفر اللہ کا لے پالک تھا۔ لیاقت علی خان کو قتل کرنے کی سازش سر ظفر اللہ کے تخریبی ذہن کی پیداوار تھی۔ جیمز سالومن نے بتایا کہ سید اکبر جو کہ لیاقت علی خاں کا مبینہ قاتل سمجھا جاتا ہے، وہ تو محض ایک دھوکا تھا۔ (روزنامہ جنگ لاہور 9 مارچ، 1986ء) لیاقت علی خان کے قتل سے متعلق یہ رپورٹ آج بھی سنٹرل انٹیلی جنس کراچی کے دفتر میں موجود ہے۔

1965ء کی پاک بھارت جنگ

یہ حقیقت تسلیم کی جا چکی ہے کہ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران قادیانی جماعت نے ہر میدان میں نہایت گھناؤنا، تباہ کن اور بھیانک کردار ادا کیا۔ پاک فضائیہ کے

ہیرو اور قوم کے مایہ ناز سپوت ایم ایم عالم بھی اس کی تصدیق کر چکے ہیں۔

1965ء کی جنگ کے دوران سارے ملک میں بحکم سرکار بلیک آؤٹ کا سخت آرڈر تھا۔مگر پورے پاکستان میں ''ربوہ'' ایک ایسی جگہ تھی جہاں بوجوہ اس اہم حکم نامے کی صریحاً خلاف ورزیاں ہوتی رہیں۔بعض خفیہ اور مصدقہ اطلاعات کے مطابق ربوہ کی یہ روشنیاں بھارتی طیاروں کو سرگودھا ہوائی اڈے کا محل وقوع بتانے کے لیے تھیں۔ یہ بات اور بھی تعجب انگیز ہے کہ سرگودھا کئی مرتبہ اندھیرے میں دشمن کے نشانوں کا شکار ہوا جبکہ فضا میں بکھرتی ہوئی روشنیوں کے باوجود اہل ربوہ دشمن کے حملوں سے کلیۃً محفوظ رہے۔ بالآخر ائیرفورس کی شکایت پر واپڈا کو ربوہ کا بجلی کا کنکشن کاٹنا پڑا۔آفس ریکارڈ میں اس کا اندراج چٹھی نمبری 1135 مجریہ 14 ستمبر 1965ء ہے۔(قادیانیت کا سیاسی تجزیہ از صاحبزادہ طارق محمود صفحہ 32)

مشرقی پاکستان کی علیحدگی

ایم ایم احمد (آنجہانی مرزا قادیانی کا پوتا) صدر ایوب سے لے کر ذوالفقار علی بھٹو کی صدارت کے ابتدائی دنوں تک ملک کے پالیسی سازاداروں کے سیاہ وسفید کے مالک رہے ہیں۔ اب یہ بات ملک کا ہر ذی شعور جانتا ہے کہ ملک کو توڑنے کی جو سازش کی گئی تھی، اس کا ماسٹر پلان ایم ایم احمد کے ذہن کی پیداوار تھا۔ راؤ فرمان علی جو مشرقی پاکستان میں گورنر کے مشیر بھی تھے، انہوں نے ایک بیان میں کہا تھا کہ ''مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی بڑی وجہ ''عظیم قادیانی ریاست'' کے قیام کا نظریہ تھا۔ بنگالیوں کی علیحدگی کے کئی عوامل تھے جن میں غربت، محرومی، عدم مساوات، ناخواندگی، پسماندگی اور ذرائع مواصلات کا فقدان شامل تھے۔ ان تمام عوامل کو پیدا کرنے میں قادیانی امت کے فرزند ایم ایم احمد (یحییٰ خان کا مشیر) کے کمالات کا نتیجہ تھا۔''

جب مشرقی پاکستان علیحدہ ہوا تو ہر پاکستانی خون کے آنسو رو رہا تھا۔لیکن قادیانی فخر سے گردن اکڑا کر چلتے تھے۔ابھی تک ہزاروں گواہ موجود ہیں جنہوں نے دیکھا کہ بنگلہ دیش بن گیا، تو ربوہ اور لاہور میں مرزائیوں نے خوشی کا اظہار کیا، مٹھائی تقسیم کی، اپنے مکانوں پر چراغاں کیا اور شب بھر سڑکوں پر جشن مناتے اور رقص کرتے رہے۔

(تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیریؒ صفحہ 172)

کلیدی عہدوں پر فائز قادیانی افسران کی باغیانہ سرگرمیاں

دسمبر 1973ء کو قادیانیوں کا سالانہ جلسہ ربوہ (چناب نگر) میں ہو رہا تھا۔ نام نہاد

قادیانی خلیفہ مرزا ناصر تقریر کرنے کے لیے سٹیج پر آیا۔ مائیک کے سامنے پہنچ کر وہ خاموش کھڑا ہوگیا اور تقریر شروع نہیں کر رہا تھا جیسا کہ اسے کسی چیز کا انتظار ہو۔ اتنے میں پاکستان ائیر فورس کا ایک جہاز اڑتا ہوا آیا۔ اس نے عین جلسہ گاہ کے اوپر فضا میں غوطہ لگا کر مرزا ناصر کو عسکری انداز میں سلامی دی۔ دوسرا آیا، اس نے بھی یہی عمل دہرایا۔ تیسرے نے بھی یہی فعل قبیح کیا۔ یہ سارے قادیانی پائلٹ تھے جنہوں نے ایئر فورس کے سربراہ ائیر مارشل ظفر چودھری قادیانی کے حکم پر ایسا کیا۔ تھوڑی دیر بعد ائیر مارشل ظفر چوہدری کی قیادت میں انہی جہازوں نے قادیانی جلسہ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔ اس پر قادیانی خلیفہ مرزا ناصر خوشی سے پھولے نہ سمایا۔ اس نے اپنا دامن پھیلایا اور آسمان کی طرف منہ کر کے حاضرین سے مخاطب ہوا ''میں دیکھ رہا ہوں کہ احمدیت (قادیانیت) کا پھل پک چکا ہے اور جلد ہی میری جھولی میں گرنے والا ہے۔'' اس پر جلسہ گاہ میں ''احمدیت زندہ باد'' کے نعرے لگائے گئے۔ یہ رپورٹ تمام اخبارات اور رسائل میں پوری آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی۔ خفیہ ذرائع سے مسٹر بھٹو بھی اس کی تصدیق کر چکے تھے۔ ان حقائق کے پیش نظر حکومت نے ظفر چودھری کو رخصت کر دیا۔ یوں پاکستان کئی سانحات کا شکار ہونے سے بچ گیا۔

شاہ فیصلؒ کی شہادت پر قادیانیوں کا ردّعمل

سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فیصل شہیدؒ عالم اسلام کے محسن اور ملت اسلامیہ کے دل کی دھڑکن تھے۔ وہ پاکستان کو اپنا دوسرا گھر سمجھتے تھے۔ جب ایک خطرناک یہودی سازش کے تحت انہیں شہید کیا گیا تو روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کی آنکھیں خون کے آنسو رو رہی تھیں اور ہر مسلمان کا دل زخموں سے چور چور تھا لیکن اس وقت قادیان اور ربوہ میں قادیانیوں نے خوشی کے ترانے بجائے کیونکہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں شاہ فیصلؒ کا بڑا کردار تھا۔ اس مجاہد ختم نبوت نے سابق وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کو خصوصی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی سفارش کی تھی، چونکہ شاہ فیصلؒ یہود کے ازلی دشمن تھے اور قادیانی، یہودیوں کے دوست ہیں۔ چنانچہ ان کی موت پر قادیانیوں نے ربوہ میں مٹھائیاں تقسیم کیں اور خوشی سے بھنگڑے ڈالے۔

11

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی ﷺ سے شرار بولہبی

رزمِ حق و باطل

(جنگِ یمامہ)

خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں یمامہ کے میدان میں تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں لڑی جانے والی پہلی جنگ میں پیش آنے والے ایمان افروز اور روح پرور حالات و واقعات کا دلنشیں تذکرہ جنہیں پڑھنے کے بعد آپ کے ایمان و ایقان کو ایک نئی جلا ملے گی۔

محمد متین خالد

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی یا نیا نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ مرتد، زندیق اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دو سو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس بات پر ایمان ''عقیدۂ ختم نبوت'' کہلاتا ہے۔ ختم نبوت اسلام کا متفقہ، اساسی اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اگر اس میں شکوک وشبہات کا ذرا سا بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاع ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ پوری امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ سب سے اوّل نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکار ہمیشہ تاویلات اور جھوٹی باتوں کو بنیاد بنا کر دین اسلام میں تبدیلی وتحریف کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ منکرینِ ختم نبوت اپنی شپرہ چشمی کو آفتاب، کج فہمی کو دلیل، بکائن کو انگور، زہر کو امرت، ظلمت کو اُجالا اور پیتل کو زر خالص تسلیم کروانے پر مُصر رہے مگر امت مسلمہ نے دین اسلام میں ذرا سی بھی تبدیلی، تحریف یا کمی بیشی کو گوارا نہ کیا بلکہ ہر قسم کے مشکل اور نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے دل و جان سے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی اور منکرینِ ختم نبوت کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔ منکرین ختم نبوت ٹانک وائن کی بدمستی میں ختم نبوت کا چراغ پھونکوں سے بجھانے کی ناپاک سازشیں کرتے رہے مگر نور ایمان کے حامل مجاہدینِ ختم نبوت نے جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکاروں کے خلاف ناقابل فراموش سرفروشی اور جانثاری کے ایسے ایمان پرور مناظر پیش کیے جس سے نہ صرف حق کا سر بلند ہوا بلکہ منکرین ختم نبوت کو ان کے مکروہ عزائم سمیت ملیا میٹ کر دیا۔

جھوٹے مدعیان نبوت میں مسیلمہ کذاب سرفہرست ہے۔ اس کا اصل نام مسیلمہ بن ثمامہ بن کبیر (المعروف مسیلمہ کذاب) تھا۔ وہ نجد کے علاقہ یمامہ میں پیدا ہوا۔ نجد کے بارے

میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا سینگ رونما ہوگا۔ (بخاری:1037، مسلم:2905) مسیلمہ طویل العمر شخص تھا۔ جاہلیت میں رحمان الیمامہ کے لقب سے مشہور تھا، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شخص ابتدا ہی سے ریاست و حکومت کا حریص تھا۔ مسیلمہ کا قد ٹھگنا، چہرہ نہایت زرد اور ناک چپٹی تھی۔ یہ انتہائی بدشکل اور کریہہ صورت تھا، بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ انتہائی بدکردار اور بدسیرت بھی تھا۔

یمامہ سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض سے شمال مغرب میں 30 کلومیٹر دور واقع ہے جہاں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ لڑی گئی۔ اس کا شمار سعودیہ کے بہترین قصبات میں ہوتا ہے۔ اسے آج کل جبیلہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ عینیہ کے نزدیک نجد کے علاقہ وادی حنیفہ میں واقع ہے۔ بطاح، عقربا اور جبیلہ یمامہ کے چھوٹے چھوٹے علاقے تھے جو آج بھی یہاں موجود ہیں۔ دونوں فوجوں کے لشکر یہاں اپنی اپنی حکمت عملی تیار کرتے رہے۔ جبیلہ میں وادی حنیفہ کے جنوبی کنارے پر واقع شہدائے یمامہ کا قدیم قبرستان بھی ہے جو اس میدان میں ایک چار دیواری کے اندر ہے جبکہ شمالی کنارے پر اس وادی اور تنگ گھاٹی کے درمیان چھوٹا ٹیلہ ہے جہاں مرتدین کی لاشیں ٹھکانے لگیں۔ موجودہ دور میں یمامہ کو سولر سسٹم (شمسی توانائی) کی مملکت کہا جاتا ہے۔ یہاں پر کنگ عبدالعزیز ملٹری کالج بھی ہے۔

جب مکہ مکرمہ فتح ہو کر سارا عرب، اسلام کے زیرِ نگیں آ گیا تو 9 یا 10 ہجری میں یمامہ کے وفد میں مسیلمہ کذاب بھی مدینہ منورہ آیا اور اسلام قبول کر لیا۔ تاہم یہ شخص وفد کے سامان کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔ اس کا تذکرہ آپ ﷺ کے سامنے ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے وفد کا جو اکرام کیا، اس میں مسیلمہ کا حصہ بھی رکھا۔ جب یہ وفد واپس یمامہ پہنچا تو مسیلمہ کذاب اپنے قبیلے میں پہنچتے ہی مرتد ہو گیا، نبوت کا دعویٰ کر دیا اور پھر زندیق بن کر حضور اکرم ﷺ کو (نعوذ باللہ) اس طرح خط لکھا۔

ترجمہ: مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام یہ خط ہے۔ سلام ہو! امابعد: (آپ جان لیں کہ) مجھے نبوت میں آپ کے ساتھ شریک کر دیا گیا ہے۔ اب آدھی زمین ہماری ہوگی اور آدھی قریش کی ہوگی۔ لیکن قریش ظالم قوم ہے۔

اس کے جواب میں حضور خاتم النبیین ﷺ نے اپنے خط میں لکھا:

ترجمہ: محمد رسول اللہ کی طرف سے جھوٹے مسیلمہ کے نام یہ خط ہے، ہدایت قبول کرنے

والے پر سلام ہو! امابعد: زمین اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے گا، زمین کا وارث بنائے گا اور نیک انجام نیکوکاروں کا ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ چونکہ سراپا شفقت و رحمت تھے۔ آپ ﷺ نے مسیلمہ کو عذاب آخرت سے ڈرایا اور دعوتِ حق دی مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ درحقیقت جس بات نے مسیلمہ کی طاقت میں غیر معمولی اضافہ کیا، وہ رجال بن عنفوہ (نہار الرجال) کا اس سے مل جانا تھا۔ یہ شخص اسی علاقے کا رہنے والا تھا اور ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا تھا۔ اس نے قرآن مجید پڑھا اور دین کی تعلیم حاصل کی، چونکہ بڑا ذہین تھا، اس لیے نبی کریم ﷺ نے اسے اہل یمامہ کو دین اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرنے اور لوگوں کو مسیلمہ کی متابعت سے روکنے کے لیے بطور معلم خود روانہ کیا تھا، لیکن وہ مسیلمہ سے بھی زیادہ فتنہ پرور نکلا۔ جب اس نے دیکھا کہ لوگ مسیلمہ کی اطاعت قبول کرتے جا رہے ہیں تو وہ لوگوں کی نظروں میں اپنے آپ کو سرخرو کرنے کے لیے ان سے مل گیا اور مسیلمہ کی چرب زبانی اور لالچ دلانے پر مرتد ہو گیا اور ایک سازش کے تحت رسول اللہ ﷺ کی جانب سے یہ جھوٹا قول بھی منسوب کر دیا کہ مسیلمہ کو ان کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہے۔ اہل یمامہ کو اس سے زیادہ اور کیا چاہیے تھا کہ نہار الرجال مسیلمہ کی نبوت کی گواہی دے رہا ہے، لہٰذا لوگ جوق در جوق مسیلمہ کے پاس آنے لگے اور اُس کی بیعت کرنے لگے۔ مسیلمہ نے یمامہ میں حرم بھی قائم کر لیا اور چند دنوں میں اس کی قوت میں زبردست اضافہ ہو گیا۔ مسیلمہ نے نہار الرجال کو اپنا خاص معتمد بنا لیا اور اس کے مشورے سے نئی نبوت کے کام انجام دینے لگا۔

علامہ بلاذری لکھتے ہیں: ایک شخص جس کا نام حجیر تھا، مسیلمہ کے لیے اذان دیتا تو کہتا تھا: **اشھدان مسیلمه یزعم انه رسول الله** (میں گواہی دیتا ہوں کہ مسیلمہ رسول اللہ ہونے کا دعویدار ہے) البتہ تاریخ طبری (جلد 3، صفحہ 244) میں مذکور ہے کہ مسیلمہ کے ہاں نبی اکرم ﷺ کے لیے اذان کہی جاتی تھی اور اذان میں برابر **اشھدان محمد رسول اللّٰہ** کی گواہی دی جاتی تھی۔ مسیلمہ کا موذن عبداللہ بن نواحہ تھا اور اقامت حجیر بن عمیر کہتا تھا۔ جب مسیلمہ کے ایلچی جن میں یہ عبداللہ بن نواحہ بھی موجود تھا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:

ماتقولان انتما: مسیلمہ کے دعویٰ نبوت کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟

ایلچی: نقول کما قال: جو مسیلمہ کہتا ہے، ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔
حضور ﷺ: اگر ایلچیوں کا قتل کرنا خلافِ اصول نہ ہوتا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا۔

بعدازاں بہت عرصہ بعد حارثہ بن مضرب، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آئے اور انھیں بتایا کہ میں ایک مسجد سے گزرا تو کیا دیکھا کہ وہاں مسیلمہ کذاب کے چند ساتھی موجود ہیں جو اب بھی اُسے نبی مانتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ سن کر ان لوگوں کو بلا بھیجا اور ان سے توبہ کرنے کو کہا: اچانک آپ نے دیکھا کہ ان لوگوں میں عبداللہ بن نواحہ بھی موجود ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ لہٰذا آج تُو ایلچی نہیں ہے، تُو جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کا پیروکار ہے۔ تیری کوئی توبہ قبول نہیں۔ لہٰذا آپ نے قرظہ بن کعبؓ کو حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن نواحہ کی گردن اُڑا دے تاکہ روحِ محمدی ﷺ کو تسکین پہنچے۔ چنانچہ قرظہ بن کعبؓ نے عبداللہ بن نواحہ کو قتل کر دیا۔ (سنن ابی داؤد شریف)

مسیلمہ کذاب کی ترقی کا راز دراصل قومی عصبیت اور قبائلی خودمختاری کا جذبہ تھا، وگرنہ جہاں تک اس کے معجزات دکھانے کا تعلق ہے، نہ لوگوں نے اس کا کوئی معجزہ دیکھ کر اسے قبول کیا اور نہ اس کی خودساختہ وحی سے متاثر ہو کر اس پر ایمان لائے۔ مندرجہ ذیل واقعہ اس قومی عصبیت کی نشاندہی کے لیے کافی ہے۔

ایک رئیس طلحہ نمری یمامہ آیا تو اس نے لوگوں سے پوچھا: مسیلمہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا، تم اس کا نام اس قدر بے ادبی سے لیتے ہو، حالانکہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ اس نے کہا کہ میں تو اس کو اس وقت تک رسول ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں جب تک اس سے مل نہ لوں۔ تم مجھ کو اس کے پاس لے چلو۔ مسیلمہ کے پاس پہنچ کر طلحہ نمری نے پوچھا: تمھارے پاس کون آتا ہے؟ رحمان۔ مسیلمہ نے جواب دیا۔ روشنی میں یا اندھیرے میں؟ اندھیرے میں۔ اس پر طلحہ بولا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو کذاب ہے اور محمد ﷺ سچے ہیں، لیکن اپنا کذاب ہمیں دوسروں کے سچے سے زیادہ محبوب ہے۔ چنانچہ اس بدبخت نے مسیلمہ کی اطاعت قبول کر لی اور اسی کے ہمراہ جنگ یمامہ میں لڑتا ہوا جہنم واصل ہو گیا۔

یمامہ کے لوگوں نے مسیلمہ سے کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے منہ کا پانی خشک کنوئیں میں پھینکا تھا تو وہ پانی سے بھر گیا تھا۔ مسیلمہ نے پانی منگا کر ایسا ہی کیا تو جتنا پانی کنوئیں

میں تھا، وہ بھی خشک ہوگیا۔ ایک دوسرے کنوئیں میں یہ عمل کیا تو اس کا پانی کھارا ہوگیا۔ ایک دفعہ اپنے وضو کا بچا ہوا پانی کھجور کے تنے میں پھینکا تو کھجور کا تنا خشک ہوگیا۔ ایک دفعہ چند بچوں کو برکت کے لیے ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے کے لیے لایا گیا۔ مسیلمہ نے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا تو بعض بچے سر کے بالوں سے محروم ہوگئے اور بعض بچوں کی قوتِ گویائی سلب ہوگئی۔ ایک دفعہ اس کذاب نے ایک شخص کو بلایا جس کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ کذاب نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ شخص مستقل اندھا ہوگیا۔

محترم قارئین! یہ مشتے نمونہ از خروارے، میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس شخص کے باقی خرافات نقل کرنے سے قاصر ہوں۔ اگر آپ جھوٹی مدعیہ نبوت سجاح بنت حارث کے ساتھ اس کی رنگ رلیاں اور جھوٹی وحیاں پڑھیں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ کیا یہ شخص ایک سنجیدہ انسان بھی تھا؟

منکرین ختم نبوت کے خلاف جنگ یمامہ وہی جنگ تھی جس کے متعلق اہل مدینہ کہتے تھے: ''بخدا ہم نے ایسی جنگ نہ کبھی پہلے لڑی نہ کبھی بعد میں لڑی''۔ جنگ یمامہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دین اسلام کے تحفظ و دفاع میں اس سے پہلے جتنے غزوات یا جنگیں ہوئیں، ان میں کل **259** صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ لیکن تحفظ ختم نبوت کے لیے صرف اس ایک جنگ میں تقریباً **1200** صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ ان میں تقریباً **700** حفاظ کرام تھے اور **70** بدری صحابہؓ تھے۔ جید مورخین کا کہنا ہے کہ اس جنگ میں صحابہ کرامؓ نے ایسی دلیری اور استقامت کا مظاہرہ کیا جس کی مثال پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔

خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فتنہ منکرین ختم نبوت کی بیخ کنی کے لیے سب سے پہلے حضرت عکرمہؓ کی قیادت میں ایک لشکر یمامہ کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب شرحبیل بن حسنہؓ کی فوج آ جائے تو پھر مل کر مسیلمہ پر حملہ کرنا، لیکن حضرت عکرمہؓ نے جوش جہاد میں وہاں پہنچتے ہی بغیر انتظار کیے حملہ کر دیا۔ چالیس ہزار کے جنگجو لشکر نے حضرت عکرمہؓ کے خلاف جوابی کارروائی کی اور لشکر اسلام کو جزوی پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ حضرت عکرمہؓ اپنے لشکر کے ساتھ واپس آ گئے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کی فوج ابھی یمامہ کے آدھے راستے تک پہنچی تھی کہ سامنے سے لشکر اسلام واپس آتا ہوا نظر آیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عکرمہؓ کا لشکر پسپا ہوگیا ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو اس کا پتا چلا تو آپؓ بہت غمگین ہوئے اور حضرت عکرمہؓ کی سرزنش کی

کہ انہوں نے حملہ کرنے میں جلد بازی سے کام کیوں لیا اور خلیفہ کے حکم کے مطابق شرحبیلؓ کے لشکر کا انتظار کیوں نہ کیا؟ پھر حضرت صدیق اکبرؓ نے شرحبیل بن حسنہؓ کو حکم دیا کہ آپ یمامہ کے قریب ٹھہریں اور مسیلمہ کذاب کے لشکر پر فوری حملہ نہ کریں حتیٰ کہ میرا دوسرا حکم آپ تک پہنچ جائے۔

حضرت صدیق اکبرؓ چونکہ مسلمانوں کے خلیفہ تھے اور مسلمانوں کے خلیفہ میں جتنی جنگی مہارت اور عسکری تدابیر ہونی چاہئیں، وہ آپؓ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے تصریح کی کہ مرتدین کے تمام علاقوں میں سب سے زیادہ خطرناک یمامہ کے لوگ ہیں اور اسی وجہ سے آپؓ نے حضرت عکرمہؓ کو اس علاقے پر متعین فرمادیا تھا جو جنگی جرأت وشجاعت اور دیگر صلاحیتوں میں حضرت خالدؓ کے ہم پلہ تھے۔ تاہم حضرت خالدؓ میں حکمت عملی کا عنصر، صبر وتحمل اور حالات کی تفہیم، حضرت عکرمہؓ کی نسبت کہیں زیادہ تھی اور حضرت عکرمہؓ میں جلد بازی کا جذبہ کچھ غالب تھا، جس کی وجہ سے بعض اوقات حالات دگرگوں ہو جاتے تھے۔ بہر حال حضرت صدیق اکبرؓ نے ان حالات کے پیش نظر حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کو بھی یمامہ کی طرف حضرت عکرمہؓ کے پیچھے روانہ کیا تھا اور ایک ساتھ حملہ کرنے کا حکم دیا تھا اور حضرت خالدؓ سے بھی فرمایا تھا کہ بزاخہ و بطاح سے فارغ ہو کر یمامہ کی طرف پیش قدمی کریں۔ جب یہ نئے حالات سامنے آئے تو صدیق اکبرؓ نے ایک اور لشکر تیار کر کے حضرت خالدؓ کی مدد کے لیے روانہ کیا اور پھر ملعون مسیلمہ کذاب پر چڑھائی کا حکم دیا۔ یہ نئی فوجی کمک جنگجو قبائل عرب اور انصار ومہاجرین پر مشتمل ایک بڑی فوج تھی۔ انصار کے مجاہدین پر حضرت صدیق اکبرؓ نے ثابت بن قیسؓ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور پھر سب کو حضرت خالدؓ کی مدد کے لیے بطاح کی طرف روانہ کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بطاح میں ان نئے مجاہدین کا انتظار کیا۔ مہاجرین پر حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت ابوحذیفہؓ کو امیر بنایا۔ چنانچہ اسلام کے یہ شاہین بطاح میں جمع ہوئے اور اب صرف حضرت خالدؓ کے اشارۂ ابرو کے منتظر تھے تاکہ اس جھوٹے مدعی نبوت اور اس کی قوم پر حملہ آور ہو جائیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ تقریباً آٹھ ہزار جاں نثاروں کو لے کر بطاح سے یمامہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مقابلے میں چالیس ہزار نفوس پر مشتمل جنگ آزمودہ لشکر موجود تھا۔ چونکہ پورا علاقہ مرتدین سے بھرا ہوا تھا، اس لیے حضرت خالدؓ انتہائی احتیاط اور تیاری کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ آپ اپنے جاسوسی دستوں کو متحرک کر کے حالات کا ہمہ وقتی اندازہ لگاتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ مسیلمہ کذاب بھی تمام حالات سے واقف تھا۔ اس کو حضرت خالدؓ کی تدبیر و جرأت

کا بھی علم تھا، اُسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثاری کا بھی اندازہ تھا، نیز اپنی حماقتوں اور سرکشی سے بھی خوب واقف تھا۔ اس لیے اس نے اپنے لشکروں کو جنگی اہمیت کے مقامات پر متعین کر کے خوب قومی تعصب اور غیرت دلا دلا کر قوم کی رگوں میں عصبیت کی آگ بھر دی۔ مسیلمہ کذاب نے اپنا مرکزی لشکر مقام عقربا میں ٹھہرا لیا تھا اور جنگی اعتبار سے چاروں طرف اپنے نوجوانوں کو پھیلا دیا تھا تا کہ ہر اس حادثہ سے آسانی سے نمٹا جا سکے جو ناخوشگوار حالت میں پیش آ جائے۔

ادھر لشکر اسلام سیف اللہؓ کی قیادت میں مقام عقربا کی طرف بڑھنے لگا۔ حضرت خالدؓ نے جاسوسی دستہ آگے بھیجا۔ ادھر سے مسیلمہ کا جاسوسی دستہ آ گیا جو مجاعۃ بن مرارہ کی قیادت میں تھا۔ کچھ مقابلہ ہوا لیکن مسلمانوں نے ان ساٹھ آدمیوں کو ان کے کمانڈر مجاعۃ سمیت گرفتار کر لیا اور حضرت خالدؓ کے سامنے پیش کر دیا۔ حضرت خالدؓ نے ان سے پوچھا کہ مسیلمہ کیسا آدمی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نبی ہے (معاذ اللہ)۔ حضرت خالدؓ نے بڑی نرمی کی۔ لیکن ان لوگوں نے کہا منا نبی و منکم، ایک ہمارا نبی اور ایک تمہارا نبی، حضرت خالدؓ نے سب کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ جب کمانڈر مجاعہ کی باری آئی تو ایک قیدی نے کہا: اے خالد (رضی اللہ عنہ)! اگر کل کا کوئی فائدہ سوچتے ہو تو اس شخص کو مت قتل کرو، یہ قوم کا سردار ہے، یہ تمھارے کام آ سکتا ہے۔ حضرت خالدؓ نے مجاعۃ اور سفارشی قیدی دونوں کو قید میں رکھا اور قتل نہیں کیا اور مجاعہ کو اپنے خیمے میں باندھ لیا اور حکم دیا کہ اس کا خیال رکھا جائے۔

صحابہ کرامؓ از سرِ نو منظّم ہو کر مسیلمہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور پوری وادی ایک مقتل میں بدل گئی۔ اس نوع کا منظر چشم فلک نے کبھی پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ مسیلمہ کے لوگ بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ انصار و مہاجرین نے شجاعت کے غیر معمولی جوہر دکھائے۔ حضرت ثابت بن قیسؓ جو فصحا اور خطبا صحابہؓ میں سے تھے، انصار کا جھنڈا لیے ہوئے میدان کارزار میں کھڑے تھے۔ ایک مسیلمی نے حضرت ثابت بن قیسؓ کی ٹانگ کاٹ ڈالی تھی۔ لیکن ان کی شجاعت دیکھیے کہ انھوں نے اُس کو وہی ٹانگ اس زور سے ماری کہ وہ جہنم واصل ہو گیا۔ پھر آپ نے ایک گڑھا کھودا اور اس میں اتر کر جھنڈے کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ حضرت زید بن الخطابؓ نے بھی جنگی جھنڈا لیے کفار پر حملہ کر دیا۔ کفار کو مارتے مارتے آپ آگے نکل گئے، یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے۔ یہ حضرت عمر فاروقؓ کے بھائی اور اوّلین اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ آپ کی شہادت کے بعد جھنڈا حضرت سالمؓ نے ہاتھ میں لے لیا۔

حضرت سالمؓ آدھی پنڈلی تک زمین کھود کر کھڑے ہو گئے تا کہ جھنڈا گرنے نہ پائے۔ اب مجاہدین نے مرتدین کو پیچھے دھکیلنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ اس کوشش میں متعدد مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔ ان میں حضرت ثابتؓ، حضرت سالمؓ اور حکم بن سعیدؓ بھی شامل تھے۔

حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ یمامہ کی لڑائی میں تلواریں ٹکرائیں۔ لوگ زخمی ہوئے، کشتوں کے پشتے لگ گئے، بازو کٹ رہے تھے اور سر اُڑ رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت عباد بن بشرؓ کی تلوار، درانتی کی طرح ٹیڑھی ہو گئی تھی اور وہ گھٹنے پر رکھ کر اسے سیدھا کر ہی رہے تھے کہ اچانک مسیلمہ کی فوج کا ایک آدمی حملہ آور ہوا اور شمشیر زنی شروع ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ وہی تلوار، حضرت عبادؓ نے اس شخص کے سینے پر اس زور سے ماری کہ میں نے اس کے پھیپھڑے دیکھ لیے اور وہ آدمی مر گیا۔ لیکن دوسروں نے عبادؓ پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ مسیلمہ کے لوگ ان کے پہلو اور پیٹ میں تلواریں مار رہے تھے، حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے۔ میری آنکھ میں یہ دلدوز منظر بھی اترا کہ 20 آدمی عبادؓ کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے اور وہ خود بھی لاشوں میں پڑے تھے۔

حضرت ضرار بن ازورؓ نے بھی یمامہ کی لڑائی میں نمایاں کارنامے انجام دیے اور بڑی بہادری دکھائی۔ انصار کے وہ سردار ثابت بن قیسؓ ہاں وہی جن کی بہادری کے قصے عرب و عجم میں مشہور تھے، چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا جب وہ اکیلے ہزاروں کے لشکر میں گھس گئے اور اس وقت تک لڑتے رہے جب تک اُن کے جسم پر کوئی ایسی جگہ نہ بچی جہاں شمشیر و سناں کا زخم نہ لگا ہو۔ میدان کارزار میں پہلوان اب بھی قسمت آزمائی کر رہے تھے کہ اتنے میں میدان میں حضرت براء بن مالکؓ آئے جو حضور نبی کریم ﷺ کے خادم خاص حضرت انس بن مالکؓ کے حقیقی بھائی تھے، ان کی ایک عجیب عادت تھی کہ جب جنگ کا میدان گرم ہو جاتا تو یہ تھوڑی دیر بیٹھ کر کانپنے لگ جاتے تھے، پھر ان پر دو آدمی خوب زور سے بیٹھ جاتے۔ پھر یہ مٹی جھاڑ کر نیچے سے اٹھ جاتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے شیر کی طرح حملہ آور ہو جاتے۔ پھر ان کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ جب انھوں نے یہ عمل کیا تو باآوازِ بلند کہا: اے مسلمانو! میں براء بن مالک ہوں، میری طرف آؤ، میری طرف آؤ۔ چنانچہ اس آواز سے ایک جماعت لپک کر ان کے اردگرد جمع ہو گئی اور پھر سب نے مل کر کفار پر حملہ کر دیا۔ حضرت براء بن مالکؓ ایک دم مسیلمیوں کی صفوں میں گھس گئے، بہتوں کو قتل کیا اور اکثریت کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے

علاوہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس جنگ میں بڑی بہادری دکھائی اور بڑی مشقتیں اٹھائیں، بہت سے شہید ہو گئے اور بہت سے زخمی تھے۔ بالآخر کئی معرکوں کے بعد مسیلمہ کذاب کا لشکر پسپا ہوا اور دم دبا کر اس کے قلعے میں قلعہ بند ہو گیا۔ مسیلمہ کے بڑے بڑے جرنیل مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ سرکش خبیث نہار الرجال بھی مرا پڑا تھا۔ اس کے علاوہ مسیلمہ کا دست راست اور اس کے بعد سب سے بڑی شخصیت سردار محکم بن طفیل بھی مارا گیا تھا۔ اسے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے تیر چلا کر جہنم واصل کیا۔

بہرحال اب میدان مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا اور مرتدین قلعہ میں مسیلمہ کذاب کے اردگرد جمع ہو گئے تھے جبکہ مجاہدین قلعہ میں محصور مرتدین پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ مسیلمہ کذاب تو پہلے سے قلعہ بند تھا، اب دوسرے لوگ بھی قلعہ بند ہو گئے۔ پھر جی کڑا کر کے قلعہ سے باہر آ کر مقابلہ کرنے لگے۔ اب قلعہ کی دیواروں کے باہر شدید لڑائی شروع ہو گئی اور مسیلمہ کے سیکڑوں لوگ کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ لیکن پھر بھی وہ لوگ مقابلہ سے پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لے رہے تھے کیونکہ ان کا سرغنہ مسیلمہ کذاب اب تک موجود تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بار بار حملے کیے۔ کبھی وہ لوگ پسپائی اختیار کر لیتے اور کبھی مسلمان پیچھے ہٹ جاتے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت خالدؓ نے اپنی جنگی حکمت عملی سے کام لیا اور دونوں افواج کے درمیان کھڑے ہو کر باآواز بلند مسیلمہ کذاب کو للکارا اور فرمایا: ''میں غیرت مند جنگجو ہوں، میں اللہ کی تلوار ہوں، میں خالد بن ولید ہوں، آؤ مسیلمہ کذاب! میرے مقابلہ پر آؤ۔'' حضرت خالدؓ کا خیال تھا کہ اگر مسیلمہ مارا جائے تو یہ لوگ بھاگ جائیں گے اور معرکہ مختصر ہو جائے گا ورنہ یہ لوگ آخری دم تک مسیلمہ کے لیے لڑیں گے، جس میں مسلمانوں کے لیے مشکلات تھیں لیکن مسیلمہ تو فی الواقع کذاب تھا، وہ سیف اللہؓ کے مقابلے پر کہاں آ سکتا تھا؟ اس نے صاف انکار کر دیا۔ مسیلمہ کذاب اپنے فوجیوں سمیت قلعہ میں محصور ہو گیا تھا۔ مسلمان قلعے کے باہر اس تاک میں تھے کہ موقع ملے تو منکرین ختم نبوت کو جہنم واصل کر دیں۔

سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کا شمار جید صحابہ، تاریخ کے بہترین سپہ سالار اور عالمی فاتحین میں ہوتا ہے۔ انہوں نے تقریباً 125 جنگوں میں حصہ لیا اور کسی میں بھی شکست نہیں کھائی۔ وہ پیدائشی جنگجو جرنیل تھے۔ جنگی اور حربی حکمت علمی ان کی رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کو خطاب عطا فرمایا۔ یہ صرف ایک

خطاب ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ دنیا و مافیہا کی تمام روحانی اور باطنی قوتیں بھی اس سپہ سالار کو عطا کر دی گئی تھیں۔ یاد رہے کہ حضرت خالدؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ موئے مبارک اپنی ٹوپی میں سی لیے تھے اور اپنے آہنی خود کے نیچے وہی ٹوپی پہنا کرتے تھے۔ آپؓ فرماتے تھے کہ یہ ٹوپی نہیں بلکہ میری طاقت کا سرچشمہ ہے۔ منکرین ختم نبوت کے خلاف اس معرکہ میں موت سے بے خوف ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ دشمنوں کی صفیں چیرتے ہوئے آگے نکل گئے اور مرتدین کے خلاف مسلمانوں کا جنگی نعرہ ''یا محمداہ'' بلند کیا اور جو بھی مقابلہ کے لیے آگے بڑھتا، اس کو تہہ تیغ کر دیتے۔ اسی دوران حضرت خالدؓ نے تمام افواجِ اسلامیہ کو ایک ساتھ حملے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ مجاہدین نے چاروں طرف سے قلعہ کے اردگرد لوگوں پر حملہ کر دیا۔ تلواریں چمکنے لگیں۔ نیزوں نے سانپوں کی طرح حرکت کر کے آگ کی چنگاریاں چھوڑنا شروع کیں۔ ہر طرف سے تیر چلنے لگے۔ مسلمانوں نے مرتدین کا قافیہ تنگ کر دیا۔ بالآخر کچھ مرتدین مارے گئے اور کچھ نے بھاگ کر حدیقة الموت یعنی موت کے باغیچے میں پناہ لی۔ یہ قلعہ کے اندر مسیلمہ کذاب کا ایک وسیع باغ تھا جس کا اصل نام اباض تھا۔

اتنے میں حضرت براء بن مالکؓ تجویز دیتے ہیں کہ مجھے ڈھال پر بٹھا کر نیزوں کے ساتھ اچھال دو کیونکہ قلعے کی دیواریں اونچی تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس تجویز کو مانتے ہوئے ایسا ہی کیا اور حضرت براء بن مالکؓ قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ اب صورتحال یہ تھی کہ آگے تلواریں، نیزے، خنجر ان کے استقبال کے لیے تیار تھے۔ لیکن حضرت براء بن مالکؓ لڑتے لڑتے کئی مرتدین کو جہنم واصل کر کے قلعے کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ (یہ اسلام کا پہلا فدائی حملہ تھا)۔ جنگ کے اختتام پر جب حضرت براء بن مالکؓ سے پوچھا گیا کہ اے براءؓ! کیا آپ کو پتا نہیں تھا کہ قلعہ کے اندر یہ لوگ اپنے خطرناک ہتھیاروں کے ساتھ موجود ہیں؟ تو اس پر حضرت براء بن مالکؓ نے بڑا ایمان افروز جواب دیا (جو عاشقان رسول ﷺ کے لیے ایک تحفے سے کم نہیں)، فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ (مفہوم ہے) اے براء! تم مشرکین کے ہاتھوں شہادت پاؤ گے۔ مگر یہ مسیلمی تو مرتدین تھے، اس لیے مجھے یقین تھا کہ یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ (یاد رہے کہ حضرت براء بن مالکؓ رومیوں کے خلاف جنگ میں شہید ہوئے تھے۔)

منکرین ختم نبوت کے خلاف اس مقدس جنگ میں سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ حضرت خالدؓ جس طرف رُخ کرتے، کشتوں کے پشتے لگا دیتے۔

اسی دوران حضرت خالدؓ کو دیکھتے ہی مسیلمہ کا ایک مشہور پہلوان اُن پر جھپٹا مگر حضرت خالدؓ نے اپنی خداداد چستی و چالاکی سے فوراً اس کو زمین پر دے پٹخا اور گھوڑے سے اتر کر اس کی چھاتی پر بیٹھ گئے۔ مخالف نے اپنے تیز حربے سے جو اس کے پاس تھا، حضرت خالدؓ کو سات کاری زخم لگائے۔ حضرت خالدؓ نے اس پہلوان کو بالآخر واصلِ جہنم کر دیا۔ دشمنوں نے ہر طرف سے محاصرہ کر لیا لیکن کیا مجال کہ خوف و ہراس حضرت خالدؓ کے پاس بھی پھٹکا ہو۔ وہ جرأت، ہمت اور استقلال کے ساتھ تن تنہا ہزاروں کفار کے درمیان ایک بہادر شیر کی طرح مقابلہ کرتے رہے۔

مسلمانوں کے سخت محاصرے اور جانبازی کو دیکھ کر کفار گھبرا گئے اور مسیلمہ سے پوچھنے لگے کہ مسلمانوں کی ایک مٹھی بھر فوج نے جو ہمارے ہزاروں کی تعداد کے مقابلے میں بالکل بے حقیقت ہے، ہماری فوجوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ہزاروں اب تک تلوار کے گھاٹ اتر چکے ہیں اور سیکڑوں اتر رہے ہیں، بیشمار زخمی زمین پر پڑے کراہ رہے ہیں۔ وہ وقت قریب ہے کہ مسلمان اس باغ کو بھی بزور بازو ہم سے چھین لیں، تمہارا وعدہ نصرتِ ملائک اب کہاں ہے؟ خدا کی مدد کب آئے گی؟ یہاں تو ہماری جان پر آ بنی ہے، کیا امدادِ الٰہی اس وقت آئے گی جبکہ ہماری جانیں لقمۂ اجل ہو چکی ہوں گی؟ لیکن مسیلمہ کذاب ان کے پاس انگیز سوالات کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا جس سے لوگ مزید مایوس ہو گئے اور حوصلہ ہار بیٹھے۔ اب کفار نے باغ میں پناہ نہ دیکھ کر قلعے کا رخ کیا اور باغ سے نکلنے لگے۔ مسیلمہ بھی لباس تبدیل کر کے قلعے سے فرار ہونے لگا لیکن ایک انصاری مسلمان نے دُور سے پہچان کر حضرت ابو دسمہ بن حربؓ وحشی کو جو مشہور حربہ باز تھے اور دروازے پر کھڑے تھے، آگاہ کیا۔ حضرت ابو دسمہ بن حربؓ وحشی کی نگاہ جب مسیلمہ کذاب پر پڑتی ہے تو آپ، حضرت اُمّ عمارہؓ اور ان کے بیٹے حضرت عبداللہؓ تینوں مسیلمہ کذاب کی طرف بڑھتے ہیں اور بیک وقت حملہ کرتے ہیں۔ حضرت وحشیؓ کا نیزہ مسیلمہ کے پیٹ پر لگتا ہوا پار ہو جاتا ہے۔ حضرت اُم عمارہؓ کی تلوار مسیلمہ کذاب کے کندھے پر اور حضرت عبداللہؓ کا وار اُس کی گردن پر پڑتا ہے اور مسیلمہ کذاب جہنم واصل ہو جاتا ہے۔

حضرت ام عمارہؓ کی حالت یہ تھی کہ آپ کا تنومند و طاقتور جسم زخموں سے چھلنی تھا۔ آپؓ اس طرح کھڑی تھیں گویا اپنے شہید بیٹے حضرت حبیب بن زیدؓ کے روئے مبارک کو صاف طور پر دیکھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ آپؓ نے اپنے لختِ جگر کو یوں محسوس کیا کہ اس نے زمان و مکان کو اپنی عظمت سے بھر دیا ہے! ہاں...... بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ حضرت نسیبہؓ فتح و

نصرت کی خوشی سے مسکراتے اور لہراتے جس بھی پرچم کی طرف نگاہ اٹھاتیں، اس کے اوپر اپنے بیٹے حضرت حبیبؓ کا چہرہ ہنستا اور مسکراتا دیکھتیں......اللہ اکبر

لکھتا ہوں خونِ دل سے یہ الفاظ احمریں ...... بعد از رسول ہاشمی ﷺ کوئی نبی نہیں

مورخ لکھتا ہے کہ حضرت وحشیؓ کے وار سے مسیلمہ جہنم واصل ہوا۔اب حضرت وحشی بن حربؓ مسیلمہ کذاب کے خون میں ہاتھ مارتے ہیں اور اپنے جسم پر ملتے ہوئے دیوانہ وار جھومتے ہیں اور کہتے ہیں: لوگو! ایک وقت تھا کہ میں نے خیر الناس سیدنا حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا اور آج میں نے شر الناس ملعون مسیلمہ کذاب کو جہنم واصل کیا ہے۔

اس جنگ میں حضرت نسیبہ بنت کعب المازنیہ الانصاریہ المعروف ام عمارہؓ کا کردار نہایت قابل فخر رہا۔انہوں نے تحفظ ختم نبوت کی اس جنگ میں بذات خود حصہ لیا اور قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک مسیلمہ کذاب قتل نہیں ہو جاتا، ہتھیار نہیں رکھوں گی۔ اللہ کے فضل سے آپؓ کی قسم پوری ہوئی، مسیلمہ جہنم واصل ہوا اور آپؓ مدینہ واپس ہوئیں۔آپ کے جسم پر تلوار اور نیزوں کے بارہ زخم تھے۔ یہ سب کے سب اس مجاہد صحابیہ کے لیے تمغائے شرف تھے جس نے دنیا بھر کی مسلمان خواتین کے لیے تحفظ ختم نبوت سے متعلق بہترین مثال پیش کی۔ انہوں نے اس کی خاطر ایسی مشکلات اور صعوبتیں برداشت کیں جو عام طور پر عورت ذات کے بس کی بات نہیں۔ اس جنگ میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہاتھ کلائی سے کٹ گیا۔ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کٹ جانے والے اس ہاتھ کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ام عمارہؓ کو یہ انعام دیا کہ مدینہ طیبہ میں کوئی بیمار ہوتا تو حضرت ام عمارہؓ اپنا کٹا ہوا ہاتھ بیمار خواتین اور بچوں پر پھیرتیں تو وہ صحت یاب ہو جاتے۔

جب مسیلمہ کذاب قتل ہوا تو اس کے محل کے بالائی حصے سے ایک لڑکی نے چیخ وپکار کرتے ہوئے کہا: وا امیر المؤمنین قتله العبد الاسود۔ ہائے افسوس! امیر المومنین مسیلمہ کو ایک حبشی غلام نے قتل کر دیا۔اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ مسیلمہ کے لوگ جان بچانے کی غرض سے بھاگنے لگے۔اب مرتدین بھاگ رہے تھے اور مسلمان اُن کا تعاقب کر کے ان کو قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ پورا علاقہ اور قلعہ صاف ہو گیا۔قریب تھا کہ یمامہ میں ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا لیکن وہاں کے بڑے قبائل کے سرداروں نے امن کی درخواست کی اور اس طرح ایک بڑے کافر کا بڑا فتنہ جہادِ مقدس کے ذریعہ سے ختم ہوا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اللہ تعالیٰ کی

کروڑ ہا رحمتیں نازل ہوں!!!

مسیلمہ کذاب واقعی کذاب ثابت ہوا۔ اب اس کی نبوت تھی نہ خلافت، امارت تھی نہ سیادت بلکہ ذلت کے ساتھ زمین پر گرا پڑا تھا۔ معرکہ یمامہ میں اس کے کل 28 ہزار آدمی جہنم واصل ہوئے۔ گویا نصف سے زائد فوج ہلاک ہو گئی تھی اور وہ خود بھی واصلِ جہنم ہو گیا تھا۔ اگرچہ دشمن کا نقصان بے حساب ہوا لیکن افسوس کہ لشکر اسلامیہ کو بھی بہت نقصان پہنچا اور اس سے پہلے کسی جنگ میں اس قدر نقصان نہیں پہنچا تھا۔ اس جنگ میں تقریباً بارہ سو صحابہ کرامؓ جن میں انصار تین سو ساٹھ، تین سو مہاجرین جن میں بدری صحابہؓ کی تعداد 70 بتائی جاتی ہے اور پانچ سو چالیس دوسرے صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ ان سب میں سات سو کے قریب حافظ قرآن تھے۔

یہاں پر ایک نہایت ایمان افروز بات کا تذکرہ کرنا بے حد ضروری ہے کہ جب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مسیلمہ کذاب کے جہنم واصل ہونے کی اطلاع ملی تو آپؓ خوشی و مسرت سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔ اس معرکہ حق و باطل میں جس طرح خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فرزندِ گرامی حضرت عبدالرحمٰنؓ شریک ہوئے، اسی طرح خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ بھی شریک تھے۔ جب لشکر اسلام مظفر و منصور ہو کر مدینہ منورہ واپس آیا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد محترم سے ملاقات کی تو حضرت فاروق اعظمؓ نے ان سے فرمایا ''یہ کیا بات ہے کہ تمہارا چچا (حضرت زید بن خطابؓ) تو شہید ہوں اور تم زندہ رہو؟ تم زیدؓ سے پہلے کیوں نہ شہید ہوئے؟ کیا تمہیں شہادت کا شوق نہ تھا؟'' حضرت عبداللہؓ نے عرض کی، ''اے والد محترم! چچا جان اور میں دونوں نے حق تعالیٰ سے شہادت کی درخواست کی تھی۔ ان کی دعا مستجاب ہوئی لیکن میں اس سعادت سے محروم رہا۔ حالانکہ چچا جان کی طرح، میں نے بھی حصولِ شہادت کے لیے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا تھا۔''

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی کتنی بڑی جماعت، جھوٹے مدعی نبوت سے مقابلہ کے لیے میدان میں آئی۔ صحابہ کرامؓ نے نہ وقت کی نزاکت کا خیال کیا، نہ مسلمانوں کی بے سروسامانی کا اور نہ اس جماعت کے نماز، روزہ، حج، تلاوت یا دیگر احکام اسلامی کے ادا کرنے سے دھوکا کھایا۔ انھوں نے محض اس بات پر جہاد کیا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا ہر مدعی کذاب ہے اور اس کی سرکوبی ہر مسلمان کا اولین فریضہ

ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کسی بھی شخص کا دعویٰ نبوت خواہ کسی بھی تاویل سے ہو، اس کی کتنی ہی بڑی جماعت کیوں نہ ہو، اس کے پیروکار ظاہری شکل وصورت سے کتنے ہی ''اسلامی'' کیوں نہ ہوں، خواہ وہ زبان سے کلمہ پڑھتے ہوں، تمام اسلامی شعائر کی پابندی کرتے ہوں، ان سب کو غیر مسلم قرار دیا جانا، قرآن وسنت اوراجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سبب عین درست اورنہایت ضروری ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ختم نبوت کی حفاظت کے لیے اسلامی غیرت وحمیت، جانثاری کا والہانہ شوق، جذب وجنوں کا تیور، شوق فراواں کی حدت، استقلال وعزیمت کی گرم جوشی اورایمان ویقین کی دولت کا ہونا از حد ضروری ہے۔'جنگ یمامہ' اپنے اندر بے شمار حکمتیں اور بصیرتیں پنہاں رکھتی ہے۔مسلمانوں نے مرتدوں کی اپنے سے کہیں بڑی طاقت کو جسے مسیلمہ کذاب جیسے زبردست جنگجو کی پیشہ ورانہ اور ماہرانہ راہنمائی بھی حاصل تھی، دیکھتی آنکھوں تہس نہس اور نیست ونابود کر کے ثابت کر دیا کہ وہ غازیانِ صف شکن بھی ہیں اور مردان کہسار افگن بھی۔ ان کی ہیبت و جبروت نے حربی تاریخ میں ایک ایسے سنہرے باب کا اضافہ کیا کہ نصف صدی بعد بڑے بوڑھے اپنے پوتوں اورنواسوں کواس جنگ کی ولولہ انگیز اورحیات خیز داستان تمام تر جزئیات و تفصیلات کے ساتھ سنا کران کے دلوں کو گرماتے، روحوں کوتڑپاتے، جذبوں کوصقیل کرتے اور اس کے اختتام پر بڑے فخراورتحدیث نعمت کے طور پر یہ کہتے، ''میں بھی جنگ یمامہ میں شامل تھا!'' قارئین کرام! یہاں ایک لمحہ کے لیے رُک جایئے اور چند سانسوں کےتوقف کے بعد ذرا سوچئے کہ کیا ہمارے سینوں کے آتشدانوں میں بھی اس خواہش کی رخشاں وتاباں آگ فروزاں ہے کہ ہمارے بچے اپنے ہر ملنے والے کوفخر وانبساط سے یہ بتائیں کہ بحمد للہ! جہادِتحفظِ ختم نبوت کے محاذ پر ہمارے بزرگوں اورگھرانے کی خدمات تاریخ کےاوراق وصفحات کی زینت ہیں۔ یاد رکھیے! موجوں کے طوفان سے گھبرا کراندر اندر تیرنے والے اکثر مدفون دریا ہوجاتے ہیں۔

تھے تو آبا وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو

12

وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

حق و باطل کا معرکہ آراء

مقدمہ مرزائیہ بہاولپور

قادیانیوں کے کفر و ارتداد پر مہر تصدیق ثبت کرنے والے سب سے پہلے تاریخ ساز فیصلے کی عزیمت واستقامت سے بھرپور ایمان افروز روداد جس کا مطالعہ آپ کے ایمان وایقان کو نئی جلا بخشے گا۔

محمد متین خالد

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی یا نیا نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دوسودس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس بات پر ایمان ''عقیدۂ ختمِ نبوت'' کہلاتا ہے۔ ختمِ نبوت اسلام کا متفقہ، اساسی اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اگر اس میں شکوک وشبہات کا ذرا سی بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاع ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ پوری امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ سب سے اوّل نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

موجودہ دور میں منکرینِ ختم نبوت کا گروہ فتنۂ قادیانیت کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس فتنہ کا بانی آنجہانی مرزا غلام قادیانی تھا جس نے انگریزوں کے اشارے پر قادیان (گورداسپور، بھارت) میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر سلطنت برطانیہ کی سرپرستی میں اپنی بھونڈی تاویلات اور مضحکہ خیز تحریفات کے ذریعے امت محمدیہ کے مستحکم قلعہ میں شگاف ڈالنے اور ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک سازشیں کیں۔ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ حضور نبی کریم ﷺ اور شعائر اسلامی کی توہین بھی شروع کر دی۔ اسلام اور اس کی مقدس شخصیات کے خلاف قادیانیوں کی گستاخیوں اور ہرزہ سرائیوں کو اکٹھا کیا جائے تو کئی دفتر تیار ہو سکتے ہیں۔ قادیانیوں کی طرف سے شان رسالت ﷺ میں کی جانے والی بعض گستاخیاں ایسی ہیں جنھیں پڑھ کر کلیجا منہ کو آتا اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے۔

سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دورحکومت میں 7 ستمبر 1974ء کو پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں فرقوں (ربوی و لاہوری) کو ان کے کفریہ عقائد کی بنا پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق 106(3) اور 260(3) میں اس کا

مستقل اندراج کر دیا لیکن اس کے باوجود قادیانی مسلسل شعائر اسلامی استعمال کرتے ہیں۔ وہ غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنی عبادت گاہ کو مسجد، مرزا قادیانی کو نبی اور رسول، مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المومنین، مرزا قادیانی کے دوستوں کو صحابہ کرام، قادیان کو مکہ مکرمہ، ربوہ کو مدینہ، مرزا قادیانی کی باتوں کو احادیث مبارکہ، مرزا قادیانی پر اترنے والی نام نہاد وحی کو قرآن مجید اور محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں۔ چنانچہ 26 اپریل 1984ء کو حکومت نے امن وامان کی صورتحال کے پیش نظر قانون امتناع قادیانیت جاری کیا جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے قانوناً روکا گیا۔ اس قانون کے نتیجہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا، اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے مذہب کی تبلیغ و تشہیر اور شعائر اسلامی وغیرہ استعمال نہیں کر سکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ 3 سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ قادیانیوں نے لندن میں بیٹھے اپنے خلیفہ کے حکم پر اس قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پورے ملک میں شعائر اسلامی کی توہین کی اور اس کے خلاف ایک بھرپور مہم چلائی جس کے نتیجہ میں پاکستان کے اکثر شہروں میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہوئی۔ قادیانی قیادت نے اس قانون کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا کہ قادیانیوں پر پابندی بالکل درست ہے۔ اس کے بعد قادیانیوں نے چاروں صوبوں کی ہائی کورٹس میں چیلنج کیا، یہاں پر بھی عدالتوں نے دونوں طرف کے دلائل سننے کے بعد قرار دیا کہ قادیانیوں پر پابندی قانون کے عین مطابق ہے۔ قادیانیوں کو آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم کرتے ہوئے شعائر اسلامی استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ آخر میں قادیانیوں نے ان تمام فیصلوں کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ ہمیں آئین کے مطابق آزادی کا حق حاصل ہے، لیکن ہمیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا عدالت تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کو کالعدم قرار دے۔ سپریم کورٹ کے فل بنچ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں طرف سے دلائل دیے گئے۔ قادیانیوں کی اصل کتابوں سے متنازعہ ترین حوالہ جات پیش کیے گئے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ (ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718) میں قرار دیا کہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ سزا اور جرمانے کا مستوجب

ہوگا۔ یہ بھی یادرہے کہ یہ جج صاحبان کسی دینی مدرسہ یا اسلامی دارالعلوم کے استاد نہیں تھے بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے۔ ان کا کام آئین وقانون کے تحت انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ فاضل جج صاحبان کا یہ بھی کہنا تھا کہ قادیانی دھوکے باز ہیں۔ وہ اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں جبکہ دھوکا دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ اس سے کسی کے حقوق یا آزادی ہی سلب ہوتی ہے۔

1974ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ سے قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے سے پہلے اس جدوجہد نے جن کٹھن مراحل کو طے کیا، ان میں ایک اہم مرحلہ مقدمہ مرزائیہ بہاولپور بھی ہے۔ مقدمہ بہاولپور کی مدعیہ دختر اسلام، مجاہدہ ختم نبوت عفت مآب محترمہ غلام عائشہ مرحومہ مغفورہ تھیں جن کا نکاح صغرسنی میں ان کے والد حضرت مولانا الٰہی بخشؒ نے اپنے ایک رشتہ دار عبدالرزاق سے کر دیا تھا مگر رخصتی عمل میں نہ آئی۔ عبدالرزاق خفیہ طور پر قادیانی بن چکا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ میرے کفر وارتداد کا انکشاف ہونے اور قادیانیت قبول کرنے کا پردہ چاک ہونے سے پہلے ہی رخصتی عمل میں آ جائے۔ چنانچہ اس نے رخصتی کا مطالبہ کر دیا۔ اسی دوران اتفاق سے مدعیہ کے والد مولانا الٰہی بخش اور ان کے اہل خانہ کو علم ہو گیا کہ ہمارا ہونے والا داماد قادیانی ہوگیا ہے تو انہوں نے اپنی بیٹی کی رخصتی سے انکار کر دیا کہ شرعی طور پر اس کے ارتداد کی بنا پر نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ معاملہ کی قانونی نزاکت کے پیش نظر 24 جولائی 1926ء کو مسماۃ غلام عائشہؒ کی مدعیت میں احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور (ریاست) کی عدالت میں تنسیخ نکاح کا مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ یہ سلسلہ سماعت 24 جولائی 1926ء سے لے کر 7 فروری 1935ء تک جاری رہا۔ فریقین کے وکلا اور علما نے اپنے اپنے دلائل پیش کیے۔ بالآخر جناب محمد اکبر خاں ڈسٹرکٹ جج بہاولپور نے مورخہ 7 فروری 1935ء بمطابق 3 ذوالقعدہ 1353ھ کو فیصلہ سنایا: ''قادیانی مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا قادیانی کاذب مدعی نبوت ہے۔ کسی بھی مسلمان عورت کا نکاح کسی مرزائی سے طے پانے کی کارروائی باطل اور حرام ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح تاریخ ارتداد سے مدعا علیہ سے فسخ ہو چکا ہے۔''

بلاشبہ قرآن وحدیث اور اجماع امت کی روشنی میں عدالت کا یہ فقید المثال فیصلہ مسلمانوں کی بہت بڑی کامیابی تھی جو بعد ازاں پاکستان میں قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم

اقلیت قرار دینے کے لیے خشت اوّل ثابت ہوا۔ یہاں اس بات کا تذکرہ بے حد ضروری ہے کہ اس تاریخی کیس کی پیروی اور کامیابی میں شیخ الاسلام حضرت علامہ غلام محمد محدث گھوٹویؒ کا کلیدی کردار تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔اس پر مستزاد یہ کہ اس کیس پر اُٹھنے والے اور علماء کرام کی آمد ورفت اور طعام و قیام کے تمام اخراجات حضرت گھوٹویؒ نے خود برداشت کیے۔ حضرت شیخ الاسلام علامہ غلام محمد گھوٹویؒ، حضرت پیر سید مہر شاہ گولڑویؒ سے بیعت اور خلیفہ مجاز تھے۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ کاشمیریؒ، حضرت مولانا ابوالوفا نعمانی شاہ جہانپوریؒ، حضرت مولانا محمد صادق بہاولپوریؒ (ابوالعباس نعمانی)، حضرت مولانا سید محمد مرتضٰی حسن چاند پوریؒ، حضرت مولانا ابوقاسم محمد حسین کولوتارڑوی، حضرت مولانا نجم الدینؒ (پروفیسر اورینٹل کالج لاہور)، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور دیگر جید علماء ومشائخ کی خدمات بھی قابل صد ستائش ہیں۔

مقدمہ بہاولپور کے فیصلہ کے کچھ عرصہ بعد جج محمد اکبر خاں صاحب کا انتقال ہوگیا۔ ان کے انتقال کے بعد میر عبدالجمیل صاحب سابق سیشن جج جو میر سراج الدین صاحب ریٹائرڈ چیف جسٹس کے صاحبزادے جو بڑے متقی اور پرہیز گار تھے، ایک عرصہ تک حضور رسالت مآب ﷺ کے قرب میں باب جبریل کے بالمقابل ایک مدرسہ میں خلوت نشین رہے۔ انہوں نے جج محمد اکبر صاحب مرحوم کو اپنے ایک خواب میں بہشت بریں میں دیکھا۔ پہلے ان کو کئی عالی شان محلات دکھائے گئے۔ اس کے بعد ایک نہایت ہی خوبصورت محل میں ایک تخت پر جج محمد اکبر صاحبؒ بیٹھے دکھائے گئے۔ جب میر عبدالجمیل صاحب نے ان سے سوال کیا کہ یہ بلند درجات آپ کو کیسے نصیب ہوئے تو جج محمد اکبر خاں صاحبؒ نے یہ جواب دیا کہ یہ انعامات مجھے تحفظ ختم نبوت ﷺ کی حفاظت میں اس خدمت کے عوض ملے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فیصلہ بہاولپور کی صورت میں لی اور یہ جتنے محلات آپ دیکھتے آئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر مجھے دیئے ہیں کہ فی الحال یہ لے لو۔تمہارا مکمل انعام روز قیامت ملے گا۔ یہ بیان فرماتے ہوئے میر صاحب کی ریش مبارک شدت گریہ سے تر ہوچکی تھی۔

(مقابلیس المجالس، ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ 53 تا 54)

مولانا محمد علی جالندھریؒ نے ایک دفعہ فرمایا: ’’خضر حیات ٹوانہ کے والد نواب سر عمر حیات ٹوانہ مرحوم لندن گئے ہوئے تھے۔ نواب آف بہاولپور مرحوم بھی گرمیاں اکثر لندن

گزارا کرتے تھے۔نواب مرحوم، سر عمر حیات ٹوانہ سے لندن میں ملے اور مشورہ طلب کیا کہ انگریز حکومت کا مجھ پر دباؤ ہے کہ ریاست بہاولپور سے قادیانی مقدمہ کو ختم کرا دیں، تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ سر عمر حیات ٹوانہ نے کہا کہ ہم انگریز کے وفادار ضرور ہیں مگر اپنا دین، ایمان اور عشق رسالت مآب ﷺ کا تو ان سے سودا نہیں کیا۔آپ ڈٹ جائیں اور ان سے کہیں کہ عدالت جو چاہے فیصلہ کرے، میں حق وانصاف کے سلسلہ میں اس پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہتا۔المختصر نواب آف بہاولپور نے غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دینی اور عدالتی امور میں مداخلت سے صاف انکار کر دیا۔'' چنانچہ مولانا محمد علی جالندھری نے یہ واقعہ بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ'' ان دونوں حضرات کی نجات کے لیے اتنی بات ہی کافی ہے''۔آج کے روشن خیال اور ترقی پسند حکمران اگر چاہیں تو اس واقعہ کی تقلید کر کے اپنی آخرت بہتر بنا سکتے ہیں بشرطیکہ ان کی نیت ٹھیک ہو۔

جون 1931ء میں چیف کورٹ بہاول پور کی طرف سے اس مقدمہ کی ایک اہم اپیل کو مسترد کیا گیا تو حضرت مولانا غلام محمد محدث گھوٹویؒ بہت پریشان ہوئے۔انہوں نے اسی وقت ارادہ کیا کہ ریاست کے وزیر اعظم جناب سردار نبی بخش صاحب سے ملاقات کی جائے اور ان سے دربار بہاولپور کا اجلاسِ خاص بطور عدالت معلّٰی طلب کرنے کی استدعا کی جائے۔اس وقت دوپہر ہو چکی تھی، سخت گرمی کا موسم تھا، گرمی اور تھکن کی وجہ سے کچھ رفقاء چاہتے تھے کہ آج نہیں بلکہ کل صبح ملاقات کی جائے۔حضرت شیخ الاسلام محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ابھی اور اسی وقت ہی وزیر اعظم سے ملاقات کروں گا اور جب تک انہیں قائل نہ کرلوں، گھر کا رخ نہیں کروں گا۔المختصر وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وزیر اعظم صاحب آرام کر رہے ہیں۔آپ نے ملاقات پر اصرار فرمایا اور وزیر اعظم صاحب کے پی اے شیخ فاضل محمد مرحوم سے کہا کہ ان تک میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ مولوی غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ العباسیہ آپ کو جنت الفردوس کا سرٹیفکیٹ دینے آئے ہیں۔بہرحال وزیر اعظم تک یہ پیغام پہنچا دیا گیا کہ مولانا گھوٹویؒ بغیر ملاقات واپس جانے پر آمادہ نہیں ہو رہے بلکہ فرماتے ہیں کہ وہ آپ کو جنت الفردوس کا سرٹیفکیٹ دینے آئے ہیں۔پیغام سنتے ہی وزیر اعظم صاحب مہمان خانہ میں تشریف لائے اور آتے ہی کہا کہ حضور! کیا آپ نے یوں فرمایا ہے کہ آپ مجھے جنت کا سرٹیفکیٹ دینے کے لیے آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ بے شک! میں نے یہ کہا ہے کیونکہ

اگر آپ ختم نبوت کے سپاہی بن کر ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ کریں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بفضل خدا ضرور بہشت کے حقدار ہوں گے۔ ان دنوں نواب آف بہاولپور موسم گرما کی وجہ سے برطانیہ میں مقیم تھے۔ بعد ازاں دربارِ معلّٰے بہاول پور (کورٹ آف منسٹرز) میں منشی محمد اکبر خانؒ کے فیصلے (بابت مقدمہ غلام عائشہ) کے خلاف باقاعدہ اپیل ثانی برائے اجلاس خاص دائر کر دی تاکہ ہائی کورٹس (پٹنہ، لاہور اور مدراس) کے فیصلوں سے استثناء خاص حاصل کیا جاسکے۔

مقدمہ بہاولپور میں فاضل جج محمد اکبر خاں فریقین کے دلائل اور علما کے بیانات سُن کر ایک حتمی نتیجے پر پہنچ گئے تھے اور اس فتنہ سیئہ کی حقیقت ان پر روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکی تھی، مگر فیصلے کا اعلان کرنے میں اس خیال سے متردد اور تذبذب کا شکار تھے، مبادا بقول آغا شورش کاشمیری، انگریز کے ایجنٹ اور خود کاشتہ پودے کو غیر مسلم قرار دینے پر انگریزی حکومت ریاست بہاولپور کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ جب یہ خبر والیٔ ریاست بہاولپور نواب صادق محمد خاں خامس عباسی صاحب تک پہنچی تو انہوں نے جج صاحب سے بغیر کسی خوف و خطر کے ببانگ دہل یہ فرمایا: ”آپ قادیانیوں کو علی الاعلان غیر مسلم قرار دیں، اگر صادق کی ایک کیا، ہزار ریاستیں بھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ میں قربان ہو جائیں تو یہ میرے لیے سب سے بڑی سعادت کی بات ہوگی اور مجھے کوئی پروا نہیں“۔ پھر وہ تاریخی فیصلہ سامنے آیا، جس کے نتیجے میں انگریز کے خود کاشتہ پودے، قادیانیت کو پوری دنیا میں خائب و خاسر ہونا پڑا اور آخر کار 7 ستمبر 1974ء کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ کے متفقہ اور تاریخ ساز فیصلے کی رو سے قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اس مقدمہ کی مدعیہ محترمہ غلام عائشہؒ قابل صد ستائش اور بے پایاں خراج تحسین کی مستحق ہیں کہ انہوں نے بے پناہ مشکلات و حوادث کے تسلسل کے باوجود اپنی قوت ایمانی، غیرت اسلامی اور استقامت دین کا ثبوت دیتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں ناقابل فراموش اور قابل رشک کردار ادا کیا۔ ان کے والد مولانا الٰہی بخش صاحب قوم ملانہ سے تعلق رکھتے تھے جو ایک معروف کاشتکار قوم ہے۔ آپ کے اصل وطن کا نام ”کوٹلہ مغلاں“ ہے۔ یہ ڈیرہ غازی خان کی سابقہ تحصیل جام پور سے تقریباً چھ میل جنوب مشرق میں واقع ہے۔ مولانا جوانی کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور شادی ہو چکی تھی جب تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا۔ اس راہ میں

آپ کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اہل خاندان کے لیے حصول معاش اور حصول علم بیک وقت کرنا آسان نہ تھا۔ آپ فصل کی کٹائی کے موقع پر سخت محنت کر کے اہل خاندان کے لیے سال بھر کی ضرورت کی گندم کا انتظام کرتے اور پھر حصول علم میں منہمک ہو جاتے۔ اسی عالم میں آپ کی اہلیہ کا انتقال ہوا۔ اس وقت آپ کی دختر غلام عائشہؒ چھوٹی عمر کی تھیں۔ انہوں نے اس کی پرورش کی ذمہ داریاں بھی پوری کیں اور دینی تعلیم مکمل کرنے کے بعد سابقہ ریاست بہاولپور کے ایک گاؤں مہمند تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور کی ایک قدیم اسلامی درسگاہ میں استاذ کی ذمہ داریاں سنبھالیں اور زندگی کے آخری لمحوں تک تشنگان علوم اسلامیہ کی پیاس بجھاتے رہے۔ اس دوران ایک خلق کثیر نے آپ سے دینی علم حاصل کیا۔ محترمہ غلام عائشہ کے بڑے صاحبزادے جناب پروفیسر محمد یحییٰ جلالپوری کہتے ہیں:

''وہ مصیبتیں تھیں بھی بہت، ملتان میں جب مقدمے کا یک طرفہ فیصلہ ہمارے خلاف ہوگیا تو فرنگی سرکاری کارندوں نے بیلف کے ذریعے غلام عائشہ کی برآمدگی کے لیے چھاپے مارے۔ ہم سب لوگ کبھی ایک گھر میں چھپتے تھے، کبھی دوسرے میں۔ پھر بہاول پور میں پہلے دو فیصلے ہمارے خلاف ہو گئے تھے۔ اس دوران میں بھی یہی حال تھا۔ بستی مہمند میں کوئی ایسا گھر نہیں تھا، جس میں مختلف اوقات میں ہم لوگ نہ چھپے ہوں۔ بعض دفعہ گندم کے 'بھڑولوں' میں بھی پناہ لینا پڑی۔ اڈّی (غلام عائشہ) تو خوف سے کانپ رہی ہوتیں اور آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے۔ اس حالت میں اللہ میاں سے دعائیں کرتی جاتیں۔ ہمارے ابا تاریخیں بھگتنے کے لیے دو دن پہلے اکثر پیدل میلوں سفر کرتے، باپ بیٹی کو ہر طرح کا لالچ دیا گیا، لاکھوں روپے انہیں قادیانی جماعت نے پیش کیے، اڈّی کو ڈرانے دھمکانے کی بھی بہت کوشش کی لیکن ان پر کبھی کسی بات کا کوئی اثر نہ ہوا...... اس دور میں زندگی کی لذتوں کے عوض بہت سوں نے اپنے ایمان کا سودا کیا۔ مرزائیوں کے پیسے اور انگریزوں کی مراعات نے بہت سارے لوگوں کو خرید کر لیا، لیکن سخت سے سخت آزمائش کے دوران باپ بیٹی نے ایک لمحہ کے لیے بھی کمزوری نہ دکھائی۔ سالہا سال فقر و تنگدستی میں زندگی گزار لی، لیکن لاکھوں روپے، زیورات اور زمینوں کی پیش کش کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ مسلسل خوف و ہراس کے عالم میں ہر طرح کی تکلیف برداشت کر لی لیکن زندگی بھر کلمہ شکایت زبان پر نہ آیا۔ عین اس وقت جب وہ قانون کے بے رحم شکنجے میں کسی ہوئی تھیں اور پے در پے فیصلے ان کے خلاف ہو

رہے تھے، باپ بیٹی کو پیش کش کی گئی کہ آپ طلاق لے کر عدالت سے مقدمہ واپس لے لیں تو ہم آپ کو لاکھوں روپیہ اور کئی مربعے اراضی دینے کو تیار ہیں۔ باپ بیٹی نے اس پیشکش کو شیطانی چال قرار دے کر بری طرح مسترد کر دیا۔ بعدازاں جب عبدالرزاق قادیانی (مدعا علیہ) مرگیا تو قادیانیوں نے اس علاقہ کے بڑے بڑے قادیانی زمینداروں کے ذریعے پھر پیشکش کی کہ چونکہ مدعا علیہ مرگیا ہے، چنانچہ آپ مقدمہ کی پیروی سے دستبردار ہو جائیں اور اس کے بدلہ میں آپ جتنی رقم اور زمین وغیرہ لینا چاہیں، ہمیں قبول ہے۔ آفریں ہے باپ بیٹی کی استقامت اور عقیدہ ختم نبوت سے بے پناہ محبت پر کہ انہوں نے ان تمام دلکش پیشکشوں کو اپنی جوتی کی نوک پر رکھتے ہوئے کہا کہ ہم مفلس و نادار ضرور ہیں لیکن بے غیرت نہیں کہ ان عارضی چیزوں کے بدلے میں اپنے قیمتی ایمان کا سودا کر لیں۔ مزید کہا کہ ایمان کی دولت سے بڑھ کر ہمیں کوئی چیز عزیز نہیں۔ ان پیشکشوں کو ٹھکرانے کے بعد فرنگی سرکار کے کارندے قادیانی لالچ میں کتوں کی طرح غلام عائشہ کی تلاش میں سرگرداں رہے جبکہ وہ پوری ثابت قدمی سے رسول اللہ ﷺ کی محبت کے عظیم سرمایہ کی حفاظت کرتی رہی۔ آزمائش کا یہ عرصہ تھوڑا نہ تھا بلکہ یہ جانگسل اور طویل سفر نو سالوں پر محیط تھا۔ اگر خدانخواستہ باپ بیٹی کے پائے استقلال میں لغزش آ جاتی یا مال و متاع کی کشش ان کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تو مرزائی دنیا بھر میں اپنی کامیابی کا ڈنکا بجاتے پھرتے اور امت مسلمہ سرنگوں ہو جاتی۔ یہ انصاف اور قانون کی فیصلہ کن جنگ تھی جو ایک غریب باپ اور ایک صابر و شاکر بیٹی نے پوری قوت ایمانی سے لڑی اور پوری امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ مقدمہ کی کامیابی کے بعد باپ بیٹی دونوں اس شاندار فتح کو امت کے سپرد کر کے خاموشی سے اپنے روزمرہ کے فرائض کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے اور بعد میں زندگی کے آخری لمحے تک اس سلسلے میں ایک حرف افتخار بھی زبان پر نہ لائے۔ نہ کسی ستائش کی تمنا کی نہ ہی کسی سے احسان مندی کا تقاضا کیا''۔

دشمن اگر قوی است، نگہباں قوی تر است

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ باطل کی طاغوتی طاقتوں کے بالمقابل استقامت کا پہاڑ بن جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی غیبی امداد کی جاتی ہے۔

اس مقدمہ میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ غلام عائشہ کی تمام اپیلیں مسترد ہو گئیں۔ امیدیں دم توڑنے لگیں اور حوصلے پست ہونا محسوس ہونے لگے۔ اس گھمبیر صورتحال میں بھی

باپ بیٹی نے توکل علی اللہ کی بنیاد پر نہایت ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ ایک دن قدرت نے مولانا الٰہی بخش صاحب کے دل میں ایک بات ڈالی کہ وہ براہ راست جناب نواب صادق محمد خاں سے خود ملاقات کریں اور انہیں ساری صورتحال کی عرضداشت پیش کریں۔نواب صاحب کی ایک عادت تھی کہ جب وہ ڈیرہ نواب سے نکل کر اپنے محل بہاولپور جاتے تو گاؤں کے راستے میں اگر کوئی سائل درخواست لے کر کھڑا ہوتا تو وہ رک جاتے اور پوری توجہ سے سائل کی بات سنتے اور اس کی دادرسی کرتے۔ چنانچہ مولانا الٰہی بخش صاحب ایک دن عرضداشت لے کر اسی راستے پر کھڑے ہو گئے۔نواب صاحب نے سائل کو دیکھا تو گاڑی رکوائی۔ انہیں اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے؟ مولانا الٰہی بخش نے روتے ہوئے انہیں سارا ماجرا سنایا اور کہا کہ یہ میرا نہیں، دین اسلام کی عزت و آبرو کا مسئلہ ہے۔ میں غریب، لاچار اور نادار اپنی ہمت اور محدود وسائل کے ساتھ آپ کی ریاست کی عدالتوں میں ممکن حد تک جو کچھ کرسکتا تھا، کیا..... لیکن اب اعلیٰ عدالت میں جانے کی نہ ہمت ہے اور نہ مالی حیثیت۔ پھر کہا کہ نواب صاحب آپ بھی مسلمان ہیں۔آپ پر بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا کوئی حق ہے۔اب اس حق کو ادا کرنے کی ذمہ داری آپ پر ہے۔نواب صاحب نے نہایت توجہ سے یہ سب رودادسنی اور جوڈیشل کمیشن کے سربراہ کی حیثیت سے اس درخواست پر جج محمد اکبر خاں کو ہدایت کی کہ اس اپیل کو دوبارہ سنا جائے۔نواب صاحب نے مولانا الٰہی بخش صاحب سے کہا کہ یہ درخواست عدالت میں جمع کروا دیں۔مزید کہا کہ آئندہ بھی اگر ملاقات کرنی ہو تو یہی طریقہ کار ہے۔

یہ مقدمہ اس لیے بھی تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ سلطنت برطانیہ کے جبر و استبداد کے دور میں بہاولپور کی عدالت عالیہ نے ان کے خود کاشتہ پودے کے کفر یا اسلام کا فیصلہ کرنا تھا۔اس لیے برصغیر کی تمام دینی قیادت، قادیانیت کے کفر کو الم نشرح کرنے کے لیے میدان عمل میں آئی۔ دوسری طرف قادیانی قیادت نے بھی اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لا کر اپنے کفر کو آشکار ہونے سے بچانے کی بھرپور کوشش کی۔تقریباً 9 سال تک یہ مقدمہ مختلف مراحل طے کرتا ہوا فیصلہ پر پہنچا۔مشاہیر اسلام نے بہ نفس نفیس عدالت میں پیش ہو کر قرآن پاک، احادیث متواترہ اور اجماع امت کی روشنی میں ناقابل تردید براہین و دلائل سے مرزا قادیانی اور ان کے متبعین کے کفر وارتداد کو روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا اور ایسی باطل شکن جرح فرمائی

جس نے مرزائیت کی بنیادوں کو کھوکھلا اور مرزائی دجل وفریب کے تمام پردوں کو پارہ پارہ کر کے قادیانیت کا ارتداد پورے عالم میں بے نقاب کر دیا۔ دوسری طرف عبدالرزاق مدعا علیہ کی جانب سے قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود کے حکم پر ان کے صف اوّل کے مبلغین جلال الدین شمس، غلام احمد اور سر ظفر اللہ خاں قادیانی کے بھائی بیرسٹر اسد اللہ خاں نے پیروی مقدمہ کی۔ ایک طرف علماء ربانی نے دلائل و براہین اور علم وعرفان کے دریائے بہا دیئے تو دوسری جانب مرزائی مبلغین نے کذب وکتمان کے انبار لگا دیئے۔ قادیانیوں نے مسلمان علماء کے بیانات کے جواب میں تحریری بیان جمع کروایا جو نہایت بودے دلائل اور خرافات پر مشتمل تھا۔ اس کے جواب میں حضرات علماء کرام نے اپنے اپنے بیانات میں علم وعرفان کے دریا بہا دیے اور فتنہء قادیانیت کا کفر وارتداد روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا۔ قادیانی وکلاء کی جرح کے نہایت مسکت جوابات دیئے۔ انہوں نے اپنے بیانات میں ایمان، کفر، نفاق، ارتداد، زندقہ، ختم نبوت، اجماع، تواتر، متواترات کی اقسام، وحی، کشف، الہام کی تعریفات وتشریح، صوفیاء کی شطحیات، قرآنی آیات کے ظاہری اور باطنی معنی اور ایسے اصول وضوابط بیان فرمائے کہ عدالت کو علیٰ وجہ البصیرت قادیانیت کے باطل ہونے کا یقین کامل ہو گیا۔ حضرت مولانا ابوالوفاء شاہجہان پوری نے چشم کشا دلائل پر مبنی نہایت علمی وتحقیقی جواب الجواب عدالت میں پیش کیا جو تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل تھا۔ اس مسکت جواب الجواب نے قادیانی تاویلات کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے۔

مقدمہ زیر بحث کا فیصلہ چونکہ بڑے دوررس نتائج کا حامل تھا، لہٰذا عدالت مجاز نے فریقین کو پوری آزادی کے ساتھ اپنا مؤقف پیش کرنے کا موقع دیا جس کے نتیجہ میں مدعا علیہ کی جانب سے مدعیہ کے ایک ایک گواہ کے بیان اور جرح پر بعض اوقات مسلسل ایک ایک ماہ صرف ہوا اور اس نتیجہ میں فریقین کی جانب سے جو شہادتیں پیش ہوئیں، وہ کئی سو صفحات پر مشتمل ہیں۔ دسمبر 1934ء میں جب کہ شہادت فریقین ختم ہو کر فیصلہ زیر غور تھا، جلال الدین شمس قادیانی مختار مدعا علیہ کی جانب سے ایک درخواست 4 دسمبر 1934ء کو پیش کی گئی کہ عبدالرزاق مدعا علیہ مؤرخہ 10 نومبر 1934ء کو فوت ہو گیا ہے، لہٰذا مقدمہ زیر بحث میں کسی فیصلہ کی ضرورت نہ ہے۔ مزید براں مسل مقدمہ داخل دفتر کر دی جائے۔ (ایک روایت کے مطابق قادیانی قیادت جب ہر طرف سے مایوس ہو گئی تھی تو اس نے ازخود ایک سوچی سمجھی

سازش کے تحت عبدالرزاق مدعا علیہ کو اس امید موہوم پر مروا دیا کہ اس کی موت کے بعد یہ 9 سالہ پرانا قضیہ ختم ہو جائے گا)

ایک طرف قادیانیوں کو اپنے دنیاوی اسباب پر بھروسہ تھا تو دوسری جانب اہل اسلام کو مسبب الاسباب پر کامل یقین تھا اور وہ چاہتے تھے کہ حق و باطل کے اس عظیم مقدمہ پر فیصلہ ہر صورت بحق یا برخلاف مدعا علیہ ضرور صادر ہونا چاہیے۔ مختاران مدعیہ نے مستند قانونی حوالہ جات و نظائر پیش کر کے ثابت کیا کہ کسی ایک فریق کی موت واقع ہو جانے کی صورت میں بھی بروئے قانون مروجہ و شریعت اسلامیہ عدالت کے لیے لازم ہے کہ اس مرحلے پر اپنا فیصلہ صادر کرے۔ جناب محمد اکبر خاں فاضل ڈسٹرکٹ جج نے فریقین کے پیش کردہ قانونی حوالہ جات و نظائر اور قادیانیوں کے کفریہ عقائد کا پوری تحقیق سے جائزہ لینے کے بعد مسماۃ غلام عائشہ مدعیہ کے مؤقف سے اتفاق فرماتے ہوئے 7 فروری 1935ء کو تاریخ ساز فیصلہ صادر فرما کر قرار دیا کہ قرآن پاک، احادیث نبوی ﷺ اور قانون حکومت کی روشنی میں آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین اپنے عقائد اور اعمال کی بناء پر مسلمان نہیں بلکہ مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ فیصلہ میں معزز جج صاحب نے لکھا:

- ''یہ قرار دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ قادیانی عقائد اختیار کرنے کی وجہ سے مرتد ہو چکا ہے۔ لہٰذا اُس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح تاریخ ارتداد سے مدعا علیہ سے فسخ ہو چکا ہے اور اگر مدعا علیہ کے عقائد کو بحث مذکورہ بالا کی روشنی میں دیکھا جائے تو بھی مدعا علیہ کے اِدّعا کے مطابق مدعیہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی امتی نبی نہیں ہوسکتا اور یہ کہ اس کے علاوہ جو کہ دیگر عقائد مدعا علیہ نے اپنی طرف منسوب کیے ہیں، وہ گو عام اسلامی عقائد کے مطابق ہیں لیکن ان عقائد پر وہ انہی معنوں میں عمل پیرا سمجھا جاوے گا جو معنی مرزا قادیانی نے بیان کیے ہیں۔ یہ معنی چونکہ ان معنوں کے مغائر ہیں جو جمہور امت آج تک لیتی آئی ہے، اس لیے بھی وہ مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا اور ہر دو صورتوں میں وہ مرتد ہی ہے اور مرتد کا نکاح چونکہ ارتداد سے فسخ ہو جاتا ہے، لہٰذا مدعیہ کے حق میں ڈگری صادر کی جاتی ہے کہ وہ تاریخ ارتداد مدعا علیہ سے اس کی زوجہ نہیں رہی۔ مدعیہ خرچہ مقدمہ بھی اَزاں مدعا علیہ سے لینے کی حق دار ہوگی۔''

قادیانیوں کے مزورانہ بیانات کی تردید میں علماء اسلام کے باطل شکن دلائل نے

قادیانیت کے مکروہ چہرے کو عدالت کے روبرو جس انداز سے بے نقاب کیا، وہ قابل صد تحسین ہے۔ انہوں نے اسلام اور قادیانیت کے مابین حق وباطل، صدق وکذب اور کھرے و کھوٹے کا فرق و امتیاز لیل ونہار کی طرح عدالت کے سامنے نمایاں کیا۔ علماء کرام کے ترکش استدلال سے نکلنے والے تیروں میں اس قدر قوت وشوکت کا دبدبہ تھا کہ ان کے نوک پیکاں نے قادیانیت کے تحریفاتی اور تاویلاتی قلعہ کو زمین بوس کر دیا۔

24 جولائی 1926ء سے لے کر 7 فروری 1935ء تک مقدمہ میں کئی مرحلے ایسے آئے جب بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا کہ قادیانی مکر وفریب کی وجہ سے مسلمان شکست سے دوچار ہونے والے ہیں مگر حضرت شیخ الجامعہؒ کے پائے ثبات میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی اور آپ دل جمعی اور کمال حکمت عملی سے مقدمہ کی پیروی پر ڈٹے رہے۔ بالآخر فتح وکامرانی نے آپ کے قدم چومے۔ جب شیخ الاسلام حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ مقدمہ مرزائیہ بہاولپور کی کامیابی کا سہرا اپنے سر سجانے کا اعزاز حاصل کر چکے تھے۔ ایک دن آپؒ اپنے کتب خانے میں بیٹھے محو مطالعہ تھے کہ اچانک آپ کا خادم حاضر خدمت ہوا اور ایک ایسے اجنبی شخص کا ذکر کیا جو مدینہ منورہ سے خاص طور پر آپ سے ملنے کے لیے آیا تھا۔ مدینہ منورہ سے ریاست بہاولپور میں چھ مہینوں پر محیط لمبا اور کٹھن سفر طے کر کے پہنچنے والا یہ شخص متجسس تھا کہ آخر اتنی دور بیٹھے شخص کو حضور خاتم النبیین ﷺ کی طرف سے سلام کہنے کا حکم کیونکر صادر ہوا۔ اسی تجسس واشتیاق کے عالم میں مدینہ منورہ کا وہ باسی حاضر خدمت ہوا اور سلام کے بعد اپنی روئیداد پیش کی اور بتایا کہ ایک رات خواب میں مجھے رسول اللہ ﷺ کے دیدار کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ ریاست بہاولپور میں میرے محبّ غلام محمد گھوٹوی سے ملاقات کے لیے جاؤ اور انہیں میرا خصوصی سلام پہنچاؤ۔ اس حکم کا ملنا تھا کہ میں فوراً رخت سفر باندھ کر روانہ ہو گیا اور جانگسل سفر کرتا ہوا مختلف لوگوں سے آپ کا پتہ پوچھتا ہوا یہاں پہنچا ہوں۔ اب آپ مجھے بتلائیے کہ آپ کا ایسا کون سا عمل ہے جس کی بناء پر پیارے آقا ومولا ﷺ نے مجھے اتنی دور سے خاص طور پر آپ کے پاس بھیجا۔ اس پر شیخ الجامعہ علامہ غلام محمد گھوٹویؒ خوشی وانبساط سے رونے لگے اور سسکیوں میں کہنے لگے کہ میرا کوئی اور عمل تو ایسا نہیں جس پر مجھے یہ شرف نصیب ہوتا! البتہ تحفظ ختم نبوت کے کام میں، میں نے اپنی سی کوشش کی اور ممکن ہے کہ یہ اسی ادنی سی کوشش کا صلہ ہو کہ مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا۔

جید علماء کرام کا کہنا ہے کہ مقدمہ بہاولپور، فتنہ قادیانیت کی تردیداور سرکوبی میں ایک ایسی تاریخی دستاویز ہے کہ اس کے عمیق مطالعہ کے بعد کسی دوسری تصنیف کی حاجت نہیں رہتی۔ یہ فیصلہ برصغیر کی تاریخ میں ناصرف ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اپنی جامعیت اورقوت استدلال کے لحاظ سے یقیناً بے نظیر ہے۔ بلاشبہ پوری امت مسلمہ جناب محمد اکبر خاں (ڈسٹرکٹ جج بہاولپور) کی شکر گزار ہے کہ انہوں نے کمال عدل وانصاف اور محنت و عرق ریزی سے ایسا یادگار فیصلہ صادر کیا کہ اس کا ایک ایک حرف قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا۔اس فیصلہ کی اہمیت و جامعیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قادیانیوں نے اپنے نام نہاد خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی سربراہی میں سر ظفر اللہ قادیانی سمیت جمع ہو کر کئی دنوں تک اس فیصلے کے خلاف اپیل کرنے کی مشاورت کی لیکن آخر کار اس نتیجہ پر پہنچے کہ فیصلہ قانونی طور پر اتنا مضبوط اور ٹھوس بنیادوں پر صادر ہوا ہے کہ اپیل بھی ہمارے خلاف جائے گی۔ چنانچہ مزید شکست سے بچنے کے لیے قادیانیوں نے اس تاریخی فیصلہ کے خلاف ملک کی کسی عدالت میں کسی قسم کی کوئی اپیل نہیں کی۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت کا تحفظ اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔اس سے معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں، رزق میں برکت پیدا ہوتی ہے، یہ عظیم الشان کام قبر میں چراغ نجات ہے، اندھیرے میں روشنی ہے، جہنم کی آگ کے لیے آڑ ہے، پل صراط سے جلدی سے گزارنے والا ہے، جنت کی یقینی ضمانت ہے۔ تحفظ ختم نبوت اور جنت الفردوس لازم وملزوم ہیں۔اس حقیقت میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کام کرنے والا ہر شخص جنتی ہے۔جو شخص تحفظِ ختم نبوت کے کام کی حلاوت اور مٹھاس کو ایک دفعہ چکھ لیتا ہے، وہ لازماً جان جاتا ہے کہ یہ کام باقی تمام کاموں سے افضل ترین اور اہم ترین ہے۔ ممکن ہے اس دنیا میں ہمیں تحفظ ختم نبوت کے کام کی اہمیت و فضیلت کا احساس نہ ہو، مگر آخرت میں اس عظیم کام کے بدلہ میں اس قدر انعام واکرام ملیں گے کہ ہمیں اس کا اندازہ ہی نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ تحفظ ختم نبوت کا کام کرتے ہیں، وہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے انعامات پر بے حد خوش ہوں گے جبکہ دیگر لوگ اس سے محرومی پر بڑے افسوس کا اظہار کریں گے۔ تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے ہر خوش نصیب کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کا معاملہ بھی اللہ رب العزت اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہے اور

اس کے صلے میں دنیا و آخرت میں وہ اُسے مایوس نہیں کریں گے۔ یہ ایک ایسی آزمودہ چیز ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ایک ارشاد پاک کا مفہوم ہے ’’اگر کسی نے ہم پر کوئی احسان کیا ہے تو ہم نے اس کا بدلہ دے دیا ہے سوائے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے کہ ان کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن انہیں اللہ تعالیٰ خود دے گا‘‘۔ یہ قاعدہ و قانون اب بھی موجود ہے۔ آج بھی اگر کوئی شخص حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت اور عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے کام کرتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے اس فعل سے نہ صرف بے حد خوش ہوتے ہیں بلکہ آپ ﷺ، اس شخص کے اس احسان کا بدلہ قیامت کے دن اپنی شفاعت کے ذریعے ادا فرمائیں گے...... ایک گنہگار امتی کو اس سے بڑھ کر اور کیا انعام چاہیے!

یاد رکھیے! یہ مقدمہ دو فریقوں کے مابین کسی ذاتی رنجش کا نتیجہ نہیں بلکہ حق و باطل کا ایک معرکہ تھا۔ اس مقدمہ میں محترمہ غلام عائشہ اور ان کے والد گرامی کا عزیمت و استقامت سے بھرپور کردار قابل صد ستائش ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جید علماء کرام کی شبانہ روز محنت، مخلصانہ فکر اور نتیجہ خیز کاوشیں رنگ لائیں جس پر وہ بھی پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں۔ نواب آف بہاولپور اور محترم جج صاحب کا شاندار کردار بھی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ مقدمہ بہاولپور کی کامیابی میں ان شخصیات کی قسمت پر رشک کرتے ہوئے میں عالم تصور میں کیا دیکھتا ہوں کہ نورانیت سے بھرپور سرسبز و شاداب ایک وسیع و عریض میدان ہے جس کی تا حد نظر روشنی، چاندنی کی ٹھنڈک اور لطافت سے بھرپور ہے۔ مسحور کن اور فرحت بخش خوشبوئیں ہر سو پھیلی ہوئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ’عدن‘ ہے۔ حضرت امی عائشہ صدیقہؓ اور دیگر ازواج مطہراتؓ غلام عائشہ کو پھولوں کے ہار پہنا رہی ہیں۔ سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے کمال شفقت سے ان کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں تھاما ہوا ہے۔ حضرت اُم عمارہؓ بڑی اپنائیت سے اُن کی بلائیں لے رہی ہیں۔ دوسری جانب حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دیگر جید صحابہ کرامؓ اپنی دل آویز مسکراہٹوں کے ساتھ حضرت علامہ غلام محمد محدث گھوٹویؒ، جناب نواب صادق محمد خانؒ، جج محمد اکبر خانؒ اور اس کیس سے متعلقہ علماء و مشائخ کو گلے لگا کر استقبال کر رہے ہیں۔ صدیقوں اور شہیدوں کی ایک کثیر تعداد یہ ایمان افروز منظر دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں سما رہی۔ ہر طرف مرحبا کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ ان حضرات کی پیشانیاں ستاروں کی طرح چمک رہی ہیں۔ ان کے سروں پر نہایت خوبصورت تاج

رکھے جارہے ہیں جو یاقوت و مرجان ایسے جواہرات سے منقش اور مزین ہیں۔ فرشتوں کی ایک جماعت انہیں گارڈ آف آنر پیش کررہی ہے۔ معلوم ہورہا تھا کہ ان حضرات کو پیارے آقا حضور خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ اقدس میں لے جانے کی تیاری ہورہی ہے۔ میں حسرت و یاس کی تصویر بنا یہ منظر دیکھ کر خواہش کرتا ہوں کہ کاش میں بھی تحفظ ختم نبوت کے اس مقدمہ میں اپنا حصہ ڈالتا اور آج ان بے عدیل انعام واکرام سے نوازا جاتا۔ دفعتاً اس مبارک منظر کے تصور سے باہر آتا ہوں تو آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ اپنے نامہ اعمال پر نظر دوڑاتا ہوں تو کوئی بھی ایسی خاص نیکی نہیں ملتی جس پر فخر کرسکوں۔ پھر اللہ تعالیٰ سے عہد وفا کرتا ہوں کہ جب تک جسم میں جان ہے، تحفظ ختم نبوت کا کام خود بھی کروں گا اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین وترغیب دوں گا۔ (ان شاء اللہ)

❁......❁......❁

لَوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجُود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جُنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا اِمام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجُود بھی حجاب!

13

QADIANI-ISRAELCONNECTIONS

قادیانی اسرائیل گٹھ جوڑ

اسلام اور پاکستان کے خلاف گھناؤنی سازشوں میں ملوث قادیانی
اور یہودیوں کے خفیہ اہداف و مقاصد پر مبنی ایک چشم کشا دستاویز

محمد متین خالد

یہودیوں اور قادیانیوں کی نظریاتی مماثلت اور اشتراک کا تجزیہ کرتے ہوئے حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا: ''قادیانیت اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے، گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے''۔ اس تناظر میں یہ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ برطانوی استعمار نے برصغیر میں اس فتنے کو جسے دنیا 'قادیانیت' کے نام سے جانتی ہے، آب ودانہ اور بال و پر فراہم کیے۔ یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ بیسویں صدی میں برطانوی سامراج نے پہلی عالمگیر جنگ سے قبل اس خطے میں دجال پنجاب آنجہانی مرزا قادیانی کے گروہ کو پروان چڑھانے کے لیے تمام وسائل صرف کیے تاکہ اسلامیان برصغیر کے قلوب واذہان کی الواح سے محبت رسول ﷺ، روح جہاد اور شوق شہادت کے جذبات کو محو کیا جاسکے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے مسیلمہ پنجاب اور اس کے پیروکاروں کو ہمہ جہتی تحفظ فراہم کر کے پنجاب کے طول و عرض میں پھیلا دیا گیا تاکہ وہ برطانوی جارحیت اور قبضہ کے جواز میں تنسیخ جہاد کا پرچار کریں اور قیصرہ ہند (ملکہ وکٹوریہ) کے دور کو عہد امن قرار دے کر تحریک مزاحمت اور تحریک آزادی کو بغاوت، غدر اور شورش قرار دے کر ان کی سرکوبی اور بیخ کنی کے لیے کیے جانے والے وحشیانہ اور بہیمانہ مظالم کو فکری ونظری سطح پر مثبت جواز فراہم کرسکیں اور انہیں غیر ملکی ولزلی زادوں، کلائیو زادوں اور ہڈسن زادوں کی نسل کشی کی تحریک کو ہندوستان کے اطراف واکناف میں اصلاح احوال اور قیام امن واستحکام کے اقدامات سے تعبیر کروایا جاسکے۔

پہلی عالمگیر جنگ کے دوران یہودی سرمایہ کاروں نے ترکانِ عثمانیہ کی خلافت کی بساط لپیٹنے کے لیے سلطان عبدالحمید کو **15** ملین پاؤنڈ سٹرلنگ دینے کا اعلان کیا۔ اِس دور میں یہ ایک انتہائی پرکشش آفر تھی۔ انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ برطانوی استعمار کے ساختہ پرداختہ یہودیوں نے کئی میٹرک ٹن سونا دینے کی بھی پیش کش کی۔ واضح رہے کہ اس دور میں ترکی معاشی دیوالیہ پن کا بھی شکار تھا۔ اس کی قومی و داخلی معیشت آکسیجن ٹینٹ میں نزع کی آخری ہچکیاں لے رہی تھی۔ بادی النظر میں عثمانی خلیفہ کو یہ

پیشکش قبول کر لینا چاہیے تھی تا کہ وہ اس کے ذریعے بحرانوں کے تلاطم میں گھری عثمانی خلافت کی ناؤ کو سنبھالا دے سکتا لیکن انہوں نے یہ پیش کش لانے والے یہودی مہاجن تھیوڈر ہرزل(Theodor Herzl) سے پوچھا: اس امداد کے بدلے آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں''؟ اس نے کہا: ''ہم یروشلم کے اردگرد فلسطین کے چند مربع میل علاقے کے مالکانہ حقوق چاہتے ہیں۔'' یاد رہے کہ یہودی سرمایہ کار ہرزل سے عثمانی خلیفہ کے یہ مذاکرات قصر خلافت کے پائیں باغ میں ہو رہے تھے۔ یہ سنتے ہی خلیفہ نے پائیں باغ کے سبزہ زار سے اپنے دائیں ہاتھ سے گھاس کا ایک چھوٹا سا تنکا اٹھایا اور کہا: ''ہرزل! کان کھول کر سنو! اگر معاشی امداد کے اس پیکیج میں تم ہزار گنا اضافہ بھی کر دو تو میں تمہیں ارض فلسطین کی گھاس کا ایک خشک تنکا اور خودرو جھاڑی کا ایک کانٹا بھی نہ دوں گا''۔

ان مذاکرات کی ناکامی کے بعد یہودی سرمایہ کاروں نے اپنے مغربی آقاؤں سے پخت و پز شروع کر دی اور ان کے تعاون سے قیام اسرائیل کی راہ میں پہلی رکاوٹ خلافت عثمانیہ کے خاتمے کو اپنا نصب العین بنایا۔ 1923ء میں جب خلافت عثمانیہ کا چراغ گل ہو گیا تو جہاں لندن میں یہودیوں نے جشن مسرت منایا، وہاں قادیان میں بھی گھی کے چراغ جلائے گئے۔ یہودیوں اور قادیانیوں کے اس مشترکہ اظہار مسرت نے ثابت کر دیا کہ ''اصل میں دونوں ایک ہیں''۔ اس دوران عرب ممالک میں نیشنلزم کی بارودی سرنگیں بچھا کر ان کی وحدت کا شیرازہ بکھیر دیا گیا۔ نجد و حجاز میں شورش بپا کی گئی اور بغداد سے حجاز تک ریلوے نیٹ ورک کا آغاز کرنے والے ترکوں کے خلاف منافرت کو باقاعدہ مسلح بغاوت کا روپ دیا گیا اور جزیرہ ہائے عرب کے قبائل کی مدد سے لارنس آف عریبیہ اور اس کے ساتھی عرب ہم نواؤں نے نجد و حجاز پر قبضہ کر لیا۔ مصر، شام، اردن اور عراق جو ارض فلسطین کی ہمسائیگی میں واقع تھے، وہاں بھی شامی، مصری اور میسوپوٹیمین(Mesopotamian) اور بے بی لون(Babylon) عصبیت کے شعلوں کو ہوا دی۔ قادیانیوں کے سرغنہ مرزا بشیر الدین محمود نے ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیرنے پر برطانوی سامراجی حکومت کے مذموم اقدامات کی کھل کر حمایت اور تعاون کیا۔

اس پس منظر میں واضح ہوگیا کہ فتنہ قادیانیت ایک سیاسی تحریک ہے جس نے مذہب کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ یہ انگریز سامراج کا خود کاشتہ پودا ہے جسے اس نے مسلمانوں کے دلوں سے حضور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی محبت وعقیدت ختم کرنے، جہاد کو حرام قرار دینے، اسلامی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے، مسلمانوں کی وحدت وسالمیت کو پارہ پارہ کرنے اور اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لیے پروان چڑھایا۔

حقوق انسانی، رواداری، تحمل اور برداشت کی آڑ میں یہ شجر خبیثہ آج تناور درخت کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ دین اسلام کو جتنا نقصان آستینوں کے ان سانپوں سے پہنچا، اتنا نقصان شاید کسی دوسری کفریہ طاقت سے نہیں پہنچا۔ اسلام دشمن طاقتوں کے مذموم مقاصد کو پورا کرنے کے لیے اس کے ایجنٹ تبلیغ کے نام پر پوری دنیا میں سرگرم عمل ہیں۔ اسرائیل میں حیفا کے مقام پر سرگرم عمل قادیانی مشن کو قادیانی مافیا کے سربراہ کی طرف سے ہدایت ہے کہ وہ عرب ممالک پر قبضے، فلسطین کو تاراج کرنے اور صہیونی عزائم کو پورا کرنے کے لیے اسرائیل کی ہر ممکن مدد کریں۔ بابائے اسرائیل بن گوریان (David Ben-Gurion) نے پاکستان کے خلاف جس دشمنی اور نفرت کا اظہار کیا تھا، قادیانی اس کی تکمیل کے لیے اسے اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر کوشاں ہیں۔

نبوت کا جو معیار یہودیوں کے ہاں موجود ہے، وہی معیار قادیانیت نے اپنے ہاں ملحوظ رکھا ہے۔ سیدنا مسیح ابن مریم علیہ السلام سے دشمنی اور ان پر الزمات یعنی جس طرح اور جو جو الزامات یہود نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر عائد کیے ہیں، وہی الزامات جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی نے ان پر لگائے۔ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو شعبدہ بازی اور جادو کا ایک سلسلہ قرار دیا۔ کسر صلیب کے نام پر اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزاتی پیدائش پر تنقید کی۔ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر شراب نوشی، یہودیوں کو گالیاں دینے اور فاحشہ عورتوں کے ساتھ تعلقات جیسے الزامات عائد کیے۔ مرزا قادیانی نے حضرت مریم علیہا السلام کی حیات مقدسہ پر بھی بہتان تراشی کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سنگین الزامات عائد کرنے اور ان

کے مرتبہ کو گھٹانے کی ناپاک کوششوں کے بعد اس نے اپنے آپ کو ہر لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے برتر ثابت کیا۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہا السلام پر اس کے گستاخانہ اور طنزیہ حملوں کی نوعیت کو سمجھنے کے لیے چند حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں۔

1- ''آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔''

(انجام آتھم صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 291 از مرزا قادیانی)

2- ''مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو۔ شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (نور القرآن صفحہ 12 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 387 از مرزا قادیانی)

3- ''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔''

(کشتی نوح حاشیہ صفحہ 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 71 از مرزا قادیانی)

4- ''یسوع اس لیے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خواری کا ایک بدنتیجہ ہے۔''

(ست بچن حاشیہ صفحہ 172 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 296 از مرزا قادیانی)

5- ’’مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو اور تمام عمر خاوند نہ کرے لیکن جب چھ سات مہینے کا عمل نمایاں ہو گیا۔ تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نامی ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔‘‘

(چشمہ مسیحی ص24 مندرجہ روحانی خزائن ج20 ص355،356 از مرزا قادیانی)

اسلامی عقائد میں تحریف کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی نے یہودی مذہبی نظریات کا احیاء کیا۔ اس نے اپنے گروہ کو بنی اسرائیل کا نام دیا اور اپنی وحی والہامات میں بڑے فخر سے اپنے آپ کو اسرائیلی قرار دیا۔ ایک جگہ لکھتا ہے:

- ’’کففت عن بنی اسرائیل‘‘ ’’اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے۔ اس طرح پر وہ بنی اسرائیل ٹھہرے‘‘۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات از مرزا قادیانی ص 451،452 طبع جدید)

- ’’کففت عن بنی اسرائیل‘‘ ’’فرمایا، بنی اسرائیل سے مراد وہ قوم ہے جس پر اس قسم کے واقعات تکلیف وارد ہوئے ہوں جیسے کہ بنی اسرائیل پر فرعون کے زمانہ میں ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت بنی اسرائیل سے مشابہ ہے‘‘۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات از مرزا قادیانی ص448، 449 طبع جدید)

اسرائیل میں قادیانی مشن کی موجودگی کا ذکر آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے اور مرزا بشیر الدین محمود کے بیٹے مرزا مبارک احمد نے اپنی کتاب (Our Foreign Missions) میں کیا ہے، جو 1958ء میں ربوہ میں شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب کے صفحہ 54 پر وہ لکھتا ہے:

- ’’احمدیہ مشن اسرائیل میں حیفا (ماؤنٹ کرمل) کے مقام پر واقع ہے اور وہاں ہماری ایک مسجد، ایک مشن ہاؤس، ایک لائبریری، ایک بکڈپو اور ایک سکول موجود ہے۔ ہمارے مشن کی طرف سے ’’البشریٰ‘‘ کے نام سے ایک ماہانہ عربی رسالہ جاری ہے جو

تیس مختلف ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بہت سی تحریریں اس مشن نے عربی میں ترجمہ کی ہیں۔ فلسطین کے تقسیم ہونے سے یہ مشن کافی متاثر ہوا۔ چند مسلمان جو اس وقت اسرائیل میں موجود ہیں، ہمارا مشن ان کی ہر ممکن خدمت کر رہا ہے اور مشن کی موجودگی سے ان کے حوصلے بلند ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ہمارے مشنری کے لوگ حیفا کے میئر سے ملے اور اُن سے گفت وشنید کی۔ میئر نے وعدہ کیا کہ احمدیہ جماعت کے لیے کبابیر میں حیفا کے قریب وہ ایک سکول بنانے کی اجازت دے دیں گے۔ یہ علاقہ ہماری جماعت کا مرکز اور گڑھ ہے۔ کچھ عرصہ بعد میئر صاحب ہماری مشنری دیکھنے کے لیے تشریف لائے۔ حیفا کے چار معززین بھی ان کے ہمراہ تھے۔ اُن کا پروقار استقبال کیا گیا۔ جس میں جماعت کے سرکردہ ممبر اور سکول کے طالب علم بھی موجود تھے۔ اُن کی آمد کے اعزاز میں ایک جلسہ بھی منعقد ہوا، جس میں انہیں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ واپسی سے پہلے میئر صاحب نے اپنے تأثرات مہمانوں کے رجسٹر میں بھی تحریر کیے"۔

(OUR FOREIGN MISSIONS by Mirza Mubarak Ahmad)

یہ کھلی حقیقت ہے کہ جلال دین قمر جو کہ ربوہ کا قادیانی مبلغ تھا، 1956ء سے اسرائیل میں کام کر رہا تھا جب چوہدری شریف کو اسرائیل سے واپس پاکستان بلایا گیا۔ اس کے علاوہ تمام قادیانی مبلغین جو 1928ء سے اسرائیل مشن میں تعینات تھے مثلاً جلال دین شمس، اللہ دتہ جالندھری، رشید احمد چغتائی، نور احمد اور چوہدری شریف، اسرائیل میں کام کرنے کے بعد ربوہ میں مقیم تھے۔ جب وہ بیرون ملک تھے تو ان کے خاندانوں کے ان سے پراسرار ذرائع سے روابط موجود تھے۔ جماعت کے مجموعی تبلیغی ڈھانچے کا ایک حصہ اسرائیل میں قادیانی مشن کی صورت میں موجود تھا۔ قادیانی خلیفہ اس جماعت کا سب سے بڑا سرخیل تھا۔ تمام مشنوں کے معاملات جن میں اسرائیلی مشن بھی شامل ہے، خلیفہ کے تحت تھے اور وہ ان کے معاملات کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ اسرائیل میں قادیانی امیر خلیفہ کی ہدایات اور احکامات کے تحت کام کرتا تھا۔

1934ء میں مرزا محمود خلیفہ قادیان نے اپنے استعماری صہیونی مقاصد کی

تکمیل کے لیے تحریک جدید کے نام سے ایک تحریک کی بنیاد رکھی اور جماعت سے سیاسی مقاصد کے لیے اس تحریک کے لیے بڑی رقم کا مطالبہ کیا تو بیرون ہند قادیانی جماعتوں میں سب سے زیادہ حصہ فلسطین کی جماعت نے لیا۔ اور تاریخ احمدیت کے مطابق ’’فلسطین کی جماعت حیفا اور مدرسہ احمدیہ کبابیر نے قربانی اور اخلاص کا نمونہ پیش کیا، اور مرزا محمود نے اس کی تعریف کی۔‘‘ بالآخر جب برطانوی وزیر خارجہ مسٹر بالفور کے 1917ء کے اعلان کے مطابق 1948ء میں بڑی ہوشیاری سے اسرائیل کا قیام عمل میں آیا، تو چن چن کر فلسطین کے اصل باشندوں کو نکال دیا گیا۔ مگر یہ اجازت صرف قادیانیوں کو نصیب ہوئی کہ وہ بلا خوف جھجک وہاں رہیں اور انہیں کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ خود مرزا بشیر الدین محمود نہایت فخریہ انداز میں اس کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے:

❑ ’’عرب ممالک میں بے شک ہمیں اس قسم کی اہمیت حاصل نہیں جیسی اِن (یورپی اور افریقی) ممالک میں ہے پھر بھی ایک طرح کی اہمیت ہمیں حاصل ہوگئی ہے اور وہ یہ کہ فلسطین کے عین مرکز میں اگر مسلمان رہے، تو وہ صرف احمدی ہیں‘‘۔

(روزنامہ الفضل لاہور صفحہ 5، 30 اگست 1950ء)

اگر قادیانی جماعت بین الاقوامی صیہونیت کی آلہ کار نہ ہوتی اور عالم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس کا کردار نہایت گھناؤنا نہ ہوتا تو کبھی بھی اسرائیل کے دروازے ان پر نہ کھل سکتے۔ قادیانی اس بارہ میں ہزار مرتبہ تبلیغ اسلام کے پردہ میں پناہ لینا چاہیں مگر یہ سوال اپنی جگہ قائم رہے گا کہ اسرائیل میں کیا یہ تبلیغ ان یہودیوں پر کی جارہی ہے جنہوں نے صیہونیت کے خاطر اپنے بلاد اور اوطان کو خیر باد کہا اور تمام عصبیتوں کے تحت اسرائیل میں اکٹھے ہوئے یا ان بچے کچے مظلوم مسلمان عربوں پر مشق تبلیغ کی جا رہی ہے جو پہلے سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حلقہ بگوش ہیں اور صیہونیت کے مظالم سہہ رہے ہیں۔ قادیانی مشن اسرائیل میں موجود ہے تو اسرائیل کی مرضی و منشا کے بغیر اس کا وجود ممکن نہیں۔ قادیانیوں کا اسرائیل میں تبلیغ کے نام پر مشن برقرار رکھنا محض ایک ڈھونگ ہے۔ اسرائیل میں قادیانی مشن کا قیام بلاشبہ یہود و ہنود کے مشترکہ مقاصد اور

عزائم کی آماجگاہ ہے۔

صدر یحییٰ کے دورحکومت میں قادیانیوں کو بے پناہ مراعات میسر رہیں۔ ایم ایم احمد قادیانی ڈپٹی چیئرمین منصوبہ بندی کمیشن اور صدر کا مشیر برائے اقتصادیات مقرر ہوگیا۔ مزید اس کی اندرونی کابینہ کے ایک اہم رکن کے طور پر کام کرتا رہا۔ ظفر اللہ قادیانی نے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ امریکہ اور صدر یحییٰ کے اہل کاروں کے درمیان رابطے کا کام جاری رکھا۔ قادیانی بیوروکریٹس نے ملک کے مستقبل کے سیاسی ڈھانچے میں اپنا خاص کردار ادا کرنے کے لیے نئی حکومت سے تعلقات استوار کر لیے۔ یہودیوں کی قائم کردہ فورڈ فاؤنڈیشن جس کا مرکز اسلام آباد میں تھا، اس کے مشیروں کے ساتھ ایم ایم احمد قادیانی کے قریبی تعلقات قائم تھے۔ ایم ایم احمد کے ڈپٹی چیئرمین ہونے کے دور میں دوسرے، تیسرے اور چوتھے پانچ سالہ منصوبے تیار کیے گئے۔ معاشی منصوبہ بندی کی میکانیت کے ذریعے اس نے استحکام پاکستان کو کھوکھلا کرنے کے امریکی اور یہودی منصوبے کے حصے کے طور پر مشرقی اور مغربی حصوں اور مختلف طبقات کے درمیان آمدنی کی عدم مساوات کی حوصلہ افزائی کی۔ مشرقی پاکستان کے سقوط پر رابطہ عالم اسلامی مکہ (سعودی عرب) نے ایک بیان میں انکشاف کیا کہ پاکستان اشتراکیوں اور صہیونیوں کی تیار کردہ سازش کا شکار ہوگیا ہے۔

''دی جیوش کرانیکل'' لندن نے یہ انکشاف کیا کہ میجر جنرل جیکب (Maj.Gen.Jacob) جو مشرقی پاکستان میں ہندوستانی افواج کا سیکنڈ ان کمانڈ تھا، وہ ایک یہودی تھا۔ وہ برطانوی صہیونی وفاق کے چیئرمین آنجہانی ڈاکٹر آئی ایس فوکس (Dr. I.S.Fox) کا قریبی رشتہ دار تھا۔ اخبار نے یہ بھی لکھا کہ ہندوستانی مسلح افواج میں بڑی تعداد میں یہودی افسر تھے جن میں زیادہ مشہور ریئر ایڈمرل بنجمن ابراہیم سیمسن (Benjamin Abrahem Samson) اور نیوی کے جج ایڈووکیٹ ایلز تھیرا (Elliz Thirad) تھے۔ (امپکٹ لندن 24 دسمبر تا 13 جنوری 1972ء)

اسرائیل پاکستان کی وحدت اور سالمیت کے خلاف ریشہ دوانیوں اور

سازشوں میں سرگرم عمل رہتا ہے کیونکہ وہ پاکستان کو اپنا ازلی اور ابدی حریف تصور کرتا ہے۔اس بات کی تائید اسرائیل کے بانی ڈیوڈ بن گوریان(David Ben-Gurion) کی اگست 1967ء میں سوربون(Sorbonne) یونیورسٹی پیرس میں کی گئی تقریر سے ہوتی ہے جس میں موصوف نے پاکستان کو اسرائیل کے لیے آئیڈیالوجیکل چیلنج قرار دیا۔برطانوی ہفت روزہ جریدے ''جیوش کرانیکل''(Jewish Chronicle) لندن نے جو صہیونی تنظیم کا رسالہ ہے، اپنے 9 اگست 1967ء کے شمارے میں بن گوریان (Bin Gurion) کے دیئے گئے لیکچر کا مندرجہ ذیل اقتباس نقل کرتا ہے۔

❑ ''عالمی صہیونی تحریک کو پاکستان کی طرف سے لاحق خطرات سے بے خبر نہیں ہونا چاہیے اور اب پاکستان کو اس کا پہلا نشانہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ نظریاتی ریاست ہمارے وجود کے لیے ایک خطرہ ہے اور یہ کہ پاکستان کے سب لوگ یہودیوں سے نفرت اور عربوں سے محبت کرتے ہیں۔عربوں سے یہ محبت ہمارے لیے بذات خود عربوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔اس مقصد کے لیے عالمی صہیونیت کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ پاکستان کے خلاف فوری اقدامات کرے۔جبکہ جزائر ہند کے لوگ ہندو ہیں جن کے دل پوری تاریخ میں مسلمانوں کے خلاف نفرت سے بھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان، مسلمانوں کے خلاف کام کرنے کے لیے ہمارے لیے اہم ترین پڑاؤ ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہم اس مرکز سے کام لیں اور پاکستانیوں کو کچل دیں، جو یہودیوں اور صہیونیوں کے دشمن ہیں۔اس کے لیے تمام خفیہ وظاہر منصوبے اپنائے جائیں''۔

(دی فلسطین، بیروت نمبر 120، جلد XL (چالیس) جنوری 1972ء)

ایک امریکی یہودی عسکری ماہر پروفیسر ہرٹز(Hertz) لکھتا ہے:

❑ ''پاکستان کے فوجیوں کے اندر حضرت محمد ﷺ کے لیے بے پناہ محبت و عقیدت موجود ہے اور یہی وہ چیز ہے جو پاکستان اور عربوں کے درمیان تعلق کو مضبوط کرتی ہے اور حقیقت میں یہ عالمی صہیونیت کے لیے ایک سنگین خطرہ اور اسرائیل کی توسیع پسندی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ چنانچہ یہودیوں پر یہ لازم ہے کہ وہ

حضرت محمد ﷺ سے اس محبت و عقیدت کو ہر طریقے سے ختم کر دیں‘‘۔

(دی فلسطین، بیروت نمبر 120 جلد XL (40) جنوری 1972ء)

ڈیوڈ بن گوریان اور پروفیسر ہرٹز کے بیانات کی روشنی میں اسرائیل میں قادیانی مشن کی موجودگی کے کردار اور اسرار و رموز کا عقدہ حل ہو جاتا ہے۔ یہ ایک منطقی بات ہے کہ اسرائیل اپنے حقیقی حریف پاکستان کی اقلیتی جماعت قادیانی مشن کو اپنے ملک میں پناہ دیے ہوئے ہے، تو لامحالہ اس کے ساتھ اسرائیل کے مخصوص مفادات وابستہ ہیں۔ کیونکہ قادیانیوں کا آبائی مرکز قادیان (بھارت) میں واقع ہے۔ جبکہ ان کا ہیڈ کوارٹر ربوہ (پاکستان) میں ہے۔ اسرائیل پاکستان کو بھارت سے رابطہ کیے بغیر نقصان نہیں پہنچا سکتا، چنانچہ اسرائیل کو ایسی جماعت کی ضرورت ہے جو بھارت اور اسرائیل کے درمیان رابطے کا کام دے۔ اسرائیل اور بھارت دونوں پاکستان کے دشمن ہیں۔ پاکستان کے ان مشترکہ دشمنوں میں بااعتماد رابطہ کا کام صرف قادیانی جماعت ہی بخوبی سرانجام دے سکتی ہے، کیونکہ قادیانی بھی پاکستان کے نظریاتی دشمن ہیں۔ بن گوریان کے بیان کے پس منظر میں یہ بات تعجب خیز ہو جاتی ہے کہ پاکستان سے اس شدت سے نفرت کرنے والے اسرائیل نے ایسی جماعت کو سینے سے کیوں لگائے رکھا جن کا ہیڈ کوارٹر یعنی پاکستان ہی ان کے لیے نظریاتی چیلنج ہے۔ ظاہر ہے پاکستانی فوج کی فکری اساس، رسول عربی ﷺ سے غیر معمولی محبت و عقیدت، جنگی قوت کا راز اور جذبہ جہاد ختم کرنے کے لیے جو جماعت نظریہ انکار ختم نبوت اور ممانعت جہاد کی علم بردار بن کر اٹھی تھی، وہی پورے عالم اسلام اور پاکستان میں ان کی منظور نظر بن سکتی تھی، واضح رہے کہ بہت جلد جب سامراجی طاقتوں اور صہیونیوں کو مشرقی پاکستان کی شکل میں اپنے جذبات عناد نکالنے کا موقع ہاتھ آیا تو اسرائیلی وزیر خارجہ ابا ایبان (Abba Eban) نے نہ صرف اس تحریک علیحدگی کو سراہا بلکہ بروقت ضروری ہتھیار بھی فراہم کرنے کی پیشکش کی۔

اس تأثر کو سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے اس بیان سے اور زیادہ تقویت ملتی ہے جس میں انہوں نے انکشاف کیا کہ پاکستان کے عام انتخابات

1970ء میں اسرائیلی روپیہ پاکستان میں آیا اور انتخابی مہم میں اس کا استعمال ہوا۔ آخر وہ روپیہ مرزائیوں کے ذریعہ نہیں تو کس ذریعہ سے آیا اور پاکستان کے وجود کے خلاف ''تل ابیب'' میں تیار کی گئی سازش جس کا انکشاف بھٹو صاحب نے ''الاہرام'' مصر کے ایڈیٹر محمد حسین ہیکل کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا، کیسے پروان چڑھی جبکہ پاکستان کے اسرائیل کے ساتھ سوائے قادیانی مشنوں کے اور کوئی رابطہ نہیں تھا۔ بھٹو نے بذات خود ایک صحافی کے سوال کے جواب میں یہ انکشاف کیا کہ پاکستان کو ایک سازش کے تحت توڑا گیا ہے۔ سوال کرنے والے نے پوچھا کہ آیا یہودیوں نے تقسیم پاکستان میں کوئی کردار ادا کیا ہے؟ بھٹو صاحب نے کہا کہ ''کئی قوتیں مل گئی تھیں اور ایک بین الاقوامی سازش ہوئی تھی''۔ (پاکستان ٹائمز، راولپنڈی 27 جنوری 1972ء)

یاد رہے کہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ پاکستان اکھنڈ بھارت بنے گا۔ قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے کہا تھا:

- ''ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں بے شک یہ کام بہت مشکل ہے۔ مگر اس کے نتائج بھی بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تا احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے چنانچہ اس رویا میں اسی طرف اشارہ ہے، ممکن ہے عارضی طور پر افتراق پیدا ہو اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو جائے۔''

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان 5 اپریل 1947ء صفحہ 3)

- ''میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے، لیکن اگر قوموں کی غیر معمولی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے تو یہ اور بات ہے۔ اس طرح ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضا مند ہوئے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے، اور پھر یہ کوشش کریں

گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائے۔"

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان 16 مئی 1947ء صفحہ 2)

اسی طرح قادیانی خلیفہ مرزا طاہر نے لندن کے ایک اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

- "اللہ تعالیٰ پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو تباہ کر دے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ چند دنوں میں آپ خوش خبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا ہے۔"

(ہفت روزہ چٹان 16 اگست 1984ء، جلد 39، شمارہ 31)

حضرت علامہ محمد اقبالؒ کی فتنۂ قادیانیت سے بیزاری کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے کہ انہوں نے پنڈت جواہر لال نہرو کے نام اپنے 21 جون 1936ء کے مکتوب میں قادیانیوں کو اسلام اور ملک دونوں کا غدار قرار دیا۔

اسرائیل میں قادیانی مشن کی موجودگی اور یہودیوں سے قادیانیوں کے تعلقات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ وہ اسرائیل کے لیے سیاسی اور فوجی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ 1972ء تک اسرائیل میں چھ سو کی تعداد میں قادیانی موجود تھے۔ ظاہر ہے یہ تعداد اب پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہوگی۔ یہ تفصیل پولیٹیکل سائنس کے یہودی پروفیسر آئی ٹی نومانی کی کتاب (Israel A Profile) اسرائیل اے پروفائل کے صفحہ 75 پر موجود ہے۔ یہ کتاب پالمال لندن سے 1972ء میں شائع ہوئی تھی۔

قادیانی تیسرے دوست ملک سے ویزہ کے لیے اسرائیل جاتے رہے اور وہاں تمام حقوق اور استحقاق سے مستفید ہو رہے ہیں جن میں یہودی ایجنسی کے انتہائی وفادار سپاہی ہونے کی حیثیت سے وہ اسرائیل کی فوج میں بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ دیگر مذاہب اور اقلیتی نسلی گروپوں کے برعکس قادیانیوں کے حکومت اسرائیل کے ساتھ گہرے مراسم ہیں اور اس کی انہیں مکمل سرپرستی حاصل ہے۔ قادیانی آرگن "الفضل" اس سے بھی کئی سال پہلے لکھ چکا تھا:

❑ ''اگر یہودی اس لیے بیت المقدس کی تولیت کے مستحق نہیں کہ وہ جناب مسیح اور حضرت نبی کریم ﷺ کی رسالت ونبوت کے منکر ہیں اور عیسائی اس لیے غیر مستحق ہیں کہ انہوں نے خاتم النبیین کی رسالت ونبوت کا انکار کر دیا ہے تو یقیناً یقیناً غیر احمدی (مسلمان) بھی مستحق تولیت بیت المقدس نہیں کیونکہ یہ بھی اس زمانہ میں مبعوث ہونے والے خدا کے اولوالعزم نبی (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منکر اور مخالف ہیں۔ اور اگر کہا جائے کہ مرزا صاحب کی نبوت ثابت نہیں تو سوال ہوگا، کن کے نزدیک؟ اگر جواب یہ ہو کہ نہ ماننے والوں کے نزدیک، تو اسی طرح یہود کے نزدیک مسیحؑ اور آنحضرت ﷺ کی اور مسیحیوں کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت بھی ثابت نہیں۔ اگر منکرین کے فیصلہ سے ایک نبی، غیر نبی ٹھہر جاتا ہے تو کروڑوں عیسائیوں اور یہودیوں کا اجماع ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ منجانب اللہ، نبی اور رسول نہ تھے۔ پس اگر ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا یہ اصول درست ہے کہ بیت المقدس کی تولیت کے مستحق تمام نبیوں کے ماننے والے ہی ہو سکتے ہیں تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ احمدیوں کے سوا، خدا کے تمام نبیوں کا مومن اور کوئی نہیں''۔ (''روزنامہ الفضل'' قادیان، جلد 9، شمارہ 36، 7 نومبر 1921ء)

فلسطین کو قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر بنانے کے لیے مرزا بشیر الدین محمود 1922ء میں بہ نفس نفیس فلسطین گیا۔ وہاں برطانیہ کی جاسوسی کے محکمہ کا افسر اعلیٰ ایک یہودی کو بنایا گیا۔ اس موقع پر قادیانی جماعت کے سربراہ نے اعلان کیا کہ عنقریب یہودی اس خطے کے مالک ہو جائیں گے۔ مرزا بشیر الدین محمود کے دور میں قادیانی جماعت کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کو بے نقاب کرتے ہوئے آغا شورش کاشمیریؒ رقم طراز ہیں:

❑ ''مرزا محمود نے برطانوی مقاصد برآری کے لیے جنگ عظیم اول سے پہلے افریقہ میں مشن قائم کیے اور عرب ملکوں میں سکاٹ لینڈ یارڈ کے ماتحت اپنے معتمدین بھجوائے، جو اس کے حسب ہدایت کام کرتے، چنانچہ اسلامی ملکوں میں کام کرنے کے لیے برطانیہ کے محکمہ جاسوسی کی تجویز پر قادیانیوں کا دفتر لندن میں قائم کیا گیا تا کہ براہ راست کنٹرول ہو سکے۔ اس غرض سے خواجہ کمال الدین دسمبر 1912ء کو انگلستان روانہ

ہو گئے۔ انہوں نے وہاں بات چیت کے بعد قادیانی خلیفہ حکیم نور الدین کو لکھا، تو حکیم صاحب نے چودھری فتح محمد ایم۔ اے کو پہلا قادیانی مبلغ مقرر کیا اور وہ 28 جون 1913ء کو لندن روانہ ہو گیا۔ دوسرا مشن سکاٹ لینڈ یارڈ کے حسب ہدایت افریقہ کے جزیرہ مارشیش میں قائم کیا گیا۔ اس کا انچارج صوفی غلام محمد بی۔ اے کو بنایا گیا جو فروری 1915ء میں روانہ ہو گیا اور پہلی جنگ عظیم کے دوران سکاٹ لینڈ یارڈ کے حسب ہدایات خدمات انجام دیتا رہا۔ پہلی جنگ عظیم 1914۔1918ء میں عرب ریاستوں کے احوال و آثار اور اسرار و وقائع چوری کرنے کے لیے مرزا محمود نے اپنے پیروؤں کی ایک کھیپ مہیا کی۔ ہندوستانی فوج کی ہم کمپنی کے ساتھ جاسوسی کے فرائض انجام دینے کے لیے ایک یا دو قادیانی منسلک کیے گئے۔ کئی ایک معتمد ترکی بھیجے گئے، جنہوں نے مقامی ملازمت کے پردے میں سکاٹ لینڈ یارڈ کی حسب ہدایت کام کیا''۔

(تحریک ختم نبوت ص 27، از شورش کاشمیری)

عربوں کی وحدت کو نقصان پہنچانے اور فلسطین میں یہودی مملکت کے قیام کے سلسلہ میں قادیانیوں نے بھرپور کردار ادا کیا۔ فلسطین کے محاذ پر قادیانی جماعت کی غیر معمولی دلچسپی تاریخی حقائق سے ثابت ہوتی ہے۔ فلسطین میں یہودی ریاست (اسرائیل) کے معرض وجود میں آنے سے پہلے اور بعد میں یہ خطہ قادیانیوں کی خصوصی دلچسپی کا مرکز بنا رہا۔ جب فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کو ان کے صدیوں پرانے وطن سے نکال کر مغربی استعمار یہودی ریاست کے قیام کے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچا رہے تھے، قادیانی جماعت سامراجی عزائم و مقاصد اور ان کی خواہشات کے لیے عملاً اس کی راہیں ہموار کر رہی تھی۔ خطہ فلسطین میں قادیانی جماعت کی گہری دلچسپی کا اندازہ ایک قادیانی مبلغ کی درج ذیل تحریر سے لگایا جا سکتا ہے:

❑ ''بیت المقدس کے داخلہ پر اس ملک (انگلستان) میں بہت خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ میں نے ایک یہاں کے اخبار میں اس پر ایک آرٹیکل دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وعدے کی زمین ہے جو یہودیوں کو عطا کی گئی تھی۔ مگر نبیوں کے انکار اور بالآخر

مسیح کی عداوت نے یہود کو ہمیشہ کے واسطے وہاں کی حکومت سے محروم کر دیا اور یہودیوں کو سزا کے طور پر حکومت رومیوں کو دے دی گئی جو بت پرست قوم تھی۔ بعد میں عیسائیوں کو ملی، پھر مسلمانوں کو، جن کے پاس ایک لمبے عرصہ تک رہی۔ اب اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ زمین نکلی ہے تو پھر اس کا سبب تلاش کرنا چاہیے۔ کیا مسلمانوں نے بھی کسی نبی کا انکار تو نہیں کیا؟ کیا اُن کے درمیان بھی کوئی مسیح (مرزا قادیانی) تو نہیں آیا جس کے قتل کے وہ درپے ہوئے۔ مسلمانوں کے واسطے قابل غور ہے، انگریزی زبان میں ایک مثل ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ وہی پہلے سے حالات پھر پیدا ہوتے ہیں اِس واسطے قرآن شریف میں پہلے لوگوں کے حالات اور اُن کے انجام کا بہت تذکرہ ہے۔ سلطنت برطانیہ کے انصاف اور امن اور آزادی مذہب کو ہم دیکھ چکے ہیں، آزما چکے ہیں اور آرام پا رہے ہیں۔ اس سے بہتر کوئی حکومت مسلمانوں کے لیے نہیں ہے.......... بیت المقدس کے متعلق جو میرا مضمون یہاں (انگلستان) کے اخبار میں شائع ہوا ہے، اس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ اس کے متعلق وزیراعظم برطانیہ کی طرف سے ان کے سیکرٹری نے شکریہ کا خط لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مسٹر لائڈ جارج (David Lloyd George) اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں۔ انگریزی میں الفاظ ہیں مچ اپریسیٹیٹڈ (Much Appreciated)''۔

(''روزنامہ الفضل'' قادیان، جلد 5، نمبر 75 مورخہ 19 مارچ 1918ء)

اسرائیل میں قادیانی جماعت کے تبلیغی مشن کے قیام کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ قادیانی یہودیوں میں تو اسلام کی تبلیغ کر نہیں سکتے۔ کیا قادیانی جماعت کے راہنما بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مشن کی معرفت اب تک کتنے اسرائیلی یہودیوں کو مسلمان بنایا ہے؟ مسلمانوں کو مسلمان بنانے کے لیے تبلیغی مشن کا قیام بھی عقل سے ماورا ہے۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسرائیل میں قادیانیوں کا تبلیغی مشن کن مقاصد کے تحت کام کر رہا ہے؟ اور اس کے قیام کا کیا پس منظر ہے؟ دنیا جاننا چاہتی ہے کہ فلسطینی مسلمانوں کے حق میں اسرائیل کے قادیانی مشن نے کیا خدمات سرانجام دی ہیں؟ فلسطینی مسلمان

جہاد پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ یہودیوں کے خلاف جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر برسرِ پیکار ہیں جبکہ قادیانی جماعت کا جہاد کے عقیدہ پر قطعی ایمان ہی نہیں ہے۔ اس صورت حال میں قادیانی محکوم و مظلوم فلسطینی مسلمانوں کی کیا مدد اور خدمت کر سکتے ہیں؟

اسرائیل میں یہودیوں نے غیر ملکی مشنریوں کے خلاف شدید ردعمل کا اظہار کیا، یہاں تک کہ اسرائیل میں عیسائی مشنوں کے خلاف منظّم تحریک چلی۔ عیسائی مشنری مراکز پر حملے ہوئے، بائبل کے نسخوں کو نذرِ آتش کیا گیا۔ لیکن یہودیوں کی نوازش اور کرم نوازی صرف قادیانیوں کے حصے میں آئی۔ 1928ء سے لے کر اب تک مسلسل ان کا مشن اسرائیل میں موجود ہے اور اسے کسی قسم کا معمولی سا گزند بھی نہیں پہنچایا گیا۔ دنیا کے نقشے پر ابھرنے والا ملک اسرائیل نظریاتی بنیاد پر معرض وجود میں آیا ہے۔ کسی نظریاتی مملکت میں اس کے نظریہ کے خلاف پرچار برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اسرائیل کے یہودی، فلسطین میں اسلام اور مسلمانوں کے وجود کو اپنے ہاں برداشت کرنے سے قاصر ہیں، تو وہ بھلا کیونکر اسلام کی تبلیغ کو برداشت کر سکتے ہیں؟ اسرائیل میں سرِعام یا چوری چھپے اسلام کی تبلیغ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی نہ تو مسلم ہیں اور نہ ہی اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اگر قادیانی حقیقی مسلمان ہوتے تو اسرائیل جیسے اسلام دشمن ملک سے ان کے تبلیغی مشن کو پنپنے کا موقع ہی نہ دیا جاتا اور نہ ہی اسرائیل حکومتی سطح پر قادیانی مشن کی سرپرستی کرتا۔ اسرائیل میں قادیانی مشن درحقیقت تبلیغ اسلام کی آڑ میں استعماری جاسوسی کا مضبوط اور محفوظ اڈہ ہے۔ جہاں سے عالم اسلام کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بُنے جاتے ہیں۔

پاکستان کا کوئی شہری یا جماعت اسرائیل کا ویزا حاصل نہیں کر سکتی، چونکہ پاکستان کے اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات مفقود ہیں، ان حالات میں قادیانیوں کی اسرائیل میں موجودگی اور ان کے مشن کا قیام کسی معمہ سے کم نہیں ہے۔ اسرائیل میں قادیانیوں کا مشن درحقیقت عرب ریاستوں کی جاسوسی، فوجی رازوں کو اسرائیل تک پہنچانے اور فلسطینی مسلمانوں کو محکوم اور غلام بنانے کا بدترین صہیونی اڈہ ہے، جہاں سے عالم اسلام

اور بالخصوص عربوں کے خلاف سازشیں جنم لیتی ہیں اور پروان چڑھتی ہیں۔

اسرائیل مشن کے بارے میں قادیانیوں کا موقف رہا ہے کہ یہ مشن قادیان (بھارت) کے ماتحت ہیں۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ ربوہ (پاکستان) قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے اور قادیانی جماعت کی تمام تنظیمیں اسی مرکز سے وابستہ ہیں اور اسی کے زیر انتظام چلتی ہیں۔ قادیانی اپنے نام نہاد اور جعلی نبی کی طرح جھوٹ بولنے میں ماہر ہیں۔ اسرائیل میں نام نہاد مذہبی جماعت (قادیانی جماعت) کی موجودگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ قادیانی مذہبی نہیں بلکہ ایک خالص پولیٹیکل جماعت ہے۔ یہودی دوسرا بنیا ہے جو کبھی خسارے کا سودا نہیں کرتا۔ اسرائیل نے قادیانیوں کو اپنے نظریاتی ملک میں جو مذہبی آزادی دے رکھی ہے، وہ اس کے اصول اور قواعد وضوابط کے صریحاً خلاف ہے۔ قادیانی جماعت یہودی ٹکڑوں پر پلنے والا استعماری پٹھو ہے۔ قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی تعلقات اور روابط کا اندازہ قومی اخبارات میں 22 فروری 1985ء کے "یروشلم پوسٹ" کے حوالے سے چھپنے والی اس تصویر سے لگایا جا سکتا ہے جس میں دو قادیانی مبلغوں کو اسرائیلی صدر (Chaim Herzog) کے ساتھ نہایت مودب انداز میں ملاقات کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس تصویر میں اسرائیل میں سبکدوش ہونے والے قادیانی سربراہ شیخ شریف احمد امینی (درمیان) نئے سربراہ شیخ محمد حمید کاپر کا اسرائیل کے صدر سے تعارف کروا رہے ہیں۔ اس موقع پر شیخ شریف نے قادیانیوں کو اسرائیل میں مکمل مذہبی آزادی دینے پر اسرائیلی حکومت کی تعریف کی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ یہ تصویر قادیانیوں کی اسلام دشمنی اور یہود دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ایک ایسے ملک کی حکومت کے ساتھ اتنے قریبی، خوشگوار اور دوستانہ تعلقات رکھنے والا گروہ مسلمانوں کا دوست ہو ہی نہیں سکتا۔ اسرائیل پاکستان کو اپنے بنیادی دشمنوں کی صف میں شمار کرتا ہے۔ اسرائیل کے فوجی ماہرین نے اس موضوع پر بہت کام کیا ہے کہ پاکستان سے اسے کیا کیا خطرات پیش آ سکتے ہیں اور ان خطرات کو کم کرنے کے لیے اسرائیل کو کیا کرنا چاہیے؟ دنیا بھر کے یہودی ادارے پاکستان میں عدم استحکام

کے لیے کام کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی حکومت جب کسی گروہ کی پذیرائی کرتی ہے، تو کیا اس کے عوض وہ کچھ حاصل نہیں کر رہی ہوگی؟ یہ امر شک وشبہ کی گنجائش سے بالا ہے کہ یہودی گھاٹے کا سودا نہیں کرتا۔

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اسرائیلی صدر شیمون پیریز (Shimon Peres) نے ستمبر 2007ء میں اسرائیل کے شہر کبابیر (Kababir) میں واقع قادیانی عبادت گاہ کا دورہ کیا۔ اس موقع پر اسرائیلی صدر نے قادیانی جماعت کے اراکین سے خطاب کرتے ہوئے انہیں بین الاقوامی طور پر ہر ممکن امداد اور تعاون کا یقین دلایا۔ اسی طرح جولائی 2017ء کو بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے اسرائیل کا دورہ کیا تو خیر سگالی کے طور پر وہاں کے قادیانیوں نے مودی سے ملاقات کی اور اسے اپنی سرگرمیوں کے متعلق آگاہ کیا۔

معروف قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام کا ہمیشہ اسلام اور پاکستان دشمن شخصیات سے گہرا یارانہ رہا بلکہ رازدارانہ تعلقات رہے۔ امپیریل کالج لندن سے پی ایچ ڈی یافتہ یہودی ڈاکٹر یوول نیمان (Yuval Neeman)، ڈاکٹر عبدالسلام کے قریبی دوستوں میں سے تھا۔ جس کی دعوت پر ڈاکٹر عبدالسلام اکثر اسرائیل کے دورہ پر جاتا رہا۔ ایک معروف صحافی کے سوال پر کہ جماعت احمدیہ کا اسرائیل میں تبلیغی مشن ہے، اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ڈاکٹر عبدالسلام نے اعتراف کیا تھا کہ اسرائیل کے قیام سے پہلے کے زمانہ میں ہم وہاں آباد ہیں۔ اسرائیل یہودیوں کا وطن ہے، ہم انہیں وطن بدر نہیں کر سکتے۔

معتبر ذرائع کے مطابق بھارت نے اپنے ایٹمی دھماکے اسی یہودی سائنس دان کے مشورے سے کیے جو مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ یوول نیمان امریکہ میں بیٹھ کر براہ راست اسرائیل کی مفادات کی نگرانی کرتا رہا۔ اسرائیل کے لیے پہلا ایٹم بم بنانے کا اعزاز بھی اسی شخص کو حاصل ہے۔ پاکستان اس کی ہٹ لسٹ پر تھا اور اس سلسلے میں وہ بھارت کے کئی خفیہ دورے بھی کر چکا تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ امریکی کانگریس کی بہت بڑی لابی یوول نیمان کے لیے نوبیل پرائز کے حصول کے لیے کوشاں رہی۔ اس کی

زندگی کا پہلا اور آخری مقصد امت مسلمہ کو نقصان پہنچانا تھا اور وہ اپنے نصب العین کے حصول کے لیے ہر وقت مسلمانوں کے خلاف کسی نہ کسی سازش میں مصروف رہتا۔ دنیا کی ہر مسلم دشمن قوت کے ساتھ اس کا براہ راست رابطہ تھا۔ وہ ٹیکساس اور کیلی فورنیا کی دو بڑی یونیورسٹیوں کے اہم عہدوں پر براجمان رہا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ تل ابیب یونیورسٹی اسرائیل کے شعبہ فزکس کا سربراہ بھی رہا۔ اس سے پہلے یہ شخص اسرائیل کا وزیر تعلیم و سائنس وٹیکنالوجی بھی رہا۔ پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام پر اس کی خاص نظر تھی اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان ان کی آنکھ میں کانٹا بن کر کھٹکتا تھا۔ ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان کو ایٹمی طاقت بننا پسند نہیں کرتا تھا۔ اس مقصد کے لیے وہ آخر دم تک پاکستان دشمن ممالک کے آلہ کار کے طور پر کام کرتا رہا۔ اسی لیے وہ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں سے ایٹم بم کے حوالہ سے شدید نفرت کرتا تھا۔

ڈاکٹر عبدالسلام نے 1964ء میں اٹلی کے شہر ''تریستے'' (Trieste) میں آئی سی ٹی پی کے نام سے ''انٹرنیشنل سنٹر فار تھیورٹیکل فزکس'' (بین الاقوامی انسٹیٹیوٹ برائے نظریاتی طبیعات) قائم کیا جس کا وہ پہلا سربراہ اور ڈائریکٹر مقرر ہوا۔ ڈپٹی ڈائریکٹر اٹلی کا پروفیسر پاؤلی بودینی مقرر ہوا۔ اس ادارے کے تمام تر اخراجات حکومت اٹلی برداشت کرتی ہے جس نے مرکز کی عمارت کی تعمیر میں بھی مالی امداد کی جو کئی ملین ڈالر ہے۔ اس کے علاوہ بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی اور یونیسکو میں سے ہر ایک نے ہزاروں ڈالر دیئے ہیں۔ بقیہ رقم کا انتظام کرنے والوں میں دو یہودی ادارے سویڈش بین الاقوامی ترقیاتی اتھارٹی اور فورڈ فاؤنڈیشن اہم ہیں۔ اس سنٹر میں ایک لمبی راہداری جو پروفیسر سلام کے دوسری منزل پر واقع کمرے تک لے جاتی ہے، مرکز کے روحانی سرپرستوں آئن سٹائن، نیلسن بور، اوپن ہائمر، ورنر ہائزن برگ، وولٹ گینگ پالی اور لوئی دی برولر وغیرہ کی تصاویر سے آراستہ ہے اور ان سب کے درمیان قادیانی جماعت کے سربراہ آنجہانی مرزا قادیانی کی قد آور تصویر آویزاں ہے جو ڈاکٹر عبدالسلام نے خصوصی طور پر بنوائی۔

معروف صحافی جناب زاہد ملک اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''ڈاکٹر عبدالقدیر اور

اسلامی بم'' کے صفحہ 21 پر ڈاکٹر عبدالسلام کی پاکستان دشمنی کے بارے میں حیرت انگیز انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

□ ''معزز قارئین کو اس انتہائی افسوس ناک بلکہ شرمناک حقیقت سے باخبر کرنے کے لیے کہ اعلیٰ عہدوں پر متمکن بعض پاکستانی کس طرح غیر ممالک کے اشارے پر کھوٹہ بلکہ پاکستان کے مفاد کے خلاف کام کر رہے ہیں، میں صرف ایک اور واقعہ کا ذکر کروں گا اور اس واقعہ کے علاوہ مزید ایسے واقعات کا ذکر نہیں کروں گا۔ اس لیے کہ ایسا کرنے میں کئی ایک قباحتیں ہیں لیکن میں نے ان سنسنی خیز واقعات کو تاریخ وار درج کر کے اس انتہائی اہم قومی دستاویز کی دو نقلیں پاکستان کے باہر دو مختلف شخصیات کے پاس بطور امانت درج کرا دی ہیں اور اس کی اشاعت کب اور کیسے ہو، کے متعلق بھی ضروری ہدایات دے دی ہیں۔'' یہ واقعہ نیاز اے نائیک سیکرٹری وزارت خارجہ نے مجھے ڈاکٹر عبدالقدیر کا ذاتی دوست سمجھتے ہوئے سنایا تھا۔ انہوں نے بتلایا کہ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خاں نے انہیں یہ واقعہ ان الفاظ میں سنایا: ''اپنے ایک امریکی دورے کے دوران سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں، میں بعض اعلیٰ امریکی افسران سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کر رہا تھا کہ دوران گفتگو امریکیوں نے حسب معمول پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا ذکر شروع کر دیا اور دھمکی دی کہ اگر پاکستان نے اس حوالے سے اپنی پیش رفت فوراً بند نہ کی تو امریکی انتظامیہ کے لیے پاکستان کی امداد جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ ایک سینئر یہودی افسر نے کہا: ''نہ صرف یہ بلکہ پاکستان کو اس کے سنگین نتائج بھگتنے کے لیے بھی تیار رہنا چاہیے۔ جب ان کی گرم سرد باتیں اور دھمکیاں سننے کے بعد میں نے کہا کہ آپ کا یہ تاثر غلط ہے کہ پاکستان ایٹمی توانائی کے حصول کے علاوہ کسی اور قسم کے ایٹمی پروگرام میں دلچسپی رکھتا ہے تو سی آئی اے کے ایک افسر نے جو اسی اجلاس میں موجود تھا، کہا کہ آپ ہمارے دعویٰ کو نہیں جھٹلا سکتے۔ ہمارے پاس آپ کے ایٹمی پروگرام کی تمام تر تفصیلات موجود ہیں بلکہ آپ کے اسلامی بم کا ماڈل بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ کہہ کر سی آئی اے کے افسر نے قدرے غصے بلکہ ناقابل برداشت بدتمیزی کے انداز میں کہا کہ آیئے میرے ساتھ بازو والے

کمرے میں۔ میں آپ کو بتاؤں آپ کا اسلامی بم کیا ہے؟ یہ کہہ کر وہ اٹھا۔ دوسرے امریکی افسر بھی اُٹھ بیٹھے۔ میں بھی اٹھ بیٹھا۔ ہم سب اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ سی آئی اے کا یہ افسر، ہمیں دوسرے کمرے میں کیوں لے کر جا رہا ہے اور وہاں جا کر یہ کیا کرنے والا ہے۔ اتنے میں ہم سب ایک ملحقہ کمرے میں داخل ہو گئے۔ سی آئی اے کا افسر تیزی سے قدم اٹھا رہا تھا۔ ہم اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ کمرے کے آخر میں جا کر اس نے بڑے غصے کے عالم میں اپنے ہاتھ سے ایک پردہ کو سرکایا تو سامنے میز پر کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا ماڈل رکھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف ایک سٹینڈ پر فٹ بال نما کوئی گول سی چیز رکھی ہوئی تھی۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا: ''یہ ہے آپ کا اسلامی بم۔ اب بولو تم کیا کہتے ہو؟ کیا تم اب بھی اسلامی بم کی موجودگی سے انکار کرتے ہو؟'' میں نے کہا: میں فنی اور تیکنیکی امور سے نابلد ہوں۔ میں یہ بتانے یا پہچان کرنے سے قاصر ہوں کہ یہ فٹ بال قسم کا گولہ کیا چیز ہے اور یہ کس چیز کا ماڈل ہے۔ لیکن اگر آپ لوگ بضد ہیں کہ یہ اسلامی بم ہے تو ہوگا، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا کہ آپ لوگ تردید نہیں کر سکتے۔ ہمارے پاس ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں۔ آج کی میٹنگ ختم کی جاتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر کی طرف نکل گیا اور ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میرا سر چکرا رہا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جب ہم کاریڈور سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تو میں نے غیر ارادی طور پر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ایک دوسرے کمرے سے نکل کر اس کمرے میں داخل ہو رہے تھے، جس میں بقول سی آئی اے کے، اس کے اسلامی بم کا ماڈل پڑا ہوا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا: اچھا تو یہ بات ہے''۔

قادیانیوں نے اسرائیل کی تعمیر وتشکیل میں جو حصہ لیا، یہ تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ قادیانی تحریک عین اس زمانہ میں شروع ہوئی، جب صیہونی تحریک کا آغاز ہوا۔ صیہونی تحریک انیسویں صدی کے اوائل میں جاری تھی۔ **1870**ء میں اس نے برگ و بار پیدا کیے اور **1895**ء میں ایک یہودی صحافی تھیوڈر ہرزل نے علیحدہ یہودی

سٹیٹ کا خاکہ پیش کیا۔ ہرزل نے بیسل (سوئٹزر لینڈ) میں یہودیوں کی ایک عالمی کانفرنس بلائی اور یہودی سٹیٹ کے لیے باقاعدہ پروگرام مرتب کیا۔

یہودیوں نے سامراجی طاقتوں سے گٹھ جوڑ کر کے دنیا کے ان تمام ممالک میں صیہونی تحریک کی داغ بیل ڈالی، جو برطانوی نوآبادیات تھیں۔ ہندوستان میں اس تحریک نے قادیانیت کے روپ میں جلوہ نمائی کی۔ مصر کے مشہور علمائے کرام جناب عباس محمود العقاد، الشیخ محمد ابوزہرہ، الشیخ محبّ الدین الخطیب اور الشیخ محمد المدنی نے قادیانیت کے اسلام دشمن بین الاقوامی کردار پر طویل تحقیق کے بعد پردہ اٹھایا ہے۔ قادیانیوں کی سامراج نوازی، جاسوسی اور استعمار پسندی کے سیاہ کارناموں نے اس تحریک کے حقیقی خدوخال کی وضاحت کر دی ہے۔ قادیانیت کے دو بڑے بڑے رخ ہیں۔ ایک سیاسی اور دوسرا دینی۔ سیاسی طرح پر قادیانیت استعمار کی ایک ذیلی تنظیم ہے اور دینی طور پر یہ جدید یہودیت ہے۔

آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے ہندوستان میں برطانوی صیہونیت پسندوں کی تحریک اینگلو اسرائیلزم کو کامیاب بنانے میں مدد دی۔ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے اسلامی نظریے کی جگہ مثیل مسیح اور ایک ایسے موعود مسیح کا تصور پیش کیا، جو یہودیت کا خاصہ رہا ہے۔ تاریخ میں ہمیں ایسے بہت سے یہودی کاہن ملتے ہیں جنہوں نے مسیح کا روپ دھار کر اسلام کے خلاف تحریکیں چلائیں اور مسلمانوں کی سلطنتوں کو پارہ پارہ کرنے میں حصہ لیا۔ اینگلو اسرائیلزم صیہونیوں کی ایک ایسی ہی عالمی تحریک تھی۔ اینگلو اسرائیلیوں نے یہودی قوم پرستی کی تحریک کو مسیح موعود کا روپ دھار کر آگے بڑھایا۔ ان کا دعویٰ تھا کہ اسرائیل کے دس قبائل 721 ق م میں اور دیگر قبائل 586 ق م میں جلاوطن ہوئے اور دنیا کی بیشتر اقوام ان کی نسل سے ہیں۔

(انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس زیر لفظ اینگلو اسرائیلزم)

یہودی مصنفوں نے بنی اسرائیلی نظریے کی بڑھ چڑھ کر تشہیر کی اور یہود کی جلاوطنی اور مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر اسرائیل کے قیام کے پروگرام کو تقویت پہنچائی۔ ہندوستان میں اسی سیاسی پروپیگنڈے کو مرزا قادیانی نے ہوا دی۔ اس نے بڑی فنکاری

سے قبر مسیح کا مفروضہ گھڑا۔ اس سے اس نے دوہرا کام لیا۔ ایک تو اسے اپنے دعویٰ مسیح موعود کے لیے خام مواد کے طور پر استعمال کیا، دوسرے صہیونی پروپیگنڈے کو ہوا دی۔ قادیانیوں نے قبر مسیح کے ثبوت کے لیے اس پہلو کو خوب اجاگر کیا۔ اس پر مستقبل کتابیں تصنیف کی گئیں اور عالمی سطح پر اس کی تشہیر کرائی گئی۔ مرزا قادیانی نے اپنے تمام عرصہ ماموریت میں کبھی بھی یہودیت کے خلاف اس طرح محاذ قائم نہیں کیا، جس طرح بزعم خود، کسر صلیب کرتا رہا۔ قادیانیوں کی پالیسی کا اصل رخ یہ تھا کہ اسلام کی حقیقی مخالف قوت عیسائیت کو قرار دیا جائے اور مسلمان اپنی تمام تر توجہ اسی طرف مبذول رکھیں اور یہودیت اور اسلام دشمن تحریک صہیونیت کی طرف توجہ مبذول نہ کریں۔ دوسری بات یہ تھی کہ مرزا قادیانی نے عیسائیت کو خوب جھاڑا لیکن انگریز کے خلاف ایک لفظ تک نہ کہا۔ ایک گھٹیا درجہ کے انگریز کی مرزا قادیانی کی نظر میں بڑی عزت تھی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اس نے جو زبان اختیار کی ہے، وہ سب پر عیاں ہے۔ (دیکھیے ''انجام آتھم مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحات 289، 290، 291'' (ضمیمہ) از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد حکیم نور الدین نے مرزا قادیانی کی پالیسی کو آگے بڑھایا اور برطانوی سامراج کی خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ ان کے بعد قادیانی خلافت کی باگ ڈور مرزا بشیر الدین محمود نے سنبھال لی۔ اس کے سازشی دور میں اسرائیل کے قیام میں بڑی خدمت انجام دی گئی۔ اس نے بین الاقوامی سطح پر سامراج کی بے پناہ اعانت کی۔ تخت خلافت سنبھالنے کے بعد اس نے اسلامی ممالک کے لیے ایک عربی ٹریکٹ تصنیف کیا (دیکھیے ''تاریخ احمدیت'' جلد پنجم، از دوست محمد شاہد) جس میں مرزا قادیانی کے الہام ''رومی سلطنت بیرونی دشمنوں سے مغلوب ہو جائے گی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر غلبہ پائے گی'' کی تشریح میں ترکی سلطنت کی تباہی اور برطانوی سامراج کی کامیابی کا وسیع پیمانے پر پروپیگنڈا کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب یہودیوں نے سامراجی طاقتوں سے مکمل گٹھ جوڑ کر لیا تھا۔ سامراج، نہر سویز پر اس کی اقتصادی اہمیت کے پیش نظر قبضہ کرنے پر تلا ہوا تھا۔ دوسرے تیل کی بہتات والے علاقوں پر قبضہ سے سامراج کو معاشی فائدے حاصل

ہوتے تھے۔ سامراج کا مقصد اسرائیل کو ایک فوجی اڈے کے طور پر استعمال کرنا تھا اور اس کے لیے ضروری تھا کہ ترکی سلطنت کا شیرازہ بکھیرا جائے۔ اس سامراجی منصوبے کی تکمیل میں قادیانیوں نے صہیونی یہود کا بھرپور ساتھ دیا۔ بالفور ڈیکلریشن کے بعد قادیانیوں نے صہیونیوں کی زبردست مدد کی۔ صہیونی یہودیوں کے ساتھ قادیانیوں کے انہی تعلقات کی بنا پر جن کے استوار کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً کوششیں کی جاتی رہیں، ان کو اسرائیل میں پھلنے پھولنے کے مواقع مہیا کیے گئے ہیں۔ اسرائیل میں قادیانیوں کی عبادت گاہ، پریس، تعلیمی ادارے ہیں اور ایک رسالہ ''البشریٰ'' نکالا جاتا ہے۔ اسرائیل کا قادیانی مشن صہیونی تخریب کاروں سے تربیت حاصل کر کے عرب ممالک کی سالمیت کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ یہ وہی مشن ہے جس کا بیڑا مرزا قادیانی نے اٹھایا تھا۔ اس نے کھل کر عرب ممالک کے خلاف سازشوں کے جال پھیلائے۔ اب وہی مقاصد در پردہ حاصل کیے جا رہے ہیں۔ یہودیوں کے مستقبل کے عزائم اور قادیانی سازشوں پر نظر ڈالی جائے تو ایک افسوسناک تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔ پاکستان کے معروف مذہبی و سیاسی راہنما مولانا شاہ احمد نورانیؒ کا بیان آن ریکارڈ ہے: ''مرزائیت، یہودیت کی گود میں پروان چڑھ رہی ہے اور پاکستان میں تل ابیب کا ایجنٹ ربوہ ہے، اس کی معرفت جو چاہتے ہیں، کرواتے ہیں...... مذہب کا تو ان لوگوں نے لبادہ اوڑھ لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بہت بڑی خطرناک سیاسی تحریک ہے اور صہیونیت کی ایک ذیلی تنظیم ہے جو مسلمانوں کے اندر رہ کر مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا سامان پیدا کر رہی ہے''۔

مکہ معظّمہ کے روزنامہ 'الندوۃ' نے مسئلہ قادیانیت پر سعودی عرب اور ممالک اسلامیہ کے ممتاز و مقتدر علماء کا ایک مشترکہ بیان جاری کیا جس میں اس خیال کا اظہار کیا گیا کہ قادیانیت اور یہودیت کے درمیان خفیہ رابطے موجود ہیں۔ انہی رابطوں کی بنیاد پر اسرائیل میں قادیانیوں کا ایک بہت بڑا مرکز کام کر رہا ہے۔ یہ مشترکہ بیان روزنامہ 'الندوۃ' کی 16 جون 1973ء کی اشاعت میں شائع ہوا اور مشترکہ بیان دینے والوں میں نائجیریا کے علماءِ دین الشیخ السید امین کتبنی، الشیخ حسن المشاط، الشیخ محمد نور سیف، الشیخ

حسنین المخلوف، مفتی مصر السابق، الشیخ ابو بکر جرمی اور سعودی عرب کے علماء میں الشیخ محمد علوی المالکی، الشیخ اسماعیل زین، الشیخ محمود ندیم الطرازی اور الشیخ عبد اللہ بن سعد وغیرہ شامل تھے۔ مشترکہ بیان میں کہا گیا کہ اسلام اور وحدت اسلامیہ کے خلاف قادیانیت برسرِ پیکار ہے۔ چونکہ مسلمان استعماری طاقت کی راہ میں ہمیشہ رکاوٹ رہے ہیں۔ اس لیے انگریزی استعمار نے قادیانیت کو پیدا کیا تاکہ اس کے ذریعہ مسلمانوں میں اختلاف و افتراق پیدا کیا جائے اور مسلمانوں کا جذبہ جہاد کمزور کیا جائے۔ آج قادیانیت اور یہودیت وصہیونیت کے درمیان خفیہ اور گہرے مضبوط رابطے موجود ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کر کے اسلامی قوت کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ اس غرض کے لیے مختلف عرب ممالک میں بھی قادیانیت کے مراکز کام کر رہے ہیں اور اسرائیل کے زیرِ قبضہ مصری، شامی اور اردنی علاقوں میں بھی قادیانیت کے مرکز قائم ہیں اور قادیانی اپنے اغراض ومقاصد کے لیے کروڑوں روپے صرف کر رہے ہیں۔

برطانیہ کے اِقتدارِحکومت میں قادیانیوں کے اثر ورسوخ کا یہ عالم ہے کہ وزیر اعظم برطانیہ نے اپنی پارٹی کے ایک قادیانی وزیر لارڈ طارق محمود جو فارن آفس کا وزیر اور ہاؤس آف لارڈز (ایوانِ بالا) کا ممبر بھی ہے، کو دنیا بھر میں 'مذہب اور عقیدے کی آزادی کو فروغ دینے کے لیے اپنا خصوصی ایلچی' (Prime Minister's Special Envoy on Freedom of Religion and Belief) مقرر کیا ہے۔ لارڈ طارق نے عہدہ سنبھالتے ہی اپنا پہلا دورہ اسرائیل سے شروع کیا۔ دورے سے قبل برطانوی ہاؤس آف لارڈز میں تقریر کرتے ہوئے اس نے فلسطینیوں پر واضح کیا کہ: ''جو لوگ اسرائیل کی ریاست کو تسلیم نہیں کرتے، انھیں امن مذاکرات کا حصہ نہیں بنایا جاسکتا''۔ لارڈ طارق نے اسرائیل میں حیفا شہر کا خصوصی دورہ کیا اور وہاں اپنی جماعت کے ہیڈکوارٹر بھی گیا۔ اس نے وہاں رہائش پذیر پاکستانی قادیانیوں سے ملاقات کی اور تسلیم کیا کہ اسرائیل میں مقیم قادیانی دوسری کمیونٹیز کے ساتھ وہاں خوشی سے رہ رہے ہیں۔

17 نومبر 2023ء کو بین الاقوامی فوجداری عدالت کے چیف پراسیکیوٹر اور

قادیانی جماعت کے روح رواں کریم اسد احمد خان قادیانی نے باقاعدہ اسرائیلیوں کی دعوت پر وہاں کا ایک خفیہ دورہ کیا اور یہودی ہلاکتوں پر ان سے تعزیت کی...... جبکہ دوسری طرف غزہ کے معصوم نہتے شہریوں کے پاس جانا گوارہ نہ کیا۔ واضح ہے کہ کریم خان کے نزدیک اسرائیلی جارحیت، سفاکیت نہیں بلکہ فلسطینی مسلمانوں کی مزاحمت سفاکیت ہے۔ یاد رہے کہ کریم خان، قادیانی جماعت کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر کا داماد ہے۔ ہم یہاں قادیانی خلیفہ مرزا مسرور سے سوال کرنا چاہیں گے کہ کیا آپ اپنے قادیانی عہدے داران جو اسرائیل کے لیے کام کر رہے ہیں، کو مکمل سپورٹ کر رہے ہیں؟ آپ کی خاموشی بتاتی ہے کہ آپ کا حکم اور خوشنودی اس میں مکمل شامل ہے کیونکہ قادیانی رکن اتنے بڑے بڑے بیانات پر فیصلہ از خود نہیں کر سکتا۔ قادیانی عہدے دار اس معاملہ سے پہلے بھی کئی بار خفیہ اور اعلانیہ طور پر اسرائیلی حکام سے ملاقاتیں کرتے رہے ہیں۔ قادیانی نظام میں کوئی بھی فیصلہ یا بیان خلیفہ کی اجازت کے بغیر جاری نہیں کیا جاتا، خاص طور پر جب معاملہ حساس ہو۔ جماعتی موقف ہر اس قادیانی کے موقف پر مبنی ہوتا ہے جس کی اسے اجازت دی جاتی ہے۔ اسرائیل میں قادیانیوں سے جو کام لیے جا رہے ہیں اور جو خدمات وہ انجام دیں گے، کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ یہ ایک دردناک اور دردرساں لطیفہ نہیں تو اور کیا ہے؟ سچ تو یہی ہے کہ اگر دوست کا دشمن دوست نہیں تو دشمن کا دوست کس طرح دوست ہو سکتا ہے؟

یہاں اس بات کا تذکرہ بھی بہت اہم ہے کہ شیزان کمپنی کا مالک معروف متعصب اور جنونی قادیانی شاہنواز تھا جس نے اپنی کمپنی کا نام ''شیزان'' اپنے ذاتی نام شاہنواز چوہدری کے حروف سے نکال کر بنایا تھا۔ 1990ء میں جب شیزان کمپنی کا مالک چوہدری شاہ نواز مرا تو قادیانی اخبار ''روزنامہ الفضل'' نے اس کی موت پر جو تعریفی کلمات کہے، وہ ہر قادیانی نواز کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہیں۔ شیزان کی مصنوعات استعمال کرنے والوں کے لیے یہ ڈوب مرنے کا مقام ہے جب قادیانی مسلمانوں پر پھبتی کستے ہوئے کہتے ہیں کہ اس قرآن (تذکرہ، مجموعہ وحی الہامات مرزا

قادیانی) کی اشاعت کے رقم مسلمانوں کی جیب سے آئی ہے جو بڑے شوق سے ہماری مصنوعات استعمال کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے قرآن علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مسلمانوں کا قرآن وہ ہے جو حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا۔ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ اس میں آج تک معمولی زیر زبر کی بھی تبدیلی نہیں ہوسکی جبکہ قادیانیوں کا قرآن ''تذکرہ'' ہے جو جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کے خود ساختہ الہامات اور وحیوں پر مبنی ہے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ مسلمانوں کے قرآن کا ایک حصہ اس پر دوبارہ نازل ہوا۔ قادیانی کمپنی کے مالک شاہنواز نے جو قرآن روسی یا جاپانی زبان میں شائع کروا کر تقسیم کیا، وہ قادیانیوں کا قرآن ''تذکرہ'' ہے۔ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ آنجہانی مرزا قادیانی پر اترنے والی نام نہاد وحیاں اور الہام قرآن مجید کا درجہ رکھتے ہیں، لہٰذا ان وحیوں اور الہامات کی تلاوت ہر قادیانی پر فرض ہے۔ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر ایم اے ''تذکرہ کے بارے میں جماعت (احمدیہ) کو پیغام'' کے عنوان سے اپنے ایک مضمون میں لکھتا ہے:

❑ ''آپ کو علم ہوگا کہ جہاں امیر المومنین (مرزا بشیر الدین محمود) نے تین سال گزرے جلسہ سالانہ پر احباب جماعت کو ان کے تزکیہ نفس کے لیے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے الہامات کے مجموعہ (تذکرہ) کی بالالتزام تلاوت کرنے کی تاکید فرمائی تھی اور اس سے جو فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں، ان کا ذکر فرمایا تھا۔'' (مضامین بشیر صفحہ 214 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

حیران کن بات یہ ہے کہ اسرائیل میں مسلمانوں کی کسی کمپنی کو کاروبار کی اجازت نہیں جبکہ حیفا میں شیزان انٹرنیشنل کا سب سے بڑا پلانٹ ہے۔ اس طرح انہیں نہ صرف مشرق وسطیٰ میں کاروبار کرنے کی کھلی اجازت ہے بلکہ اپنی مصنوعات کی تشہیر کی بھی مکمل آزادی ہے۔ یہ بات مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے (مسلمانوں اور قادیانیوں کا تفصیلی موقف سننے کے بعد)

قادیانیوں کو ان کے عقائد کی بنا پر متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ قادیانی آئین پاکستان کی اس شق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں بلکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور باقی لوگ (اہل اسلام) غیر مسلم ہیں کیونکہ وہ ایک نئے نبی (مرزا قادیانی) کی نبوت کے منکر ہیں۔ دراصل ان کا یہ دعویٰ ہی فساد کا باعث بنتا اور فتنے کے دروازے کھولتا ہے۔ جو شخص پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتا، اس کے تحت متعین کی گئی اپنی حیثیت کو نہیں مانتا، اصولی طور پر وہ آئین کے اندر دیے گئے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہیں کرسکتا۔

قادیانیت کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے آغا شورش کاشمیریؒ نے کہا تھا: ''قادیان، مرزائیت کی جائے پیدائش، ربوہ اعصابی مرکز، تل ابیب تربیتی مرکز، لندن پناہ گاہ، ماسکو استاد اور واشنگٹن اس کا بینک ہے''۔

اپریل 1973ء میں سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے یہ راز افشا کیا کہ اسرائیل نے پاکستان توڑنے کے لیے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کی مزید وضاحت کے لیے آغا شورش کاشمیریؒ نے بھٹو صاحب کو کھلا خط لکھا جس میں قادیانی اسرائیلی اتحاد اجاگر کرنے کے لیے مندرجہ ذیل نکات پر روشنی ڈالی گئی:۔

(1) قادیانی پاکستان میں بالکل وہی کردار ادا کر رہے ہیں جو یہودی، امریکہ اور برطانیہ میں کر رہے ہیں۔

(2) قادیانی، اسرائیلی تعلقات کی نوعیت جاننے کے لیے ان خطوط پر تحقیقات ہونی چاہئیں۔ کیسے اور کس طرح سے اسرائیل نے پاکستانی سیاست میں مداخلت کی؟ اسرائیل کے آلہ کار کون تھے اور ان کے مذموم منصوبوں کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے کون سی سیاسی جماعت استعمال ہوئی؟

(3) پاکستانی انٹیلی جنس کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اسرائیل کے لیے کام کرنے والے قادیانی مشن کی کارروائیوں کی تفصیلات مہیا کرے جو مذہبی مرکز کے لبادے میں ایک سیاسی شعبہ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ یہ کس مقصد کے لیے کام کر رہا ہے؟ قادیانی کن کو تبلیغ کرتے ہیں؟ اسرائیل، عیسائی مبلغین کو اپنے

عقائد کی تبلیغ کی اجازت نہیں دیتا، اس نے قادیانیوں کو کھلے عام اپنے عقائد کی تبلیغ کی اجازت کیوں دے رکھی ہے؟ کتنے یہودیوں نے قادیانیت قبول کی ہے؟ کیا یہ واضح نہیں ہے کہ قادیانی سامراجی قوتوں کے آلہ کار ہیں اور عالم اسلام کے استحکام کے در پے ہیں۔

حقیقت میں قادیانی امت ایک مستبد اور ظالم اقتدار کے سائے میں پروان چڑھی ہے۔ سامراج نے اسے جنم دیا اور قادیانی نواز بیوروکریسی نے اسے تحفظ دے کر نشوونما کے مراحل طے کرائے، اب بھی اسی کے سہارے قائم ہے اور اپنے اقتدار کے حصول کے لیے درپردہ سازشوں کا جال بچھائے ہوئے ہے۔ اس کے اثر ونفوذ اور اس کی قوت و طاقت کا اصل منبع اندرون ملک بیوروکریسی اور بیرون ملک برطانوی سامراج ہے۔ جب تک اس کے یہ دو سہارے قائم ہیں، اس وقت تک اس کا وجود بھی قائم ہے اور جب اس کے یہ سہارے ختم ہو جائیں گے، اسی لمحے یہ فتنہ بھی اپنی موت آپ مر جائے گا۔

اے محبان پاکستان! یہ پیارا ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ اس کے حصول کے لیے بے شمار جانی و مالی قربانیاں دی گئیں۔ قادیانی اپنے خلیفہ کے حکم پر پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کے در پے ہیں۔ لٰہذا اس کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہر محبّ وطن کا اوّلین فریضہ ہے۔ قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان مخالف سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا وقت کی ضرورت ہے۔ اس میں ذرا سی غفلت یا لاپروائی بہت بڑے نقصان کا باعث ہو سکتی ہے۔ پاکستان کے دشمن قادیانیوں کو پہچاننا، ان کے عزائم کو ناکام بنانا، ان کی زہریلی سازشوں اور تخریبی کارروائیوں پر کڑی نظر رکھنا ہر محبّ وطن پاکستانی کی ذمہ داری ہے۔ کیا آپ اس اہم ذمہ داری کے لیے تیار ہیں؟؟؟

14

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

اور

فتنۂ قادیانیت

فتنۂ قادیانیت کے سرکوبی کے سلسلہ میں پاسبان ختم نبوت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ کی گراں قدر خدمات کی چند اثر آفریں جھلکیاں جنہیں پڑھتے ہوئے آپ اپنے جسم و روح میں نئی ایمانی حرارت محسوس کریں گے۔

محمد متین خالد

حضرات اولیائے عظام اور علمائے کرام، اللہ تعالیٰ کی انسانی مخلوق کا نہایت بیش قیمت حصہ ہے۔ ایسا حصہ جسے اللہ رب العزت نے خود اپنا دوست قرار دیا۔ انہیں ایمان و تقویٰ کا علمبردار بتلایا اور واضح فرمایا کہ دنیا و آخرت میں ہر قسم کی بشارتیں ان کے لیے ہیں۔ ایسے ہی خوش نصیبوں میں پاسبان ختم نبوت، تاجدار گولڑہ شریف حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ شامل ہیں۔ آپ کا شمار ان نابغہ روزگار ہستیوں میں ہوتا ہے جو احیائے اسلام اور تجدید دین کے باعث محی الدین تھے۔ آپ علم و عرفان اور شریعت و طریقت، دونوں میں جامع تھے۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ اپنے دور کے مشہور صوفی بزرگ ہیں جن کا شجرہ نسب 25 واسطوں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور 36 واسطوں سے سیدنا حضرت امام حسنؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے اسلاف میں سے ایک بزرگ ضلع انبالہ (بھارت) سے نقل مکانی کر کے راولپنڈی سے چند میل دور بمقام گولڑہ شریف آباد ہوگئے۔ یہ ان کے بزرگوں کا روحانی فیض تھا کہ آپ بہت جلد گرد و نواح میں مقبول ہوکر مرجع خلائق بن گئے اور یہ سلسلہ فیوض و برکات اس چھوٹے سے گاؤں میں آج بھی جاری و ساری ہے۔

1890ء میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے مستقل طور پر مدینہ طیبہ میں سکونت پذیر ہونے کا ارادہ کرلیا۔ لہٰذا اس غرض سے حج کا سفر کیا۔ مدینہ طیبہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے بعد بہت خوش ہوئے کہ اب زندگی کی باقی تمام بہاریں گنبد خضرا کی ٹھنڈی چھاؤں تلے گزاریں گے۔ اسی روز حضور نبی کریم ﷺ پیر مہر علی شاہؒ کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: ”مہر علی، ہندوستان میں مرزا قادیانی میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ واپس جاؤ اور اس فتنہ کا سد باب کرو۔“

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ نبی اپنے امتی کو ہمیشہ اعلیٰ و ارفع کام کا حکم دیتا ہے۔ مسجد نبوی ﷺ میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، جبکہ بیت اللہ شریف میں ایک نماز ادا کرنے پر ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ لیکن یہاں حضور نبی کریم ﷺ اپنے ایک امتی کو حکم دے کر قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لیے واپس ہندوستان بھیج رہے ہیں۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ تحفظ ختم نبوت کا کام جہاد عظیم ہے۔ اس کام سے

بڑھ کر کوئی کام ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کی تعریف پر پورا نہیں اترتا۔ جو کوئی شخص دنیا کے کسی خطے میں تحفظ ختم نبوت کا کام کرتا ہے، اسے بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی ﷺ میں نمازیں پڑھنے سے کروڑوں درجہ زائد ثواب ملتا رہے گا کیونکہ اس کی کوشش سے ایک مسلمان مرتد ہونے سے بچ جاتا ہے اور ایک گم کردہ راہ قادیانی واپس اسلام کی آغوش میں آ جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص تحفظ ختم نبوت کا کام کرتا ہے تو اس کو ثواب تو ہوگا ہی لیکن اس کی وجہ سے جتنے آدمی اس نیک کام کو شروع کریں گے یا اس فتنہ کے کفریہ عقائد سے آگاہ ہو کر اپنا ایمان بچائیں گے یا اس فتنہ میں مبتلا لوگ واپس حلقہ بگوش دین متین ہو جائیں گے تو ان سب لوگوں کی نیکیوں میں اس شخص کا بھی مستقل حصہ ہوگا۔ تحفظِ ختم نبوت کا کام ایک ایسے سرمائے کی مثل ہے جو کسی فیض رساں تجارت میں لگا دیا جائے تو اس سے ہمیشہ اس کا منافع ملتا رہے۔ دوسری اہم بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ تحفظ ختم نبوت کے کام کی سرپرستی اور نگرانی براہ راست حضور نبی کریم ﷺ خود فرماتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر راہنمائی بھی کرتے ہیں۔

چنانچہ اس خواب کے بعد آپ واپس ہندوستان تشریف لے آئے جس کے ایک سال بعد یعنی 1891ء میں مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ مسلمانوں کے لیے ایک عظیم فتنہ ثابت ہوا۔ مرزا قادیانی نے دین اسلام سے کھلی بغاوت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکا ڈالا۔ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو خدا کا نبی اور رسول بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل کہا، اپنی باتوں کو احادیث کا درجہ دیا، دین اسلام کو مردہ مذہب کہا، اپنے ماننے والے مرتدوں کو صحابہ رسول کے نام سے پکارا، اپنی کافرہ بیوی کو ام المومنین کے نام سے تعبیر کیا، اپنے گھر والوں کو اہل بیت کا نام دیا، تین سو تیرہ بدری صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں اپنے تین سو تیرہ چیلوں کی فہرست تیار کی، حضور نبی کریم ﷺ کی نقل کرتے ہوئے اپنے ننانوے صفاتی نام رکھے، اپنے زانی بیٹے کو قمر الانبیاء کہا، اپنی فاحشہ بیٹی کو سیّد النساء کہا، قادیان آنے کو ظلی حج قرار دیا، جنت البقیع کے مقابلہ میں قادیان میں ایک بہشتی مقبرہ تیار کروایا، خود کو نبی نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہا، اپنی عبادت گاہ کو مسجد اقصیٰ کہا، اپنے جانشینوں کو خلفاء راشدین کہا، قرآن پاک میں من گھڑت تحریفیں کیں، احادیث رسول ﷺ کو بگاڑا، اقوالِ صحابہؓ و بزرگانِ دینؒ کو مسخ کیا، جہاد کو حرام قرار دیا، انگریز کی اطاعت کو لازمی قرار دیا (نعوذ باللہ)............مرزا قادیانی نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے اپنی بنا سپتی اور انگریزی

نبوت کو چلانے اور چمکانے کے لیے دین اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور مقدس ہستیوں پر انتہائی رکیک حملے کیے۔ مرزا قادیانی اور اس کے شیطانی چیلوں نے جس دریدہ ذہنی اور زہر افشانی کا مظاہرہ کیا، اسے تحریر میں لاتے ہوئے قلم کانپتا ہے، جسم پر رعشہ طاری ہوتا ہے، قلب و جگر زخمی ہوتے ہیں، آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں اور روح تڑپتی ہے۔

قدرت نے حضرت پیر مہر علی شاہؒ کو تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے بطور خاص چن لیا تھا۔ چنانچہ سیّدنا پیر مہر علی شاہؒ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے میدان میں نکل آئے اور مرزا قادیانی کا ہر میدان میں محاسبہ کیا۔ مسلمانوں کو اس فتنہ کی شرانگیزیوں سے آگاہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد مرزا قادیانی نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کو چیلنج بھیجا کہ آؤ! لوگوں کے ایک جم غفیر کے سامنے، میں بھی سورۃ الفاتحہ کی تفسیر لکھتا ہوں اور آپ بھی سورۃ الفاتحہ کی تفسیر لکھیں، جس کی تفسیر بہترین ہو، وہ سچا اور جس کی ناقص ہو، وہ جھوٹا۔ پیر صاحبؒ نے مرزا قادیانی کے اس چیلنج کے جواب میں فرمایا کہ تمہارا چیلنج منظور ہے لیکن ایک شرط ہے کہ اس اجتماع میں تم بھی اپنے کاغذ پر قلم رکھ دو، میں بھی اپنے کاغذ پر قلم رکھ دوں گا۔ جس کا قلم خود بخود چلے اور تفسیر قرآن لکھ دے، وہ سچا اور جس کا قلم خود بخود نہ چلے وہ جھوٹا۔ مرزا قادیانی نے جواب میں اس طرح چپ سادھی، گویا دنیا سے رخصت ہوگیا۔ (تحریک ختم نبوت از شورش کشمیریؒ)

بعد ازاں حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے مرزا قادیانی کو چیلنج بھیجا کہ حق و باطل کے فیصلہ کے لیے بادشاہی مسجد لاہور میں آجاؤ۔ ہم دونوں مسجد کے ایک مینار پر چڑھ کر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر چھلانگ لگاتے ہیں۔ جو سچا ہوگا، وہ بچ جائے گا اور جو کاذب ہوگا، وہ مر جائے گا۔ مرزا قادیانی یہ چیلنج سن کر یوں گم سم ہوگیا جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ (تحریک ختم نبوت از شورش کشمیریؒ)

مرزا قادیانی نے اپنی عادت خبیثہ کے مطابق پھر پیر صاحبؒ کو کسی بات کا چیلنج بھیجا تاکہ عوام میں شکوک و شبہات پیدا کیے جائیں۔ قدرت نے پیر صاحبؒ کو ایسا رعب اور جلال نصیب کیا تھا کہ مرزا قادیانی ان کا نام سن کر تھر تھر کانپنے لگ جاتا تھا۔ پیر صاحبؒ نے جواب میں چیلنج بھیجا کہ آؤ ہم دونوں ایک بہت بڑے جلتے ہوئے تنور میں چھلانگ لگاتے ہیں۔ جو سچا ہوگا، وہ بچ جائے گا اور جو جھوٹا ہوگا، وہ جل کر بھسم ہوجائے گا۔ مرزا قادیانی اس مقابلہ میں بھی دم دبا کر بھاگ گیا۔ (سیارہ ڈائجسٹ، اولیائے کرام نمبر)

ایک عرصہ بعد قادیانی جماعت کا ایک وفد حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی خدمت

میں حاضر ہوا اور کہا کہ ایک اندھے اور ایک اپاہج یعنی لنگڑے کے حق میں آپ دعا کریں، دوسرے اندھے اور لنگڑے کے حق میں مرزا قادیانی دعا کرے۔ جس کی دعا سے اندھا اور لنگڑا ٹھیک ہو جائیں، وہ سچا ہے، اس طرح حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔ پیر صاحب نے جواب میں کہا کہ یہ بھی منظور ہے لیکن مرزا قادیانی سے یہ بھی کہہ دیں کہ اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آ جائے، ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں۔ اس پر مرزا قادیانی کو پیر صاحب کے سامنے آنے کی ہمت نہ پڑی۔ اس موقع پر پیر مہر علی شاہؒ نے فرمایا: ''یہ دعویٰ میں نے ازخود نہیں کیا تھا بلکہ عالم مکاشفہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے جمال باکمال سے میرا دل اس قدر قوی اور مضبوط ہو گیا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا کہ اگر اس سے کوئی بڑا دعویٰ بھی کرتا تو اللہ تعالیٰ ایک جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف ضرور مجھے سچا ثابت کرتے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ جو **شخص تحفظ ختم نبوت کا کام کرتا ہے، اس کی پشت پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ ہوتا ہے۔**'' پیر صاحب کا یہ احساس تائید ربانی سے بہرہ ور تھا کیونکہ تحفظ ختم نبوت کی اس جدوجہد میں شروع ہی سے آپ کو حضور سید المرسلین ﷺ کے بے پایاں لطف و کرم کی تجلیاں اپنی آغوش میں لیے ہوئے تھیں۔

آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد و عزائم اور مرتدانہ سرگرمیوں کے جواب میں پیر مہر علی شاہؒ نے انتہائی عالمانہ اور معرکۃ الآرا تصانیف لکھیں جن میں شمس الہدایہ اور سیف چشتیائی شہرہ آفاق حیثیت رکھتی ہیں۔ پیر صاحبؒ نے ان کتابوں کا ایک ایک نسخہ مرزا قادیانی کو بھی بھیجا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مرزا قادیانی کی جانب سے ان دلائل اور عقائد جن کو قرآن و حدیث کی روشنی میں پیر صاحب نے باطل اور کفریہ قرار دیا تھا، دفاع کیا جاتا اور علمی جواب دیا جاتا۔ لیکن اس کے برعکس آنجہانی مرزا قادیانی اسے پڑھ کر آپے سے باہر ہو گیا اور پیر صاحبؒ کی شان میں بکواس شروع کر دی۔ (نقل کفر، کفر نہ باشد)۔ مرزا قادیانی نے پیر صاحبؒ کو ملعون لومڑی، نادان، چور، کذاب، نجاست خور، جاہل، بے حیا اور گوہ کھانے والا کہا۔ (استغفر اللہ۔ معاذ اللہ)

(نزول المسیح صفحہ 62 تا 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 440 تا 459 از مرزا قادیانی)

ایک اور کتاب میں اول فول بکتے ہوئے مزید لکھا:

❑ ''مجھے ایک کتاب کذاب (حضرت پیر مہر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین، تجھ پر لعنت۔ تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔''

(اعجاز احمدی صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 188 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کی ذہنی حالت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ قادیانی عقائد کے مخالفانہ کتاب ملنے پر اس نے نہ صرف پیر صاحب کو برا بھلا کہا بلکہ اس پورے علاقے اور اس کے مکینوں کو بھی ملعون قرار دے ڈالا۔ جبکہ قادیانی جماعت کا نعرہ ہے: ''محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں۔'' عجیب بات ہے کہ مخالفت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے کی اور لعنت گولڑہ کے تمام رہنے والوں پر کی اور وہ بھی قیامت تک۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر گولڑہ کی سرزمین پر کوئی قادیانی آباد ہوگیا تو کیا وہ بھی اس ابدی لعنت کا مستحق ہوگا؟

جولائی 1900ء میں مرزا قادیانی نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو مناظرے کا چیلنج دیا تو پیر صاحب نے اس چیلنج کو مرزا قادیانی کی تمام شرائط پر قبول کرلیا۔ لیکن جب مرزا قادیانی کو پتا چلا کہ جناب پیر صاحب مناظرہ کے لیے لاہور تشریف لا رہے ہیں تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور مقررہ تاریخ کو وہ اس مناظرہ میں نہ آیا اور پیٹھ دکھا کر بھاگ گیا۔ بعد میں اس نے مندرجہ ذیل عذر کیا:

❑ ''اور میں بہرحال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں۔ اور ایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے وعظ کررہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ تو اس صورت میں لاہور میں جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 461 طبع جدید از مرزا قادیانی)

حالانکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

❑ ''ہم خدا کے مرسلین اور مامورین کبھی بزدل نہیں ہوا کرتے، بلکہ سچے مومن بھی بزدل نہیں ہوتے۔ بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 286 طبع جدید از مرزا قادیانی)

❑ ''اور میرے ساتھ تو خدا تعالیٰ کے پاسبان ہیں کہ وہ میری میرے دشمنوں سے حفاظت کرتے ہیں۔'' (خطبہ الہامیہ صفحہ 64 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 110، 111 از مرزا قادیانی)

❑ ''براہینِ احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیش گوئی ہے کہ قتل وغیرہ کے منصوبوں سے میں بچایا جاؤں گا۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 234 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 234 از مرزا قادیانی)

تحفظ ختم نبوت کے لیے پیر صاحب کی گرانقدر کوششیں تیرہ سو سال کے اولیا و مشائخ کی روحانی قوتوں کا فیضان تھا اور نہ جانے کون کون سی ہستیاں آپ کی پشت پناہ تھیں۔ ایک بزرگ حضرت سید چانن شاہ جابہ شریف اس عرصے میں اپنے ایک خواب کی کیفیت یوں بیان کرتے تھے:

❑ ''میں نے ایک فوج کو عَلَم لہراتے دریائے جہلم کے پل پر سے لاہور کی طرف جاتے دیکھا جس میں سے ایک صاحب نے میرے پوچھنے پر بتایا کہ ہم بغداد شریف سے آ رہے ہیں اور پیر صاحب گولڑہ شریف کی نصرت کے لیے جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کے مقابلے پر لاہور جا رہے ہیں۔''

مناظرہ سے فرار کے باوجود مرزا قادیانی نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر حضرت پیر مہر علی شاہؒ سے چھیڑ چھاڑ جاری رکھی۔ آخری قادیانی حربہ جو استعمال کیا گیا یہ تھا کہ 1907ء میں قادیانیوں نے عوام الناس میں یہ بات پھیلا دی کہ آنے والے جیٹھ کے مہینے میں حضرت پیر مہر علی شاہؒ کا انتقال ہو جائے گا۔ پیر صاحبؒ کے عقیدت منداس سے بڑے پریشان ہوئے کہ مبادا مرزا قادیانی تنگ آ کر پیر مہر علی شاہؒ کو قتل نہ کروا دے۔ چنانچہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے پیر بھائی جناب میاں محمد قریشیؒ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی حفاظت کے لیے مناسب انتظام کے لیے کہا۔ لیکن پیر مہر علی شاہؒ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا کہ ''میاں محمد موت تو برحق ہے اور سب کو اس کا ذائقہ چکھنا ہے۔ تسلی رکھو، اس سال کے جیٹھ میں مہر علی شاہؒ نہیں مرے گا۔'' چنانچہ 1908ء کے جیٹھ کا مہینہ آیا تو مرزا قادیانی برانڈرتھ روڈ لاہور میں واقع احمدیہ بلڈنگ کے ٹٹی خانہ میں مرا اور جہنم واصل ہو گیا۔ یوں پیر صاحبؒ اپنی ولائت کی صداقت کا ایک اور نشان چھوڑ گئے۔ (تاریخ محاسبہ قادیانیت از پروفیسر خالد شبیر)

مجاہد ختم نبوت حضرت پیر مہر علی شاہؒ (جن کے نام سے ہی مرزا قادیانی کانپتا تھا) نے 1902ء میں ایک پیش گوئی کی تھی جو مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے پر ہنس رہی ہے.........آپ بھی ملاحظہ کیجیے:

❑ ''ہم پیش گوئی کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنا اور جواب سے مشرف ہونا، یہ نعمت (مرزا) قادیانی کو کبھی نصیب نہ ہوگی''۔

(سیف چشتیائی، صفحہ 108، شائع شدہ 1902ء)

اس پیش گوئی کے شائع ہونے کے بعد مرزا قادیانی تقریباً چھ سال زندہ رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے مدینہ منورہ کی حاضری کی توفیق نہ دی۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ فرماتے ہیں:

- ''قادیانیوں کی زبان کا ڈنک روح اور ایمان کے لیے ایک خطرناک اژدہا ہے جس سے متاعِ اسلام برباد ہوتی ہے۔ صحبت بد کا اثر بُرے کام کرنے سے بھی زیادہ بڑا ہوتا ہے۔ ہم سے تو ایسی فقیری نہیں ہو سکتی کہ عقائد متواترہ اسلامیہ پر ایسے حملوں کے وقت خاموش بیٹھ کر تماشا دیکھا کریں اور ہم ایسے فقر سے بھی ہزار دل سے بیزار ہیں جو عین مداہنت اور بے غیرتی ہو۔ مرزا قادیانی سے مقابلہ کے وقت بھی بعض مہربانوں نے جو اخلاص کا معنی نہیں جانتے، اعتراض کیا کہ فقراء کا کام بحث مباحثہ نہیں۔ انہوں نے یہ نہ جانا کہ یہ جہاد اُس شخص کے ساتھ ہے جس کے خیالات فاسدہ کی تیغ بے دریغ سے ملت محمدی برباد ہو رہی ہے۔'' (ملفوظات مہریہ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ)

حضرت پیر مہر علی شاہؒ گولڑوی کے عقیدت مندوں سے پرزور درخواست ہے کہ وہ فتنۂ قادیانیت کے خلاف جانی و مالی جہاد کر کے پیر صاحبؒ کی تحریک کو دوبارہ زندہ کریں۔ آپؒ کی روح اپنے عقیدت مندوں اور مریدوں سے پکار پکار کر کہتی ہے کہ اگر تم میرے سچے مرید اور عقیدت مند ہو تو اتفاق و اتحاد کی فضا پیدا کر کے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دو۔ قادیانیوں کا مکمل طور پر معاشرتی اور معاشی بائیکاٹ کرو۔ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھو۔ اپنے شہروں اور دیہاتوں میں تحفظ ختم نبوت کانفرنسوں کا اہتمام کرو۔ قادیانیوں کی طرف سے شعائر اسلامی استعمال کرنے پر معززین علاقہ کے ہمراہ متعلقہ تھانہ جا کر قادیانی ذمہ داران کے خلاف قانون کے مطابق مقدمہ درج کرائیں۔ اپنے حلقہ احباب میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اچھی طرح متعارف کرواؤ تا کہ کسی مسلمان کی متاع ایمان نہ لٹ سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت کا تحفظ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

15

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

قانونِ تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ

قانون توہین رسالت ﷺ (295 سی) پارلیمنٹ سے کب، کیوں اور کیسے منظور ہوا؟
اب اس قانون کو ختم اور غیر مؤثر کرنے کے لیے پس پردہ کیا کیا سازشیں ہو رہی ہیں؟
چشم کشا انکشافات اور ہوش رُبا انکشافات سے بھرپور ایمان افروز دستاویز

محمد متین خالد

حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام مسلمانوں کے لیے مرکزِ ملت کی حیثیت رکھتے ہیں۔آپ ﷺ کی عزت وتکریم ہر مسلمان کے ایمان کی اساس ہے۔آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی اہل ایمان کے لیے اُن کے ماں باپ، اولاد، جان و مال اورعزت وآبرو سے زیادہ عزیز ہے۔ ہمارے ایمان کا دارو مدار آپ ﷺ سے تعلق پر ہے۔ اللہ رب العزت کے بعد کائنات کی جو ہستی سب سے زیادہ بلند مقام و مرتبہ پر فائز ہے، وہ بلاشبہ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ کوئی ایسی بات یا کوئی ایسا کام کرے جس سے آپ ﷺ کی عزت و وقار میں رتی برابر بھی فرق آئے۔قرآن مجید میں کسی ہستی کا ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی اس قدر شدت سے تلقین نہیں کی گئی جس قدر حضور نبی کریم ﷺ کا ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

- **یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجۡھَرُوۡا لَہٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَھۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ۝ (الحجرات:2)**

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو پیغمبر (ﷺ) کی آواز سے اونچا مت ہونے دو اور ان کے ساتھ بلند آواز سے بات مت کیا کرو جیسا کہ تم آپس میں زور زور سے بولتے ہو، اگر تم نے ایسا کیا تو سوءِ ادب کی پاداش میں تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے اور تمہیں خبر تک نہ ہو گی‘‘۔

پھر اس آیت کے ساتھ ہی اگلی آیت میں وضاحت کی کہ تقویٰ اور پرہیزگاری تو یہ ہے کہ میرے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں تم شائستگی سے اور دھیمی آواز میں بات کرو۔

- **اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَھُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوۡبَھُمۡ لِلتَّقۡوٰی. (الحجرات:3)**

ترجمہ: ’’یقیناً وہ لوگ جو بارگاہِ رسالت (ﷺ) میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لیے جانچ لیا ہے‘‘

اگر اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اس کے حبیب مکرم ﷺ کو نام لے کر نہ پکارا جائے

تو اس کی یہ مشیت، عدل اور انصاف پر مبنی ہے۔ جب وہ خود خدا ہو کر انھیں نام لے کر خطاب نہیں کرتا ہے تو بندوں کو کیا حق حاصل ہے کہ انھیں نام لے کر پکاریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام انبیاء کو ان کے ذاتی ناموں سے خطاب کیا:

- يٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ. (البقرۃ:35)

  ترجمہ: ''اے آدم! تو اور تیری بیوی بہشت میں رہو''

- يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا. (ہود:48)

  ترجمہ: ''اے نوح! ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اتر جا''

- يٰاِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا. (الصّٰفّٰت:104،105)

  ترجمہ: ''اے ابراہیم! تو نے خواب کو سچ کر دکھایا''

- يٰمُوْسٰى اِنِّىْ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ. (طٰہٰ:12)

  ترجمہ: ''اے موسیٰ! میں ہوں تیرا پروردگار، تو اتار ڈال اپنی جوتیاں''

- يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ. (آل عمران:55)

  ترجمہ: ''اے عیسیٰ! میں دنیا میں تیرے رہنے کی مدت پوری کروں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا''

- يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ. (ص:26)

  ترجمہ: ''اے داؤد! ہم نے تجھے زمین پر اپنا نائب بنا دیا''

- يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى. (مریم:7)

  ترجمہ: ''اے زکریا! ہم تجھے بشارت دیتے ہیں ایک لڑکے کی، جس کا نام یحییٰ ہے''

- يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ. (مریم:12)

  ترجمہ: ''اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے تھامو''

قرآن مجید کو ''بسم اللّٰہ'' سے لے کر ''والناس'' تک پڑھ ڈالیے، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کہیں بھی ذاتی نام سے خطاب نہیں کیا۔ کہیں ''یاَیُّھا الرسول'' کے خطاب عزت سے نوازا، کہیں ''یایھا المزمل'' کی صدائے محبت سے پکارا اور کہیں ''یایھا المدثر'' کی ندائے شفقت سے سرفراز فرمایا۔

اب ان چند آیتوں کا ذکر جن میں بارگاہ رسالت ﷺ کے احترام کی تلقین کی گئی

ہے اور جن میں ان کی تعظیم کے آداب سکھائے گئے ہیں۔فرمایا:

❑ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ○ (الحجرات:1)

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے‘‘

اس آیت میں یہ تلقین کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کے سامنے اپنی بات پیش نہ کرو۔ حضور ﷺ سے کسی قول یا عمل میں پیش قدمی نہ کرو۔ بعض لوگوں نے حضور ﷺ سے پہلے عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی تو ان سے کہا گیا کہ آپ ﷺ سے پیش قدمی نہ کریں۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے:

’’اگر روزے کے بارے میں شک ہو اور رسول اللہ ﷺ روزہ نہ رکھیں تو روزہ رکھنے میں پہل نہ کرو۔ لوگ آپ ﷺ سے کوئی بات دریافت کریں تو آپ ﷺ کے جواب دینے سے پہلے کوئی پوچھنے والے کو جواب نہ دے بیٹھے کہ یہ گستاخی ہے‘‘

بارگاہ رسالت ﷺ کے جو آداب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو سکھائے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی لفظ جس میں ابہام یا ایہام ہو، کوئی لفظ جو ذومعنی ہو اور ایک معنی اس لفظ کا توہین آمیز بھی ہو، حضور ﷺ کے ساتھ بات چیت کرتے نہ بولیے۔ فرمایا:

❑ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ○ (البقرۃ:104)

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! تم راعنا (ہماری رعایت کیجیے) نہ کہا کرو، تم انظرنا کہا کرو اور ان کی بات سنو اور جو بارگاہ رسالت (ﷺ) کے آداب ملحوظ رکھنے سے انکار کردیں، ان کے لیے دردناک عذاب ہے‘‘

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرامؓ بارگاہِ رسالت میں بیٹھے آپ کے ارشادات سے جب مستفید ہوتے اور کوئی بات اچھی طرح سمجھ میں نہ آتی تو راعنا کہتے تھے، یعنی ہماری رعایت کیجیے۔ یہودی بھی یہی لفظ کہتے اور عین کے کسرہ کے اشباع کے ساتھ راعنا یا راعینا کہتے، یعنی اے ہمارے چرواہے۔ (نعوذباللہ) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات بھانپ لی اور ان شرارت پسند یہودیوں سے کہنے لگے:

''اگر اب میں نے یہ لفظ تم سے سنا تو بخدا تم کو قتل کر ڈالوں گا''

وہ بولے تم خود بھی تو یہی کہتے ہو، اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی، جس کے معنی یہ ہیں کہ تم اس لفظ راعنا ہی کو چھوڑ دو، جس میں اہانت کا کوئی پہلو نکل سکتا ہے۔ تم انظرنا کہا کرو تا کہ سوءِ ادب کا کوئی شائبہ باقی نہ رہے۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور ﷺ کے بعد منبر پر کھڑے ہوئے تو جس پائے پر حضور ﷺ کھڑے ہوتے تھے، اس پائے پر کھڑا ہونا سوءِ ادب خیال کیا اور اس سے نچلے پائے پر کھڑے ہوئے، پھر جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے بھی اس پائے پر کھڑا ہونا سوءِ ادب خیال کیا جس پر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوتے تھے، وہ اس سے بھی نچلے پائے پر کھڑے ہوئے۔

عروہ بن مسعود کو جب قریش نے صلح حدیبیہ کے سال، رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تو اس نے دیکھا کہ صحابہ حضور ﷺ کی کس قدر تعظیم کرتے ہیں۔ اس نے یہ منظر دیکھا:

❑ **اِنَّهٗ لَا یَتَوَضَّأُ اِلَّا ابْتَدَرُوْا وَضُوْئَهٗ وَ لَا یَبْصُقُ بُصَاقًا اِلَّا تَلَقَّوْهُ بِأَكُفِّهِمْ وَ لَا تَسْقُطُ مِنْهُ شَعْرَةٌ اِلَّا ابْتَدَرُوْهَا وَ اِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا أَمْرَهٗ وَ اِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَ مَا یُحِدُّوْنَ النَّظَرَ اِلَیْهِ تَعْظِیْمًا لَّهٗ**

ترجمہ: ''حضور ﷺ جب بھی وضو فرماتے، صحابہ ان کے وضو کے پانی کی طرف لپکتے (اسے بدن پر ملتے تھے)۔ ان کا لعاب دہن صحابہ کے ہاتھوں پر رہتا تھا اور ان کا جو موئے مبارک گرتا، صحابہ اس کی طرف لپکتے اور جب وہ انھیں حکم دیتے تو فوراً حکم بجا لاتے، جب وہ بات کرتے تو صحابہ اپنی آوازوں کو پست کر لیا کرتے تھے اور ادباً اور احتراماً انھیں تیز نظروں سے نہ دیکھتے تھے'' (صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 379)

عروہ بن مسعود نے قریش سے جا کر کہا:

''اے قریش کے لوگو! میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے بھی دربار دیکھے ہیں، خدا کی قسم! کسی بادشاہ کی بھی ایسی تعظیم بجا نہیں لائی جاتی جیسی صحابہؓ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم بجا لاتے ہیں'' (صحیح بخاری، صفحہ 379)

یہی حال آئمہ کرامؒ کا تھا۔ حضرت امام مالک بن انسؒ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے یا ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا اور

آپ سراپا تعظیم ہو جاتے۔ ایک دن آپ سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کے نام مبارک آنے پر یہ آپ کو کیا ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

- لَوْ رَأَيْتُمْ مَّا رَأَيْتُ لَمَا أَنْكَرْتُمْ عَلٰى مَا تَرَوْنَ

''اگر حضور ﷺ کی وہ شان اور عظمت تم دیکھتے جو میں دیکھ رہا ہوں تو تمہیں میری اس غایت درجے کی تعظیم وتکریم پر اچنبھا نہ ہوتا''

حدیث شریف کا درس دینے سے پہلے آپ غسل فرماتے، نہایت عمدہ لباس پہنتے، خوشبو لگاتے اور نہایت خشوع وخضوع سے حدیث بیان فرماتے۔ جب تک آپ درس دیتے رہتے، آپ کی مجلس میں خوشبو برابر مہکتی رہتی۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں، میں ایک دن امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت حدیث شریف کا درس دے رہے تھے، آپ کو بچھو نے کئی بار کاٹا، آپ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا لیکن آپ پورے صبر اور ضبط کے ساتھ حدیث بیان کرتے رہے۔ جب آپ درس ختم کر چکے اور لوگ چلے گئے تو میں نے پوچھا کہ درس دیتے وقت آپ پر یہ کیا کیفیت طاری ہوئی؟ آپ نے بتایا، مجھے بچھو نے کئی بار کاٹا لیکن میں حدیث کی عظمت واکرام کے باعث ضبط کیے ہوئے بیٹھا رہا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ امام مالکؒ مدینہ طیبہ میں اپنے گھوڑے پر سوار نہ ہوتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس زمین کو گھوڑے کے سموں سے پامال کروں جس سے رسول اللہ ﷺ کے مبارک قدموں نے لمس کیا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ مدینہ منورہ کی حدود شروع ہوتے ہی اپنے جوتے اتار لیتے تھے اور وہ اپنے وقت کے امام، وہ عظیم محدث اور فقیہ ننگے پاؤں مدینے کی سرزمین پر چلتے تھے کہ مبادا جس جگہ حضور اقدس ﷺ نے قدم رکھے ہوں، وہاں وہ اپنی جوتیاں رکھ دیں۔

ادب کی یہ کیفیتیں حاصل نہیں ہو سکتیں جب تک حضور ﷺ کی ذات کی معرفت نہ ہو، جب تک یہ معرفت حاصل نہ ہو کہ وہ تاریخ انسانیت کے مرکز ومحور ہیں اور ازل سے لے کر آج تک جتنی مخلوق پیدا ہوئی ہے، ارض وسما میں اور ما بین السموات والارض اور آج سے لے کر ابد تک جتنی مخلوق پیدا ہونے والی ہے، ارض وسما اور ما بین السموات والارض، کوئی نہیں جو ان کی گرد پا کو چھو سکے۔

حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کرنا ایمان کی اساس ہے۔
علمائے اسلام، دورِ صحابہؓ سے لے کر آج تک اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس شخص کو پیار اور تعلق خاطر نہیں، وہ سرے سے مسلمان ہی نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا آخرت میں سخت عذاب کا سامنا کرنے کے علاوہ اس دنیا میں بھی قابل گردن زدنی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

- ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک میری ذات اسے اس کے والدین، اولاد حتیٰ کہ تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے''۔(صحیح البخاری:15)

سیدنا حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

- مَنْ سَبَّ نَبِيًا قُتِلَ وَ مَنْ سَبَّ أَصْحَابَهُ جُلِدَ.

ترجمہ: ''جس نے کسی نبی کو گالی دی، اسے قتل کیا جائے گا اور جس نے کسی صحابی کو گالی دی، اسے کوڑے مارے جائیں گے۔'' (طبرانی جلد نمبر 1 صفحہ 236)

خلاصہ یہ کہ اسلامی قانون کی رُو سے توہینِ رسالت ﷺ کا مرتکب سزائے موت کا مستحق ہے اور اس مسئلہ پر تمام صحابہؓ و تابعینؒ اور فقہائے اُمت متفق ہیں۔

اب اسی حوالے سے دورِ نبوی کے واقعات اور ان پر نبی کریم ﷺ کا ردِّ عمل ملاحظہ کیجیے:

سیدنا حضرت علیؓ سے مروی ہے:

- ''ایک یہودی عورت، رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے ہلاک کر دیا تو آپ ﷺ نے اس عورت کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔''

(ابوداؤد:4362)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

- ''ایک نابینا صحابیؓ کی ایک اُم ولد لونڈی تھی جو رسول اللہ ﷺ پر (نعوذ باللہ) سب وشتم کیا کرتی تھی۔ وہ اسے روکتا مگر وہ باز نہ آتی، وہ ڈانٹتا مگر وہ رُکتی نہ تھی۔ ایک رات اس نے رسولِ کریم ﷺ کو گالیاں دینے کا آغاز کیا تو اس نے بھالا لے کر اس کے شکم میں پیوست کر دیا اور اسے زور سے دبایا جس سے وہ ہلاک ہوگئی۔ صبح کو اس کا تذکرہ رسول کریم ﷺ سے کیا گیا تو لوگوں کو جمع کر کے آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس آدمی کو قسم دیتا ہوں جس نے یہ قتل کیا اور میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ یہ سن کر ایک نابینا صحابیؓ کھڑے ہوئے اور

صفیں پھلانگتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آئے اور بیٹھ گئے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! (اسے میں نے قتل کیا ہے) وہ آپ ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی، میں اسے روکتا مگر وہ باز نہ آتی تھی، میں اسے ڈانٹ ڈپٹ کرتا مگر وہ پروا نہ کرتی۔ اس کے بطن سے میرے دو موتیوں جیسے بیٹے ہیں، وہ میری رفیقہ حیات تھی۔ گذشتہ شب جب وہ آپ ﷺ کو گالیاں بکنے لگی تو میں نے بھالا لے کر اس کے پیٹ میں گاڑ دیا اور اسے زور سے دبایا حتیٰ کہ وہ مرگئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گواہ رہو کہ اس کا خون رائیگاں ہے۔" (سنن ابوداؤد: 4361)

معروف گستاخِ رسول عبدالعزی ابن خطل کا نام عبداللہ تھا۔ وہ پہلے مسلمان تھا۔ بعدازاں اسلام چھوڑ کر مشرک ہوگیا۔ اس نے اپنے ساتھ دو گانے والی لونڈیاں ارنب اور قریبہ رکھی ہوئی تھیں جن سے وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہجو یہ اور توہین آمیز گیت کہلوایا کرتا تھا۔ شانِ رسالت ﷺ میں توہین کے ارتکاب پر اس کی جسارتیں بہت بڑھ چکی تھیں۔ فتح مکہ کے موقع پر جب نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو سب مخالفین حتی کہ بدترین دشمنوں کو بھی معافی دے دی گئی۔ ایک شخص نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ آپ کا گستاخ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُسے قتل کر دو۔ چنانچہ اس گستاخِ رسول کو قتل کرنے کی سعادت سیدنا ابو برزہ اسلمیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن حریثؓ کے حصہ میں آئی۔ انہوں نے اس گستاخ کو کعبۃ اللہ کے پردوں سے نکال کر زمزم کے کنویں اور مقام ابراہیم کے درمیان قتل کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ گستاخِ رسول ﷺ کو بیت اللہ شریف (جو امن کی جگہ ہے) میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم سے ابن خطل کی دونوں لونڈیوں ارنب اور قریبہ کو بھی شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کے جرم میں قتل کر دیا گیا تھا۔

تحفظ ناموس رسالت ﷺ دین اسلام کی اساس ہے اور پوری امت مسلمہ کی روح بھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ ہر مسلمان کا اولین فرض ہے اور اپنے اس فرض کی انجام دہی کے لیے وہ ہر وقت کوشاں رہتا ہے۔ ملت اسلامیہ کا ہر فرد تحفظ ناموس رسالت ﷺ پر مرمٹنا اپنی سعادت ہی نہیں بلکہ اسے اپنے لیے حیات جاوداں بھی سمجھتا ہے۔ مسلمانوں کی یہ قیمتی متاع دشمنان اسلام کی آنکھوں میں ہمیشہ کھٹکتی رہتی ہے۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے قلوب و اذہان سے محبت رسول ﷺ کی روشن شمع گل کر دی جائے۔ وہ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی کل کائنات، ان کی محبتوں اور عقیدتوں کا مرکز

اور ان کی اخروی شفاعت کا واحد اور آخری سہارا صرف اور صرف ذات محمد ﷺ ہے۔ ان کا مشن ہے کہ مسلمانوں کے پر کیف بدن سے "روح محمد ﷺ" نکال کر انھیں بے روح کر دیا جائے، ان کے سینوں میں محبت رسول ﷺ کی شمع بجھا دی جائے، ان کے دلوں سے احترام نبی ﷺ کا جذبہ ختم کر دیا جائے، کیونکہ اس کے بغیر کسی بھی محاذ پر مسلمانوں سے مقابلہ مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اس لیے یہ ملعون گاہے گاہے امت مسلمہ کی غیرت وحمیت کا ٹیسٹ لیتے رہتے ہیں، تاکہ انھیں معلوم ہو سکے کہ مسلمان اپنے نبی کی ناموس کے مسئلہ پر کتنے غیرت مند ہیں۔

حضرت امام مالکؒ کا فتویٰ ہے کہ جو شخص خواہ وہ کسی بھی نبی کی امت میں سے ہو، اگر اپنے نبی کی توہین سن کر خاموش رہتا ہے اور اس پر اپنا ردعمل ظاہر نہیں کرتا، تو ایسا شخص اپنے نبی کی امت سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ بات ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو کان کھول کر سن لینی چاہیے اور جان لینی چاہیے کہ جس دن امت محمدیہ ﷺ نے ملاازم، بنیاد پرستی، رجعت پسندی اور تاریک خیالی کے طعنوں کے خوف سے کسی بھی شخص کی طرف سے شان رسالت ﷺ میں کی گئی گستاخی کو روشن خیالی، ترقی پسندی یا رواداری کے ہیضہ میں مبتلا ہو کر برداشت کر لیا، اس پر آنکھیں بند کر لیں، اس پر کسی مصلحت کو غالب کر لیا، جان، مال، عزت اور رشتہ وتعلق کو ناموس رسول ﷺ پر ترجیح دے دی، خاکم بدہن وہ دن امت مسلمہ کی زندگی کا آخری دن ہو گا، خدا کی رحمتیں اور برکتیں روٹھ جائیں گی۔ اجتماعی مصیبتوں اور پریشانیوں کا ایک طوفان عذاب الٰہی کی صورت میں امڈ آئے گا اور دل کی آنکھیں رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ اس کے آثار (انفرادی اور اجتماعی) شروع ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ایسے وقت سے محفوظ رکھے۔

مئی 1986ء میں ایک خاتون ایڈووکیٹ نے اسلام آباد میں منعقدہ ایک سیمینار میں شریعت بل کے خلاف تقریر کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کے خلاف نہایت توہین آمیز الفاظ استعمال کیے۔ شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کے ارتکاب پر راولپنڈی بار ایسوسی ایشن کے معزز اراکین جناب عباد الرحمٰن لودھی ایڈووکیٹ اور جناب ظہیر احمد قادری ایڈووکیٹ نے سخت احتجاج کیا اور خاتون ایڈووکیٹ سے مطالبہ کیا کہ وہ اِن توہین آمیز الفاظ کو واپس لے کر اس گستاخی پر معافی مانگے۔ ملعونہ کے انکار اور اپنے الفاظ پر مسلسل اصرار پر سیمینار میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اگلے دن جب اس واقعہ کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو پورے ملک میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ مسلمانوں کی طرف سے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ فوری طور پر توہین

رسالت ﷺ کی سزا نافذ کی جائے اور اِس جرم کا ارتکاب کرنے والے کو عبرتناک سزا دی جائے۔

ملعونہ کی اس دریدہ دہنی کے خلاف ملک بھر میں سب سے پہلے جس مجاہدہ نے بھرپور آواز اٹھائی، وہ آواز دینی غیرت وحمیت سے سرشار ممبر قومی اسمبلی محترمہ آپا نثار فاطمہؒ کی تھی۔ انہوں نے اس سلسلہ میں اسمبلی میں بھی پوری قوت ایمانی کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کی اور تحریک استحقاق پیش کی۔ اس کے جواب میں حکومتی بنچوں کی طرف سے کہا گیا کہ ملعونہ کی اس حرکت سے چونکہ مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے، لہٰذا تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298 کے تحت اُس کے خلاف مقدمہ درج ہوسکتا ہے، جس کی سزا ایک سال قید ہے۔ یعنی ان کے نزدیک ایک عام آدمی کی توہین اور حضور سرورِ کائنات، امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی شان اقدس میں توہین یکساں ہے۔ (نعوذ باللہ)

قرآن وسنت میں گستاخ رسول کی سزا موت ہے۔ بدقسمتی سے اس وقت تعزیرات پاکستان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کی کوئی سزا نہیں تھی، اس لیے ملعونہ کے خلاف کوئی مؤثر کارروائی نہ ہوسکی۔ اس نازک صورت حال میں اسلامی جذبہ سے سرشار تحفظ ناموس رسالت کی مجاہدہ محترمہ آپا نثار فاطمہؒ نے ہمت مردانہ سے کام لیتے ہوئے قومی اسمبلی میں تعزیرات پاکستان میں توہین رسالت ﷺ کی سزا شامل کرنے کا ایک بل پیش کیا جس میں توہین رسالت ﷺ کی اسلامی سزا، سزائے موت تجویز کی گئی۔ 7 دن کی طویل بحث کے بعد 9 جولائی 1986ء کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قانون توہین رسالت ﷺ منظور کیا۔ تعزیرات پاکستان کی دفعات میں نیا اضافہ کرتے ہوئے 295 سی کے تحت حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں توہین کرنے والے ملزم کو موت یا عمر قید کی سزا کا مستحق ٹھہرایا گیا۔ 8 اکتوبر 1986ء کو ایوان بالا یعنی سینیٹ نے بھی اس قانون کو متفقہ طور پر منظور کرلیا۔ یوں پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ کے مطابق تعزیرات پاکستان میں قانون توہین رسالت ﷺ 295 سی کا نیا اضافہ ہوا جو مندرجہ ذیل ہے۔

295-C. Use of derogatory remark etc., in respect of the Holy Prophet. whoever by words, either spoken or written, or by visible representation, or by any imputation, innuendo, or insinuation, directly or indirectly, defiles the sacred name of the Holy

Prophet Muhammad (peace by upon him) shall be punished with death or imprionment for life, and shall also be liable to fine.

دفعہ 295۔سی تعزیرات پاکستان

نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی شانِ اقدس میں توہین آمیز کلمات کا استعمال

''جو کوئی الفاظ کے ذریعے، خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے، یا بطور طعنہ زنی یا بہتان تراشی بالواسطہ یا بلا واسطہ، اشارتاً یا کنایتاً حضرت محمد ﷺ کی توہین یا تنقیص یا بے حرمتی کرے، وہ سزائے موت یا سزائے عمر قید کا مستوجب ہوگا اور اسے سزائے جرمانہ بھی دی جائے گی''۔

1973ء کے متفقہ دستور کی دفعہ نمبر 227 میں اہلیان پاکستان کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ خلاف اسلام دفعات کی نشاندہی کر کے ان کو قرآن و سنت کے مطابق تبدیل کرا سکتے ہیں۔سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے زیر نگرانی تیار کردہ اس دستور میں دیئے ہوئے حق کو استعمال کرتے ہوئے 1987ء میں سپریم کورٹ کے سینئر ایڈووکیٹ جناب محمد اسماعیل قریشیؒ نے وفاقی شرعی عدالت میں ایک پٹیشن دائر کی کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ نے قانون توہین رسالت منظور کرتے ہوئے تعزیرات پاکستان میں 295 سی کا اضافہ کیا۔ یہ دفعہ اس لیے قابل اعتراض ہے کہ اس میں ملزم کو دی جانے والی متبادل سزا، سزائے عمر قید ان احکامات اسلامی کے خلاف ہے جو قرآن مجید اور سنت رسول کریم ﷺ میں دیئے گئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں کسی قسم کی کوئی بے ادبی یا اہانت آمیز بات شرعی حد کے دائرہ میں آتی ہے اور اس کی سزا میں حکومت ہی نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ بھی سوئی کے نوک کے برابر کوئی تبدیلی یا ترمیم کرنے کا اختیار نہیں رکھتی اور یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ لہٰذا تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 سی میں درج سزا ''یا عمر قید'' کو ختم کیا جائے۔

اس مقدمہ کی باقاعدہ سماعت نومبر 1989ء کو شروع ہوئی۔ وفاقی شرعی عدالت کا یہ فل بنچ جناب جسٹس گل محمد خاں چیف جسٹس، جناب جسٹس عبد الکریم خان کندی، جناب جسٹس عبادت یار خاں، جناب جسٹس عبد الرزاق اے تھیم اور جناب جسٹس فدا محمد خاں پر مشتمل تھا۔ عدالت نے 8 دن (26 تا 29 نومبر 1989ء، 4 تا 7 مارچ 1990ء) اس درخواست کی سماعت کی اور متعدد سکالروں، تمام مسالک کے جید علما کرام اور اس موضوع پر

دسترس رکھنے والے سینئر قانون دانوں کو بھی طلب کیا، تاکہ وہ اس موضوع پر اپنی آراء پیش کر کے عدالت کی قانونی معاونت کریں۔

30 اکتوبر 1990ء کو عدالت نے اس درخواست کا متفقہ فیصلہ سنایا۔ عدالت نے قرار دیا کہ حضرت محمد ﷺ کی توہین یا ان کے اسم مبارک کی بے حرمتی کے جرم میں متبادل سزا، عمر قید، اسلام کی واضح نصوص (احکام) کے منافی ہے۔ عدالت نے مزید کہا کہ دفعہ 295 سی میں "یا عمر قید" کا لفظ توہین رسالت کے حوالہ سے شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے، اس لیے صدر پاکستان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ 30 اپریل 1991ء تک اس قانون کی اصلاح کریں اور "یا عمر قید" کے الفاظ ختم کریں، اور یہ کہ اگر تاریخ مقررہ تک ایسا نہ کیا گیا تو پھر اس کے بعد یہ الفاظ خود بخود کالعدم متصور کیے جائیں گے اور صرف سزائے موت، ملک کا قانون بن جائے گا، چنانچہ مقررہ تاریخ تک یہ کام نہ ہو سکا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے مطابق یہ الفاظ خود بخود کالعدم ہو گئے۔ وفاقی شرعی عدالت نے اپنے فیصلہ میں توہین رسالت کی سزا، سزائے موت کو قرآن اور سنت رسول ﷺ سے اخذ کردہ اور درست قرار دیا۔

(PLD 1991 FSC 10)(PLD 2014 Federal Shariat Court 18)

یاد رہے کہ پاکستان کے آئین کی دفعہ 203-D کے تحت وفاقی شرعی عدالت ہی اس امر کی مجاز ہے کہ وہ کسی قانون کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کا فیصلہ کرے۔ آئین کی شق 203-D کے مطالعہ کے بعد اس سلسلہ میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ اس آئینی شق میں کہا گیا ہے:

- "عدالت از خود نوٹس پر یا پاکستان کے کسی شہری کی پٹیشن پر یا وفاقی یا کسی صوبائی حکومت کی پٹیشن پر یہ اختیار رکھتی ہے کہ وہ قرآن اور سنت رسول ﷺ کے اصولوں کی روشنی میں کسی بھی قانون یا اس کی شق کے اسلام کے مطابق یا اسلام سے متصادم ہونے کا فیصلہ کر سکے"۔

یہ بات ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ پاکستان کی پارلیمنٹ قوانین وضع کرنے، ان پر نظر ثانی کرنے، ان میں ترمیم کرنے، ان کی تنسیخ کرنے کے وسیع تر اختیارات رکھتی ہے۔ پارلیمانی طریقہ کار اور قانون سازی کی روایات کے مطابق پارلیمنٹ کی طرف سے وضع کردہ قانون توہین رسالت ﷺ کئی دہائیوں سے نافذ العمل ہے اور آئینی عدالت کے کڑے معیار پر پورا اتر چکا ہے۔ یہ کہنا کہ قرآن و سنت میں توہین رسالت کی سزا موت نہیں

ہے، وفاقی شرعی عدالت اس اعتراض کا آئینی شق 203-D کی ذیلی شق 2 کے تحت پہلے ہی باریک بینی سے جائزہ لے چکی ہے اور اس کے فیصلہ کی رو سے موجود قانون قرآن وسنت کے عین مطابق ہے اور قرار دیا گیا ہے کہ گستاخِ رسول کے لیے موت کی سزا کے علاوہ کسی بھی قسم کی متبادل سزا اسلامی تعلیمات سے متصادم ہوگی۔ آئین کی شق 203-D کی ذیلی شق 2 کی شق (b) کے تحت یہ فیصلہ فوری طور پر نافذ ہو چکا ہے۔

حکومت نے وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی، اس فیصلے کو چیلنج نہیں کیا گیا تھا، بلکہ اس کا مقصد فیصلہ کے بعض پہلوؤں کی وضاحت حاصل کرنا تھا۔ بعد ازاں حکومت نے سپریم کورٹ سے یہ اپیل واپس لے لی۔ بعض سیکولر اور قادیانی حضرات نے حکومت کے اس اقدام کو تنقید کا نشانہ بنایا اور اس سنگین جرم کے لیے صرف موت کی سزا قائم رکھنے پر اپنے ذہنی تحفظات کا اظہار کیا۔ لیکن ان لوگوں کے یہ ذہنی تحفظات عوامی سطح پر کوئی پذیرائی حاصل نہ کر سکے۔ نہ صرف رائے عامہ کے راہنماؤں نے، بلکہ منتخب اداروں اور قانون ساز اسمبلیوں نے بھی عوامی جذبات کو زبان دی۔

2 جون 1992ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک قرارداد متفقہ طور پر منظور کی، جس میں حکومت سے کہا گیا کہ حضرت محمد ﷺ کی توہین پر صرف اور صرف سزائے موت ہی دی جانی چاہیے۔ سینٹ نے بھی یہی راہ عمل اختیار کی۔ 8 جولائی 1992ء کو سینٹ میں ترمیمی قانون متفقہ طور پر منظور کیا گیا، جس میں اس جرم کے لیے صرف موت کی سزا دینے کا حکم دیا گیا ہے۔
گویا توہین رسالت کا حالیہ قانون تین مختلف سمتوں سے ہونے والی کاوشوں کے نتیجے میں پاکستان کے مجموعہ تعزیرات کا حصہ بنا ہے:

1- قومی اسمبلی میں آپا نثار فاطمہ کا پیش کردہ بل اور اس کے نتیجے میں محدود قانون سازی۔
2- جناب محمد اسمٰعیل قریشی کی 1987ء میں وفاقی شرعی عدالت کو دی جانے والی درخواست اور اس پر وفاقی شرعی عدالت کا 1990ء کا فیصلہ (یہی اس قانون کا اصل محرک ہے)
3- آخرکار جون 1992ء میں پارلیمنٹ میں سزائے عمر قید کے خاتمے کا بل پیش ہونا اور اس کا منظور ہو جانا، گو کہ اس آخری مرحلہ کی ضرورت نہ تھی، کیونکہ شرعی عدالت کے فیصلے کی روشنی میں مقررہ تاریخ گزر جانے کے بعد قانون خود ہی تبدیل ہو چکا

تھا، تاہم پارلیمان کی قانون سازی نے اس ترمیم کی مزید تائید کردی۔ اب اس قانون کو دستور 1973ء میں دیئے ہوئے حق کے استعمال یا قومی اسمبلی کی 1992ء میں منظوری کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے، ظاہر ہے کہ یہ ہر دو اقدامات کسی آمر کے ذریعے حاصل نہیں ہوئے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ قانون توہین رسالت تو فاضل عدالت اور پارلیمنٹ کی متفقہ منظوری کا حاصل ہے، جبکہ اس کو غیر مؤثر کرنے کی باضابطہ ترمیم 2004ء میں پرویز مشرف کے آمرانہ دور میں ہوئی۔

قانون توہین رسالت ﷺ اسلام کا ایک متفقہ شرعی تقاضا اور پاکستانی پارلیمنٹ کا منظور شدہ قانون ہے، اس کے باوجود افسوس ناک امر یہ ہے کہ 38 سال سے اس قانون کے نفاذ کے باوجود آج تک کسی کو توہین رسالت کی سزا نہیں دی جا سکی جس کی ایک وجہ سیکولر عناصر کا یک طرفہ بدترین پروپیگنڈا اور شدید عالمی دباؤ ہے تو دوسری طرف پاکستانی حکومتوں کی منافقت بھی ہے کہ اس قانون کے معاً بعد اس قانون میں ایسی ترامیم کر دی گئیں جس سے قانون ناقابل عمل ہوگیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ سیکولر قوتوں کے شدید پروپیگنڈہ کے نتیجے میں جو شخص بھی توہین رسالت کا ارتکاب کرتا ہے تو یہ اہانت اس کے لیے خصوصی اعزاز کا سبب بن جاتی ہے۔

1986ء سے لے کر آج تک توہین رسالت کے ان تمام مقدمات میں کسی ایک ملزم کو بھی سزائے موت نہیں دی گئی۔ اس سے ایک طرف حکومت کے منافقانہ کردار کا پتہ چلتا ہے تو دوسری طرف سے اس اعتراض کی حقیقت بھی کھل جاتی ہے کہ یہ قانون اقلیتوں کے خلاف بنایا گیا ہے۔ اگر عوام کی مرضی پر عمل کرنے کے اصول کا کچھ مقصد ہے، اگر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کا متفقہ فیصلہ پاکستان کے عوام کے اجتماعی ضمیر کا اظہار ہے، تو یہ قانون ہماری قومی تاریخ میں سب سے زیادہ عوامی قانون تسلیم کیا جانا چاہیے۔ افسوس ہے کہ اس قانون کے مخالفین (قادیانی اور سیکولر حضرات) پارلیمنٹ کے اس متفقہ فیصلے کو تسلیم کرنے سے یکسر انکاری ہیں بلکہ وہ اس سلسلہ میں وفاقی شرعی عدالت کے تاریخی فیصلہ کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ وہ مسلمانوں کی اکثریت کے مذہبی جذبات کو رائی برابر بھی وقعت نہیں دیتے بلکہ اس قانون پر تنقید کرتے ہوئے بعض دفعہ ایسی دل آزار اور اشتعال انگیز گفتگو کرتے ہیں کہ جس سے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔

قانون توہین رسالت ﷺ کو صدر ضیاالحق سے منسوب کر کے یہ عاقبت نااندیش پاکستان کے عوام میں پائی جانے والی مارشل لا کے خلاف نفرت کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ اسلامی شریعت اور اسلامی تاریخ سے معمولی سی واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ قانون توہین رسالت ﷺ اسلامی تاریخ کے ہر دور میں نافذ رہا ہے۔ قاضی عیاض نے ''الشفا'' میں ذکر کیا ہے کہ خلیفہ عباسی ہارون الرشید نے حضرت امام مالکؒ سے دریافت کیا کہ ''شاتم رسول ﷺ'' کی کیا سزا ہے؟ عراقی فقہا تو کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو کوڑوں کی سزا دی جائے۔'' اس پر حضرت امام مالکؒ جلال میں آگئے اور فرمایا ''اگر رسول خدا ﷺ کو دشنام کا ہدف بنایا جائے گا تو امت باقی نہیں رہے گی۔ جو شخص انبیا کو دشنام دے، اس کی سزا قتل ہے۔'' پروفیسر منور مرزا کے بقول ''یہ فیصلہ یا فتویٰ تقریباً ہر اسلامی سلطنت میں نافذ رہا، چنانچہ یہ فیصلہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے بھی نافذ کیا اور جلال الدین اکبر نے بھی''۔

قانون توہین رسالت ﷺ کے معترضین کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں، آپ ﷺ سراپا رحمت و شفقت ہیں، آپ ﷺ نے اپنے دشمن کو ہمیشہ معاف کیا۔ لہٰذا گستاخ رسول کو بھی معاف کر دینا چاہیے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت تکمیلِ ایمان کی نشانی ہے۔ اگر اس میں ذرا سی بھی خامی ہوگی، تو ایمان نامکمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت، مومن کا گراں بہا سرمایہ ہے اور کسی مومن کا دل اس سے خالی نہیں ہوسکتا کیونکہ یہی محبت مقصودِ حقیقی کے قرب اور اس کی ذات و صفات کے صحیح تصور کا واحد ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حضور نبی کریم ﷺ کا تعارف وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ کی سند جاری کرتے ہوئے کرواتے ہیں۔ آپ ﷺ سراپا رحمت ہیں، محسن انسانیت ہیں۔ جو شخص آپ ﷺ سے ذرا سا بھی بغض و عناد رکھتا ہے، آپ ﷺ کی شان میں معمولی سی بھی گستاخی کرتا ہے، وہ از خود ''رحمت'' سے اپنا تعلق منقطع کر لیتا ہے۔ ایسا شخص کائنات کا بدترین اور بدقسمت ترین شخص ہے اور کسی رعایت اور ہمدردی کا مستحق نہیں۔ جو بدبخت شخص، حضور نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں توہین کا مرتکب ہوتا ہے، طعن و تشنیع کرتا ہے، تضحیک و استہزا کرتا ہے، آپ ﷺ کی تعلیمات کا مذاق اڑاتا ہے، آپ ﷺ کے رتبہ کو گھٹاتا ہے...... اور پھر جب اسے اس جرم عظیم کی سزا ملتی ہے تو وہ اور اس کے حواری اس پر بڑی ڈھٹائی کے ساتھ آواز بلند کرتے ہیں کہ

حضورﷺ تو رحمت للعالمین ہیں، آپ ﷺ نے تو کبھی دشمنوں سے بھی بدلہ نہیں لیا۔ طائف کے میدان میں آپ ﷺ پر بے حد ظلم و تشدد ہوا مگر آپ ﷺ نے اس کے لیے بددعا تک نہ کی۔ ایک عورت آپ ﷺ پر روزانہ کوڑا کرکٹ پھینکتی تھی مگر آپ ﷺ نے کبھی اس کا برا نہیں مانا۔ (یہ واقعہ من گھڑت اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ شاید یہ واقعہ ہمارے کسی تعلیمی نصاب میں بھی شامل ہے۔ یہ واقعہ عوام الناس میں معروف اور زبان زدعام ہے۔ مگر احادیث یا سیرت النبی ﷺ یا تاریخ کی کسی مستند کتاب میں درج نہیں۔ نجانے یہ فرضی قصہ کس نے وضع کیا۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''جس نے جھوٹی بات میری طرف منسوب کی، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے) ان بدبختوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ عزیمت، ابتلا، برداشت، صبر اور آزمائشوں کا دور تھا جسے مکی دور کا نام دیا جاتا ہے...... مگر مدنی دور میں اسلامی سلطنت قائم ہوتے ہی نئے قوانین نافذ ہو گئے۔

رواداری کے ہیضہ میں مبتلا اسلامی تاریخ سے نابلد دانش خوروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عرینہ کی ایک جماعت وفد کی صورت میں آئی جس میں آٹھ آدمی تھے۔ یہ لوگ مسلمان کی حیثیت سے آئے اور انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا۔ یہ لوگ بہت زیادہ لاغر اور کمزور تھے ان کے رنگ زرد اور پیٹ بڑے بڑے تھے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! ہمیں ٹھکانہ دیجئے اور کچھ کھانے کا انتظام فرما دیجئے''۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں کو اپنے پاس صفہ پر (یعنی مسجد سے ملحق اس چبوترے پر جہاں دوسرے بہت سے نادار صحابہؓ کا مسکن تھا) ٹھکانہ دیا، ایک روز انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: ''ہم لوگ دیہاتی یعنی کسان نہیں بلکہ مویشی پالنے اور ان کے دودھ پر گزربسر کرنے کے عادی ہیں''۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہتر ہوگا کہ تم لوگ (شہر سے باہر) ہماری دودھیاری اونٹنیوں کے ساتھ رہو''۔ غرض ان لوگوں نے مدینہ سے باہر جا کر رہائش اختیار کی اور اونٹوں کے پاس رہنا شروع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت پر عمل کیا جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت و شفا عطا فرمائی اور وہ تندرست ہو گئے۔ غرض جب یہ لوگ تندرست ہو گئے تو اسلام سے منحرف ہو کر دوبارہ کفر کی طرف لوٹ گئے اور اس چراگاہ میں (آپ ﷺ کا) جو چرواہا تھا، اس کو قتل کر دیا۔ یہ چرواہا نبی کریم ﷺ کا غلام یسار تھا، انہوں نے یسار کو قتل کر کے اس کے ناک، کان اور آنکھ کاٹ کر لاش کا مثلہ کر دیا۔ پھر اس کے ہاتھ

پاؤں کاٹ کر اس کی زبان اور آنکھوں میں کانٹے چبھو دیئے، یہاں تک کہ اسی حالت میں وہ ختم ہو گیا۔ اس کے بعد یہ لوگ نبی رحمت ﷺ کی اونٹنیاں لے کر فرار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے بیس گھڑ سوار ان کے پیچھے روانہ فرمائے اور ان پر حضرت سعید ابن زیدؓ کو امیر مقرر فرمایا، ان سواروں کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے ایک ایسا شخص بھی بھیجا جو نشانِ قدم پر مجرموں کا پیچھا کر رہا تھا۔ آخر ان سواروں نے ان لوگوں کو جا لیا اور چاروں طرف سے گھیر کر ان سب کو گرفتار کر لیا۔ صحابہ کرامؓ ان کو لے کر مدینہ آئے تو رسول اللہ ﷺ کے حکم پر ان کے ہاتھ پیر کاٹے گئے اور آنکھوں میں گرم سلاخیں چبھائی گئیں، پھر ان لوگوں کو حرہ میں لے جا کر ڈال دیا گیا جو سیاہ پتھروں کا علاقہ تھا اور ایسا لگتا تھا جیسے ان پتھروں کو آگ میں جلا دیا گیا ہے۔ یہاں یہ لوگ پیاس سے بے تاب مگر کہیں پانی نہیں تھا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پیاس کی شدت سے زمین کو اپنے دانتوں سے کھود رہا تھا کہ مٹی کی نمی سے تسکین ہو مگر وہ نمی بھی نہ ملی، یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ (بخاری شریف)

مخالفین قانون توہین رسالت ﷺ کا کہنا ہے کہ یہ قانون بنیادی انسانی حقوق کے منافی ہے، یورپ میں توہین رسالت **(Blasphemy)** کی کوئی سزا نہیں ہے۔ لہٰذا اس قانون کو ختم ہونا چاہیے۔

اسلام میں انسانی حقوق کا تصور مغرب سے بہت پہلے تقریباً ساڑھے **14** سو سال سے موجود ہے اور اس کا خلاصہ حضور نبی کریم ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع ہے۔ اسلام بلا امتیاز مذہب وملت تمام انسانوں کے حقوق کی نہ صرف ضمانت دیتا ہے، بلکہ قوتِ نافذہ رکھتا ہے اور قانونی چارہ جوئی کا حق بھی دیتا ہے۔ اسلام نے جہاں رنگ ونسل کے فرق کی بنیاد پر انسانی تفاوت کو مٹایا ہے، وہاں تمام انسانوں کو اولاد آدم ہونے پر برابر قرار دیا اور نیکی اور تقویٰ کو وجۂ امتیاز ٹھہرایا ہے۔

دراصل انسانی حقوق کی آڑ میں امت مسلمہ کے خلاف مذموم سازشوں کا جال بنا جا رہا ہے۔ قانون توہین رسالت ﷺ کسی بھی اعتبار سے انسانی حقوق کے منافی نہیں۔ یہ انسانی حقوق کی روح اور فلسفے کے عین مطابق ہے۔ اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا چارٹر جو **30** صفحات پر مشتمل ہے، اس کا آغاز ہی ان تمہیدی الفاظ سے ہوتا ہے:

''ہر گاہ کہ نوع انسانی کے جملہ افراد کی فطری تکریم اور ان کے مساوی اور نا قابل انتقال حقوق، دنیا میں آزادی، انصاف اور امن کی بنیاد ہیں۔'' اور اس چارٹر کی پہلی شق کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے:

❑ ''تمام انسان آزاد اور تکریم و حقوق کے لحاظ سے برابر ہوتے ہیں۔ انھیں پیدائشی طور پر عقل اور ضمیر عطا کیا جاتا ہے اور انھیں ایک دوسرے سے برادرانہ سلوک کرنا چاہیے۔''

اگر مندرجہ بالا جملوں کے پس پشت کارفرما مقصد کی روح کو سامنے رکھا جائے تو کہنا پڑتا ہے کہ ''نوع انسانی کے جملہ افراد کی تکریم'' میں محسن انسانیت ﷺ کی تکریم کو اولین درجہ عطا کیا جانا چاہیے۔ انسانی تاریخ میں شرف تخلیق حضرت محمد ﷺ سے کوئی انسان فضیلت، بزرگی، رتبہ اور عزت و منزلت میں بڑھ کر نہ گزرا ہے نہ قیامت تک آئے گا۔

معترضین کا کہنا ہے کہ قانون تحفظ ناموس رسالت کا غلط استعمال ہوتا ہے، لہٰذا اسے ختم کر دینا چاہیے۔

ہمارے خیال میں معترضین کا یہ موقف نہایت احمقانہ ہے۔ اگر اس اعتراض کو درست مان لیا جائے تو ''جرم و سزا'' کی دنیا میں کسی بھی تعزیری ضابطے یا قانون کے وجود کا جواز باقی نہیں رہے گا۔ آج تک کسی بھی قانون کو محض اس بنا پر ختم نہیں کیا گیا کہ اس کا غلط استعمال ہوتا ہے۔ قتل، زنا، ڈکیتی اور چوری جیسے سنگین جرائم کے متعلق قوانین کے غلط استعمال کی خبریں پاکستان اور دیگر ممالک کے حوالے سے آئے روز چھپتی رہتی ہیں۔

''قانون کا غلط استعمال'' اگر ایسی وجہ ہے جس کی بنیاد پر قانون میں ترمیم ناگزیر ہو تو اس ''منطق'' سے تو دنیا کے سارے ہی قوانین میں ترمیم لازمی ٹھہرتی ہے۔ دنیا کا کون سا ایسا قانون ہے جس کا غلط استعمال نہ ہو رہا ہو؟ آج ایک طرف قتل، چوری، ڈکیتی، عصمت دری، اغوا برائے تاوان اور زمینوں کے ناجائز قبضے میں ملوث ملزمان قانون کے غلط استعمال کی وجہ سے صاف بچ نکلتے ہیں تو دوسری طرف ہزاروں معصوم اور بے گناہ انسان قانون کے غلط استعمال کی وجہ سے ہی جیل کی کال کوٹھریوں میں قید و بند کی صعوبتیں جھیلنے پر مجبور ہیں۔ آپ کس کس قانون کو بدلیں گے؟ قانون کے غلط استعمال کی وجہ سے قانون بدلا نہیں جاتا، بلکہ اس کو مؤثر رکھتے ہوئے غلط استعمال کو روکنے کے اقدامات کیے جاتے ہیں۔

بقول شخصے: ''اگر قانون کا غلط استعمال کسی فرد یا پولیس کے غلط کردار کی وجہ سے

ہے، تو اس کا علاج قانون کی منسوخی نہیں ہے۔ اس وجہ سے تو ہر قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ قیامِ امن، انسداد دہشت گردی، لوٹ کھسوٹ اور بدعنوانیوں کی روک تھام کے قوانین حکومتیں بے دردی کے ساتھ اپنے سیاسی مخالفین کو کچلنے کے لیے استعمال کر رہی ہیں، کیا اس وجہ سے ان سب کو منسوخ کر دیا جائے؟ قتل کے قانون کے تحت پولیس اور بااثر لوگ بے گناہوں کو پھانستے ہیں، ان کو لوٹا جاتا ہے، بعض پھانسی پر بھی چڑھ جاتے ہیں، کیا ان کو بھی منسوخ کر دیا جائے؟ کوئی بھی معقول آدمی یہ بات نہیں کہے گا۔''

ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کا قانون ایک غیر متنازع اور متفق علیہ معاملہ ہے۔ اسے اختلافی مسئلہ بنا کر پیش کرنا یا اس کے غلط استعمال کا واویلا کر کے اسے منسوخ کرنے کا مطالبہ کرنا اہل ایمان کے جذبات مجروح کرنے کی ناپاک سازش ہے۔

مزید یہ اعتراض کہ قانون توہین رسالت کا غلط استعمال مذہبی راہنماؤں کے اکسانے پر ہوتا ہے، جھوٹ اور غلط فہمی پر مبنی ہے۔ ہمارے ہاں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 302 (قتل) کا عموماً غلط استعمال ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی قتل کرتا ہے مگر ذاتی انتقام اور خاندانی دشمنیوں کے نتیجہ میں قاتل کے کئی رشتہ داروں کو مقدمہ میں غلط طور پر نامزد کر دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات وہ لوگ اس سارے وقوعہ سے بالکل بے خبر اور لاتعلق ہوتے ہیں۔ اس مقدمہ میں نامزد کیے جانے کے بعد وہ سالہا سال تک تھانہ اور عدالتوں کے چکر لگاتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات انھیں اس مقدمہ میں سزا بھی ہو جاتی ہے۔ ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ کسی خاندان کے واحد کفیل یا چند پیاروں کو قتل کر دیا گیا اور اُلٹا مقدمہ بھی ورثا پر بنا دیا گیا۔ پوچھنا چاہیے کہ کیا یہ بھی مذہبی راہنماؤں کے اکسانے پر ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ ایک معاشرتی رویہ ہے جس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ اس طرح ممکن ہے کہ کہیں قانون توہین رسالت کا غلط استعمال ہو، لیکن اس میں مذہبی راہنماؤں کو قصوروار ٹھہرانا غلط اور انصاف کے خلاف ہے۔

مستند اعداد و شمار کے مطابق قانون توہین رسالت ﷺ کے تحت 2023ء تک جن لوگوں کے خلاف مقدمات درج ہوئے۔ ان میں سے 51 فیصد مسلمان، 26 فیصد قادیانی، 21 فیصد عیسائی اور 2 فیصد دیگر عقائد کے لوگ ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قانون توہین رسالت کے تحت سب سے زیادہ متاثر مسلمان ہوئے ہیں۔ اس لیے مذکورہ قانون کو کسی ایک خاص اقلیت کے حوالے سے دیکھنا درست نہیں۔ قانون توہین رسالت ﷺ ختم کرنے کا

مطلب یہ ہے کہ گستاخان رسول کو توہین رسالت کی کھلی چھٹی دے دی جائے۔

پاکستان میں بدقسمتی کی متعدد وجوہ کی بنا پر واقعاتی حقیقت یہ ہے کہ کون سا قانون ایسا ہے، جس کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی؟ کیا ہماری جیلوں میں جھوٹے مقدمات میں پھنسائے گئے کثیر تعداد میں بے گناہ عورتوں اور بچوں سمیت بہت سے قیدی موجود نہیں ہیں؟ تو پھر تبدیلی صرف اور صرف تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں کیوں؟ تعزیراتِ پاکستان کی کئی شقوں (193، 194، 195 وغیرہ) میں من گھڑت جھوٹا الزام لگانے والے اور جھوٹی شہادت دینے والوں کے لیے جرم کی نوعیت کے اعتبار سے سات سال قید، دس سال قید بامشقت، مالی جرمانہ، عمر قید سے لے کر سزائے موت تک کا قانون موجود ہے تو پھر صرف تحفظ ناموس رسالت کو ڈیل کرنے والی دفعہ ہی کیوں تبدیل یا غیر موثر کی جائے؟

کہا جاتا ہے کہ مغرب میں ہر طرح کی آزادی اظہار ہے، آزادی اظہار یورپ کا مذہب ہے، وہ اس پر کسی معمولی قدغن کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لہٰذا مسلمانوں کو یورپ کے اس ''مذہب'' کا احترام کرنا چاہیے۔ پاکستان میں آزادیٔ اظہار پر پابندی ہے، اس لیے یہ ترقی نہیں کر سکا۔

مغرب جو آزادی اظہار، آزادی رائے، آزادی تقریر وتحریر، حقوق انسانی، امن وآشتی، روشن خیالی، علم وشعور، وسعت نظر، تحمل، برداشت، عدم تشدد، مذہبی رواداری، شہری آزادی، فہم و تدبر، جمہوریت، حقوق نسواں اور دنیا بھر میں سب سے زیادہ مہذب ہونے کا پرچارک اور بلاشرکت غیرے چیمپین بننے کا دعویدار ہے۔ یہاں ہر رنگ، ہر نسل، ہر قوم اور ہر مذہب کے افراد رہتے ہیں جنہیں یکساں حقوق حاصل ہیں مگر مسلمانوں کے ساتھ اسلام دشمنی کی آڑ میں نفرت انگیز اور متعصّبانہ رویہ رکھا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ، مغرب میں شراب خانوں کو مدینہ اور نائٹ کلبوں کو مکہ کا نام دیا جاتا ہے، کبھی جوتیوں پر قرآنی آیات منقش کر دی جاتی ہیں، کبھی زیر جامہ اسلامی شعائر کا مذاق اڑانے والی تحریریں لکھ دی جاتی ہیں، مسلمانوں کی مسجدوں پر حملے اور ان کی بے حرمتی معمول کی بات ہے، گنبد اور مینار بنانے پر پابندی ہے۔ برقع اور سکارف کو اپنی تہذیب کے خلاف قرار دے کر پابندی لگا دیتے ہیں۔ راہ چلتی برقع پہنے خواتین پر تھوکا جاتا ہے۔ حالانکہ وہاں مردوں اور عورتوں کے سرعام ننگے ہونے پر کوئی پابندی نہیں۔ داڑھی اور پگڑی کو نفرت کی علامت بنا دیا گیا ہے، ایسے مسلمانوں پر ملازمت کے دروازے بند ہیں۔ اسامہ بن

لادن کی داڑھی اور پگڑی والی تصویریں جوتوں اور انڈر ویئر پر شائع کر کے فروخت کی جاتی ہیں۔ خواتین کے ملبوسات پر مقدس قرآنی آیات چھاپنا، پھران ملبوسات کی نمائش کے لیے خواتین کی کیٹ واک کرنا، شراب کی بوتلوں کے ڈھکنوں، کوکا کولا کے کین، فٹ بال اور جوتوں پر کلمہ طیبہ، اللہ اوراس کے رسول ﷺ کا نام لکھنا، اسلام کی مقدس شخصیات کے کرداروں پر فلمیں بنانا، مسجد اقصیٰ میں خنزیر کا سر رکھنے کے شرانگیز واقعات، پرنٹ میڈیا میں اسلامی مقدس شخصیات کی خیالی تصاویر شائع کرنا اوران کے خیالی مجسمے بنانا، اسم محمد کو انگریزی میں بگاڑ کر لکھنا، رسائل و جرائد اور کتابوں میں توہین کرنا، انٹرنیٹ پر قرآنی آیات میں تحریف کرنا، فرشتوں، پیغمبروں، رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی فرضی تصاویر اور غلط فرضی معلومات فراہم کرنا تو مغرب کا روزہ مرہ کا معمول ہے۔ افسوس ہے کہ یہ سب کچھ آزادی مذہب اور آزادئ اظہار کے نام پر کیا جاتا ہے۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ مغرب گستاخِ رسولؐ کو آزادئ اظہار سے تعبیر کرتا ہے لیکن اس کے ہاں کسی شخص کو یہ جرأت نہیں کہ وہ ہولوکاسٹ (Holo Caust) پر ایک لفظ بھی ادا کر سکے۔ ہولوکاسٹ کا مفہوم یہ ہے کہ یہودیوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا تھا کہ دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر کے دور اقتدار میں پولینڈ کے شہر شوئز میں بنائے گئے گیس چیمبرز میں تقریباً 60 لاکھ یہودیوں کو قتل کیا گیا۔ اس بنیاد پر یہودیوں کی نمائندہ تنظیم، ''نیشنل جیوش کانفرنس'' نے یورپی اقوام سے مطالبہ کیا کہ ''ہٹلر نے دوسری جنگ عظیم کے دوران یہودیوں کا قتل عام کیا ہے، جس میں 60 لاکھ یہودی مارے گئے اوراب بہت تھوڑے سے یہودی باقی بچے ہیں جن کے پاس زمین کا کوئی ایسا خطہ موجود نہیں، جہاں وہ آزاد اور خود مختار حیثیت سے رہ سکیں، لہٰذا انھیں دوبارہ زندگی کی شروعات کے لیے ایک علیحدہ ریاست دی جائے۔ اس پروپیگنڈہ کے نتیجہ میں اُن کو اسرائیلی ریاست الاٹ کردی گئی۔ بعد میں تحقیق ہوئی تو یہودیوں کا دعویٰ سراسر جھوٹا اور من گھڑت نکلا۔ تب یہودیوں نے ایک قانون بنوا دیا کہ ہولوکاسٹ کی مبینہ صداقت کو کہیں بھی چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ جو شخص ہولوکوسٹ کے جھوٹ پر تحقیق کرے گا، وہ قابل گردن زدنی ہوگا۔ 19 جون 2004ء کو اسرائیلی پارلیمنٹ نے حکومت کو یہ اختیار دیا کہ دنیا میں کبھی، کسی جگہ بھی اگر کوئی شخص 60 لاکھ کی تعداد کو کم بتانے کی کوشش کرے تو وہ اس پر مقدمہ چلا سکتی ہے اور اس ملک سے اسے نفرت پھیلانے کے جرم "Hate Criminal" کے طور پر مانگ سکتی ہے، گرفتار کرسکتی ہے اور سزا دے سکتی ہے۔ جرمنی جیسا ملک سالانہ 50 ملین مارک آج

تک اسرائیل کو ادا کر رہا ہے اور یہ جرمانہ 2030ء تک ادا کیا جائے گا۔ اب وہاں یہ سوال اٹھ رہا ہے کہ کیا واقعی اُس وقت جرمنی میں 60 لاکھ کے قریب یہودی موجود تھے؟

سیکولر حضرات کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ ہمیں مولویوں کا پاکستان نہیں بلکہ قائد اعظم محمد علی جناحؒ اور علامہ اقبالؒ کا پاکستان چاہیے۔

سیکولر حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ بالا دونوں شخصیات نہ صرف اسلامی تعلیمات سے بے حد متاثر تھیں بلکہ وہ دونوں عملی زندگی میں بھی اس پر عمل پیرا تھے۔ بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے گستاخ رسول راجپال کو جہنم واصل کرنے والے غازی علم الدین شہیدؒ کا مقدمہ لڑا تھا۔ انہوں نے مقدمہ کے واقعات کو سامنے رکھ کر انتہائی قابلیت کے ساتھ غازی علم الدین کا مقدمہ لڑا۔ انہوں نے انتہائی مدلل اور علمی دلائل دیئے۔ عینی گواہوں کے بیانات اور سیشن جج کے فیصلہ کی کمزوریوں کو واضح کر کے کیس کے بخیے ادھیڑ دیئے۔ مختصراً انہوں نے عدالت کو بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پر رکیک حملے کرنا جرم ہے۔ راجپال کی کتاب انتہائی دلآزار ہے۔ اسے پڑھ کر کوئی بھی مسلمان اپنے پیغمبر ﷺ کی ناموس کا بدلہ لیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ملزم کا یہ قتل انتہائی اشتعال انگیزی پر مبنی ہے، اس لیے غازی علم الدین کے خلاف زیر دفعہ 302 قتل عمد کے بجائے 308 قتل بوجہ اشتعال کارروائی کی جانی چاہیے اور ملزم کو موت کے بجائے سات سال قید کی سزا کا مستوجب سمجھنا چاہیے۔

اگر قائد اعظمؒ سیکولر ہوتے تو وہ غازی علم الدین شہیدؒ کے مقدمے کی پیروی کے بجائے روایتی سیکولروں کی طرح یہ کہتے کہ چونکہ سیکولرازم کے تحت ہر شخص کو فکر کی آزادی کا حق حاصل ہے، اس لیے راجپال نے اہانت رسولؐ پر مبنی مواد شائع کر کے اپنے حق کا استعمال کیا ہے، اس لیے میں ''آزادی اظہار کے علمبردار'' راجپال کی طرف سے عدالت میں پیش ہوں گا۔ جبکہ گستاخ راجپال کو قتل کرنے والے غازی علم دین کا مقدمہ لڑنے کے لیے قائد اعظم محمد علی جناحؒ خصوصی طور پر لاہور آتے رہے۔ اس کا واضح مطلب ہے کہ قائد اعظم غازی علم دین کے اقدام کو درست سمجھتے تھے۔ یہ ان لوگوں کے لیے بھی جواب ہے جو یہ بودی دلیل دیتے نظر آتے ہیں کہ گستاخ کی سزا ہے بھی تو وہ مسلم ممالک میں نافذ کرنے کے لیے ہے، کیونکہ جس وقت غازی علم دین نے راجپال کو انجام تک پہنچایا اور قائد اعظم نے ان کا مقدمہ لڑا، اس وقت برصغیر پر انگریزوں کی حکمرانی تھی۔

اسی طرح غازی علم الدین شہیدؒ کے جنازہ کے موقع پر تحریک پاکستان کے فکری باپ

حضرت علامہ اقبالؒ نے روتے ہوئے تاریخی جملہ فرمایا:

''اسیں گلاں ای کردے رہ گئے، تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا''!

معترضین کا کہنا ہے کہ اگر قانون توہین رسالت ختم کر دیا جائے تو نہ صرف اقلیتوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو جائے گا بلکہ اس سے کچھ بھی فرق نہ پڑے گا۔

معترضین کا یہ مطالبہ نہایت مضحکہ خیز ہے۔ انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا یہ قانون قرآن وسنت پر مبنی اور متفقہ علیہ ہے۔ اسے ختم کرنے کا مطالبہ مسلمانوں کی دل آزاری اور اسلامی بنیادی عقیدے پر حملہ کرنے کے مترادف ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ انتہا پسند عناصر اس قانون کو ختم کرنے کے کیوں درپے اور بضد ہیں جبکہ یہ قانون اقلیتوں کا محافظ ہے۔

مجموعہ ضابطہ فوجداری (Criminal Procedure Code) کے تحت تقریباً تمام مقدمات کی تفتیش ایک عام پولیس آفیسر ASI کرتا ہے۔ لیکن اگر کسی ملزم کے خلاف قانون توہین رسالت (295/C) کے تحت مقدمہ درج ہو تو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 156-A کے تحت تفتیش کرنے والا آفیسر کسی صورت بھی ایس پی (SP) کے عہدے سے کم نہیں ہوگا۔ یاد رہے کہ ایس پی یا ڈی پی او پورے ضلع کا سربراہ اور عموماً سی ایس ایس آفیسر ہوتا ہے۔ وہ اس کیس کی پوری دیانتداری، غیر جانبداری اور دلجمعی کے ساتھ تفتیش کرے گا اور اگر وہ شواہد و واقعات کی بنا پر یہ محسوس کرے کہ ملزم کے خلاف مقدمہ غلط درج ہوا ہے تو وہ اسے اپنی تفتیش میں بے گناہ قرار دے کر مقدمہ خارج کر دے گا۔ علاوہ ازیں اگر ملزم، ایس پی کی تفتیش یا اس کے رویے سے مطمئن نہ ہو تو پولیس رولز کے مطابق اعلیٰ پولیس حکام کو درخواست دے کر تفتیش تبدیل کروا سکتا ہے۔ اس پر کوئی دوسرا ایس پی یا اس سے کوئی بڑا آفیسر DIG وغیرہ اس کیس کی تفتیش کرے گا۔ اس کے بعد مقدمہ/ چالان سیشن کورٹ میں آتا ہے جہاں استغاثہ کے تمام گواہ پیش ہوتے ہیں جن پر ہر طرح سے جرح ہوتی ہے۔ پھر گواہان صفائی پیش ہوتے ہیں، ملزم کا اپنا بیان ریکارڈ ہوتا ہے۔ دونوں جانب سے وکلا اپنے دلائل دیتے ہیں۔ پراسیکیوٹر بھی اپنی قانونی رائے سے عدالت کو مطلع کرتا ہے۔ آخر میں جج صاحب پورے ریکارڈ کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لیتے اور فیصلہ صادر کرتے ہیں۔ یہاں اگر ملزم بری ہو جائے تو ٹھیک ورنہ وہ اس فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کر سکتا ہے جہاں دو معزز جسٹس صاحبان اس سارے کیس کا مکمل جائزہ لیتے اور فیصلہ صادر کرتے ہیں۔ اگر یہاں

بھی ملزم کے خلاف فیصلہ آ جاتا ہے تو وہ سپریم کورٹ میں اپیل کرسکتا ہے۔ سپریم کورٹ میں ایسے کیس کی سماعت تین جج صاحبان کرتے ہیں۔ اگر یہاں بھی فیصلہ ملزم کے خلاف ہو جائے تو وہ اس پر نظر ثانی اپیل دائر کرسکتا ہے۔ اگر یہاں بھی فیصلہ خلاف آ جائے تو سزا کے خلاف صدرِ مملکت کے پاس رحم کی اپیل کی جا سکتی ہے۔ ملزم کو اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے اتنے سارے مواقع میسر آنا نہایت خوش آئند بات ہے۔ اس طریقہ کار کی موجودگی میں قانون توہین رسالت کی تنسیخ کا مطالبہ غیر قانونی اور غیر منصفانہ ہے۔ ملزم کے خلاف سزا کا فیصلہ عدالت نے کرنا ہے۔ اگر یہ قانون موجود نہ ہوتو لوگ مشتعل ہوکر ملزم کو موقع پر ہی قتل کر دیں گے۔

اس قانون سے معمولی واقفیت رکھنے والا شخص بھی یہ جانتا ہے کہ یہ قانون تو ملزم کو عوام کے غیظ وغضب سے نکال کر تحفظ فراہم کرتا ہے اور ملزم کو صفائی کا موقع ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 1300 سے زائد مقدمات میں اعلیٰ عدالتوں کی طرف سے اب تک کسی کو بھی سزائے موت نہیں ہوئی ہے۔ اگر ان ملزمان کو عوام کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جاتا تو شاید ایک بھی زندہ نہ بچ سکتا۔ یہ اس قانون کے جواز اور ضرورت کا اہم پہلو ہے۔ قانون توہین رسالت ختم ہونے سے ایک نئے فتنے کا دروازہ کھل جائے گا اور لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر خود کارروائی کریں گے جو قابل افسوس ہوگا اور جیسے روکنا ناممکن ہو جائے گا؟

قانون توہین رسالت کو ختم کرنے کا مطالبہ کرنے والوں سے ایک سوال یہ ہے کہ اس قانون کی موجودگی میں آخر انھیں کس بات کا ڈر یا خوف ہے؟ ہمارے خیال میں ڈر یا خوف اسے ہوتا ہے جس کے دل میں چور ہو۔ مثال کے طور پر ایک شخص شراب نہیں پیتا، اسے شرابی کی سخت سے سخت سزا پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ ایک شخص زنا کے قریب بھی نہیں پھٹکتا، اسے زنا کے مرتکب ملزم کو دی جانے والی سخت ترین سزا سے کیا اندیشہ۔ ایک شخص ڈکیتی کی واردات کا سوچ بھی نہیں سکتا، اسے ڈکیتی کے ملزم کو دی جانے والی سزا پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ اس طرح اگر کسی نے توہین رسالت کا ارتکاب نہیں کرنا یا وہ اس کا سوچ بھی نہیں سکتا تو اسے اس قانون پر کیا اعتراض اور خدشہ ہے۔ ڈر اور خوف کا شکار صرف وہی لوگ ہیں جن کے دل میں چور ہے، جو توہین رسالت کا ارتکاب کرنا چاہتے ہیں، جو مسلمانوں کی مقدس ترین ہستی کی شان میں توہین و تنقیص کا لائسنس حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ یہ ایک مغربی ایجنڈا ہے جس کی تکمیل کے لیے ایک انتہا پسند گروہ سرگرم عمل ہے۔ اگر معترضین کا یہ ناجائز مطالبہ مان لیا گیا تو کل

کلاں ان کے مطالبات کی فہرست مزید بڑھ جائے گی۔ وہ تو یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ آئین پاکستان سے قرارداد مقاصد کو ختم کیا جائے۔ تمام اسلامی قوانین کو منسوخ کیا جائے۔ شراب اور زنا پر عائد پابندی ختم کی جائے۔ پاکستان کے ساتھ لفظ اسلامی جمہوریہ ختم کیا جائے، قرآن مجید پر نعوذ باللہ نظر ثانی کی جائے...... آخر آپ چند مٹھی بھر سیکولر حضرات کے کس کس مطالبہ کو پورا کریں گے؟ پارلیمنٹ میں متفقہ طور پر بنائے گئے کتنے قوانین ختم کریں گے؟ کیا اکثریت کے کوئی حقوق نہیں؟ کیا اکثریت کو اپنے عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے کا کوئی حق نہیں۔

اگر یہ قانون موجود نہ ہو تو پھر مجرموں (گستاخوں) اور ان کے حمایتوں پر عدالت کے دروازے بند ہو جائیں گے جس کی وجہ سے ہر شخص قانون اپنے ہاتھ میں لے کر مجرموں سے انتقام لے گا جس سے ملک میں انارکی پھیلے گی۔ قانون ختم ہونے پر ملک گیر احتجاج کا ایک نہ تھمنے والا طوفان اٹھے گا، ہر گلی سے مسلمان نکلیں گے اور گستاخوں کو خود کیفر کردار تک پہنچائیں گے اور یہ ملکی سلامتی کے لیے انتہائی خطرناک ہوگا۔

معتبر ذرائع کے مطابق اس قانون کے تحت 1986ء سے لے کر اب تک تیرہ سو سے زائد مقدمات درج ہوئے ہیں مگر آج تک ان میں سے کسی ایک کو بھی سزائے موت نہیں دی گئی۔ نتیجتاً 40 سے زائد ملزمان مشتعل مظاہرین کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ قانون توہین رسالت پر قانون کی روح کے مطابق موثر انداز میں عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ ماتحت عدالتیں تمام قانونی شواہد و واقعات کی موجودگی میں پورے طور پر مطمئن ہو کر ملزمان کو سزا سناتی ہیں جس کے بعد مغربی دنیا اس پر احتجاج کرتے ہوئے آسمان سر پر اٹھا لیتی ہے اور ملزم کی رہائی کے لیے سفارتی سطح پر ہر طرح کا دباؤ ڈالا جاتا ہے جس سے مجبور ہو کر حکومت ملزم کو عدالت سے بری کروانے کے لیے ہر ممکن ہتھکنڈے استعمال کرتی ہے۔ اور بالآخر ملزم ''باعزت'' طور پر رہائی حاصل کر کے پورے پروٹوکول کے ساتھ بیرون ملک روانہ ہو جاتا ہے۔ جب کسی کو یہ معلوم ہو کہ مسلمانوں کے مقدس ترین ہستی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کرنے پر نہ صرف اُسے کوئی سزا نہیں ملے گی بلکہ اپنی مرضی کے یورپی ملک میں فیملی سمیت ویزا، نیشنلٹی اور لاکھوں ڈالر ملیں گے تو اس کی نہ صرف حوصلہ افزائی ہوگی بلکہ وہ یقیناً ایسے قبیح فعل کا ارتکاب ضرور کرے گا۔

یہ بات بھی بڑی فکر انگیز ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں صدر پاکستان اور

گورنرز وغیرہ کو خاص استثنا حاصل ہے کہ وہ کچھ بھی کریں (خواہ بڑے سے بڑا فوجداری جرم ہی کیوں نہ ہو) یا کچھ بھی کہیں، انھیں ملک کی کسی عدالت میں نہیں بلایا جا سکتا۔ مزید براں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ عدلیہ اور حساس اداروں پر تنقید قابل جرم ہے جس کی قانون میں سخت سزا مقرر ہے۔ اس طرح تعزیرات پاکستان کی دفعہ 123 بی کے تحت پاکستانی پرچم کی توہین قابل جرم ہے۔ معترضین نے ان سزاؤں پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس صدر، گورنر، عدلیہ، حساس اداروں یا پاکستانی جھنڈے سے بھی کم ہے۔ تانگے میں جتے گھوڑے کی طرح آنکھوں پر کھوپے چڑھا کر صرف ایک ہی رُخ پر دیکھنا قرین انصاف نہیں۔ اگر یہ قانون ختم ہو گیا تو ملک بھر میں لاء اینڈ آرڈر کا ایسا مسئلہ پیدا ہو جائے گا جس کی تلافی شاید ناممکن ہو۔ لاہور ہائی کورٹ نے اپنے ایک فیصلہ میں لکھا تھا:

❑ ''مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295۔سی کے احکامات نے یہ بات ممکن بنا دی ہے کہ ملزموں کا عدالتی طریقہ کار سے مواخذہ کیا جا سکے اور معاشرہ میں یہ رجحان پیدا کر دیا ہے کہ قانونی کارروائی کا سہارا لیا جائے۔ تعزیراتِ پاکستان کی مذکورہ بالا دفعہ کے تحت مقدمے کے اندراج سے ملزم کو ایک عرصہ حیات میسر آ جاتا ہے۔ اس امر کے پورے مواقع کے ساتھ کہ وہ اپنی پسند کے وکیل کے ذریعے عدالت میں اپنا دفاع کرے اور سزایابی کی صورت میں اعلیٰ عدالتوں میں اپیل، نگرانی وغیرہ جیسی داد رسی کا فائدہ اٹھائے۔ کوئی بھی شخص، کجا ایک مسلمان، ممکنہ طور پر اس قانون کی مخالفت نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ من مانی کا سد باب کرتا ہے اور قانون کی حکمرانی کو فروغ دیتا ہے۔ اگر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295۔سی کے احکامات کی تنسیخ کر دی جائے یا انھیں دستور سے متصادم قرار دے دیا جائے تو معاشرہ میں ملزموں کو جائے واردات پر ہی ختم کرنے کا پرانا دستور بحال ہو جائے گا۔'' (پی ایل ڈی 1994ء لاہور 485)

بعض کج فہم معترضین کا کہنا ہے کہ انبیا کرام علیہم السلام کی زندگیوں پر بنائی گئی فلمیں اور ڈرامے تبلیغی مصلحت کے تحت ہیں۔ یہ فلمیں اسلام کی دعوت کو پھیلانے کا ذریعہ ہیں جس کے ذریعے انبیا کرام علیہم السلام کی تعلیمات اور اُن کی زندگی کو عوام تک آسانی سے پہنچایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اسلامی معلومات کے لیے ان فلموں کو بنانا، دیکھنا اور فروخت کرنا جائز ہے، اس لیے ہمیں ان فلموں پر پابندی کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے۔

انبیا کرام علیہم السلام کو تمام مذاہب میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا

ہے۔یہی وہ ہستیاں ہیں جو انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں۔ان کا ادب ایمان کا لازمی حصہ ہے۔ان کی تحقیر یا اہانت کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔موجودہ دور میں ان کی زندگیوں پر فلم سازی اور عکس بندی کا ایک سلسلہ شروع ہوا ہے۔خصوصاً یہودی وعیسائی ان پر فلم سازی میں کافی دلچسپی لے رہے ہیں۔ان کی دیکھا دیکھی بعض مسلم ممالک میں بھی اس قسم کے واقعات رونما ہورہے ہیں۔موجودہ دور میں انبیا کرام علیہم السلام کی زندگیوں پر جو فلم سازی ہو رہی ہے، اس میں بے شمار قباحتیں اور خرابیاں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے یہ فعل جواز نہیں رکھتا۔مثلاً جھوٹ ایک قبیح فعل اور معاشرتی برائی ہے۔قرآن کریم میں اسے اللہ تعالیٰ کی لعنت کا سبب بتایا گیا ہے۔مذکورہ فلموں میں غیر نبی کو نبی بنا کر پیش کیا جاتا ہے،چونکہ اصل ونقل میں تفاوت ضرور ہوتا ہے،اس لیے یہ بالفعل جھوٹ ہوا اور جھوٹ چاہے بالفعل ہو یا بالقول،حرام ہے۔ بالخصوص انبیاء علیہم السلام کے متعلق جھوٹ بولنے پر حدیث مبارک میں سخت وعید آئی ہے۔ان فلموں میں نبی کا کردار فاسق و فاجر اداکار پیش کرتا ہے،جو نبی کی اعلانیہ اہانت وتحقیر ہے۔ان فلموں میں جن اداکاروں کو نبی کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے،وہ اپنے آپ کو اللہ کا پیغمبر کہتا ہے اور دوسرے بھی اس کو پیغمبر کہہ کر پکارتے ہیں۔حالانکہ خود کو نبی کہنا کفر ہے۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں ”اگر کسی شخص نے کہا کہ میں اللہ کا نبی ہوں یا فارسی میں کہا کہ میں پیغمبر ہوں تو یہ شخص کافر ہوگیا“۔(فتاویٰ عالمگیریہ، جلد 2 ص 263) اسی طرح اس کو نبی کہنے والا بھی کافر ہوگا۔ ان فلموں میں نبی کا کردار پیش کرنے والا کسی نبی کی نقل اتار رہا ہوتا ہے، حالانکہ اسلام میں کسی عام انسان کی بھی نقل اتارنا جائز نہیں۔سنن ترمذی میں ایک روایت منقول ہے: ”حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص کی نقل اتاری گئی تو فرمایا: مجھے اس بات سے خوشی نہیں ہوتی کہ میں کسی کی نقل اتاروں“۔ جب عام انسان کی نقل اتارنا ممنوع وحرام ہے تو انبیاء علیہم السلام جو عظمت کے مینار ہیں،ان کی نقل اتارنا تو بلا شک وشبہ حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی نبی کی صورت اختیار کرنا انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔ شیطان جو ہر کسی کی صورت اختیار کرسکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ قدرت نہیں دی کہ وہ کسی نبی کی صورت اختیار کرے۔اس کا مقصد انبیا علیہم السلام کی عظمت کی حفاظت ہے۔ان فلموں میں جو اداکار نبی کی صورت میں پیش ہوتے ہیں ان کا یہ عمل اتنا قبیح ہے کہ گویا شیطان کے بس سے بھی باہر ہے۔غیر نبی کو نبی کی صورت میں پیش کرنے میں جو قباحتیں ذکر ہوئی ہیں، ان

میں کوئی ایک بھی پائی جائے تو ان فلموں کی حرمت کے لیے کافی ہے اور جب یہ تمام بیک وقت موجود ہیں تو اس کے باطل ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔

انبیا کرام علیہم السلام پر جو فلمیں بنائی گئی ہیں، ان کا ایک نقصان یہ ہے کہ یہ فلمیں دیکھنے کے بعد ذہن میں انبیاء علیہم السلام کی تصویریں ذہن نشین ہو جائیں گی اور آئندہ زندگی میں جب بھی کسی مبارک نبی کا ذکر آئے گا، خواہ وہ قرآن مجید پڑھتے ہوئے ہی کیوں نہ ہو، تو ذہن میں اس فلمی اداکار کی تصویر سامنے آجائے گی حالانکہ وہ تو کسی نیک شخص کی بھی نہیں بلکہ ایک ایسے اداکار کی تصویر ہے جو فاسق وفاجر ہے۔ دوسرا نقصان یہ بھی ہے کہ فلم میں بیان کردہ معلومات ذہن میں راسخ ہونے کے بعد اس کے برخلاف صحیح اور مستند کتابوں میں مذکور بات کو بھی انسان کے لیے قبول کرنا مشکل ہوسکتا ہے، کیونکہ انسان نفسیاتی طور پر تصویر کا اثر زیادہ لیتا ہے۔ مزید ان فلموں میں دکھائے جانے والے اکثر واقعات موضوع روایات پر مبنی ہوتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی۔

انبیا کرام علیہم السلام پر بننے والی فلموں سے کئی کبیرہ گناہوں کے دروازے کھل جانے کا خطرہ ہے بلکہ بعض اوقات کفر میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اسلام میں کسی بھی نبی کا استہزا و مذاق اڑانا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت وتقدس کی خاطر استہزاء تو کیا استہزا کے شائبہ سے بھی منع فرمایا ہے۔ ان فلموں میں انبیاء کرام علیہم السلام کو انتہائی ذلت آمیز حالات میں دکھایا جاتا ہے اور حقارت آمیز القابات سے پکارا جاتا ہے جس سے ان الفاظ کے ادا کرنے والے کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے میں تو کوئی شک وشبہ نہیں لیکن دیکھنے اور سننے والے بھی ان الفاظ کے اثر سے محفوظ نہیں رہتے اور یہ خطرہ موجود ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے استہزاء کو معمولی سمجھ کر اس میں مبتلا ہو جائیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام، فرشتوں اور شعائر دین کا استخفاف چاہے بغیر ارادے کے ہو، کفر ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام پر بننے والی فلموں میں انبیاء کرام علیہم السلام کے کردار کو ایسی صورت میں اور ایسے کام کرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے جو مقام نبوت کے شایان شان نہیں۔ جیسا کہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے کرداروں کو بغیر کپڑوں کے دکھایا گیا، حضرت یعقوب علیہ السلام کے کردار کو گریہ وزاری کرتے دکھایا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے کردار کو موسیقی کا شوقین بتایا گیا، حضرت یوسف علیہ السلام کے کردار کو خشخشی داڑھی اور ننگے سر دکھایا گیا۔ یہ

تمام باتیں انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت وعصمت کو پامال کرنے کا سبب بنتی ہیں۔

یہ طوفانِ بداطواری محض اس مقام پر ختم نہیں گیا ہے بلکہ اسے غالبًا الحاد وکفر کی جس منتہا تک لے جانے کی کوشش وسعی کی گئی تھی، وہ اب ظلم وعدوان کی منزل تک پہنچا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ اس لیے کہ ان چینلز نے نعوذ باللہ امام الانبیاء سید الرسل حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تصویر بھی شائع کر دی ہے اور جن قارئین کو یہ تصویر دیکھنے کا حادثہ پیش آیا ہے ،انہیں اب اس حقیقت کو بھانپ لینے میں کوئی دشواری نہ ہوگی کہ زنادقہ کا یہ گروہ پیغمبر اسلام ﷺ سے کس درجہ بغض وعداوت رکھتا ہے۔ یہ لوگ ان تصاویر کے ذریعے غیر محسوس انداز سے پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت وشخصیت کا اصل روپ مسخ کر دینا چاہتے ہیں۔ یہ اپنے ظنون واوہام کا پرچار اسلام کے نام پر صرف اسی لیے کرتے ہیں کہ خود میں اسلام سے اعلانیہ مقابلہ کی ہمت نہیں پاتے، لہٰذا اہل اسلام کی صفوں میں داخل ہو کر اپنی دسیسہ کاریوں کے ذریعے ملت اسلام کی کامل شکست اور یہود کی فتح وکامرانی کے منتظر ہیں اور اپنی سازشوں اور شر انگیزیوں کا جال بچھانے میں مصروف عمل ہیں۔

بعض لوگ ان فلموں کے حق میں یہ دلیل رکھتے ہیں کہ ان سے تبلیغی مصلحت حاصل کی جاتی ہے۔ یہ فلمیں انبیاء کرام علیہم السلام اور قرآن کی دعوت کو پھیلانے کا ذریعہ ہیں۔ یہ دلیل نہ صرف یہ کہ شرعی لحاظ سے غیر معتبر بلکہ صورت واقعہ کے خلاف بھی ہے۔ تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نوع کی فلمیں اور ڈرامے دیکھ کر نہ کوئی پابندِ صوم وصلوٰۃ ہوا ہے اور نہ اخروی کامیابی کی کوئی امنگ اس کے قلب وذہن میں پیدا ہوئی ہے۔ یہ نعمتیں صرف حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی کامل پیروی ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ اوپر جن مفاسد کی نشان دہی کی گئی ہے، ان کی موجودگی میں ان فلموں کی تھوڑی بہت مصلحت کی بھی کوئی اہمیت باقی نہیں رہ جاتی۔ کیونکہ فقہا کے ہاں یہ قاعدہ مسلم ہے کہ ”منفعت کو قبول کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ مضرتوں سے بچاؤ حاصل کر لیا جائے۔“ جب یہ طے ہے کہ اس طرح فلموں کے مزعومہ فوائد کے بالمقابل ان کے منفی پہلو کہیں زیادہ سنگین اور تباہ کن ہیں تو انہیں مسلم معاشروں میں کسی طور گوارا نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس طرح کی لغویات کا سختی سے بائیکاٹ ہی تعلیمات اسلام اور مقاصد شریعت کا حقیقی تقاضا ہے۔

لہٰذا حکومت وقت کا فرض ہے کہ وہ اس کفر وارتداد پھیلانے والی سی ڈیز کو ضبط

کر کے ضائع کرے اور آئندہ کے لیے ایسا قانون پاس کرے جس سے ایسے کفریہ وتوہین آمیز کاموں کا سدِ باب ہو سکے جیسا کہ معلوم ہوا ہے کہ یہ سی ڈیز باہر سے درآمد کی گئیں ہیں تو حکومت وقت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان ''سی ڈیز'' کے درآمد کرنے والوں اور تمام متعلقہ افراد کو عبرت ناک سزا دے اور ان سے سخت باز پرس کر کے مرتکب افراد کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ اس کے ساتھ علماء کرام اور عوام کا فریضہ بنتا ہے کہ وہ ان سی ڈیز کے خلاف آواز بلند کریں اور ان کی بندش و ضبطی کی ہر ممکن کوشش کریں۔ تاجر حضرات ان کی خرید وفروخت سے کلیۃً باز آئیں کہ ان کی خرید وفروخت ناجائز وحرام ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ایسی تمام فلموں کا مکمل بائیکاٹ کرے اور آئینی و قانونی دائرے میں رہتے ہوئے اس کے خلاف ضروری کارروائی کرے۔ لاہور ہائی کورٹ نے کیس نمبر W.P.No.23306/12 مورخہ 19 ستمبر 2012ء میں اپنے ایک فیصلہ میں کہا کہ ایسی تمام فلمیں جن میں انبیاء کرام یا صحابہ کرامؓ کے فرضی کردار فلمائے گئے ہیں، غیر قانونی ہیں۔ انھوں نے اپنے فیصلہ میں ایسی تمام فلموں کی ٹی وی چینلز یا کیبلز کے ذریعے نمائش، سی ڈیز، ویڈیوز وغیرہ پر پابندی عائد کی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو حکم دیا کہ اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

قارئین کرام! اِس وقت اسلام دشمن بیرونی طاقتوں کے دباؤ پر پاکستان میں قانونِ توہین رسالت ﷺ کو پس پردہ غیر مؤثر یا ختم کیے جانے کے مختلف اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ قانون توہین رسالت ﷺ کو ختم کیے جانے کا مطلب ہے کہ (نعوذ باللہ) گستاخانِ رسول کو حضور نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں توہین کرنے کا کھلا لائسنس دے دیا جائے۔ حضور شافع محشر ﷺ کے ایک ادنیٰ امتی ہونے کے ناتے ہمیں اِس قانون کی حفاظت کے لیے اپنی حیثیت سے بڑھ کر تمام ضروری کاوشیں اور وسائل بروئے کار لانے چاہئیں۔ یاد رکھیے! جو شخص دامے درمے قدمے سخنے کسی بھی طریقے سے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا کام کرتا ہے اور دوسروں کو بھی اس کام کی ترغیب اور تلقین کرتا ہے تو یقیناً وہ قبر وحشر میں ہر قسم کے خوف سے آزاد ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس اور ختم نبوت کا تحفظ کرنے والے خوش نصیبوں کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور خاص رحمت کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ اہم کام صرف انہی لوگوں سے لیتے ہیں جن کی بخشش اور مغفرت کرنا مقصود ہو۔ حضور نبی کریم علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس کا تحفظ اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔ اس سے معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں، رزق میں برکت پیدا ہوتی ہے، یہ عظیم الشان کام قبر میں چراغ نجات ہے، اندھیرے میں روشنی ہے، جہنم کی آگ کے لیے آڑ ہے، پل صراط سے جلدی سے گزارنے والا ہے۔ اس حقیقت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ حرمتِ رسول ﷺ کے تحفظ کے لیے کام کرنے والا ہر شخص جنتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ایک ارشاد پاک کا مفہوم ہے ''اگر کسی نے ہم پر کوئی احسان کیا ہے تو ہم نے اس کا بدلہ دے دیا ہے سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کہ ان کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن انھیں اللہ تعالیٰ دے گا''۔ یہ قاعدہ و قانون اب بھی موجود ہے۔ آج بھی اگر کوئی شخص حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت اور عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے کام کرتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام اس کے اس فعل سے نہ صرف بے حد خوش ہوتے ہیں بلکہ آپ ﷺ، اس شخص کے اس احسان کا بدلہ قیامت کے دن اپنی شفاعت کے ذریعے ادا فرمائیں گے......ایک گنہگار امتی کو اس سے بڑھ کر اور کیا انعام چاہیے! حقیقت یہ ہے کہ تمام دعاؤں سے تو دنیا ملتی ہے۔ مگر تحفظِ ناموس رسالت ﷺ کے کام سے سرکار دوجہاں یعنی محمد رسول اللہ ﷺ ملتے ہیں، جب آپ ﷺ مل گئے تو پھر کمی کس چیز کی ہے۔ دنیا میں بھی کامیابی، آخرت میں بھی کامیابی۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

دفاعِ ختمِ نبوّت

خط و کتابت کورس

(حصہ سوم)

16

قادیانی جال

قادیانی ارتدادی ہتھکنڈوں کو بے نقاب کرتی ایک چشم کشا تحریر،
محرم راز درون خانہ کے اکشافاتی قلم سے

عرفان محمود برق
سابق قادیانی

دفاع ختمِ نبوّت کونسل پاکستان
پی۔او۔باکس نمبر 81۔ جی پی او۔دی مال۔لاہور پاکستان
www.difaekhatmenabowat.com

کسی دوست نے مجھ سے سوال کیا کہ جناب! میں نے سنا ہے قادیانیوں کا جھوٹا نبی مرزا قادیانی شراب پیتا تھا، گالیاں بکتا تھا، زنا کا مرتکب تھا، جھوٹ بولتا تھا، غیر عورتوں سے رات کی تنہائیوں میں اپنی ٹانگیں دبواتا تھا، عقل کا اندھا تھا، جوتا الٹا پہنتا تھا، قمیض کے بٹن الٹے بند کرتا تھا، آنکھ سے کانا، ہاتھ سے ٹنڈا، عقل سے پیدل، سوچ سے جاہل، حرکات سے پاگل تھا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ عقل کے اندھے، سوچ کے گندے قادیانی نہ صرف خود اسے نبی و رسول تسلیم کرتے ہیں بلکہ مسلمانوں میں بھی اس کی بناسپتی نبوت کا ڈھول پیٹتے ہیں جس کے باعث اکثر سننے میں آتا ہے کہ فلاں مسلمان قادیانیت کے گٹر میں گر گیا، فلاں گھرانے نے مرزائیت کے تیزاب کو اپنے لبوں کی زینت بنا لیا، فلاں نوجوان نے اپنے ایمان کی لگامیں ان اندھوں کے سپرد کر دیں۔ یہ بڑی حیران کن اور فکر انگیز بات ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ مسلمان کیسے ان کے جال میں پھنستے ہیں اور ایک بداخلاق اور بدترین کافر کو کیسے نبی مان لیتے ہیں؟

میں نے اسے جواب دیا کہ جب قادیانی شکاری لوگوں کے ایمان کا شکار کرنے کے لیے نکلتا ہے تو وہ تخیلاتی طور پر اپنے ساتھ ایک شکار والا بیگ رکھتا ہے جس کی مختلف جیبوں میں شکار کرنے کے مختلف آلات ڈالتا ہے۔ وہ ایک جیب میں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی تصاویر کا البم ڈالتا ہے، دوسری جیب میں بلینک چیک کا خمار ڈالتا ہے، تیسری جیب میں زمین کی رجسٹری کا خنجر رکھتا ہے، چوتھی جیب کو جرمنی، لندن اور انگلینڈ کے ویزوں کے سنہری خوابوں کی نذر کرتا ہے، پانچویں جیب میں ''ملازمت کے حسین مواقع'' کے تیروں کو ٹھونستا ہے، چھٹی جیب کو غرباء کی امداد کے جھانسے سے آراستہ کرتا ہے، ساتویں جیب میں سماجی و بہبود کے ڈھکوسلے

سجاتا ہے، آٹھویں جیب کو اپنے کفریہ غلیظ لٹریچر کی نجاست کے لیے مختص کرتا ہے، پھر بغل میں چھریاں اور ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹیں بکھیرے مسلمانوں کے ایمانوں کی فصل کاٹنے کے لیے نکل پڑتا ہے۔ ؎

اللہ رے دیکھیے اسیریٔ بلبل کا اہتمام
صیاد عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

وہ اپنا شکار کرنے کے لیے ہر وقت چوکس رہتا ہے، پھر جہاں کوئی کمزور ایمان مسلمان نظر آتا ہے، فوراً اس کی جانب لپکتا ہے۔ اس کی آنکھوں پر ہوس رانی کی تسکین افزائی کی پٹی باندھتا ہے اور اس کے ضمیر کو زوردار دھکا دے کر اپنی گرفت میں لے لیتا ہے، تب برق رفتاری سے اپنے بیگ کی جیبوں میں سے مختلف اوزار نکال کر اس کے ضمیر کی شہ رگ کاٹ دیتا ہے۔ کچھ دیر کے لیے ضمیر تڑپتا ہے، پھڑکتا ہے، حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون بڑی تیزی سے بہتا ہے، حتیٰ کہ آخری قطرہ بھی ٹپک پڑتا ہے اور یوں اس بدنصیب کا ایمان موت کی آخری ہچکی لے کر ارتداد کے گہرے پانیوں میں غرق ہو جاتا ہے جہاں سے واپسی مشکل ہوتی ہے۔

لٹ رہا ہے دین، ایمانوں کے سودے ہو رہے ہیں
مگر افسوس ابھی دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکھوالے سو رہے ہیں

قادیانیوں کی تربیت یافتہ خاص عورتیں:

تاریخ کا مطالعہ اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ کفر نے جب بھی مسلمانوں کو زیر کرنے کی کوشش کی وہ اپنی مختلف چالوں اور مختلف حربوں کے تیروں سے سینۂ مسلم پر مشق کرتا رہا۔ اس کے یہ حربے ان نفوس پر تو اثر انداز نہ ہو سکے جو مشیت ایزدی کے سانچوں میں ڈھلنے والے جادہ تسلیم و رضا کے پیکر تھے اور جن کے سینوں میں محبت خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فیاضی، پاکیزگی اور گداز کی شمعیں جل رہی ہوتی تھیں۔ لیکن اس کے برعکس وہ محض نام کے مسلمان جو ان اوصاف جمیلہ کے حامل

مسلمانوں کی بستی سے کہیں دور بسیرا کرتے تھے، کفر کے یہ تیر ان کے ایمانوں کو اکثر کفن پہننے پر مجبور کر دیتے۔ ان تیروں میں سے ایک تیر جو کامیابی سے اپنے نشانے پر لگتا رہا اور بہت ہی کم خطا گیا وہ تیر جواں عورتوں کی جوانیوں کا تیر ہے۔ ماہرین جنسیات کے مطابق تمام انسانی جبلّتوں میں سب سے قوی، اعصاب پر گہرے اور دیر پا اثرات ڈالنے والی جبلّت جنس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان عورت کے فتنے میں بہت جلد آ کر بہک جاتا ہے۔

مرادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کا ایک لشکر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی زیرِ قیادت بیت المقدس کے محاذ پر روانہ کیا۔ کفار نے جب یہ محسوس کیا کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے ایک چال چلی کہ جس راستے سے مجاہدین نے گزرنا تھا، اس راستے میں ایک جگہ لمبی قطار میں اپنی عورتوں کو بنا سجا کر نیم عریاں کھڑا کر دیا اور سوچا کہ جب مجاہدین کا لشکر اس جگہ سے گزرے گا تو دوشیزگان کی شعلہ سامانیاں تیل کا کام کر جائیں گی اور لشکر مچلتے بدن دیکھ کر وہیں ڈھیر ہو جائے گا اور جنس کے ہاتھوں مجبور ہو کر آگے نہیں بڑھ سکے گا (نعوذ باللہ)۔ لیکن شاید کفار بھول گئے تھے کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر ہے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش تربیت سے فیض یاب ہے۔ جس طرح قطرۂ آب آغوش صدف میں رہ کر نایاب بن جاتا ہے، اسی طرح آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں رہ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک سینے اس قدر بقعۂ نور بن گئے تھے کہ ان کی روشنی سے عالم انسانیت شب دیجور کی تاریکیوں سے نکل کر نورانی صبح میں داخل ہوا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ نگاہیں جو مشاہدہ جمال سے روشن ہوں وہ بے حیائی کی غلاظت سے لتھڑے ان گندے چیتھڑوں کی جانب اٹھیں اور راغب ہو جائیں۔ لہٰذا چشم فلک نے دیکھا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر ان عورتوں کے پاس سے گزرا تو ان کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں اور ان کی زبانوں پر

قرآن پاک کی یہ آیت جاری تھی:

ترجمہ: ''مسلمان مردوں سے فرما دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے، بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔'' (سورۃ النور، آیت 30، پارہ نمبر 18)

لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار مسلمانوں پر تو کبھی بھی عورت کا حربہ استعمال نہ ہو سکا۔ لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ کمزور ایمان مسلمان اس طرح کے جال میں بہت جلد پھنس جاتا ہے اور اپنی عاقبت خراب کر لیتا ہے لہٰذا قادیانی جو کہ بدترین کافر ہیں، ان کا مشن ہے کہ اس طرح کے نام نہاد اور کمزور ایمان مسلمانوں کے دلوں میں جو تھوڑی بہت ایمان کی شمع جل رہی ہوتی ہے وہ قادیانیوں کی خاص چنیدہ ٹریننگ یافتہ عورتوں کے ذریعے گُل کر دی جائے اور انہیں قادیانی بنا لیا جائے۔ اس مقصد کے لیے قادیانیوں نے اپنی عورتوں کی ایک تنظیم بنا رکھی ہے جسے ''لجنۃ اماء اللہ'' کہا جاتا ہے۔ اس تنظیم میں خاص قادیانی چنیدہ عورتوں کو ٹریننگ کے اسپیشل کورس سے گزارا جاتا ہے اور مسلمانوں کا ایمان لُوٹنے کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

یہاں ''لجنۃ اماءُ اللہ'' کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

لَجنَۃُ اِماءُاللہِ:

قادیانی عورتوں کی یہ تنظیم مرزا قادیانی کے بیٹے اور قادیانیوں کے دوسرے نام نہاد خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے 25 دسمبر 1922ء میں قائم کی۔

(جماعت احمدیہ کا تعارف، جدید ایڈیشن، ص 435)

قادیانیوں کی کتاب ''پہچان'' کے مطابق ''احمدی مستورات میں مالی و جانی قربانیوں کی روح پیدا کرنا، دین (قادیانیت) کا علم سیکھنے سکھانے، دعوۃ الی اللہ، خدمت خلق اور آئندہ نسل کی بہترین تعلیم و تربیت کے ذرائع سوچنا لجنہ کے

اہم مقاصد ہیں۔'' (بحوالہ پہچان، ص20)

قادیانی لڑکی جب پندرہ سال کی عمر میں جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ دے، اس تنظیم کی رکن بن جاتی ہے۔ ہر وہ مقام جہاں پر قادیانیت کا شجرِ خبیثہ قائم ہے، وہاں پر لجنہ کے کام کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور انہیں اپنے مشن کے بارے میں مفید مشورے دینے کے لیے ایک نگران اعلیٰ ہوتی ہے جسے ''صدر لجنہ'' کہا جاتا ہے اور صدر لجنہ کی عاملہ کی رکن ''سیکرٹری'' کہلاتی ہے۔ قادیانیوں نے اپنی عورتوں کی اس تنظیم کو مختلف شعبوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ہر شعبے کی ایک عہدیدار ہوتی ہے جنہیں مندرجہ ذیل القابات سے نوازا جاتا ہے:

1۔ نائب صدر اول	2۔ نائب صدر دوم
3۔ جنرل سیکرٹری	4۔ نائب جنرل سیکرٹری
5۔ سیکرٹری تعلیم	6۔ سیکرٹری تربیت
7۔ سیکرٹری خدمت خلق	8۔ سیکرٹری مال
9۔ سیکرٹری صدارت	10۔ سیکرٹری دستکاری
11۔ سیکرٹری اشاعت	12۔ سیکرٹری اصلاح وارشاد
13۔ سیکرٹری تجنیہ	14۔ سیکرٹری ضیافت
15۔ سیکرٹری تحریک جدید	16۔ سیکرٹری صحت جسمانی
17۔ ناظمہ جلسہ سالانہ	18۔ اعزازی ممبرات

صدر لجنہ مقامی وضلعی کے اوپر بھی ایک نگران ہوتی ہے جسے صدر ''لجنہ مرکزیہ'' کہا جاتا ہے۔

ناصرات الاحمدیہ:

قادیانیوں کی بچیوں کی تنظیم جو کہ دراصل لجنہ کی ہی ایک ذیلی تنظیم ہے،

1928ء میں قائم کی گئی۔ اس تنظیم کا مقصد بچپن میں ہی قادیانیوں کی بچیوں کو راسخ العقیدہ بنانا اور مستقبل میں ان بچیوں میں سے چناؤ کر کے انہیں اپنے غلیظ مقصد کے لیے تیار کرنا ہے۔

قادیانیوں کی کتاب ''جماعت احمدیہ کا تعارف'' صفحہ 233 پر لکھا ہے،
''شروع سے بچیوں کی تربیت اس انداز سے کی جاتی ہے کہ بڑی ہو کر جب وہ ''لجنہ اماء اللہ'' کی ممبر بنیں تو اپنے تجربہ اور تربیت کی بناء پر مجلس کی بہترین کارکن ثابت ہوں۔''

8 سے 15 سال کی عمر کی بچیاں اس تنظیم کی رکن ہوتی ہیں۔ ناصرات کی نگرانِ اعلیٰ ''سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ'' کہلاتی ہے جو کہ پہلے سے مرتّب شدہ ایک تربیتی لائحہ عمل کے مطابق ان بچیوں میں سے کچھ خاص لڑکیوں کو آئندہ مستقبل میں بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمانوں کی شمع گل کرنے کے لیے تیار کرتی ہے۔ آٹھ سے پندرہ سال کی عمر کا حساس عرصہ اس چنیدہ قادیانی لڑکی کو مکمل ٹرینڈ کر دیتا ہے اور جب وہ بچپن کے بھولپن کے حصار سے نکل کر جوانی دیوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے تو اس وقت ایک مکمل قادیانی مبلغہ بن چکی ہوتی ہے۔ پھر اپنے نفس کی الجھن، رخسار کے شعلوں اور مچلتے بدن کے ساتھ قادیانیت کی تبلیغ کی وادی میں اتر جاتی ہے اور بہت سوں کی توبہ شکنی، ضمیر شکنی اور ایمان شکنی کا باعث بن جاتی ہے۔

عصمتیں ہیں جس طرح سڑکوں پر ٹوٹے آئینے
جانے اس بستی کی بربادی کہاں تک جائے گی

قادیانیوں کے لیے جہاں تبلیغ کے تمام ہتھیار ناکام ہو جائیں، مخالفتوں کے تھپیڑوں سے مشن ناکام ہوتا دکھائی دے، ہر طرف مایوسیوں کے پہاڑ نظر آنے لگیں تو ایسے حالات میں اپنی خدمات کا لوہا منوانے کے لیے لجنہ کی چنیدہ ٹرینڈ چڑیلیں میدانِ عمل میں آتی ہیں اور اپنی دل موہ لینے والی شوخ و شنگ اداؤں سے

کمزور ایمان آدمی کو گھائل کر لیتی ہیں۔

قادیانیوں کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد آنجہانی نے جلسہ سالانہ ''اماء اللہ'' جرمنی بتاریخ 12 ستمبر 1922ء خطاب کرتے ہوئے کہا تھا

''ایک اکیلی احمدی خاتون نے خدا کے فضل سے 32 بیعتیں کروالی ہیں اور وہ خاتون ہے بھی معمولی پڑھی لکھی۔'' ان سے جب پوچھا گیا کہ کیا راز ہے، کس طرح بیعتیں کروا رہی ہیں۔ ماحول بڑا مخالف ہے۔لوگوں کے مزاج ہی دین (مرزائیت) کی طرف نہیں۔ مردوں سے جو کام نہیں ہو رہے، وہ آپ کیسے کر رہی ہیں تو انہوں نے کہا میں بہت کم پڑھی لکھی ہوں لیکن مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی محبت میں سرشار ہوں، اس نشے کے ساتھ اور اس موج میں تبلیغ کرتی ہوں کہ سننے والے مجبور ہو جاتے ہیں۔ جاہل سے جاہل آدمی بھی میرا یہ جذبہ دیکھ کر بات سننے پر آمادہ ہو جاتا ہے (ظاہر ہے، ناقل) اور اللہ کے فضل کے ساتھ جب بھی مجھے موقع ملے، اس جذبے کے ساتھ تبلیغ کرتی ہوں اور یہ اسی کا پھل ہے۔''
(خطاب: ص28)

قادیانی چنیدہ ٹرینڈ چڑیلیں قادیانیوں کے لئے سونے کی چڑیا سے کم نہیں۔ انہیں ان کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا غلام قادیانی کی طرف سے یہاں تک حکم ہے کہ تم اپنی تبلیغ کے لیے مردوں کے ساتھ چلو، خوب تبلیغ کرو، یہاں تک کہ اگر کسی ایک علاقے میں جہاں تم رہتی ہو، تمہارے عشق اور تبلیغ کی دال نہ گلے تو اس علاقے کو چھوڑ کر دوسری جگہ مکان خرید و اور وہاں جا کر اپنے فرائض کو سرانجام دو۔

مرزا بشیر الدین محمود نے یکم اکتوبر 1946ء جلسہ ''لجنہ اماء اللہ'' دہلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا:

''اگر تم تبلیغ نہیں کرو گی تو اور کون کرے گا ...... اگر تم دینی کاموں میں

مردوں کے ساتھ ساتھ نہیں چلو گی تو تم جماعت کا مفید جزو نہیں بنو گی بلکہ پھوڑے کی طرح ہو گی جو انسان کو اس کے فرائض سر انجام دینے سے روک دیتا ہے ...... تمہیں تبلیغ کا اس قدر شوق ہونا چاہیے اگر تمہیں ایک مکان میں رہتے ہوئے دو سال گزر جائیں اور تمہاری تبلیغ وہاں مؤثر ثابت نہ ہو تو تمہیں چاہیے کہ اپنے بھائی یا خاوند سے کہو کہ اب کسی اور محلہ میں مکان لو تا کہ ہم کسی اور جگہ چل کر احمدیت کو پھیلائیں۔''

(بحوالہ : الازھار لذوات الخمار یعنی اوڑھنی اوڑھنے والیوں کے لیے پھول، مرزا بشیر الدین کے عورتوں سے خطابات کا مجموعہ۔ص: ۴۳۲، ۴۳۳)

قادیانیوں کی تنظیم، دعوت الی اللہ:

ہر قادیانی کو ان کے موجودہ خلیفہ مرزا مسرور احمد قادیانی کی طرف سے یہ آرڈر ہے کہ اس نے ایک سال میں کم از کم پانچ مسلمانوں کو قادیانی بنانا ہے۔ اس بھیانک مشن کو ''دعوت الی اللہ'' کی تحریک کا نام دیا گیا ہے اور یہ شرط بھی رکھی گئی ہے کہ جو اس تحریک میں حصہ نہیں لے گا، اسے مخلص احمدی (قادیانی) نہیں کہا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ ہر قادیانی بچے سے لے کر بوڑھے تک اور بچی سے لے کر بڑھیا تک تمام کے تمام مرزا مسرور قادیانی کے اس حکم کی پیروی میں جتے ہوئے ہیں۔ قادیانی افسر اپنے ماتحت مسلم حکام کو، قادیانی استاد اپنے شاگردوں کو، قادیانی دوست اپنے ساتھیوں کو، قادیانی ڈاکٹر اپنے مریضوں کو، قادیانی دکاندار اپنے گاہکوں کو، قادیانی مالک مکان اپنے کرایہ داروں کو اور قادیانی گھرانہ اپنے محلے داروں کو قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے اور ہر سال سینکڑوں مسلمانوں کو مرتد بنا دیا جاتا ہے۔

اسلام کی اس متاع کو لوٹنے کے لیے صرف پاکستان میں ہر سال اربوں روپے کی رقم خرچ کی جاتی ہے جبکہ ہندوستان، سری لنکا، روس، افریقہ، امریکہ، فرانس، انگلینڈ، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، ملائیشیا، لائبیریا، ایتھوپیا، کینیا اور اریٹریا وغیرہ میں تو کوئی شمار ہی نہیں۔

قادیانیوں کی کتابوں میں مرزا قادیانی کو (معاذ اللہ) محمد رسول اللہ، اس کی فاحشہ بیویوں کو امہات المومنین، اس کے بدکار خلفاء کو خلفائے راشدین، اس کے غلیظ ساتھیوں کو صحابہ کرام، اس کی بیہودہ گوئیوں کو وحی من اللہ، اس کی فضول باتوں کو حدیث نبوی، اس کی غلیظ حرکتوں کو سنت رسول، اس کے گمراہ خاندان کو اہل بیت، اس کے گندے شہر قادیان کو مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ سے بھی افضل لکھا جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

قادیانی مختلف دیہاتوں میں جا کر غرباء کی امداد کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ انہیں قادیانیت کی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ مختلف شہروں اور دیہاتوں میں یہ اپنے سکول کھولتے ہیں اور ان سکولوں میں فری تعلیم اور فری کتب مہیا کی جاتی ہیں اور بچوں کے ذہنوں میں ارتدادی زہر ڈالا جاتا ہے۔ پورے پاکستان میں ان کے درجنوں سکولز اور کالجز ہیں جن سے ہر سال کئی طلباء و طالبات قادیانی ہو کر نکلتے ہیں۔ قادیانی غریب علاقوں میں جا کر غربت کے مارے لوگوں کو قادیانیت کی تبلیغ اسلام کے نام سے کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ انہیں پیسے دیتے ہیں۔ اس طرح کئی لوگ پیسوں کے ذریعے قادیانی کر لیے جاتے ہیں۔ قادیانیوں کے بڑے بڑے ہسپتال بھی پورے پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جہاں لوگوں کو علاج اور فری ادویات کے بہانے شیطانیت زدہ انجکشن لگا کر روحانی طور پر بیمار کر دیا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ ان کے ایمانوں کو کفر کی موت مار دیا جاتا ہے اور زندیقیت کی گہری کھائی میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ قادیانیوں کے صرف ایک ہسپتال فضلِ عمر ربوہ (موجودہ چناب نگر) کے بارے میں ایک رپورٹ ہے کہ صرف ''فضل عمر'' ہسپتال ہر سال علاج اور فری ادویات کے نام پر کئی مسلمان قادیانی کر دیتا ہے۔ سندھ کے مختلف علاقوں میں قادیانی بڑی تیزی سے اپنا کام کر رہے ہیں جہاں پر ایک ایک بھینس کے عوض، ایک ایک بکری کے عوض، ایک مرلہ زمین کے عوض، ایک

ایک ہزار روپے کے عوض، فری علاج ادویات کے عوض کچھ غریب لوگوں کو قادیانی کرلیا جاتا ہے اور حد تو یہ ہے کہ اپنے اس غلیظ کفر کو اسلام کے نام سے پیش کیا جاتا ہے جس سے عام آدمی دھوکہ کھا جاتا ہے۔

ایک مجاہد ختم نبوت اپنی دور اندیشی سے یہی دیکھ کر رویا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ ''آج تو ہم لوگ زندہ ہیں جو لوگوں کے ایمانوں کی دولت قادیانی چور، ڈاکوؤں سے بچاتے ہیں اور انہیں ان کے کفریات سے آگاہ کرتے ہیں لیکن کل جب ہم لوگ زندہ نہ ہوں گے اور مسلمانوں کو اس فتنے سے آگاہ کرنے والے باغیرت مسلمان بھی بہت کم ہوں گے تو اس وقت قادیانی غیر ترقی یافتہ علاقوں میں جاکر اور دوسرے ممالک میں جاکر اپنے کفریات کو اسلام کے نام سے پیش کریں گے۔ جب کوئی عیسائی، ہندو یا سکھ اپنے مذہب کو چھوڑ کر قادیانیت کو اسلام سمجھ کر قبول کرے گا تو یقیناً وہ دھوکے کا شکار ہوگا۔ درحقیقت وہ کافر اپنے کفر کے چھوٹے گڑھے سے نکل کر کفر کے ایک بہت بڑے گڑھے میں جا گرے گا۔''

قادیانی اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام قرآنِ مجید پر بھی اپنے ہاتھ صاف کر رہے ہیں۔ اب تک بقول ان کے انہوں نے قرآن پاک کا **100** سے زائد زبانوں میں محرف ترجمہ کروایا ہے۔

قرآنِ پاک میں تحریف و تبدل کے طوفان اس طریقے سے اٹھائے جا رہے ہیں کہ ان کے تراجم میں مرزا قادیانی کو ختم نبوت کے تاج کا حقدار ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ لکھا گیا ہے۔ جہاد کے ختم ہونے کا اعلان کیا گیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارکہ میں اترنے والی آیات کا مصداق مرزا قادیانی کو کہا گیا ہے (نعوذ باللہ)۔ لہٰذا اس ترجمے سے نہ تو خدا تعالیٰ کی صداقت محفوظ رہتی ہے اور نہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت۔

پیارے مسلمانو! ہماری اکثریت کا یہ حال ہے کہ ہم بے حسی کا مجسمہ بنے

ہوئے ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں سوچا کہ ختم نبوت کی ناؤ اور اسلام کی لٹی ہوئی متاع کو بچانے کے لیے ہم نے کیا کیا؟ وہ دین جسے تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مبارک خون دے کر پروان چڑھایا تھا، جس کی خاطر پتھر کھائے، بھوک برداشت کی، مصائب و تکالیف کاٹیں، جس کے دفاع کے لیے ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہادت کا جام پینا پڑا اور جس کے تحفظ کی خاطر لاکھوں افرادِ امت کو موت کے گھاٹ اترنا پڑا، آج اس دین کو قادیانی درندے بری طرح زخمی کر رہے ہیں، اسے مسلم سینوں سے نوچ نوچ کر نکال رہے ہیں اور اس کے سنہری لباس کو تار تار کر رہے ہیں لیکن ہم محض خاموش تماشائی بلکہ بت بنے بیٹھے ہیں۔ ہم نے اپنی مساجد کے منبروں سے لے کر نجی محفلوں تک تمام جگہوں پر اسلام کے سب سے اہم اور مرکزی مسئلے ''ختم نبوت'' کا ڈنکا بجانا چھوڑ دیا ہے، ہم فتنۂ قادیانیت سے عوام کو آگاہ کرنا بھول چکے ہیں، ہم نے وہ قلم توڑ دیا جس کی طاقت سے مرزائیت کچل کر قیمہ بن جاتی ہے اور اس پر ظلم یہ کہ ہمارے اخبارات و جرائد تک اس معاملہ میں ''شہر خاموشاں'' کا روپ دھار چکے ہیں۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

اے مسلمانو! یاد رکھنا اگر ہم آج بھی بیدار نہ ہوئے، اگر ایسی سنگین صورتحال کے باوجود ہم نے دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد فصیلیں قائم نہ کیں، اگر اب بھی ہم لوگ قادیانی مرتدوں کے خلاف صف آراء نہ ہوئے اور یونہی خواب خرگوش کے مزے لوٹتے رہے تو قریب ہے کہ قہر خداوندی ہم پر ٹوٹ پڑے، ہماری نسلیں برباد کر دی جائیں، آسمانی بجلیاں ہمیں جلا کر خاکستر کر دیں اور ایسی ہوائیں چلیں جو ہم سب کو اس زور سے پٹخ پٹخ کر ماریں کہ ہمارے چیتھڑے اڑ جائیں۔

دیکھنا یہ حبس کا عالم رہا تو ایک دن
اک بگولا آئے گا سب کچھ اُڑا لے جائے گا

مسلمانو! آؤ عہد کریں کہ ہم تحفظ ختم نبوت کیلئے کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔ اگر قادیانی اپنے جھوٹے نبی مرزا قادیانی کے کفریہ مشن کو پھیلانے میں اپنا زہریلا کردار ادا کرتے ہیں تو ہم اپنے سچے نبی تاجدار ختم نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاج ختم نبوت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس اور دین اسلام کے تحفظ کیلئے کام کریں گے، امت مسلمہ کے ایمانوں پر پہرا دیں گے، انہیں قادیانی فتنے سے آگاہ کریں گے، ختم نبوت کے پروگرامز کا اہتمام کریں گے، لٹریچر کے ذریعے لوگوں کو قادیانیت کے فتنے سے آگاہ کریں گے، قادیانیوں کی مصنوعات (شیزان، سنگم دودھ کا ڈبہ، شاہ تاج شوگر، ذائقہ گھی، یونیورسل سٹیبلائزر، ٹربو پلاسٹک، مشموم مشروب وغیرہ) کا بائیکاٹ خود بھی کریں گے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی ان اشیاء سے روکیں گے (ان شاء اللہ)۔

یہ سنگ گراں جو حائل ہیں رستے سے ہٹا کر دم لیں گے
ہم راہ وفاء کے راہ رو ہیں منزل پہ ہی جاکر دم لیں گے
یہ بات عیاں ہے دنیا میں ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں
یا بزم جہاں مہکائیں گے یا خوں میں نہا کر دم لیں گے
ہم ایک خدا کے قائل ہیں پندھار کا ہر بت توڑیں گے
ہم حق کا نشاں ہیں دنیا میں باطل کو مٹا کر دم لیں گے
جو سینہ دشمن چاک کرے، باطل کو مٹا کر خاک کرے
یہ روز کا قصہ پاک کرے وہ ضرب لگا کر دم لیں گے
ہر سمت مچلتی کرنوں نے افشون شب غم توڑ دیا
اب جاگ اٹھے ہیں دیوانے دنیا کو جگا کر دم لیں گے
سوچا ہے کیفی اب کچھ بھی ہو ہرحال میں اپنا حق لیں گے
عزت سے جئیں تو جی لیں گے یا جام شہادت پی لیں گے

17

Love for all, hatred for none

یہ ہے قادیانی اخلاق!

’محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں‘ کے لبادے میں چھپی اخلاق باختگی، حیا سوزی، منافقت، بددیانتی، کذب وافترا، دھوکا دہی اور گالی گلوچ کی علمبردار قادیانی جماعت کے بھیانک چہرے سے نقاب اترتا ہے۔

محمد متین خالد

روزمرہ زندگی میں شائستہ گفتگو ہر شخص کے اخلاق عالیہ میں شامل ہونی چاہیے۔
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

- وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ (الانعام:108)

ترجمہ: اور تم نہ گالیاں دو انھیں جن کی یہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا (کہیں ایسا نہ ہو) کہ وہ بھی گالیاں دینے لگیں اللہ کو زیادتی کرتے ہوئے جہالت سے۔
اللہ تعالیٰ مزید ارشاد فرماتا ہے:

- وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا. (البقرہ:83)

لوگوں سے نیکی اور بھلائی کی بات کہو۔
حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کو گالی دینا بڑے گناہ کی بات ہے (بخاری و مسلم) مزید ارشاد فرمایا: گالی بکنے اور بے حیائی کی بات کرنے والے کے پاس اسلام کا کچھ حصہ نہیں ہے۔ (امام احمد)
مگر افسوس صد افسوس نہایت! ''سلطان القلم'' کہلوانے والے آنجہانی مرزا قادیانی کے سینہ بے گنجینہ اور زبان بے عنان سے ایسی ایسی فحش گالیاں نکلیں جنھیں سن کر بڑی سے بڑی بھٹیارن بھی پناہ مانگے۔ ان نہایت دل آزار گالیوں کی وجہ سے مرزا قادیانی کے عذاب میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں اللہ تعالیٰ، حضور نبی کریم ﷺ، انبیائے کرامؑ بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام، صحابہ کرامؓ اور دیگر مقدس شخصیات کی نسبت ایسے ایسے الفاظ تحریر کیے ہیں کہ جنھیں پڑھ کر ایک مسلمان کا دل زخم زخم اور جگر پاش پاش ہوتا ہے۔؟ کیا مسیح موعود کی تہذیب اور خواص ایسے ہی ہونے چاہئیں؟
مرزا قادیانی نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا، کیا نبی اور رسول اس طرح کے ہوتے ہیں کہ غصے میں آ کر لوگوں کو ماں بہن کی ننگی گالیاں دینی شروع کر دیں۔ آیئے! جھوٹے مسیح موعود کے ''ارشادات'' ملاحظہ کیجیے:۔

اللہ تعالیٰ کا حکم

- ''اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صاف فرما دیا کہ لا تنابزوا بالالقاب یعنی لوگوں کے ایسے نام مت رکھو جو ان کو برے معلوم ہوں تو پھر برخلاف اس آیت کے کرنا کن لوگوں کا کام ہے؟''

(تحفہ غزنویہ صفحہ 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 541 از مرزا قادیانی)

تلخ بات

- ''میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔''

(آسمانی فیصلہ صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 320 از مرزا قادیانی)

سفلوں اور کمینوں کا کام

- ''ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔''

(ست بچن صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 133 از مرزا قادیانی)

کبھی دشنام دہی نہیں کی

- ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔''

(ازالہ اوہام صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 109 از مرزا قادیانی)

گالی مت دو

- ''کسی کو گالی مت دو، گو وہ گالی دیتا ہو۔''

(کشتی نوح صفحہ 12 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 11 از مرزا قادیانی)

''ہمارا ہرگز یہ طریق نہیں کہ مناظرات و مجادلات میں یا اپنی تالیفات میں کسی نوع کے سخت الفاظ کو اپنے مخاطب کے لیے پسند رکھیں یا کوئی دل دکھانے والا لفظ اس کے حق میں یا اس کے کسی بزرگ کے حق میں بولیں۔''

(شحنہ حق، صفحہ 2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 324، از مرزا قادیانی)

قادیانی کت پن

- ''ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا (اس کی) چھوٹی لڑکی بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اس نے جواب دیا بیٹی انسان سے ''کت پن'' نہیں ہوتا، اسی طرح جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے، نہیں تو وہی ''کت پن'' کی مثال لازم آئے گی۔'' (ملفوظات جلد اول طبع جدید، صفحہ 64 از مرزا قادیانی)
- ''ہمارے لوگ مخالفین سے سختی سے پیش نہ آیا کریں۔ ان کی دُرشتی کا نرمی سے جواب دیں اور ملاطفت سے سلوک کریں۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 179 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

بدزبانی طریق شرافت نہیں

- ''گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔''

(اربعین نمبر 4 صفحہ 129 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 471 از مرزا قادیانی)

آیئے! اب مرزا قادیانی کا حیران کُن ''تضاد'' دیکھتے ہیں۔

بندروں اور سؤروں کی طرح

- ''جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی، تو کیا اُس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے؟ اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے؟ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے۔''

(انجام آتھم صفحہ 53 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337 از مرزا قادیانی)

خنزیر سے زیادہ پلید لوگ

- ''دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لیے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خور مولویو! اور گندی روحو! تم پر افسوس! کہ تم نے میری عداوت کے لیے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا۔ اے اندھیرے کے کیڑو!''

(انجام آتھم صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 305 از مرزا قادیانی)

جیسا کہ سنڈاس پاخانہ سے

- ''منشی الٰہی بخش صاحب نے جھوٹے الزاموں اور بہتان اور خلافِ واقعہ کی نجاست سے اپنی کتاب ''عصائے موسیٰ'' کو ایسا بھر دیا ہے جیسا کہ ایک نالی اور بدر رو گندے کیچڑ سے بھری جاتی ہے یا جیسا کہ سنڈاس پاخانہ سے۔''

(اربعین نمبر 4 حاشیہ صفحہ 115 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 457 از مرزا قادیانی)

خدائی لعنت کے دس لاکھ جوتے

- ''خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ **علیھم نعال لعن اللّٰہ الف الف مرۃ** (ترجمہ: ان پر خدائی لعنت کے دس لاکھ جوتے برسیں!) اے پلید دجال!

پیشگوئی تو پوری ہوگئی۔ لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔“
(انجام آتھم صفحہ 45،46 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 329،330 از مرزا قادیانی)

مرد خنزیر، عورتیں کتیاں

❑ ”انّ العدا صاروا خنازیر الغلا. ونسائهم من دونهن الا كلب. دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔“
(نجم الہدیٰ صفحہ 53 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 53 از مرزا قادیانی)

ولد الحرام

❑ ”اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔“ (انوار اسلام صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 31 از مرزا قادیانی)

عیسائی، یہودی، مشرک

❑ ”جو میرے مخالف تھے، ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔“
(نزول المسیح (حاشیہ) صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 382 از مرزا قادیانی)

کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھانے والے

❑ ”مگر کیا یہ لوگ قسم کھا لیں گے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔“
(انجام آتھم (ضمیمہ) صفحہ 25 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 309 از مرزا قادیانی)

خراب عورتیں اور دجال کی نسل

❑ ”اور جاننا چاہیے کہ ہر ایک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہے، وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا یا تو بعد اس کے دروغگوئی اور افترا سے باز آ جائے گا یا ہمارے اس رسالہ جیسا رسالہ بنا کر پیش کرے گا۔“
(نور الحق صفحہ 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 163 از مرزا قادیانی)

پرمیشر کی جگہ

❑ ”پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں)۔“
(چشمہ معرفت صفحہ 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 114 از مرزا قادیانی)

پرمیشر ہندوؤں کے خدا کو کہتے ہیں ۔ مرزا قادیانی نے ہندوؤں کے خدا کو اپنی ناف سے دس انگل نیچے قرار دے کر انہیں بہت بڑی گالی دی ۔اس کے ردعمل میں ہندوؤں نے نہ صرف اپنے جلوسوں میں دین اسلام اور ہمارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی توہین کی بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی ''ستیارتھ پرکاش'' نامی کتاب بھی لکھی جس کے پہلے ایڈیشن میں صرف 13 ابواب تھے جبکہ مرزا قادیانی کی طرف سے ہندوؤں کی مذہبی شخصیات کو گالیاں دینے کے بعد چودھویں باب کا اضافہ کیا گیا جس میں انھوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ناقابل بیان گالیاں دیں۔ پھر ایک عرصہ بعد رسوائے زمانہ کتاب ''رنگیلا رسول'' بھی لکھی گئی جس سے برصغیر کے مسلمانوں میں کہرام برپا ہو گیا۔اس کی تمام تر ذمہ داری مرزا قادیانی اوران کی ذرّیت پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے ہندوؤں کو اشتعال دلایا۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جھوٹے خداؤں کو بھی گالی نہ دو مبادا یہ کہ وہ تمھارے سچے خدا کو گالی دیں۔

پیٹ سے چوہا؟

- ''اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا؟ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا ۔۔۔۔۔۔۔اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔''

(انجام آتھم صفحہ 311، 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311، 317 از مرزا قادیانی)

رحم پر مُہر

- ''خدا تعالیٰ نے اس (عبدالحق غزنوی) کی بیوی کے رحم پر مُہر لگا دی''

(حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ 444 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 444 از مرزا قادیانی)

جہاں سے نکلے تھے......

- ''جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے، وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔''

(حیات احمد، حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات جلد دوم نمبر اول صفحہ 25 از یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان)

کنجریوں کی اولاد

- ''تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبة والمودة و ینتفع من

معارفها و یقبلنی و یصدق دعوتی. الا ذریة البغایا الذین ختم اللّٰہ علیٰ قلوبهم فهم لا یقبلون.''

ترجمہ: ''یہ وہ کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان، محبت ومؤدت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اس کے علوم سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے مگر وہ لوگ جو کنجریوں کی اولاد ہیں، وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 547، 548 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 547، 548 از مرزا قادیانی)

سوچنا چاہیے کہ دنیا کی سوا ارب آبادی میں سے کتنے لوگ مرزا قادیانی کی کتابوں کو محبت ومودت کی نظر سے دیکھتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں؟

خود مرزا قادیانی کے پہلے دونوں بیٹوں مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد نے ہمیشہ اپنے باپ کی مخالفت کی۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا باپ نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کے شرعی حقوق پورے نہیں کرتا۔ مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے فضل احمد کو اپنی تمام جائیداد سے عاق کیا۔ (باوجود یہ کہ عاق کرنے والے پر حضور نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے) اور ان کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات نیکی، بدی، خوشی، غمی وغیرہ میں شرکت ختم کر دی۔ مرزا قادیانی نے اپنے پہلے دونوں بیٹوں کے بارے میں ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا:

❑ ''سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 187 طبع جدید از مرزا قادیانی)

یہاں یہ بھی یادر ہے کہ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا فضل احمد، مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا تھا (اسی لیے مرزا قادیانی نے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا۔ (انوار خلافت صفحہ 91 مندرجہ انوار العلوم جلد سوم صفحہ 149 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی) وہ مرزا قادیانی کی کتابوں کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتا تھا اور اس کی دعوت کی تصدیق بھی نہیں کرتا تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا فضل احمد اور اس کی والدہ (مرزا قادیانی کی بیوی) اس فتویٰ ''ذریۃ البغایا'' کی زد میں آتے ہیں؟ قادیانیوں کو اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

قادیانیوں کا موقف ہے کہ ''ذریة البغایا'' گالی نہیں ہے۔ اس کے جواب میں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ مرزا قادیانی پر ایمان لائے، وہ سب ''ذریة البغایا'' ہیں؟ کیا اس پر انھیں کوئی اعتراض اور تکلیف تو نہیں؟

یادرہے کہ ذریة البغایاعربی زبان میں ایک سخت اور غلیظ قسم کی گالی ہے۔ یعنی ''بدکارعورتوں کی اولاد''۔ بغایا کے معنی اس درجہ مشہور ومعروف، واضح اور مسلم ہیں کہ اس میں تاویل بازی اور سخن سازی کے سوا اختلاف کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ ذریة البغایا یا بغایا مرزا قادیانی کے مخصوص الفاظ ہیں جن کو اس نے اپنی تصانیف میں بکثرت اور تکرار سے استعمال کیا ہے اور اس کے معنی بھی خود ہی کیے ہیں۔ لغت کی رو سے، قرآن مجید کی جہت سے اور خود آنجہانی مرزا قادیانی کی تصانیف کے لحاظ سے **بغایا** کے معنی ملاحظہ کیجیے:

امام راغب اصفہانی اپنی مشہور ومعروف لغت قرآن ''مفردات'' میں لکھتے ہیں کہ بغت المرأة بغا اس وقت بولتے ہیں جب عورت بدچلن ہوجائے۔ یہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اس حد سے جو اس کے لیے ہے، نکل جاتی ہے۔

مرزا قادیانی کی اصل عبارت عربی میں ہے۔ اس کا ترجمہ ہم نے لکھا ہے۔ مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں الا ذریة البغایا. عربی کا لفظ البغایا جمع کا صیغہ ہے۔ واحد اس کا بغية ہے جس کا معنی بدکار، فاحشہ، زانیہ ہے۔

- خود مرزا نے خطبہ الہامیہ صفحہ 49 (مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 49) پر لفظ بغایا کا ترجمہ بازاری عورتیں کیا ہے۔
- اور ایسے ہی انجام آتھم کے صفحہ 282 (مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 282)
- لجۃ النور صفحہ 31،85،86،89 (مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 371،426، 428،431) پر لفظ بغایا کا ترجمہ زانیہ، زنان فاسقہ، زنان بازاری اور زنان فاحشہ کیا ہے۔

نیز قرآن پاک میں ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت مریمؑ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے بعد کہا تھا:

- وما كانت امک بغيا (سورة مریم:28)

  ترجمہ: تری ماں زنا کار اور بدکار نہ تھی۔

- ولم اک بغيا (سورة مریم:20)

  ترجمہ: اور نہ میں بدکار ہوں۔

ان آیات کے تحت مرزا قادیانی کے بیٹے اور قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے لفظ بغیا کا ترجمہ ''بدکار'' کیا ہے۔ (تفسیر صغیر صفحہ 386،385 از مرزا بشیر الدین محمود) اسی

طرح مولوی محمد علی لاہوری قادیانی نے بھی اپنی تفسیر بیان القرآن میں انہی آیات کے تحت بغیا کا ترجمہ بدکار کیا ہے۔

تاجدارِ گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو گالیاں

مشہور روحانی بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

- ''مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔''

(اعجاز احمدی صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 188 از مرزا قادیانی)

عجیب بات ہے کہ مخالفت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے کی اور لعنت گولڑہ کے تمام رہنے والوں پر کی اور وہ بھی قیامت تک۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر گولڑہ کی سرزمین پر کوئی قادیانی آباد ہوگیا تو کیا وہ بھی اس ابدی لعنت کا مستحق ہوگا؟

- اس کے علاوہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو ''عورتوں کی عار'' کہا۔

(اعجاز احمدی صفحہ 92 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 196 از مرزا قادیانی)

مولانا محمد حسین بٹالویؒ کے متعلق لکھا:

- ''کذاب، متکبر، سربراہ گمراہان، جاہل، شیخ احمقان، عقل کا دشمن۔

(انجام آتھم صفحہ 242,241 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 241, 242 از مرزا قادیانی)

مولانا نذیر حسین دہلویؒ کے متعلق لکھا:

- ''وہ گمراہ اور کذاب ہے۔''

(انجام آتھم صفحہ 251 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 251 از مرزا قادیانی)

مولانا عبدالحق غزنوی کے بارے میں لکھا:

- ''اے عبدالحق غزنوی! اے گمراہ عبدالجبار! اور تم نے دیکھ لیا کہ تمہیں طاقت نہیں ہوئی کہ میری کلام جیسی کلام بنالاؤ۔ اور عبدالجبار کی جماعت میں سے ایک موذی نے کہا کہ یہ شخص دجال اور اکفرالکفار ہے اور ان میں سے ایک غزنوی شخص ہے جس کو عبدالحق کہتے ہیں اور اسنے گالیاں دیں اور پشہ کی طرح اچھلا اور وہ ایک چوہا ہے شیروں کو اپنے سوراخ میں آواز سے ڈراتا ہے اور ایک شیخ لمبی زبان والا بہت ہذیان والا عبدالحق سے مشابہ ہے۔ اس نے

گمان کیا ہے کہ وہ زمانہ کے فاضلوں میں سے ہے اور یہ شیخ نجفی ہے اور شیعہ ہے۔ اور اس نے عربی میں میری طرف ایک خط لکھا۔ بلکہ اسنے باوجود اس کے سب اور شتم کو کمال تک پہنچادیا۔ اور کسی گالی کو نہ چھوڑا جسکو کمینہ رذیلوں کی طرح نہ لکھا۔ اور نہیں جانتا کہ ایمان کیا ہے اور مومنوں کی خصلتیں کیا ہیں۔ اور ہم گالی کی طرح رجوع نہیں کرتے جیسا کہ اس نے عناد سے کیا۔ مگر تو کمینوں اور سفلوں میں سے تھا۔ اور تمام تر تعجب یہ ہے کہ عبدالحق غزنوی پانچ برس سے مجھے گالیاں نکال رہا ہے۔ اور ہم نے فحش گوئی سے پرہیز کیا ہے اور ہر ایک درخت پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اور امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تجاوز سے باز آجائیں گے اور بکواس سے باز نہ آئے۔ پس میں نے جان لیا کہ وہ مردود اور مخذول ہیں۔ اور بد بخت اور محروم ہیں اپنے تئیں تو بہت نیک آدمیوں میں سے خیال کرتا ہے اور بدبختوں کے طریق پر چلتا ہے۔ فاسقوں کی طرح تو زندگی بسر کرتا ہے۔ تیری باطنی پلیدی نے تیری صورت کو متغیر کردیا تو ایک بھیڑیا ہے نہ انسان کی قسم اور شریروں میں سے ہے اور تو بوڑھا ہو گیا اور چمڑا پرانا ہو گیا اور خبث اور فساد کے طریقوں کو تو نہیں چھوڑتا۔ قبل اس کے جو تجھ کو کیڑے کھالیں اور موت آجائے اور تو نے مجھ سے دشمنی کی پس خدا تجھے تباہ کرے اور جلد بازوں کی طرح بکواس مت کر پس خدا نے تیرا منہ کالا کیا۔ کلب العناد، پس اے مسخ شدہ اور تیرا سر تیرے ہی جوتوں کے ساتھ نرم کیا جائے گا۔

تجھ پر لعنت، اے غزنی کے بندر، تو کتوں کی طرح تھا، بک بک کرنے والا، کم معرفت لکنت لسان کا داغ رکھنے والا اور کتا ایک صورت ہے اور تو اسکی روح ہے۔ پس تیرے جیسا آدمی کتے کی طرح بھونکتا ہے اور فریاد کرتا ہے۔ ہم نے تنبیہہ کے لیے تجھے طمانچہ مارا مگر تو نے طمانچہ کو کچھ نہ سمجھا۔ پس کاش ہمارے پاس مضبوط اونٹ کے چمڑے کا جوتا ہوتا۔ اور جو گالی تو دینا چاہے گا وہ ہم سے سنے گا۔ اور اگر تو بات اور حملہ میں نرمی کرے گا تو ہم بھی نرمی کریں گے۔ اور میں تیرے نفس میں علم اور عقل نہیں دیکھتا۔ اور تو خنزیر کی طرح حملہ کرتا ہے اور گدھوں کی طرح آواز کرتا ہے۔ اور تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا۔ اور مجھے فاسق ٹھہرایا حالانکہ تو سب سے زیادہ فاسق ہے۔ اے شیخ شقی سوچ! اور انسان کی طرح فکر کر اور گدھے کی طرح آواز نہ کر۔ پس میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر خدا کا خوف اور حیا نہ ہوتا۔ تو میں قصد کرتا کہ گالیوں سے تجھے فنا کردیتا۔

(حجتہ اللہ ص12 تا18 مندرجہ روحانی خزائن جلد نمبر12، ص172 تا236 از مرزا قادیانی)

ہم اس صورتحال پر کچھ تبصرہ نہیں کرتے، اگر کسی ''قادیانی'' میں سلیم الفطرتی کے عناصر متحرک وفعال ہیں تو وہ خود اپنے ''پیرومرشد'' کی شخصیت کے دونوں پہلوؤں کا موازنہ کرلے۔

بدتر ہر ایک بد سے

- ''بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزباں ہے
  جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے''

(قادیان کے آریہ اور ہم صفحہ 61 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 458، از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی اس شعر کا خود مصداق ہے۔ اس نے اپنی کتابوں میں مختلف لوگوں کو جو گالیاں دی ہیں، ان کی تعداد ہزاروں میں بنتی ہے۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

- اندھیرے کے کیڑو (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 21، حاشیہ، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 305 از مرزا قادیانی)
- اے بدذات (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 45، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 329 از مرزا قادیانی)
- اے خبیث (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 45، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 329 از مرزا قادیانی)
- اے پلید دجال (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 46، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330 از مرزا قادیانی)
- اے نابکار (بدکردار) (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 50، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 334 از مرزا قادیانی)
- اُلو (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ 165، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 332 از مرزا قادیانی)
- انسانوں سے بدتر اور پلیدتر (ایام الصلح صفحہ 166، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 413 از مرزا قادیانی)
- اے بدبخت مفتریو (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 58، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 342 از مرزا قادیانی)
- اے شیخ احمقان (انجام آتھم صفحہ 241، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 241 از مرزا قادیانی)
- ایہا الشیخ الضال (انجام آتھم صفحہ 251، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 251 از مرزا قادیانی)
- اول درجہ کے کاذب (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 601، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 601 از مرزا قادیانی)
- بندروں (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 53، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337 از مرزا قادیانی)
- باطل پرست بطالوی (انجام آتھم صفحہ 59، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 59 از مرزا قادیانی)
- بدکار آدمی (شہادت القرآن صفحہ 84، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)
- برہنہ (نور الحق صفحہ 3 حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 5 از مرزا قادیانی)
- بھیڑیے (اعجاز احمدی صفحہ 39، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 150 از مرزا قادیانی)
- بچھو (اعجاز احمدی صفحہ 75، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 188 از مرزا قادیانی)
- بے حیاء (تذکرہ الشہادتین صفحہ 38، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 40 از مرزا قادیانی)

☐ بڑا خبیث (حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ 107، روحانی خزائن ج 22 صفحہ 543 از مرزا قادیانی)

☐ پلید تر (ایام الصلح صفحہ 166، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 413 از مرزا قادیانی)

☐ پلید دل (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 4، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 288 از مرزا قادیانی)

☐ پلید دجال (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 46، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330 از مرزا قادیانی)

☐ جاہل سجادہ نشین (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 18/ حاشیہ، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 302 از مرزا قادیانی)

☐ جنگل کے وحشی (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 49، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 333 از مرزا قادیانی)

☐ جانور (نزول المسیح صفحہ 8، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 386 از مرزا قادیانی)

☐ جنگلوں کے غول (اعجاز احمدی صفحہ 81، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 193 از مرزا قادیانی)

☐ جھوٹ کا گوہ کھایا (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 50، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 334 از مرزا قادیانی)

☐ حرامی (شہادۃ القرآن صفحہ 3 جلد، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)

☐ حرام زادہ (انوار اسلام صفحہ 30، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 32 از مرزا قادیانی)

☐ خنزیر سے زیادہ پلید (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 21/ حاشیہ، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 305 از مرزا قادیانی)

☐ خالی گدھے (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 47، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 331 از مرزا قادیانی)

☐ خبیث فرقہ (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 9/ حاشیہ، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 293 از مرزا قادیانی)

☐ خناسوں (انجام آتھم صفحہ 17/ حاشیہ، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 17 از مرزا قادیانی)

☐ خسیس ابن خسیس (نور الحق صفحہ 64 حصہ 1، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 87 از مرزا قادیانی)

☐ دجال (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 46، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330 از مرزا قادیانی)

☐ دنیا کے کیڑے (براہین پنجم صفحہ 143، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 311 از مرزا قادیانی)

☐ دنیا کے کتے (استفتاء صفحہ 20، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 128 از مرزا قادیانی)

☐ دجال اکبر (انجام آتھم صفحہ 47، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 47 از مرزا قادیانی)

☐ دیوثوں (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 125 از مرزا قادیانی)

☐ دیوانے درندوں (ضیاء الحق صفحہ 35، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 296 از مرزا قادیانی)

☐ دجال کے ہمراہیو (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 69 از مرزا قادیانی)

☐ ذلیل (ایام الصلح صفحہ 166، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 413 از مرزا قادیانی)

☐ ذلت کے سیاہ داغ (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 53، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337 از مرزا قادیانی)

☐ ذریت شیطان (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 24/ ح، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 308 از مرزا قادیانی)

☐ رئیس الدجالین (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 46، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330 از مرزا قادیانی)

☐ راس الغاوین (انجام آتھم صفحہ 241، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 241 از مرزا قادیانی)

☐ رنڈیوں کی اولاد (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 548، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 548 از مرزا قادیانی)

☐ رئیس المتکبرین (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 599، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 599 از مرزا قادیانی)

- ❑ سوروں (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 53، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337 از مرزا قادیانی)
- ❑ سلطان المتکبرین (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 251، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 251 از مرزا قادیانی)
- ❑ سفیہوں کا نطفہ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 14، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 445 از مرزا قادیانی)
- ❑ سانپوں (نور الحق صفحہ 23 حصہ 1، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 32 از مرزا قادیانی)
- ❑ سڑے گلے مردہ (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 62، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 346 از مرزا قادیانی)
- ❑ شیطان (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 4، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 288 از مرزا قادیانی)
- ❑ شیخ احمقان (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 241، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 241 از مرزا قادیانی)
- ❑ شیخ الضال (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 251، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 251 از مرزا قادیانی)
- ❑ شغال (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 604، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 295 از مرزا قادیانی)
- ❑ شریر بھیڑیئے (انجام آتھم صفحہ 9، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 9 از مرزا قادیانی)
- ❑ شیخ الضالۃ (اعجاز احمدی صفحہ 76، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 188 از مرزا قادیانی)
- ❑ ضلالت پیشہ (حقیقۃ الوحی صفحہ 311، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 324 از مرزا قادیانی)
- ❑ طوائف (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 23 / حاشیہ، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 307 از مرزا قادیانی)
- ❑ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 46، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330 از مرزا قادیانی)
- ❑ عبدالشیطان (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 58، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 342 از مرزا قادیانی)
- ❑ عورتوں کے عار (اعجاز احمدی صفحہ 83، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 196 از مرزا قادیانی)
- ❑ عبدالحق کا منہ کالا (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 58، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 342 از مرزا قادیانی)
- ❑ غاوین (انجام آتھم صفحہ 254، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 254 از مرزا قادیانی)
- ❑ غول البراری (کرامات الصادقین صفحہ (د)، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 152 از مرزا قادیانی)
- ❑ فرعون سے مراد (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 56، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 340 از مرزا قادیانی)
- ❑ فمت یا عبدالشیطان (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 58، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 342 از مرزا قادیانی)
- ❑ قوم کے خناسوں (انجام آتھم صفحہ 17 / حاشیہ، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 17 از مرزا قادیانی)
- ❑ کتے (استفتاء صفحہ 20، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 128 از مرزا قادیانی)
- ❑ کج طبع (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 301، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 301 از مرزا قادیانی)
- ❑ کوڑمغزی (نزول المسیح صفحہ 66، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 444 از مرزا قادیانی)
- ❑ کیڑا (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ 165، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 332 از مرزا قادیانی)
- ❑ کینہ ور (چشمہ معرفت صفحہ 131 ج2، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 336 از مرزا قادیانی)
- ❑ کمینگی (مواہب الرحمٰن صفحہ 13، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 352 از مرزا قادیانی)
- ❑ کرگس (اعجاز احمدی صفحہ 43، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 155 از مرزا قادیانی)

- ☐ کمینوں (الہدیٰ صفحہ 18، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 262 از مرزا قادیانی)
- ☐ کتوں (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 25، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 309 از مرزا قادیانی)
- ☐ کالانعام (انجام آتھم صفحہ 265، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 265 از مرزا قادیانی)
- ☐ گندی روحو (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 21 / حاشیہ، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 305 از مرزا قادیانی)
- ☐ گدھے (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 47، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 331 از مرزا قادیانی)
- ☐ گرگ (مواہب الرحمٰن صفحہ 13، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 352 از مرزا قادیانی)
- ☐ لاف وگزاف کے بیٹے (براہین احمدیہ پنجم صفحہ 149، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 317 از مرزا قادیانی)
- ☐ مردارخور (انجام آتھم ضمیمہ 21 / حاشیہ، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 305 از مرزا قادیانی)
- ☐ منحوس چہروں (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 53، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337 از مرزا قادیانی)
- ☐ مفتریو (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 58، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 342 از مرزا قادیانی)
- ☐ ملعونین (انجام آتھم صفحہ 252، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 252 از مرزا قادیانی)
- ☐ مخنثوں (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 402، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 402 از مرزا قادیانی)
- ☐ مردار (نزول المسیح صفحہ 224، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 602 از مرزا قادیانی)
- ☐ ملعون (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 14-15ح، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 445 از مرزا قادیانی)
- ☐ مفسد (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 14-15ح، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 445 از مرزا قادیانی)
- ☐ مگس طینت مولویوں (آسمانی فیصلہ صفحہ 32، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 342 از مرزا قادیانی)
- ☐ مخبط الحواس (استفتاء صفحہ 20، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 128 از مرزا قادیانی)
- ☐ مکذوبوں (انجام آتھم صفحہ 224، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 224 از مرزا قادیانی)
- ☐ منحوس (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 14، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 445 از مرزا قادیانی)
- ☐ مغرور (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 115، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 551 از مرزا قادیانی)
- ☐ مجنون درندہ (آسمانی فیصلہ صفحہ 14، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 324 از مرزا قادیانی)
- ☐ نفاق زدہ (انجام آتھم صفحہ 24 / حاشیہ، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 24 از مرزا قادیانی)
- ☐ نیم عیسائیو (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 69 از مرزا قادیانی)
- ☐ نجاست خور جانور (نزول المسیح صفحہ 8، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 386 از مرزا قادیانی)
- ☐ نابکاروں (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 24 (حاشیہ)، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 308 از مرزا قادیانی)
- ☐ جنگل کے وحشی (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 49، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 333 از مرزا قادیانی)
- ☐ ولدالحرام (انوار اسلام صفحہ 30، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 31 از مرزا قادیانی)
- ☐ ولدالحلال نہیں (انوار اسلام صفحہ 29، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 31 از مرزا قادیانی)
- ☐ والدجال البطّال (انجام آتھم صفحہ 251، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 251 از مرزا قادیانی)
- ☐ ہامان (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 56، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 340 از مرزا قادیانی)

- ❑ ہندوزادہ (انجام آتھم صفحہ 59 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 59 از مرزا قادیانی)
- ❑ ہزار لعنت کا رسہ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 77 از مرزا قادیانی)
- ❑ ہیچو گرگ (مواہب الرحمٰن صفحہ 131، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 352 از مرزا قادیانی)
- ❑ یہودی صفت (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 3، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 287 از مرزا قادیانی)
- ❑ یادہ گوہ (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 19 / ح، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 303 از مرزا قادیانی)
- ❑ یہودی (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 45، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 329 از مرزا قادیانی)
- ❑ یا شیخ الضلالۃ (اعجاز احمدی صفحہ 76، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 188 از مرزا قادیانی)
- ❑ یک چشم (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 24 / ح، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 308 از مرزا قادیانی)
- ❑ یہودیت کا خمیر (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 21 / ح، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 305 از مرزا قادیانی)
- ❑ یہ غول البراری (کرامات الصادقین صفحہ د(4)، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 152 از مرزا قادیانی)

گالیاں دینے کی وجہ

❑ ''جب انسان دلائل سے شکست کھاتا اور ہار جاتا ہے۔ تو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے اسی قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔''

(انوار خلافت صفحہ 20 مندرجہ انوار العلوم جلد سوم صفحہ 80 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

لعنت، لعنت، لعنت...... 1 تا 1000

❑ مرزا قادیانی کی ذہنی کیفیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اس نے کسی پر لعنت ڈالی تو بجائے یہ کہنے کے کہ تجھ پر ہزار لعنت ہو یا تحریری طور پر اسے اس طرح لکھ دیتا مگر اس نے باقاعدہ لعنت نمبر 1، لعنت نمبر 2، لعنت نمبر 3 .... لعنت نمبر 1000 تک لکھ دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ قادیانی ذریۃ البغایا اسے سلطان القلم کہتی ہے۔

(نور الحق صفحہ 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 158 تا 162 از مرزا قادیانی)

جب دل بگڑتا ہے

مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

❑ ''جب دل بگڑتا ہے تو زبان ساتھ ہی بگڑ جاتی ہے۔''

(آسمانی فیصلہ صفحہ 37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 347 از مرزا قادیانی)

یہ خدا کا کلام ہے

اپنی بیہودہ گفتگو کے بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

❑ ''میں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو میں سناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے۔''

(تحفہ الندوہ صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 95 از مرزا قادیانی)

قارئین کرام! اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ مرزا قادیانی اپنی ''بکواسیات'' اور ''لغویات'' کو کیا درجہ دے رہا ہے۔ اسے کہتے ہیں:

''جب نٹنی بانس پر چڑھے تو گھونگھٹ کیا۔''

شیزان (Shezan) کا بائیکاٹ کیجیے!

شیزان گستاخان رسول ﷺ قادیانیوں کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ اس کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ دارالکفر چناب نگر (ربوہ) جاتا ہے۔ مسلمان اپنی کم علمی کی بنا پر اس کے مشروبات اور دیگر مصنوعات خرید کر کم از کم 25 فیصد فنڈ قادیانیوں کو جمع کرواتے ہیں اور اس طرح اپنے آقا و مولا حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، دین اسلام اور وطن عزیز پاکستان کی مخالفت کے بھیانک جرم میں شریک ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ شیزان کی تمام اشیاء حرام اور لحم الخنزیر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ قادیانیوں کا کفر دیگر کافروں (ہندوؤں، عیسائیوں، یہودیوں وغیرہ) کے کفر سے جدا ہے۔ قادیانی مرتد اور زندیق ہیں۔ لہٰذا ان سے کسی بھی قسم کا کاروبار اور لین دین کرنا حرام ہے۔ شیزان کی تمام تر مصنوعات اور اس کے دیگر اداروں کا مکمل بائیکاٹ ہر غیور مسلمان عاشق رسول ﷺ کا دینی و ملی فرض ہے۔ علاوہ ازیں اگر آپ کی نظر میں کوئی دوسری قادیانی کمپنی یا آپ کے شہر میں کسی قادیانی کی دکان ہے تو اس کا بھی بائیکاٹ کیجیے۔

توجہ فرمائیں! مسلمانوں کے بائیکاٹ کے بعد اب شیزان نے پران (Pran) اور مشموم (Mashmoom) کے نام سے اپنا نیا کاروبار شروع کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ ایک ہی کمپنی کے مختلف نام ہیں جو مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے لانچ کی گئی ہیں۔ ان کا مکمل بائیکاٹ کرنا ہر مسلمان کی دینی غیرت وحمیت کا تقاضا ہے۔

18

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

ایک مظلوم بیٹی کی دردناک داستان

قادیانی مذہب قبول کرنے سے انکار پر ایک بے بس اور مجبور مسلمان بیٹی پر بہیمانہ ظلم و تشدد کی اندوہ گیں اور المناک روداد جسے پڑھتے ہوئے آپ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں گے۔

محمد متین خالد

یہ صرف ثوبیہ کی ہی کہانی نہیں بلکہ آپ کو اس معاشرہ میں ثوبیہ ایسی بے شمار مظلوم لڑکیاں اس سے ملتی جلتی المناک کہانیاں سناتی نظر آئیں گی۔ یہ بے چاریاں آئے دن قادیانیوں کے ہمرنگ زمیں دام میں پھنس کر ان کے اذیت ناک مظالم کا نشانہ بن رہی ہیں۔ دھوکا دہی ایک ایسا قبیح جرم ہے جو دنیا کے تمام مذاہب اور معاشروں میں ممنوع اور قابل نفریں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نوسرباز کو ہر مہذب معاشرے میں ناپسندیدہ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں فتنہ قادیانیت، فریب کاری کا دوسرا نام ہے۔ قادیانیوں کا مقصد حیات ہی اسلام کے نام پر بھولے بھالے لوگوں کو بھٹکا کر ان کے ایمان کی شمع کو گل کرنا اور انھیں مرتد کر کے اپنے حلقہ میں شامل کرنا ہے۔ اس مذموم نصب العین کو حاصل کرنے کے لیے قادیانی کئی ذرائع اختیار کرتے ہیں جن میں سرفہرست مسلمان لڑکیوں سے شادی کرنے کے بعد انھیں بلیک میل کر کے قادیانی بنانا ہے۔ بعض بدقسمت لڑکیاں قادیانیوں کے اس سنہری جال میں پھنس کر ارتداد اختیار کر لیتی ہیں جبکہ بعض خوش نصیب لڑکیاں ہر قسم کے لالچ اور تحریص و ترغیب کو ٹھکرا کر اپنے متاع ایمان کو بچا لیتی ہیں، یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان کے اس اقدام سے انھیں مستقبل میں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ثوبیہ ایسی ہی نیک بخت مگر مظلوم مسلمان لڑکیوں میں سے ایک ہے۔ آیئے ثوبیہ کی کہانی خود ثوبیہ کی اپنی زبانی سنتے ہیں:

''میرا نام ثوبیہ عمر ہے۔ اب میری عمر 27 سال ہے۔ میں اس وقت اپنے والدین کے ہمراہ گلشن راوی لاہور (پاکستان) میں مقیم ہوں۔ میں نے 2001ء میں مقامی کالج سے بی۔اے کیا۔ یہاں میری چند لڑکیوں سے دوستی ہو گئی۔ ان میں سے ایک لڑکی حمیرا کے ساتھ چند ہی دنوں میں میری بے تکلفی ہو گئی اور آہستہ آہستہ یہ بے تکلفی گہری دوستی میں بدل گئی۔ اس نے ہمارے گھر آنا جانا شروع کر دیا۔ ٹیلی فون بھی باقاعدگی سے ہونے لگے۔ عید اور دیگر تیوہاروں پر تحائف کا تبادلہ ہوتا اور اکٹھے کھانا کھایا جاتا۔ چند سالوں بعد حمیرا نے اچانک اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''ہم آپ کو اپنی بھابھی بنانا چاہتے ہیں۔'' میں نے جواباً اسے کہا کہ میں اپنے والدین کی مرضی اور خواہش کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ اس سلسلہ میں آپ میرے والدین سے رابطہ کریں۔ چند دنوں بعد حمیرا کے والدین ہمارے گھر آ گئے اور

اپنے بیٹے عمران احمد کے لیے میرے والدین سے میرا رشتہ مانگا۔ میرے والدین نہایت شریف النفس اور سادہ مزاج ہیں۔ بالخصوص دنیاداری کے معاملات سے تو وہ قطعی نابلد ہیں۔ میرے والدین نے اس خاندان کے گزشتہ ایک سال کے معاملات اور رویوں کے پیش نظران پر اندھا اعتماد کرتے ہوئے چھان بین اور کسی سے مشورہ کیے بغیر ہاں کر دی۔ اس طرح 22 فروری 2003ء کو میری شادی عمران احمد سے ہوگئی۔ قیمتی جہیز کے علاوہ شادی اس دھوم دھام سے ہوئی کہ خود سسرال والوں کے رشتے دار حیران رہ گئے۔

2004ء میں میرے ہاں بیٹی پیدا ہوئی۔ سوائے عمران کے ان کے گھر کا کوئی فرد اس بچی کو دیکھنے کے لیے نہ آیا۔ ڈیڑھ ماہ بعد میں اپنے سسرال آ گئی۔ عمران کے گھر میں جہاں میری ساس اور دیور بھی رہتے تھے، ہر جمعہ کو باقاعدگی سے قادیانی ٹی وی چینل MTA بڑے اہتمام سے دیکھا جاتا۔ قادیانی جماعت کا خلیفہ تقریریں کرتا اور اپنے پیروکاروں کو مختلف ہدایات دیتا۔ اس وقت تک مجھے قادیانیوں کے عقائد وعزائم کے بارے کچھ علم نہ تھا، بہرطور میں ان کے ساتھ شامل نہ ہوتی بلکہ اپنے کمرے میں علیحدہ نماز پڑھتی اور قرآن مجید کی تلاوت کرتی۔ میری اس حرکت کا میری ساس نے بے حد برا مانا۔ اس کا رویہ مجھ سے نہایت ظالمانہ اور وحشیانہ ہوگیا۔ بات بات پر ٹوکنا، کھانوں میں بلاوجہ نقص نکالنا، عمران کے سامنے میری جھوٹی شکایات لگانا، میرے ماں باپ کو برا بھلا کہنا، غلیظ اور گھٹیا طعنے دینا اور کھانے کی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانے دینا اس کا روزمرہ کا معمول بن گیا۔ ایک دفعہ میری بیٹی دودھ کے لیے بلک رہی تھی۔ میں فریج سے دودھ نکالنے گئی تو ساس نے میرا ہاتھ روک لیا اور کہا کہ دودھ کے لیے اپنے باپ سے پیسے لاؤ۔ میں نے عمران کو فون کرنے کی کوشش کی تو اس نے میرے ہاتھ سے فون چھین لیا اور کہا کہ باہر جا کر PCO سے فون کرو۔ رات دیر گئے عمران گھر واپس آیا تو میری ساس نے ڈرامہ کرتے ہوئے رو رو کر میرے خلاف بالکل فرضی اور من گھڑت شکایات کا انبار لگا دیا جس پر عمران طیش میں آ گیا اور میری بات سنے بغیر مجھے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اگلے دن صبح عمران اپنے کام پر چلا گیا۔ میں کچن میں سب گھر والوں کے لیے ناشتہ بنا رہی تھی۔ اچانک میری ساس دبے قدموں کچن میں داخل ہوئی اور پیچھے سے میرے کپڑوں کو آگ لگا دی جس سے میں گھبرا گئی اور بڑی مشکل سے آگ بجھائی۔ میری گھبراہٹ اور پریشانی پر سب گھر والے شیطانی قہقہے لگانے لگے۔ اس پر میں نے فوری طور پر عمران کو کام

سے واپس بلایا اور سارا معاملہ اس کے سامنے رکھا۔ میری ساس نے جھوٹی قسمیں کھا کر کہا کہ ایسا کسی نے نہیں کیا بلکہ یہ محض غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ اس دن کے بعد میں اس گھر میں خوف زدہ رہنے لگی۔ مجھے رات کو بھی نیند نہ آتی۔ محسوس ہوتا جیسے میری ساس مجھے سوتے میں قتل کر دے گی۔ اس نفسیاتی خوف اور ذہنی دباؤ کی وجہ سے میں بے خوابی کا شکار رہنے لگی۔

عمران کا کاروبار تسلی بخش نہ تھا۔ وہ اپنے کاروبار کے سلسلہ میں پریشان رہتا۔ ایک دن میں نے اس کے رویہ میں بے حد تبدیلی دیکھی۔ وہ گھنٹوں میرے پاس بیٹھا رہا۔ شام کو باہر سیر کے لیے پارک میں لے گیا اور رات کا کھانا ایک ہوٹل میں کھلایا۔ دوسرے دن وہ میرے لیے ایک قیمتی سوٹ لے کر آیا۔ میں اس کے رویہ پر بے حد حیران ہوئی۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ مجھ سے بے حد پیار کرتا ہے اور جو بھی غلط فہمیاں تھیں، وہ سب دور ہو گئی ہیں۔ میں اس کی ان باتوں پر بے حد خوش ہوئی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے مجھے نئی زندگی مل گئی ہے۔ چند روز بعد عمران نے مجھے کہا کہ وہ اپنے بزنس کے حوالے سے بہت سی الجھنوں کا شکار ہے، لہٰذا میں اس کی مدد کروں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ میں اس کی کیا مدد کر سکتی ہوں؟ اس نے فوراً کہا کہ تم اپنے والد سے فوری طور پر 10 لاکھ روپے لے کر آؤ تا کہ میں کاروبار کر سکوں۔ میں نے اسے کہا کہ میرے والد مجھے اتنی زیادہ رقم نہ دے سکیں گے۔ کیونکہ ایک تو ان کی اتنی مالی حیثیت نہیں اور دوسرے ابھی میری دو بہنیں اور ہیں جن کی شادی ہونا باقی ہے۔ لہٰذا اتنے پیسے لانا میرے لیے ناممکن ہے۔ میری بات سن کر عمران غصے سے پاگل ہو گیا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں امید سے ہوں، گھر میں پڑے پلاسٹک کے سخت پائپ کے ساتھ زدوکوب کرنے لگا۔ میں کمزور اور نازک اندام لڑکی ہوں۔ اس وحشیانہ پٹائی سے میں نیم بے ہوش ہو گئی۔ اتفاق سے رات کو میرے والد کا فون آیا تو انھوں نے میری کراہتی آواز سے اندازہ لگایا کہ کچھ گڑبڑ ہے۔ وہ فوری طور پر آئے اور میرے سسرال والوں کو کچھ کہے بغیر مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ گھر میں آ کر میں نے انھیں سارا ماجرا سنایا اور تخلیہ میں اپنی والدہ کو اپنے جسم پر زخموں کے تازہ نشانات دکھائے۔ میرے پورے جسم پر نیل پڑ چکے تھے۔ اور جسم کا ہر حصہ شدید درد کر رہا تھا۔ ہمارے قریبی رشتے داروں کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انھوں نے ہمیں ہسپتال سے تشدد کا سرٹیفکیٹ لا کر تھانے جا کر مقدمہ درج کروانے کا مشورہ دیا۔ مگر میرے والد صاحب نے اس مشورہ پر عمل نہ کیا اور معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ 2 ماہ تک

عمران اوران کے گھر والوں نے مجھ سے مکمل قطع تعلق کیے رکھا۔ ایک دن صبح کے وقت انھوں نے مجھے فون کیا اور اپنے رویہ پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے معذرت کی اور کہا کہ آئندہ ایسا واقعہ کبھی نہ ہوگا۔تم فوراً گھر واپس آ جاؤ۔ شام کوعمران موٹر سائیکل پر مجھے لینے گھر آ گیا۔ میرے والدین کی وسیع الظرفی اور کشادہ دلی دیکھیے کہ انھوں نے میرا مستقبل بچانے کے لیے عمران سے کوئی شکایت کی اور نہ شکوہ، بلکہ اسے بڑا پرُتکلف کھانا کھلایا اور کہا کہ یہ تمہاری امانت ہے،تم اسے لے جا سکتے ہو۔ میں دوبارہ اپنے سسرال آ گئی چند ہفتے عمران کا رویہ میرے ساتھ ہمدردانہ رہا۔ پھر رفتہ رفتہ ان کے رویہ میں حسب معمول تبدیلی آ گئی اور ایک دن غصے سے کہنے لگا کہ اگر تم اپنے والد سے 10 لاکھ روپے نہ لائی تو میں تمھیں طلاق دے دوں گا۔ میں یہ سن کرلرز گئی۔ میرا دل ڈوب ڈوب گیا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ کچھ دیر بعد ہوش آیا تو دیر تک سمجھ نہ پائی کہ کیا کروں۔ طلاق کی دھمکی کے الفاظ، کانوں میں مسلسل گونج رہے تھے۔ اسی دوران عمران نے ہمارے گھر پر قبضہ کرنے کے لیے ایک چال چلی کہ اپنا نیا شناختی کارڈ بنوایا اور ہمارے علم میں لائے بغیر اپنا مستقل پتا میرے والدین کے گھر کا دے دیا۔ میرے والد صاحب کوعمران کی یہ حرکت بہت بری لگی لیکن وہ مصلحت کے تحت خاموش رہے۔

چند دنوں بعد عمران نے مجھے کہا کہ میرا تعلق 'جماعت احمدیہ' سے ہے اور اگر تمھیں میرے ساتھ رہنا ہے تو تمھیں قادیانیت اختیار کرنا پڑے گی۔ یہ سن کر ایک دفعہ پھر میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے میرے سر پر ہتھوڑا مار دیا ہو۔ میں نے بڑی مشکل سے اپنے حواس پر قابو پایا اور فیصلہ کیا کہ اب میں عمران کے ساتھ کبھی نہ رہوں گی۔ اس نے مجھے دھوکا دے کر میرے ساتھ شادی کی۔ قادیانی مذہب جھوٹا اور اسلام کے خلاف ایک بھیانک سازش ہے۔ میں نے عمران سے کہا کہ تم نے میرے ساتھ دھوکا کیا اور اب میری مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھا کر میرے ایمان پر ڈاکا ڈالنا چاہتے ہو۔ میں کسی قیمت پر اپنے ایمان کا سودا نہیں کروں گی۔ میری اس جرأت پر عمران نے مجھے نہایت گندی گالیاں دینا شروع کر دیں اور تھپڑوں اور گھونسوں سے مجھ پر تشدد شروع کر دیا۔ میں روتی اور چلاتی رہی مگر وہاں موجود کوئی شخص میری مدد کو نہ آیا۔ اس نے مار مار کر مجھے ادھ موا کر دیا۔ کچھ دیر بعد مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے والد کوفون کیا اور کہا کہ مجھے فوری طور پر یہاں سے لے جائیں ورنہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ میرے والد فوراً آ گئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ اب حالات

اس رخ پر تھے کہ کسی مصالحت کی گنجائش نہ تھی۔ یہ ایمان و کفر کا معاملہ تھا۔ میں نے اپنے گھر والوں کو ساری روداد سنائی اور کہا کہ ایک مشرقی لڑکی ہونے کے ناتے میں اپنے خاوند کی ہر جائز و ناجائز بات اور زیادتی برداشت کر سکتی ہوں مگر اپنے قیمتی ایمان کا سودا نہیں کر سکتی۔ اب میں عمران کے ساتھ مزید نہیں رہ سکتی۔ لہٰذا میں اس سے خلع لینا چاہتی ہوں۔

میرے والد ختم نبوت کے حوالہ سے بڑے حساس ہیں۔ انھوں نے نہ صرف میرے اس فیصلہ کی تائید کی بلکہ ہر مشکل میں میرا بھرپور ساتھ دینے کا عزم کیا۔ میں نے 8 ستمبر 2004ء کو عدالت میں خلع کے لیے درخواست دائر کر دی۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں تسلیم کیا کہ عمران احمد نے مجھے ذہنی، روحانی اور جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا، یوں عدالت نے 23 نومبر 2004ء کو خلع کی ڈگری میرے حق میں جاری کر کے مجھے عمران کے چنگل سے آزاد کر دیا۔ آج کل میں اپنے والدین کے گھر ایک مطلقہ کی حیثیت سے رہ رہی ہوں۔ عدالت سے خلع کا فیصلہ ہو جانے کے باوجود عمران آئے روز گھر فون کر کے جان سے مار دینے، بچیاں اغوا کر لینے، چہرے پر تیزاب پھینک دینے اور گھر کو آگ لگا دینے کی دھمکیاں دیتا ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے تو ہم سب گھر والے سہم جاتے ہیں۔ ہم گھر سے باہر سودا سلف لاتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ میں گھر میں مقید ہو کر رہ گئی ہوں۔ اغوا کے خوف سے گھر سے باہر قدم نکالنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ خوف اور پریشانی کی وجہ سے ہماری زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے۔ میرے والد صاحب اعصابی طور پر بے حد کمزور ہو گئے ہیں۔ ہمارا کوئی پرسان حال نہیں۔ میرا مستقبل تباہ ہو گیا ہے۔ میں نفسیاتی مریضہ بنتی جا رہی ہوں۔ اگر اسلام میں خودکشی حرام نہ ہوتی تو شاید میں یہ قدم بہت پہلے اٹھا چکی ہوتی۔ (ثوبیہ روتے ہوئے کہتی ہے) خدارا ہماری مدد کیجیے! ورنہ میں روز قیامت پیارے آقا و مولا حضور خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ہر صاحب اختیار مسلمان کی شکایت کروں گی کہ انھوں نے مجھے ایک قادیانی کے ظلم و ستم سے بچانے کی کوئی کوشش نہ کی۔''

قارئین محترم! یہ تھی ثوبیہ کی اذیت ناک اور درد بھری کہانی، جس کا ایک ایک لفظ حکمرانوں کی روشن خیالی اور مسلمانوں کی بے حسی پر ہتھوڑے برسا کر ان کی غیرت و حمیت کو جگا رہا ہے۔ ٹھہریئے! ایک لمحہ کے لیے سوچیئے ...... غور کیجیے! اگر ثوبیہ میری یا آپ کی بیٹی ہوتی تو ہمارا ردِعمل کیا ہوتا؟ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے کیا ثوبیہ ہماری اخلاقی مدد کی بھی مستحق

نہیں ہے؟ ثوبیہ عمر خدانخواستہ اگر عیسائی، ہندو یا قادیانی ہوتی اور اس پر اتنا ظلم و تشدد اور زیادتی ہوتی تو ہماری فارن فنڈ ڈ این جی اوز آسمان سر پر اٹھا لیتیں لیکن ان کے نزدیک ثوبیہ کا جرم محض یہ ہے کہ وہ ایک مسلمان لڑکی ہے۔ کاش آج کے دور میں محمد بن قاسم یا غازی علم الدین شہید زندہ ہوتے تو ایک مسلمان بچی کو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے سوا ارب مسلمانوں میں سے، کوئی ہے جو ثوبیہ کو خودکشی کا مرتکب ہونے سے روک سکے۔ اس کے آنسو پونچھ سکے، اس کے زخموں پر مرہم رکھ سکے!

سنا تھا ہم نے لوگوں سے محبت چیز ایسی ہے
چھپائے چھپ نہیں سکتی، دبائے دب نہیں سکتی
یہ چہرے سے جھلکتی ہے، یہ لہجے میں مہکتی ہے
یہ آنکھوں میں چمکتی ہے، یہ راتوں کو جگاتی ہے
یہ آنکھوں کو رُلاتی ہے مگر یہ سب اگر سچ ہے!
تو اے لوگو! محمد ﷺ سے تمہیں کیسی محبت ہے؟
نہ چہروں سے جھلکتی ہے نہ لہجوں میں مہکتی ہے
نہ آنکھوں کو رُلاتی ہے نہ راتوں کو جگاتی ہے
بتاؤ! یہ تمہیں آقائے مدنی ﷺ سے
بھلا کیسی محبت ہے، بھلا کیسی محبت ہے؟

نوٹ: اگر کوئی صاحب ثوبیہ کی اخلاقی مدد کرنا چاہیں تو وہ میرے ای میل ایڈریس پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ mateenkh@gmail.com

19

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ
اور
قادیانیت

فتنہ قادیانیت کی تردید و مذمت میں مفکر پاکستان
حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و عملی خدمات جلیلہ کا اجمالی جائزہ

ڈاکٹر وحید عشرت

قادیانی دجال کے دجل وفریب سے دنیا بھر کے انسانوں، مسلمانوں اور خود قادیانیوں کو آگاہ کرنا عین عبادت ہے۔ تاکہ وہ اس گمراہی اور کفر وضلالت سے محفوظ رہ سکیں۔ تاجدارِ ختمِ نبوت رسالت مآب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عقیدت اور محبت کا تقاضا ہے کہ ہم ان کی عزت وناموس کی جان و مال سے حفاظت کریں اور سارق تاجِ ختمِ نبوت کا ہر جگہ تعاقب کریں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے قادیانیت کے خلافت جہاد میں حصہ لیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنی محبت کو امر بنا دیا۔ ایسے تمام عشاقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے دین ودنیا کی بشارتیں ہیں اور مردود ہیں وہ لوگ جو اس قادیانی دجال کو کسی بھی درجے میں انسان گردانتے ہیں۔

مرزا قادیانی ہذیان بکتے ہوئے کبھی خود کو مجدد کہتا، کبھی مسیح موعود، کبھی مہدی، کبھی ظلی نبی، کبھی بروزی نبی، کبھی خدا بن جاتا، کبھی رسول، یہ شخص جو انسانیت کے معیار پر بھی پورا نہیں اترتا، ان مقدس مراتب کا جس قدر بے غیرتی سے استعمال کرتا رہا ہے، اس پر تو اسے راجپال سے بھی بدتر سزا دینی چاہئے تھی تاکہ ایسے کذاب جنم لینا قیامت تک کے لیے بند ہو جاتے۔

اسلام کے مطابق اس فتنۂ ارتداد کے بانی مرزا غلام قادیانی کی سزا رجم اور قتل ہونی چاہئے تھی۔ افسوس راجپال تو واصل جہنم ہو گیا مگر مرتدین کی یہ اولاد انگریز کی چھتر چھایا تلے قوت پکڑتی رہی اور آج کل بین الاقوامی اسلام دشمن قوتیں اور عالمی صیہونیت اس کی مربی اور پشت پناہ ہے اور وہ پوری دنیا میں کفر وضلالت پھیلا رہے ہیں۔ یہ اسرائیل کے ایجنٹ، ہندو کے گماشتے، مغربی طاقتوں کے آلہ کار پاکستان اور عالم اسلام کے دشمن نمبر ایک ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے سیاسی، عمرانی اور تہذیبی سطح پر ان کے خطرناک عزائم کا ادراک کیا اور انہیں اسلام اور ہندوستان (مراد مسلم ہندوستان جو آج کل پاکستان ہے) کا غدار قرار دیا۔ اس لئے کہ قادیانی اسلام کے بنیادی عقیدے ختم نبوت کے سارق ہیں اور ہندوؤں، انگریزوں اور یونینسٹوں کے ساتھ مل کر 1935ء کے آئین کی آڑ میں مسلم نشستوں پر قبضہ کر کے تحریک پاکستان کو سبوتاژ کرنا چاہتے تھے۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بنا پر ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا جبکہ علماء کرام دینی اور مذہبی حوالے سے ان کے خلاف مورچہ بند تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت شرک فی النبوت ہے:

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1902ء میں سب سے پہلے قادیانیت کا محاسبہ کیا۔ 1902ء میں انجمنِ حمایت اسلام کے جلسے میں اُنھوں نے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو جھٹلاتے ہوئے کہا کہ:

اے بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک
بزم را روشن ز نور شمع عرفان کردہ

(باقیات اقبال رحمۃ اللہ علیہ، مرتبہ محمد عبداللہ قریشی، عبدالواحد معینی، ص113)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کسی بھی طرح کی ہو، کسی بھی مفہوم میں ہو، شرک فی النبوت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نورِ شمعِ عرفان سے بزم کو تلاش کیا۔

یعنی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ ہر لحاظ سے شرک فی النبوت ہے، خواہ اس کا مفہوم کوئی ہو، یعنی ظلی اور بروزی نبوت بھی اِس سے باہر نہیں۔

کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل نہیں ہوسکتا:

1903ء انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں ''فریادِ اُمت'' منعقدہ مارچ 1903ء میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نظم پڑھی جس کا دوسرا عنوان ''ابر گہر بار'' تھا۔ اس میں انہوں نے یہ شعر پڑھا:

مجھ کو انکار نہیں آمد مہدی سے مگر
غیر ممکن ہے کوئی مثل ہو پیدا تیرا

(باقیات اقبال رحمۃ اللہ علیہ، مرتبہ محمد عبداللہ قریشی، عبدالواحد معینی، ص154)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر کے ذریعے مرزا قادیانی کے اس دعوے کو رد کردیا کہ وہ مثل مسیح علیہ السلام یا مثل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں:

1914ء میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ قادیانی جماعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کی قائل ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

''رموزِ بے خودی'' 1915ء میں شائع ہوئی۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدۂ ختم نبوت کا واشگاف اعلان کیا۔

پس خُدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسولِ ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفلِ ایام را
اُو رُسل را ختم و ما اقوام را
خدمتِ ساقی گری با ما گذاشت
داد ما را آخریں جامے کہ داشت
لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ز احسانِ خدا ست
پردہ ناموسِ دینِ مصطفیٰ است
قوم را سرمایۂ قوت ازُو
حفظِ سرِ وحدتِ ملت ازُو
حق تعالیٰ نقشِ ہر دعویٰ شکست
تا اَبد اسلام را شیرازہ بست
دل ز غیر اللہ مسلماں برکُند
نعرۂ لا قَوْمَ بَعْدِیْ می زند

(مثنوی ''رموزِ بےخودی'' از مجموعہ اسرار و رموز)

ترجمہ:

1- اللہ تعالیٰ نے ہم پر شریعت اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رسالت ختم کر دی۔

2- ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلسلۂ انبیا اور ہم پر سلسلۂ اقوام تمام ہو چکا، اب بزمِ جہاں کی رونق ہم سے ہے۔

3- میخانۂ شرائع کا آخری جام ہمیں عطا فرمایا گیا، قیامت تک ساقی گری کی خدمت اب ہم ہی انجام دیں گے۔

4- رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، احساناتِ خداوندی میں سے ایک بڑا احسان ہے۔ دینِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کا محافظ بھی یہی ہے۔

5- مسلمانوں کا اصل سرمایہ قوت یہی عقیدۂ ختم نبوت ہے اور اسی میں وحدتِ ملت کے

تحفظ کا راز پوشیدہ ہے۔

6- اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر دعویٔ نبوت کو باطل ٹھہرا کر اسلام کا شیرازہ ہمیشہ کے لیے مجتمع کر دیا ہے۔

7- اسی عقیدہ کے باعث مسلمان ایک اللہ کے سوا سب سے تعلق توڑ لیتا اور اُمتِ مسلمہ کے بعد کوئی امت نہیں، کا نعرہ بلند کرتا ہے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1916ء میں ایک بیان میں کہا:

''جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کا قائل ہو جس کا انکار مستلزم کفر ہو تو وہ خارج از اسلام ہوگا۔ اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے''۔ (7جون 1933ء اقبال نامہ حصہ اول)

مسئلہ کشمیر اور قادیانی:

20جون 1933ء علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کشمیر میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کی بنا پر کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔

قادیانی اہل قلم جن میں ڈاکٹر یعقوب بیگ پیش پیش تھا، کی سازشوں کے خلاف بیان دیا اور کشمیر کمیٹی کے عہدۂ صدارت کی پیش کش کو فریب قرار دیا اور کہا کہ ''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان حالات کے پیش نظر ایک مسلمان کسی ایسی تحریک میں شامل ہو سکتا ہے جس کا اصل مقصد غیر فرقہ واری کی ہلکی سی آڑ میں کسی مخصوص جماعت کا پراپیگنڈہ کرنا ہے۔

فروری 1934ء کو نعیم الحق وکیل پٹنہ کو لکھتے ہیں:

جس مقدمے کی پیروی کے لیے میں نے آپ سے درخواست کی تھی، اس کی پیروی چوہدری ظفر اللہ کریں گے۔ چوہدری ظفر اللہ خان کیونکر اور کس کی دعوت پر وہاں جارہے ہیں مجھے معلوم نہیں۔ شاید کشمیر کانفرنس کے بعض لوگ ابھی تک قادیانیوں سے خفیہ تعلقات رکھتے ہیں۔

7جون 1933ء کو اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کشمیر کے متعلق ایک بیان دیا جس میں وہ فرماتے ہیں۔

''میں مسلمانانِ کشمیر سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ ان تحریکوں سے خبردار رہیں جو اُن کے خلاف کام کر رہی ہیں اور اپنے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کریں۔''

(حرفِ اقبال رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ لطیف احمد شیروانی، ص 201)

قادیانی جہاد کے منکر ہیں

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی تحریک کا ذکر ایران کے بہاء اللہ کے ساتھ کیا ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ "The Development of Meta Physics in Persia" میں جس کا اُردو ترجمہ "فلسفۂ عجم" کے نام سے ہوا ہے، میں لکھتے ہیں: "بہاء اللہ کا ایک ہی اصول تھا کہ نبوت کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔ اس بنا پر وہ تحریک بھی دائرہ اسلام سے خارج ہوگئی اور اُس نے ایک نئی اُمت کی بنیاد ڈالی جو قرآنِ حکیم کی حدود سے تجاوز کر گئی ہے۔"

فرماتے ہیں:

صحبتش با عصرِ حاضر در گرفت
حرف دیں را از دو "پیغمبر" گرفت
آں ز ایراں بود و ایں ہندی نژاد
آں ز حج بیگانہ و ایں از جہاد
تا جہاد و حج نماند از واجبات
رفت جاں از پیکر صوم و صلوٰۃ
روح چوں رفت از صلوۃ وا
فرد ناہموار و صحبت بے نظام
سینہ ہا از گرمی قرآن تہی
از چنیں مرداں چہ امید ہی

(جاوید نامہ ص:200)

ترجمہ: "وہ عصرِ حاضر کی صحبت اختیار کر چکا ہے۔ اب وہ دو جعلی پیروں سے دین سیکھتا ہے۔ ان میں سے ایک (بہاء اللہ) ایرانی ہے اور دوسرا مرزا قادیانی۔ پہلے نے حج مسخ کر دیا اور دوسرے نے جہاد۔ اب جہاد اور حج واجب نہ رہے تو روزے اور نماز کی روح ختم ہوگئی۔ نماز روزے کی روح جاتی رہی تو فرد بے لگام ہو گیا اور ملت بے نظام۔ سینے حرارتِ قرآن سے خالی ہو گئے۔ ایسے لوگوں سے بھلائی کی کیا امید۔

یعنی بہاء اللہ ایرانی نے حج کو ترک کر دیا اور مرزا غلام قادیانی نے جہاد بالسیف کو ختم کر

دیا۔ اگر حج اور جہاد دونوں کو ختم کر دیا جائے تو نماز اور روزہ بے جان پیکر رہ جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ فرد اور قوم دونوں خسارے میں رہ جائیں گے۔ فرد کی تربیت اور اصلاح کے راستے مسدود ہو جائیں گے۔ اجتماع اور معاشرہ میں نظم وضبط مفقود ہو جائے گا۔

تنسیخ جہاد کے بارے میں مولانا محمد حسین عرشی امرتسری نے اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ملاقات کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے:

''آخری عمر میں قریباً ہر صحبت میں مرزا غلام احمد قادیانی کا ذکر آجاتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''سلطان ٹیپو شہید رحمۃ اللہ علیہ کے جہادِ حریت سے انگریز نے اندازہ کیا کہ مسئلہ جہاد اُس کی حکومت کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے جب تک شریعت اسلامیہ سے اس مسئلہ کو خارج نہ کیا جائے انگریز کا مستقبل مطمئن نہیں۔ چنانچہ اُس زمانے کے مختلف ممالک کے علماء کو آلۂ کار بنانا شروع کیا۔ ہندوستانی علماء سے بھی ایسے فتاوٰی حاصل کیے لیکن ایک منصوص قرآنی مسئلے کو مٹانے کے لیے علماء کو ناکافی سمجھ کر ایک جدید نبوت کی ضرورت محسوس ہوئی جس کا بنیادی مسئلہ یہی ہو کہ اقوام اسلامیہ میں نسخ جہاد کی تبلیغ کی جائے۔ احمدیت کے اسبابِ وجود پر آج تک جو کچھ لکھا گیا، اس کی وقعت سطحیت سے زیادہ نہیں۔ اس کا حقیقی سبب اس ضرورت کا احساس تھا۔'' (ملفوظات اقبال رحمۃ اللہ علیہ، ص:41)

7 اگست 1936ء کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

''الحمدللہ کہ اب قادیانی فتنہ پنجاب میں رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے۔''

1935ء علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ''ضرب کلیم'' میں اپنی نظم ''جہاد'' میں قادیانیوں پر تنقید کی۔

فتوٰی ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر؟

(ضرب کلیم، ص40)

دوسری جگہ نظم ''نبوت'' میں کہتے ہیں:

وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام!

(ضرب کلیم،ص69)

ایک نظم ''امامت'' میں لکھتے ہیں:

فتنۂ ملّتِ بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلمان کو سلاطین کا پرستار کرے

(ضرب کلیم،ص63)

نظم ''نفسیات غلامی'' میں انگریز کی قادیانیوں کی چاکری پر لکھتے ہیں:

ہو اگر قوتِ فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللّٰہی!

(ضرب کلیم،ص170)

ایک اور نظم ''الہام وآزادی'' میں کہتے ہیں:

ہو بندۂ آزاد اگر صاحب الہام
ہے اس کی نِگہ فکر و عمل کے لیے مہمیز
محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گرِ اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز

مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق 1936ء میں طبع ہوئی۔اس میں قادیانیت کی طرف دوجگہ اشارات موجود ہیں۔ایک جگہ تو واضح ہے اور دوسری جگہ صرف اشارہ ہے۔

فرماتے ہیں:

عصرِ من پیغمبرے ہم آفرید
آنکہ در قرآں بغیر از خود ندید

ترجمہ: آخری مصرعہ میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ قادیانیوں نے قرآنِ پاک کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا ثبوت بن جائے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے جاوید نامہ میں تو مرزا قادیانی کو انگریزوں کا مرید قرار دیا ہے۔

اور بیان کیا ہے کہ یہ انگریزوں کی غلامی کو رحمت سمجھتا ہے۔

نظم ''فقر'' میں کہتے ہیں:

شیخ او طردِ فرنگی را مرید
گرچہ گوید از مقامِ با یزید
گفت دیں را رونق از محکومی است
زندگانی از خودی محرومی است
دولتِ اغیار را رحمت شمرد
رقص یا گردِ کلیسا کرد و مرد

(مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق، ص:24)

ترجمہ: اُس کے صوفیہ فرنگی لارڈ کے مرید ہیں۔ اگرچہ باتیں حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دین کی رونق محکومی سے ہے۔ خودی سے محرومی کا نام زندگی ہے۔ اس نے غیروں کی دولت کو رحمت شمار کیا وہ کلیسا کے گرد رقص کرتا ہوا مر گیا۔

یعنی شیخ قادیانی انگریزوں کا مرید ہے، اگرچہ وہ تصوف کے مقاماتِ بلند کا مدعی ہے۔ اُس کے خیال میں دین کو پنپنے کے لیے غلامی ضروری ہے۔ اُس نے اپنی ساری زندگی کلیسا والوں کی خوشامد کرتے ہوئے بسر کر دی اور دوسروں کی غلامی کو اپنے لیے رحمت جانتا رہا۔

قادیانیت کا خاتمہ

1937: ''قادیانی مذہب'' از پروفیسر الیاس برنی، موصول ہونے پر اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

''قادیانی تحریک یا یوں کہیے کہ بانی تحریک کا دعویٰ مسئلہ بروز پر مبنی ہے۔ مسئلہ بروز کی تحقیق تاریخی لحاظ سے از بس ضروری ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے، یہ مسئلہ عجمی مسلمانوں کی ایجاد ہے اور اصل اس کی آرین ہے۔ نبوت کا سامی تخیل اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ میری ناقص رائے میں اس مسئلہ کی تاریخی تحقیق قادیانیت کا خاتمہ کر دے گی۔''

ہماری اس تحریر سے واضح ہو گیا ہو گا کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کسی اضطراری کیفیت میں قادیانیوں کے خلاف مہم جوئی نہیں کی تھی بلکہ ایک پورے تسلسل کے ساتھ 1902ء سے اپنی وفات تک قادیانیت کے خلاف جہاد کیا۔ علمائے عظام نے دینی اور مذہبی محاذ پر اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے عمرانی، تہذیبی، اور سیاسی محاذ پر اس کفرستان پر پیہم حملے کئے اور 1935ء میں تحریک

پاکستان جو مسلمانوں کی برصغیر میں آزادی کی آخری کوشش تھی کو سبوتاژ کرنے کی قادیانی کوششوں کی وجہ سے کھل کر انہیں اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تا کہ مسلمانوں کی نشستوں پر منتخب ہو کر مسلمانوں کو ہندو اور انگریز کا غلام نہ بنا دیں۔ برصغیر میں قادیانی ریاست کی تشکیل کے لئے قادیانیوں نے کبھی پنجاب، کبھی کشمیر اور کبھی بلوچستان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا جنہیں بندگان خدا نے ناکام بنا دیا۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قادیانی......اسلام اور پاکستان کے غدار ہیں۔ یہ بھارت کے ایٹمی دھماکوں پر ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں اور پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے خلاف بھارت کی حمایت کرتے ہیں اور اسے امن کے لئے خطرہ قرار دیتے ہیں۔

اُمت مسلمہ سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے اور مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے انگریز استعماریت نے برصغیر بالخصوص پنجاب میں قادیانیت کا شرمناک پودا کاشت کیا جو مسلمانوں کے لیے برگ حشیش سے بھی زیادہ زہرناک اور افسوس ناک ثابت ہوا ہے۔ یہ مسلمانوں کے سینے کا ناسور ہے جو گزشتہ ایک صدی سے فتنہ در فتنہ پھیل رہا ہے۔ انگریز کی غلامی کو مرغوب بنانے کی رومانیت اس کا بنیادی وظیفہ رہا ہے۔ ختم نبوت کے چور جسے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے شرک فی النبوت قرار دیا، ایک ایسے بدبخت، ہذیان گو، جنس پرست اور غلیظ انسان کو نبی، مجدد اور مسیح موعود کے طور پر پیش کرتے رہے جو اپنی اخلاقی باختگی کے سبب انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں تھا۔ انگریز کی ٹوہ چاٹنے والا یہ شخص اور اس کی کافرامت شروع سے ہی مسلمانوں کو کافر قرار دیتی اور ان کے خلاف سازشیں بُنتی نظر آتی ہے۔ اسی لئے اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلان کیا تا کہ عام مسلمان ان سے دھوکہ نہ کھائیں اور یہ مسلمانوں کے اندر نقب نہ لگا سکیں۔

مرزا بشیر الدین محمود جو قادیانیوں کا دوسرا خلیفہ تھا ایک بہت بڑا سازشی ذہن تھا۔ اس نے کشمیر کمیٹی کی آڑ میں اور کشمیری مسلمانوں کی آزادی کے پردے میں کشمیر میں قادیانی مبلغ بھیجے اور انگریز کی ملی بھگت سے کشمیر کو قادیانی ریاست میں تبدیل کرنے کا کھیل کھیلتا رہا۔ وہ کشمیر کمیٹی کی کارروائیوں کا مخبر تھا اور کشمیر کی آزادی کے لیے ہونے والی کوششوں سے انگریزوں کو آگاہ رکھتا رہا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور کچھ دوسرے لوگوں نے اسی لئے اس کشمیر کمیٹی سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس بدبخت کو اس کی صدارت سے مستعفی ہونا پڑا۔ سر ظفر اللہ خاں اور دوسرے بااثر قادیانیوں نے مسلمان نوجوانوں کو نوکریوں،

عورتوں اور دولت کے لالچ دے کر قادیانیت کی طرف راغب کیا۔ خود شیخ اعجاز احمد جو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا سگا بھتیجا تھا، ظفراللہ خاں کی طرف سے جج کے عہدہ کے لالچ میں آکر قادیانی ہوگیا۔ خاندان اقبال رحمۃ اللہ علیہ میں یہ واحد روسیا تھا جس نے اپنے مقدر میں قادیانیت کی ذلت لکھی۔ جبکہ اس کے باپ، بیٹوں اور بیٹیوں نے قادیانیت کو دھتکار دیا۔

قادیانیت نے سر فضل حسین اور چودھری ظفراللہ کے توسط سے یونینسٹ پارٹی اور مسلم لیگ میں گھس کر 1935ء کے دستور کے تحت ہونے والے انتخاب میں مسلم نشستوں پر قادیانی امیدوار کھڑے کرنے کا منصوبہ بنایا تا کہ یہ قادیانی مسلم نشستوں پر منتخب ہو کر اور مسلم عوام کے نمائندے بن کر قیام پاکستان کے مطالبے کو سبوتاژ کر سکیں اور انگریز کی غلامی کو رحمت قرار دے کر برصغیر کی تقسیم کو ناکام بنادیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1935ء سے جب شد و مد سے قادیانیوں کے کافر اور غیر مسلم اور امت اسلامیہ سے اخراج کا جو مطالبہ کیا، اس کے پیچھے ان کی تحریک پاکستان کو ناکام بنانے کی سازش کو توڑنا تھا۔ چنانچہ قیام پاکستان کے بعد جب انھیں غیر مسلم قرار دیا گیا تو یہ بھی علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہی کے خواب کی تعبیر تھی۔ کیونکہ برصغیر کے تمام علماء متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم اور کافر قرار دے چکے تھے۔ خود قادیانی بھی اپنی تحریروں میں مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ صرف وہ مسلمانوں میں نقب لگانے کے لئے چولے پہ چولا بدلتے ہیں۔ کتنی ستم ظریفی ہے کہ وہ تو مسلمانوں کو کافر سمجھیں، مسلم قائدین اور عوام کے جنازوں میں شرکت نہ کریں۔ (چوہدری ظفراللہ نے وزیر خارجہ ہوتے ہوئے بھی قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی تھی) مگر چاہیں کہ انھیں مسلمانوں سے الگ نہ کیا جائے۔ ختم نبوت پر ان کی بھونڈی اور ناکارہ تاویلات جھوٹ اور فریب کاری کا پلندہ ہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبوت کا خفی، جلی بروزی، ظلی مہدویت، مسیح موعود اور مجددیت کا دعویٰ کفر و زندقہ کے سوا کچھ معنی نہیں رکھتا جبکہ اس کا مدعی قادیانی کذاب جیسا جھوٹا، جنس پرست، انگریز کے تلوے چاٹنے والا، اخلاق باختہ شخص ہو۔ یہ امت مسلمہ میں نفاق کا فتنہ تھا جو ذلیل ورسوا ہوا۔

قادیانی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گستاخ ہیں:

قادیانیت سے بیزاری کے بارے میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت'' بانیٔ اسلام

کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت'' کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔(اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور احمدیت، صفحہ 59 بی۔اے ڈار)

قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے

''میرے نزدیک بہائیت قادیانیت سے زیادہ مخلص ہے۔ کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے لیکن مؤخرالذکر (قادیانیت) اسلام کے چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے۔ لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔ اس کا (قادیانیت فرقہ) حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لیے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں اس کا نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں۔ گویا تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے''

(حرف اقبال رحمۃ اللہ علیہ ص 123 مرتبہ لطیف احمد شیروانی)

قادیانی گروہ وحدتِ اسلامی کا دُشمن ہے

''مسلمان ان تحریکوں کے معاملے میں زیادہ حساس ہیں جو اس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو۔ لیکن اپنی بنیاد نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔''

''مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرے گا اور اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے''۔ (حرف اقبال رحمۃ اللہ علیہ ص 122)

مسلمان، قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مطالبہ میں حق بجانب ہیں:

''نئے دستور میں ایسی اقلیتوں کے تحفظ کا علیحدہ لحاظ رکھا گیا ہے لیکن میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس کے نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔ حکومت نے 1919 میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا۔ اب وہ

قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لیے کیوں انتظار کر رہی ہے؟

(حرف اقبال رحمۃ اللہ علیہ ص 138)

قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں:

(علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا خط پنڈت جواہر لال نہرو کے نام......)

لاہور...... 21 جون 1936ء

''میں اس باب میں کوئی شک و شبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ یہ احمدی اسلام اور ہندوستان (موجودہ پاکستان) دونوں کے غدار ہیں''

(بحوالہ کتاب کچھ پرانے خطوط حصہ اول ص 293 مرتبہ جواہر لال نہرو)

مطبوعہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی انڈیا مترجمہ عبدالمجید الحریری ایم اے ایل ایل بی)

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ بات واضح ہے کہ یہ گستاخان نبوت کافر اور پاکستان دشمن ہیں اور اکھنڈ بھارت کے منصوبے پر عمل کر رہے ہیں لہٰذا ان کا وجود پاکستان میں ناقابل برداشت ہے اور وہ پاکستان میں بیٹھ کر اور پاکستان سے باہر آئین پاکستان کو اس لئے ختم کرنے کے درپے ہیں کہ اس میں انہیں کافر اور غیر مسلم قرار دیا گیا ہے اور یہ آئین پاکستان میں ان کے لئے کوئی گنجائش نہیں رکھتا۔ مرزا طاہر نے موجودہ عدلیہ، انتظامیہ اور صدر لغاری کے تنازے میں قادیانیت کے اس مذموم مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی کہ کس طرح یہ بحران شدید ہو، آئین معطل ہو جائے اور قادیانیوں کو کھل کر کھیلنے کا موقع مل جائے۔ مگر خدا نے انہیں ننگا کر کے ان کے مقاصد ناکام بنا دیئے ہیں۔ مشہور قادیانی سائنس دان عبدالسلام نے بھی پاکستان دشمنی میں ایٹمی پلانٹ کے راز حکومت امریکہ کو پہنچائے جس پر جنرل ضیاء نے کہا کہ۔

''اس غدّار کو کبھی میرے سامنے نہ لانا۔ یہ امریکہ، برطانیہ اور یہودیوں کا گماشتہ ہے''

اور اس لئے اسے نوبل انعام دیا گیا۔

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب شہید اسلام صدر جنرل محمد ضیاء الحق امریکہ تشریف لے گئے اور انہوں نے کہا کہ پاکستان ایٹم بم نہیں بنا رہا۔ ہم تو پر امن مقاصد کے لئے ایٹمی پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں تو امریکوں نے غصے میں آ کر جنرل ضیاء کو ایک کمرے میں جانے کو کہا جہاں کہوٹہ کے ایٹمی پلانٹ کا ماڈل رکھا ہوا تھا جب جنرل ضیاء اس کمرے میں داخل ہو رہے تھے تو دوسرے دروازے سے نکلتے ہوئے جنرل ضیاء نے ڈاکٹر عبدالسلام کو دیکھ لیا تھا۔

صدر ایوب خان مرحوم کی بڑی خواہش تھی کہ پاکستان ایٹمی طاقت بن جائے۔ چنانچہ انہوں نے وفاقی وزیر قانون شیخ خورشید کے بھائی منیر احمد خان کی سربراہی میں ایٹمی کمیشن تشکیل دیا مگر یہ، ڈاکٹر عبدالسلام کا شاگرد تھا اور حلقۂ اثر میں تھا چنانچہ ان دونوں کی وجہ سے اس سمت میں کوئی پیش رفت نہ ہوسکی۔ یہ دونوں امریکہ اور برطانیہ کو پاکستان کی ان سرگرمیوں سے باخبر رکھتے رہے۔ 1971ء کے بعد جب ذوالفقار علی بھٹو اقتدار پر آئے تو انہوں نے ایٹمی طاقت بننے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو اس منصوبے پر کام سونپا گیا۔ ان کے خلاف بھی ڈاکٹر عبدالسلام اور ڈاکٹر منیر احمد خان سازشیں کرتے رہے، جنہیں جنرل ضیاء الحق نے ناکام بنایا۔ جب تک ڈاکٹر عبدالسلام زندہ رہا پاکستان ایٹمی طاقت نہ بن سکا۔ اس کے واصل جہنم ہونے کے بعد ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی سربراہی میں پاکستان ایٹمی طاقت بن گیا۔ یوں قادیانیوں کی پاکستان کے خلاف یہ سازش بھی ناکام ہوئی۔ ذوالفقار علی بھٹو کو یہ اعزاز ہے کہ انہوں نے پاکستان میں ایٹمی توانائی کا آغاز کیا اور انہوں نے ہی قادیانیوں کو اقلیت قرار دے کر اس فتنے کا گھیرا تنگ کر دیا۔

ہر قادیانی جہاں بھی بیٹھا ہے وہ اسلام اور ملک دونوں کا غدار ہے۔ پاکستان اور اسلام کا دشمن ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ ہے۔ لہٰذا انہیں تمام اہم اور کلیدی مناصب سے فوراً الگ کر دیا جائے۔ ان پر کڑی نگاہ رکھی جائے تاکہ ان کی سازشوں کو ناکام بنایا جاسکے۔ اس لئے کہ ہمارے ایمان اور پاکستان کو فوری طور پر ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ ان کے گرد گھیرا تنگ سے تنگ ہوتا چلا جائے۔ یہ ہمارے ایمان اور ملک کی سلامتی کا تقاضا ہے۔ ان سے ہر رعایت خود سے دشمنی کے مترادف ہے۔

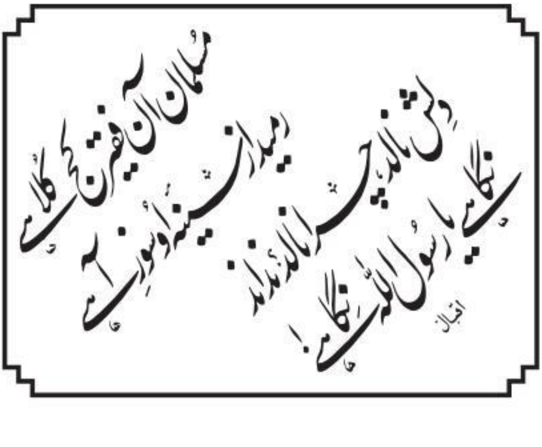

20

ننگِ ملت، ننگِ دین، ننگِ وطن

غدّارِ پاکستان

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی اسلام اور پاکستان دشمنی پر مبنی چشم کشا تحقیقی تحریر، پاکستان کے دشمنوں کو پہچاننا اور ان کے عزائم کو ناکام بنانا ہر محبّ وطن پاکستانی کا فرض ہے۔ یہ تحریر آپ کی راہنمائی کرے گی۔

محمد متین خالد

شیخ سعدیؒ نے کہا تھا کہ وہ دشمن جو بظاہر دوست ہو، اس کے دانتوں کا زخم بہت گہرا ہوتا ہے۔ یہ مقولہ نوبیل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پر پوری طرح صادق آتا ہے جس نے دوستی کی آڑ میں پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اُسے 10 دسمبر 1979ء کو نوبیل پرائز ملا۔ قادیانی جماعت کے آرگن روزنامہ ''الفضل'' نے لکھا تھا کہ جب اُسے نوبیل انعام کی خبر ملی تو وہ فوراً اپنی عبادت گاہ میں گیا اور اپنے متعلق مرزا قادیانی کی پیشین گوئی پر اظہار تشکر کیا۔ اس موقع پر مرزا قادیانی کی بعض عبارتوں کو کھینچ تان کر ڈاکٹر عبدالسلام پر چسپاں کیا گیا اور فخریہ انداز میں کہا گیا کہ ''یہ دنیا کا واحد موحد سائنس دان ہے جسے نوبیل پرائز ملا ہے''۔ حالانکہ اسلام کی رو سے رسالت مآب ﷺ کا منکر بڑے سے بڑا موحد بھی کافر ہوتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام، حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کا منکر تھا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی (جس سے انگریز نے اپنے سیاسی مفادات کے حصول کی خاطر نبوت کا اعلان کروایا تھا) کو اللہ کا آخری نبی مانتا تھا اور اس طرح وہ اپنے عقائد کی رو سے دنیا کے تمام مسلمانوں کو کافر اور صرف اپنی جماعت کے لوگوں کو مسلمان سمجھتا تھا۔ چونکہ قادیانیت مخبروں اور غداروں کا سیاسی گروہ ہے، لہٰذا اس کی سرپرستی کرتے ہوئے سامراج نے ان کے ایک فرد کو نوبیل پرائز دیا۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ ایک رشوت ہے جو یہودیوں نے قادیانیت کو اپنے مفادات کے حصول کے لیے دی۔

19 دسمبر 1979ء ''گارجین'' (برطانوی روزنامہ) لکھتا ہے: ''اس سال کے وسط میں جب پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام کو سٹاک ہوم میں نوبیل انعام کی ایک تہائی رقم سے نوازا گیا، تو عبدالسلام نے سویڈش اخبار نویس البرٹ لیلٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ''میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد (قادیانی) کا غلام ہوں، پھر مسلمان ہوں اور پھر پاکستانی''۔ اس کے بعد ڈاکٹر عبدالسلام نے اپنی سیاہ اچکن، سفید پگڑی اور پاؤں کے خم دار کڑھائی دار جوتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ''میرا یہ لباس اولاً مرزا صاحب (غلام احمد قادیانی) کی مطابقت میں ہے، ثانیاً پاکستانی ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے''۔

(ہفت روزہ ''زندگی'' لاہور 14 جون 1990ء)

بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ دو امریکی سائنس دانوں ڈاکٹر اسٹیون وائنبرگ

اور ڈاکٹر شیلڈن گلاشو (Dr. Steven Weinburg) (Dr. Sheldon Glashow) سمیت ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو 1979ء کا مشترکہ نوبیل انعام دیا گیا اور ان تینوں میں نوبیل انعام کی رقم برابر برابر تقسیم کی گئی۔ معروف صحافی و کالم نگار جناب تنویر قیصر شاہد اپنے ایک مضمون ''عالم اسلام کے خلاف امریکی یہودیوں کی سازشیں'' میں لکھتے ہیں۔

❑ ''یہودیوں کا ہمیشہ سے یہ خیال اور نظریہ رہا ہے کہ ہم ساری دنیا کے حکمران بن سکتے ہیں اور خدا نے ہمیں اسی عالمی حکمرانی کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس نظریے کے حامیوں میں معروف یہودی سائنس دان بھی شامل رہے ہیں جن میں معروف عالم طبیعات ڈاکٹر البرٹ آئن اسٹائن سرفہرست ہیں۔ آئن سٹائن نے اپنی تصنیف My Later Days (اشاعت 1950ء) میں لکھا ہے: ''میری صہیونیت سے محبت اور یہودی ازم سے وابستگی تقاضا کرتی ہے کہ دنیا میں یہودیوں کا کوئی خاص وطن نہ ہو جو مخصوص سرحدوں تک سکڑ کر رہ جائے۔ ہمیں تو ایسی مملکت کے حصول کے لیے راہیں ہموار کرنی چاہئیں جس کی سرحدیں ساری دنیا پر محیط ہوں اور جس کی افواج ساری دنیا کو اپنے تابع رکھ سکیں''۔

یہودی آئن سٹائن کو کس نظر سے دیکھتے تھے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب 1952ء میں اسرائیلی صدر ڈاکٹر وائزمین کا انتقال ہوا تو آئن سٹائن کو اسرائیلی صدر بننے کی پیشکش کی گئی جسے اس نے مسترد کر دیا۔ یہ بھی واضح رہے کہ آئن سٹائن کو نوبیل پرائز میں جو رقم ملی، اس کا نصف اس نے اسرائیلی میں بننے والی نئی مذہبی یونیورسٹی (عبرانی یونیورسٹی) کو عطا کر دی''۔ (ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور اکتوبر 1997ء)

بالکل اسی طرح ڈاکٹر عبدالسلام نے نوبیل پرائز سے ملنے والی رقم کا دسواں حصہ قادیانی جماعت کے فنڈ میں دیا اور باقی رقم اٹلی میں قائم اپنے سائنسی مرکز کو دے دی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ڈاکٹر اسٹیون وائنبرگ نے ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبیل پرائز ملنے پر شدید احتجاج کیا تھا اور اپنے ایک ریڈیو انٹرویو میں کہا تھا: ''ڈاکٹر عبدالسلام نے کوئی اہم سائنسی پیش رفت نہیں کی کہ اسے اس اہم انعام کا مستحق ٹھہرایا جائے بلکہ اسے ایک خاص اور ان دیکھے منصوبے کے تحت ہمارے ساتھ نتھی کیا گیا ہے جو سخت بددیانتی کے زمرے میں آتا ہے''۔

پاکستان کے محسن جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خاں نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو ملنے والے نوبیل انعام پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا:

❑ ''ڈاکٹر عبدالسلام کو ملنے والا نوبیل انعام نظریات کی بنیاد پر دیا گیا ہے۔ وہ

1857ء سے اس کوشش میں تھے کہ اسے نوبیل انعام ملے اور آخر آئن سٹائن کی صد سالہ وفات پر اس کا مطلوبہ انعام دے دیا گیا۔ دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصے سے کام کر رہا ہے۔ یہودی چاہتے تھے کہ آئن سٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے۔ سو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو بھی اس انعام سے نوازا گیا''۔

(انٹرویو ڈاکٹر عبدالقدیر ہفت روزہ چٹان لاہور 6 فروری 1984ء)

ڈاکٹر عبدالسلام کو اپنی جماعت کی خدمات پر ''فرزند احمدیت'' بھی کہا جاتا ہے۔ وہ اپنی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کے حکم پر 1966ء سے وفات تک مجلس افتاء کا باقاعدہ ممبر رہا۔ اس کا ماموں حکیم فضل الرحمٰن 20 سال تک گھانا اور نائیجریا میں قادیانیت کے مبلغ رہا۔ اس کا والد چوہدری محمد حسین جنوری 1941ء میں انسپکٹر آف سکولز ملتان ڈویژن کے دفتر میں بطور ڈویژنل ہیڈ کلرک تعینات ہوا۔ قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے اسے قادیانی جماعت ضلع ملتان کا امیر مقرر کیا جس میں وہاڑی، کبیر والہ، خانیوال، میلسی، شجاع آباد اور لودھراں کی تحصیلیں شامل تھیں۔ ایک دفعہ اس نے خانیوال میں سیرت النبی ﷺ کے نام پر قادیانی جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ اور مرزا قادیانی کا (نعوذ باللہ) موازنہ شروع کیا تو اجتماع میں موجود مسلمانوں میں کہرام مچ گیا اور انھوں نے اشتعال میں آ کر پورا جلسہ الٹ دیا۔ چند نوجوانوں نے چوہدری محمد حسین کو پکڑ کر جوتے بھی مارے۔ پولیس نے چوہدری محمد حسین کو گرفتار کر لیا۔ بعد ازاں ملتان میں ایک قادیانی اعلیٰ پولیس افسر کی مداخلت سے اُسے رہائی ملی۔

سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں ایک سائنس کانفرنس ہو رہی تھی، کانفرنس میں شرکت کے لیے ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی دعوت نامہ بھیجا گیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب قومی اسمبلی نے آئین پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر عبدالسلام کے پاس پہنچا تو اس نے کارڈ پر مندرجہ ذیل دل آزار ریمارکس لکھ کر اسے وزیر اعظم سیکرٹریٹ کو واپس بھیج دیا۔

"I do not want to set foot on this accursed land untill the Constitutional amendement is withdrawn."

ترجمہ: ''میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا، جب تک کہ آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔''

جناب بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصے سے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ انہوں

نے اسی وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکرٹری وقار احمد کو لکھا کہ عبدالسلام کو (وزیر اعظم کے سائنسی مشیر کی حیثیت سے) فی الفور برطرف کردیا جائے اور بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کردیا جائے۔ وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کی بجائے اپنی ذاتی تحویل میں لے لی تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں۔ بہت عرصہ بعد پتا چلا کہ وقار احمد بھی قادیانی تھا۔"

(ڈاکٹر عبدالقدیر اور کہوٹہ سنٹر از یونس خلش، صفحہ 80)

10 ستمبر 1974ء کو ڈاکٹر سلام نے وزیر اعظم کے سائنسی مشیر کی حیثیت سے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے سامنے اپنا استعفیٰ پیش کیا۔ اس کی وجہ اس نے اس طرح بیان کی:

- "آپ جانتے ہیں کہ میں احمدیہ (قادیانی) فرقے کا ایک رکن ہوں۔ حال ہی میں قومی اسمبلی نے "احمدیوں" کے متعلق جو آئینی ترمیم منظور کی ہے، مجھے اس سے زبردست اختلاف ہے۔ میں قومی اسمبلی کے فیصلہ کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا لیکن اب جبکہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور اس پر عمل درآمد کا آغاز بھی ہو چکا ہے تو میرے لیے بہتر یہی ہے کہ میں اس حکمت سے قطع تعلق کرلوں جس نے ایسا قانون منظور کیا ہے۔ اب میرا ایسے ملک کے ساتھ تعلق واجبی سا ہوگا جہاں میرے فرقہ کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہو"۔

آئین پاکستان کے آرٹیکل 260 کے مطابق قادیانی / لاہوری گروپ غیر مسلم اقلیت ہیں۔ قادیانی جماعت نے پارلیمنٹ کے اس آئینی فیصلہ کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور وہ آج تک خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ ملک کی منتخب پارلیمنٹ کے اس تاریخی اور متفقہ فیصلہ پر اپنے ردِعمل کا اظہار کرتے ہوئے ایک انٹرویو میں ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا تھا:

- "جو سلوک مسٹر بھٹو نے قادیانیوں سے کیا ہے، اس پر میں یہی دعا کروں گا کہ نہ صرف مسٹر بھٹو بلکہ ان تمام کا بھی بیڑا غرق ہو جو اس فیصلے کے ذمہ دار ہیں"۔

(ہفت روزہ بادبان لاہور جلد 7 شمارہ 5، 18 مئی 1979ء)

30 اپریل 1984ء کو قادیانی جماعت کا سربراہ مرزا طاہر قادیانی آرڈیننس مجریہ 1984ء کی خلاف ورزی پر مقدمات کے خوف سے بھاگ کر لندن چلا گیا۔ رات کو لندن میں اس نے مرکزی قادیانی عبادت گاہ "بیت الفضل" سے ملحقہ محمود ہال میں غصہ سے بھرپور جوشیلی تقریر کی۔ اس موقع پر ڈاکٹر عبدالسلام، مرزا طاہر کے سامنے صف اوّل میں بیٹھا ہوا تھا۔ مرزا طاہر احمد نے اپنے خطاب میں قانون امتناع قادیانیت مجریہ 1984ء (جس کی رو سے قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے روک دیا گیا تھا) پر سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے

اسے حقوق انسانی کے منافی قرار دیا۔ اس نے کہا کہ ''احمدیوں'' کی بددعا سے عنقریب پاکستان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ مزید برآں اس نے امریکہ اور دوسرے یورپی ممالک سے اپیل کی کہ وہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر پاکستان کی تمام اقتصادی امداد بند کر دیں۔ اپنے خطاب کے آخر میں مرزا طاہر نے ڈاکٹر عبدالسلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ''آپ میرے دفتر میں ملاقات کے لیے تشریف لائیں۔ آپ سے چند ضروری باتیں کرنا ہیں۔'' ڈاکٹر عبدالسلام نے اسے اپنی سعادت سمجھا اور ملاقات کے لیے حاضر ہو گیا۔ اس ملاقات میں مرزا طاہر نے ڈاکٹر عبدالسلام کو ہدایت کی کہ وہ صدر ضیاء الحق سے ملاقات کرے اور انھیں قادیانیوں کے خلاف حالیہ قانون واپس لینے کے لیے کہے۔ لہٰذا ڈاکٹر عبدالسلام نے جنرل محمد ضیاء الحق سے پریذیڈنٹ ہاؤس میں ملاقات کی اور انھیں اپنی جماعت کے جذبات سے آگاہ کیا۔ صدر ضیاء الحق نے بڑے تحمل اور توجہ سے اس کی تمام باتیں سنی۔ آخر میں صدر ضیاء الحق اٹھے اور الماری سے قادیانی قرآن ''تذکرہ'' (مجموعہ وحی مقدس والہامات) اٹھا لائے اور کہا کہ یہ آپ کا قرآن ہے اور دیکھیں اس میں کس طرح قرآن مجید کی آیات میں تحریف کی ہے۔ پھر ایک نشان زدہ صفحہ کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ اس صفحہ پر مندرجہ ذیل آیت درج تھی:

انا انزلنا قریبا من القادیان ترجمہ: ''(اے مرزا قادیانی) یقیناً ہم نے قرآن کو قادیان (گورداسپور بھارت) کے قریب نازل کیا۔'' (نعوذ باللہ)

(تذکرہ مجموعہ وحی مقدس والہامات طبع چہارم صفحہ 59 از مرزا قادیانی)

صدر ضیاء الحق نے ڈاکٹر عبدالسلام کو اسی کتاب سے مرزا قادیانی کا ایک اور حوالہ دکھایا جس میں لکھا تھا کہ: ''تمام قرآن مجید مرزا قادیانی پر دوبارہ نازل ہوا ہے''۔ ضیاء الحق نے کہا کہ یہ بات مجھ سمیت ہر مسلمان کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ اس پر ڈاکٹر عبدالسلام کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا اور وہ بے حد شرمندہ ہوا اور کھسیانا ہو کر بات کو ٹالتے ہوئے پھر حاضر ہونے کا کہہ کر اجازت لے کر رخصت ہو گیا۔

فروری 1987ء میں ڈاکٹر عبدالسلام نے امریکی سینٹ کے ارکان کو ایک چٹھی لکھی کہ ''آپ پاکستان پر دباؤ ڈالیں اور اقتصادی امداد مشروط طور پر دیں تاکہ ہمارے خلاف کیے گئے اقدامات حکومت پاکستان واپس لے لے۔''

یہ بات اہل علم سے ڈھکی چھپی نہیں کہ اسرائیل کے معروف یہودی سائنس دان یوول نیمان کے ڈاکٹر عبدالسلام سے دیرینہ تعلقات تھے۔ یہ وہی یوول نیمان تھا جس کی سفارش

پر تل ابیب کے میئر نے وہاں کے نیشنل میوزیم میں ڈاکٹر عبدالسلام کا مجسمہ یادگار کے طور پر رکھا۔ معتبر ذرائع کے مطابق بھارت نے اپنے ایٹمی دھماکے اسی یہودی سائنس دان کے مشورے سے کیے جو مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ یوول نیمان امریکہ میں بیٹھ کر براہ راست اسرائیل کی مفادات کی نگرانی کرتا تھا۔ اسرائیل کے لیے پہلا اٹیم بم بنانے کا اعزاز بھی اسی شخص کو حاصل تھا۔ پاکستان اس کی ہٹ لسٹ پر تھا اور اس سلسلے میں وہ بھارت کے کئی خفیہ دورے بھی کر چکا تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ امریکی کانگریس کی بہت بڑی لابی یوول نیمان کے لیے نوبیل پرائز کے حصول کے لیے کوشاں رہی۔ اس کی زندگی کا پہلا اور آخری مقصد امت مسلمہ کو نقصان پہنچانا تھا اور وہ اپنے نصب العین کے حصول کے لیے ہر وقت مسلمانوں کے خلاف کسی نہ کسی سازش میں مصروف رہتا۔ وہ تل ابیب یونیورسٹی اسرائیل کے شعبہ فزکس کا سربراہ بھی رہا۔ اس سے پہلے یہ شخص اسرائیل کا وزیر تعلیم و سائنس و ٹیکنالوجی بھی رہا۔ پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام پر اس کی خاص نظر تھی۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان اس کی آنکھ میں کانٹا بن کر کھٹکتا تھا۔

اسی طرح ڈاکٹر عبد السلام کے پاکستان دشمن بھارتی لیڈر نہرو کے ساتھ بڑے دوستانہ مراسم تھے۔ ایک دفعہ نہرو نے ڈاکٹر عبدالسلام کو آفر کی تھی کہ آپ انڈیا آ جائیں، ہم آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق ادارہ بنا کر دیں گے۔ اس پر ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا کہ ''میں اس سلسلہ میں اٹلی کی حکومت سے وعدہ کر چکا ہوں۔ لہٰذا میں معذرت چاہتا ہوں لیکن آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے وہاں کے سائنس دانوں سے تعاون کروں گا۔'' یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کی بھارتی ''خدمات'' کے عوض وہ ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ برائے بنیادی تحقیق بمبئی، انڈین نیشنل سائنس اکیڈمی نئی دہلی اور انڈیا اکیڈمی آف سائنس بنگلور کے منتخب رکن رہا۔ گورونانک یونیورسٹی امرتسر (بھارت)، نہرو یورنیورسٹی بنارس (بھارت)، پنجاب یونیورسٹی چندی گڑھ (بھارت) نے اسے ''ڈاکٹر آف سائنس'' کی اعزازی ڈگریاں دیں۔ کلکتہ یونیورسٹی نے اسے سر دیو پرشاد سردادھیکاری گولڈ میڈل اور انڈیشن فزکس ایسوسی ایشن نے شری آر ڈی برلا ایوارڈ دیا۔

بھارتی صحافی جگجیت سنگھ کے ساتھ ڈاکٹر عبدالسلام کے ذاتی تعلقات تھے۔ ڈاکٹر عبدالسلام جب بھی بھارت جاتا، جگجیت سنگھ ''ٹائمز آف انڈیا'' میں اس پر بھرپور فیچر شائع کرتا۔ اُس نے ڈاکٹر عبدالسلام پر "Abdulsalam a Biography" (سن اشاعت 1992ء) کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ اس کتاب کا ایک باب

"The Ahmaddiya Jammat" ہے جس میں جگجیت سنگھ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے والے 7 ستمبر 1974ء کو پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ اور 1984ء کے قانون امتناع قادیانیت جس کے تحت قادیانی شعائر اسلامی استعمال نہیں کر سکتے، کی سخت مذمت کی اور قادیانیوں کو ''مظلوم'' قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف اقدامات کو حقوق انسانی کے منافی قرار دیا۔

ڈاکٹر عبدالسلام کا ایک اور بے تکلف دوست جے سی پولنگ ہارو (J.C.Polking Horue) جو کیمبرج میں سلام کا شاگرد تھا اور بعد میں کیتھولک بشپ بن گیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام کی درخواست پر ہر سال قادیانی جماعت کے سالانہ جلسوں میں شرکت کرتا رہا۔ یاد رہے یہ وہی پولنگ ہارو تھا جو پاکستان میں قانون توہین رسالت ﷺ 295/C کے خلاف امریکہ میں عیسائی جلوسوں کی قیادت کرتا تھا۔ جن میں قادیانیوں کی بھی کثیر تعداد شامل ہوتی تھی۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جب قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے جولائی 1994ء میں بیت الفضل لندن میں توہین رسالت ﷺ کی سزا کے خلاف تقریر کی تو مسٹر پولنگ ہارو اپنے کئی بشپ دوستوں کے ہمراہ وہاں موجود تھا۔

ڈاکٹر عبدالسلام مسلمانوں کو کیا سمجھتا تھا؟ اس سلسلہ میں معروف صحافی و کالم نویس جناب تنویر قیصر شاہد نے ایک دلچسپ مگر فکر انگیز واقعہ اپنی ذاتی ملاقات میں راقم کو بتایا۔ یہ واقعہ انہی کی زبانی سنئے اور قادیانی اخلاق پر غور کیجیے:

❏ ''ایک دفعہ لندن میں قیام کے دوران بی بی سی لندن کی طرف سے میں اپنے ایک دوست کے ساتھ بطور معاون، ڈاکٹر عبدالسلام کے گھر ان کا تفصیلی انٹرویو کرنے گیا۔ میرے دوست نے ڈاکٹر سام کا خاصا طویل انٹرویو کیا اور ڈاکٹر صاحب نے بھی بڑی تفصیل کے ساتھ جوابات دیئے۔ انٹرویو کے دوران میں بالکل خاموش، پوری دلچسپی کے ساتھ سوال و جواب سنتا رہا۔ دوران انٹرویو انہوں نے ملازم کو کھانا دسترخوان پر لگانے کا حکم دیا۔ انٹرویو کے تقریباً آخر میں عبدالسلام مجھ سے مخاطب ہوئے اور کہاں کہ آپ معاون کے طور پر تشریف لائے ہیں مگر آپ نے کوئی سوال نہیں کیا۔ میری خواہش ہے کہ آپ بھی کوئی سوال کریں۔ ان کے اصرار پر میں نے بڑی عاجزی سے کہا کہ چونکہ میرا دوست آپ سے بڑا جامع انٹرویو کر رہا ہے اور میں اس میں کوئی تشنگی محسوس نہیں کر رہا، ویسے بھی میں، آپ کی شخصیت اور آپ کے کام کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں نے آپ کے متعلق خاصا پڑھا بھی ہے۔ جھنگ سے لے کر

اٹلی تک آپ کی تمام سرگرمیاں میری نظروں سے گزرتی رہی ہیں لیکن پھر بھی ایک خاص مصلحت کے تحت میں اس سلسلہ میں کوئی سوال کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اس پر ڈاکٹر عبدالسلام فخریہ انداز میں مسکرائے اور ایک مرتبہ پھر اپنے علمی گھمنڈ اور غرور سے مجھے ''مفتوح'' سمجھتے ہوئے ''فاتح'' کے انداز میں ''حملہ آور'' ہوتے ہوئے کہا کہ ''نہیں...... آپ ضرور سوال کریں، مجھے بہت خوشی ہوگی۔'' بالآخر ڈاکٹر صاحب کے پرزور اصرار پر میں نے انہیں کہا کہ آپ وعدہ فرمائیں کہ آپ کسی تفصیل میں گئے بغیر میرے سوال کا دوٹوک الفاظ ''ہاں'' یا ''نہیں'' میں جواب دیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے وعدہ کیا کہ ''ٹھیک! بالکل ایسا ہی ہوگا؟'' میں نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ چونکہ آپ کا تعلق قادیانی جماعت سے ہے، جو نہ صرف حضور نبی کریم ﷺ کی بحیثیت آخری نبی منکر ہے، بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد آپ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ جبکہ مسلمان مرزا قادیانی کی نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ آپ بتائیں کہ مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہ ماننے پر آپ مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں؟ اس پر ڈاکٹر عبدالسلام بغیر کسی توقف کے بولے کہ ''میں ہر اس شخص کو کافر سمجھتا ہوں جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتا۔'' ڈاکٹر عبدالسلام کے اس جواب پر، میں نے انہیں کہا کہ مجھے مزید کوئی سوال نہیں کرنا۔ اس موقع پر انہوں نے اخلاق سے گری ہوئی ایک عجیب حرکت کی کہ اپنے ملازم کو بلا کر دستر خوان سے کھانا اٹھوا دیا۔ پھر ڈاکٹر صاحب کو غصے میں دیکھ کر ہم دونوں دوست ان سے اجازت لے کر رخصت ہوئے۔''

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام ایک متعصب اور جنونی قادیانی تھا جو سائنس کی آڑ میں قادیانیت پھیلاتا رہا۔ اس نے پوری زندگی میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی جو اسلام اور پاکستان دشمن ممالک کے مقاصد سے متصادم ہو۔ پاکستان کے دفاع کے متعلق بھارت، اسرائیل یا امریکہ کے خلاف ایک لفظ بھی کہنا، اس کی ایمان دوستی کے منافی تھا۔ درحقیقت قادیانیت نقل بمطابق اصل کا ایسا پیکنگ ہے، جس کی ہر زہریلی گولی کو ورق نقرہ میں ملفوف کر دیا گیا ہے۔ انگریز نے اس مذہب کو الہامات و روایات اور کشف و کرامات کے سانچوں میں ڈھال کر پروان چڑھایا۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے دل و دماغ بلکہ جسم و جان تک انگریز کی قید میں ہوتے ہیں جسے اس نے ہمیشہ اپنے مفاد کی خاطر استعمال کیا۔

''گوئبلز نے کہا تھا کہ اتنا جھوٹ بولو، اتنا جھوٹ بولو کہ اس پر سچ کا گمان ہونے لگے'' بالکل یہی فلسفہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے متعلق اپنایا گیا۔ ہمارے نام نہاد صحافیوں اور

دانشوروں نے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے اس ''غدار پاکستان'' کو ہیرو بنا کر پیش کیا جو انتہائی بددیانتی کے زمرے میں آتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کو ہیرو بنا کر پیش کرنے والے ان عقل کے اندھوں سے پوچھنا چاہئے کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے تمام تر مراعات حاصل کرنے کے باوجود اپنی پوری زندگی کی ''تحقیق'' کے نتیجے میں عالم اسلام بالخصوص پاکستان کو کیا تحفہ دیا؟ اس کی کون سی ایجاد یا دریافت ہے، جس نے ہمارا سر فخر سے بلند کیا؟ اس کا کون سا کارنامہ ہے، جس سے پاکستان کو کوئی فائدہ پہنچا؟ اس کی کون سی خدمت ہے، جس سے اہل پاکستان کے مسائل میں ذرا سی بھی کمی واقع ہوئی؟ اُس نے کون سا ایسا تیر مارا، جس پر اسے نوبیل انعام سے نوازا گیا؟ یہ سوالات آج تک تشنہ جوابات ہیں!

ڈاکٹر عبدالسلام کی پرزور سفارش پر ڈاکٹر عشرت حسین عثمانی (ڈاکٹر آئی ایچ عثمانی) کو صدر ایوب نے **1958**ء میں اپنے دور حکومت میں ایٹمی توانائی کمیشن کا رکن بنایا اور پھر ایک سال کے اندر اندر اس کا چیئرمین بنا دیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے امپیریل کالج لندن کے ریکٹر سر پیٹرک لنسٹیڈ کی ملی بھگت سے **500** کے قریب نیوکلیئر فزکس، ریاضی، صحت وطب اور حیاتیات کے طلبہ اور ماہرین کو بیرونی ممالک بالخصوص امریکہ اور برطانیہ کے تحقیقی مرکز میں حکومت کے خرچ پر اعلیٰ تحقیق وتعلیم کے لیے بھیجنے کا منصوبہ بنایا۔ ان طلبہ اور ماہرین کی اکثریت قادیانی گروہ سے تعلق رکھتی تھی۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے ڈاکٹر عثمانی سے اس منصوبہ کو منظور کروا کر ان لوگوں کو باہر بھجوا دیا جو واپس آ کر ملک کے حساس کلیدی عہدوں بالخصوص ایٹمی انرجی کمیشن میں فائز ہوگئے۔ اس کے برعکس امریکی تعلیمی اداروں کے نیوکلیئر فزکس کے شعبہ میں مسلمان بالخصوص عرب طلبہ پر پابندی ہے جو اب تک برقرار ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ **1974**ء تک جب تک اس شعبہ میں قادیانیوں کے اثرات تھے، ایٹمی قوت بننے کے سلسلہ میں معمولی سا بھی کام نہیں ہوا۔ حالانکہ صدر ایوب چاہتے تھے کہ ہندوستان کے مقابلہ میں دفاعی قوت مضبوط بنائی جائے لیکن قادیانیوں نے ان کی کوششوں کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے بعد جب قادیانی گروپ کے اثرات ختم ہوئے تو پاکستان نے اس شعبہ میں ترقی کی۔

اسلام دشمن قوتوں کو ہمیشہ ہی سے ایسے بدقماش اور ننگ وطن آلہ کاروں کی ضرورت رہی ہے، جو ملت اسلامیہ کے حساس اور خفیہ معاملات کی مخبری کر کے ان کے ناپاک عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس مقصد خبیثہ کے لیے انہیں اپنے پرانے نمک خواروں کا مکمل تعاون حاصل رہا ہے، جنہیں انہوں نے اپنے خزانہ عامرہ کا منہ کھول کر ہر قسم کی پرتعیش

مراعات فراہم کیں۔ بلاشبہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ایسے ہی ضمیر فروش لوگوں میں شامل تھا۔

دوسرے شعبوں کی طرح نوبیل انعام میں بھی یہودیوں کی اجارہ داری ہے۔ ان کا غرور، نخوت، اور تعصب کسی ایسے شخص کو خاطر میں نہیں لاتا، جو ان کی سازشوں اور مکروہ سرگرمیوں کا حامی اور آلہ کار نہ ہو۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، یہودیوں کے اس میرٹ پر سو فیصد پورا اترتا تھا، لہٰذا انہوں نے ایک سازش کے تحت ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبیل انعام سے نوازا اور اس کی آڑ میں اپنے خفیہ مقاصد حاصل کیے۔

ڈاکٹر عبدالسلام نے مغربی طاقتوں اور اسرائیل کے اشارے پر پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو ناکام بنانے اور محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان سمیت تمام دوسرے محبّ وطن سائنس دانوں کو بے حوصلہ کرنے کے متعدد اقدامات کیے۔ پاکستان کے تمام ایٹمی راز ملک دشمن ممالک کو فراہم کیے۔ انہیں کہوٹہ ایٹمی سنٹر اور دوسرے حساس قومی معاملات کی ایک ایک خبر پہنچائی۔ دراصل وہ چاہتا تھا کہ پاکستان کبھی بھی دفاع کے معاملے میں خودکفیل نہ ہوسکے اور ہمیشہ بڑی طاقتوں کا دست نگر رہے۔

ذوالفقار علی بھٹو ایسا زیرک انسان جانتا تھا کہ قادیانی جماعت غدار ہے ورنہ پوکھران (راجستھان) میں بھارت کے پہلے ایٹمی دھماکے نے جو تشویش ناک صورتحال پیدا کردی تھی، اس کے پیش نظر ذوالفقار علی بھٹو ہالینڈ میں مقیم پاکستانی سفیر کے ذریعے ڈاکٹر عبدالقدیر کو فوراً پاکستان نہ بلاتے بلکہ عبدالسلام قادیانی کو اس سلسلہ میں کوشش کرنے کے لیے کہتے۔

ڈاکٹر منیر احمد خان کے زمانہ میں پاکستان اٹامک انرجی کمیشن قائم ہونے کے باوجود ایٹمی شعبہ میں معمولی سا بھی کام نہیں ہوا۔ یہاں قادیانی سائنس دانوں پروفیسر شیخ عبداللطیف، مرزا منور احمد، محمود احمد شاہ اور ڈاکٹر محمد افضل نے ہمیشہ سازشیں کیں۔ ایوب خان کو جھوٹی رپورٹوں کے ذریعہ طفل تسلیاں دی جاتی رہیں۔ حالانکہ ڈاکٹر منیر 19 برس تک اس ادارے کا سربراہ رہا لیکن اس کے برعکس جب ڈاکٹر عبدالقدیر نے کہوٹہ میں ایٹمی قوت بننے کے لیے کام شروع کیا تو ڈاکٹر منیر نے جو کہ ڈاکٹر عبدالسلام کا شاگرد تھا، ڈاکٹر عبدالقدیر کی زبردست مخالفت کی۔ حالانکہ وہ نہ تو نیوکلیئر انجینئر تھا اور نہ ہی ڈاکٹریٹ کی تھی، صرف ایم ایس سی تھا۔

ڈاکٹر منیر نے بھٹو دور میں حکومت سے جو مراعات بھی طلب کی تھیں، اسے فراہم کی گئیں مگر نتیجہ صفر۔ کیونکہ وہ قادیانیوں کی پاکستان دشمن لابی میں بری طرح گھرا ہوا تھا اور نہیں

چاہتا تھا کہ پاکستان ایٹمی قوت بنے۔ حساس اداروں کی رپورٹ کے مطابق اس نے پاکستان دشمن ممالک کو ایٹمی راز دیئے اور ایسے مواقع بھی آئے کہ اس لابی نے ڈاکٹر قدیر کو اتنا پریشان کیا کہ انہوں نے پاکستان چھوڑ کر ہالینڈ جانے کا ارادہ کرلیا۔ بالآخر بھٹو صاحب کے علم میں آیا کہ یہ سب کارستانی ڈاکٹر منیر خان کی ہے۔ بھٹو صاحب نے اپنے ذرائع سے بریگیڈیئر زاہد علی اکبر (سابق چیئرمین واپڈا) سے اس کی تصدیق کروائی تو انہیں یقین آ گیا کہ ڈاکٹر منیر اینڈ کمپنی، ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو بلاوجہ تنگ کر رہی ہے۔ اور ان کے راستے میں روڑے اٹکا رہی ہے۔ منیر احمد خان کی پوری کوشش تھی کہ پاکستان نہ ہی ایٹمی دھماکہ کر سکے اور نہ کوئی اس کا کریڈٹ لے۔ اس لیے اس نے ڈاکٹر قدیر کے لیے کام کرنا ناممکن بنا دیا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے فوری طور پر کوئی وقت ضائع کیے بغیر 31 جولائی 1976ء کو کہوٹہ انجینئرنگ ریسرچ لیبارٹریز (پراجیکٹ 706) کے نام سے اسے خود مختار ادارہ بنا دیا جس میں تمام تر عمل دخل صرف ڈاکٹر قدیر ہی کو حاصل تھا جس کا سرکاری نام اب ''ڈاکٹر اے کیو خان ریسرچ لیبارٹریز'' ہے۔ یہی کچھ بھارتی مسلمان ایٹمی سائنس دان ابوالکلام کے ساتھ ہوا جس نے حال ہی میں انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ میں بعض طاقتور لابیوں کے دباؤ کی وجہ سے پاکستان میں کام نہ کر سکا اور واپس ہندوستان چلا آیا۔

بھارت نے 11 مئی 1998ء کو پوکھران میں 3 ایٹمی دھماکے کیے اور 13 مئی 1998ء کو 2 اور دھماکے کیے۔ اس کے جواب میں پاکستان نے 28 مئی 1998ء کو چاغی (بلوچستان) کے میدان میں 2 ایٹمی دھماکے کیے اور پھر 30 مئی کو 2 مزید ایٹمی دھماکے کیے۔ روزنامہ ''نوائے وقت'' کی رپورٹ کے مطابق:

❑ ''گزشتہ روز پاکستان کے کامیاب ایٹمی دھماکوں کا اعلان سن کر ربوہ کے سرکردہ قادیانیوں کے خفیہ اجلاس منعقد ہوئے۔ ربوہ میں ہو کا عالم تھا۔ قادیانیوں کے چہرے مرجھائے ہوئے تھے جبکہ مسلمانوں کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔''

(روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور، 29 مئی 1998ء)

قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے لندن کی مرکزی قادیانی عبادت گاہ ''بیت الفضل'' میں پاکستانی عوام کو ایٹمی دھماکوں کے خلاف اکساتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو ایٹمی دھماکوں کا حق عقل سے استعمال کرنا چاہیے تھا جو اس نے نہیں کیا۔ انہوں نے پاکستان کے مسلمان عوام پر طنز کرتے ہوئے کہا کہ ''ایٹمی دھماکے کر کے جشن منالو، پتا اس وقت چلے گا

جب بھوک ناچے گی۔ جنونی دور ختم ہوگا تو ملک کا رہا سہا نظام بھوکے عوام اپنی بغاوت کے ذریعے ختم کردیں گے۔'' (روزنامہ ''خبریں'' لاہور، 9 جون 1998ء)

پاکستان میں ایجنٹوں کا حصول اسرائیل کے لیے مشکل نہیں۔ پاکستانی قادیانیوں کا مرکز حیفا (اسرائیل) میں موجود ہے۔ یہ بات ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ یہودیوں اور قادیانیوں کے مقاصد مشترکہ ہیں۔ ایک مصدقہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں اسلحہ اور بعض حساس آلات کی سمگلنگ میں بعض سابق افسر بھی شامل ہیں، جن کا تعلق قادیانی گروہ سے ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ماضی میں ایٹمی توانائی کمیشن میں 25 سے 30 تک قادیانی اعلیٰ عہدوں پر تعینات تھے۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے متعلق مایہ ناز سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں نے کہا تھا کہ اُسے نوبیل پرائز یہودیوں نے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت دیا ہے۔ مصدقہ رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر عبدالسلام نے کہوٹہ پلانٹ کے تمام نقشہ جات، ایٹم بم کا ماڈل اور اہم معلومات یہودی سائنس دانوں کو فراہم کیں۔

معروف صحافی جناب زاہد ملک اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''ڈاکٹر عبدالقدیر اور اسلامی بم'' کے صفحہ 21 پر ڈاکٹر عبدالسلام کی پاکستان دشمنی کے بارے میں حیرت انگیز انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

❑ ''معزز قارئین کو اس انتہائی افسوس ناک بلکہ شرمناک حقیقت سے باخبر کرنے کے لیے کہ اعلیٰ عہدوں پر متمکن بعض پاکستانی کس طرح غیر ممالک کے اشارے پر کہوٹہ بلکہ پاکستان کے مفاد کے خلاف کام کررہے ہیں، میں صرف ایک اور واقعہ کا ذکر کروں گا اور اس واقعہ کے علاوہ مزید ایسے واقعات کا ذکر نہیں کروں گا۔ اس لیے کہ ایسا کرنے میں کئی ایک قباحتیں ہیں لیکن میں نے ان سنسنی خیز واقعات کو تاریخ وار درج کرکے اس انتہائی اہم قومی دستاویز کی دو نقلیں پاکستان کے باہر دو مختلف شخصیات کے پاس بطور امانت درج کرا دی ہیں اور اس کی اشاعت کب اور کیسے ہو، کے متعلق بھی ضروری ہدایات دے دی ہیں۔'' یہ واقعہ نیاز اے نائیک سیکرٹری وزارت خارجہ نے مجھے ڈاکٹر عبدالقدیر کا ذاتی دوست سمجھتے ہوئے سنایا تھا۔ انہوں نے بتلایا کہ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خاں نے انہیں یہ واقعہ ان الفاظ میں سنایا:

''اپنے ایک امریکی دورے کے دوران سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں، میں بعض اعلیٰ امریکی افسران سے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کررہا تھا کہ دوران گفتگو امریکیوں نے حسب

معمول پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا ذکر شروع کر دیا اور دھمکی دی کہ اگر پاکستان نے اس حوالے سے اپنی پیش رفت فوراً بند نہ کی تو امریکی انتظامیہ کے لیے پاکستان کی امداد جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ ایک سینئر یہودی افسر نے کہا ''نہ صرف یہ بلکہ پاکستان کو اس کے سنگین نتائج بھگتنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ جب ان کی گرم سرد باتیں اور دھمکیاں سننے کے بعد میں نے کہا کہ آپ کا یہ تاثر غلط ہے کہ پاکستانی ایٹمی توانائی کے حصول کے علاوہ کسی اور قسم کے ایٹمی پروگرام میں دلچسپی رکھتا ہے تو سی آئی اے کے ایک افسر نے جو اسی اجلاس میں موجود تھا، کہا کہ آپ ہمارے دعویٰ کو نہیں جھٹلا سکتے۔ ہمارے پاس آپ کے ایٹمی پروگرام کی تمام تر تفصیلات موجود ہیں بلکہ آپ کے اسلامی بم کا ماڈل بھی موجود ہے۔ یہ کہہ کر سی آئی اے کے افسر نے قدرے غصے بلکہ ناقابل برداشت بدتمیزی کے انداز میں کہا کہ آیئے میرے ساتھ بازو والے کمرے میں۔ میں آپ کو بتاؤں آپ کا اسلامی بم کیا ہے؟ یہ کہہ کر وہ اٹھا۔ دوسرے امریکی افسر بھی اٹھ بیٹھے۔ میں بھی اٹھ بیٹھا۔ ہم سب اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ سی آئی اے کا یہ افسر، ہمیں دوسرے کمرے میں کیوں لے کر جا رہا ہے اور وہاں جا کر یہ کیا کرنے والا ہے۔ اتنے میں ہم سب ایک ملحقہ کمرے میں داخل ہو گئے۔ سی آئی اے کا افسر تیزی سے قدم اٹھا رہا تھا۔ ہم اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ کمرے کے آخر میں جا کر اس نے بڑے غصے کے عالم میں اپنے ہاتھ سے ایک پردہ کو سرکایا تو سامنے میز پر کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا ماڈل رکھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف ایک سٹینڈ پر فٹ بال نما کوئی گول سی چیز رکھی ہوئی تھی۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا ''یہ ہے آپ کا اسلامی بم۔ اب بولو تم کیا کہتے ہو۔ کیا تم اب بھی اسلامی بم کی موجودگی سے انکار کرتے ہو؟'' میں نے کہا میں فنی اور تکنیکی امور سے نابلد ہوں۔ میں یہ بتانے یا پہچان کرنے سے قاصر ہوں کہ یہ فٹ بال قسم کا گولہ کیا چیز ہے اور یہ کس چیز کا ماڈل ہے۔ لیکن اگر آپ لوگ بضد ہیں کہ یہ اسلامی بم ہے تو ہو گا، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سی آئی اے کے افسر نے کہا کہ آپ لوگ تردید نہیں کر سکتے۔ ہمارے پاس ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں۔ آج کی میٹنگ ختم کی جاتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر کی طرف نکل گیا اور ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گئے۔ میرا سر چکرا رہا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جب ہم کاریڈور سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تو میں نے غیر ارادی طور پر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ایک دوسرے کمرے سے نکل کر اس کمرے میں داخل ہو رہے تھے، جس میں بقول سی آئی اے کے، اس کے اسلامی بم کا

ماڈل پڑا ہوا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا، اچھا! تو یہ بات ہے"۔

ستم ظریفی یہ ہے کہ ہمارے صاحبان اقتدار نے دانستہ طور پر ڈاکٹر عبدالسلام کی مندرجہ بالا غداریوں اور سازشوں سے مجرمانہ چشم پوشی کی اور ان "خدمات" کے عوض اسے 1959ء میں ستارہ امتیاز اور تمغہ وایوارڈ حسن کارکردگی اور 1979ء میں پاکستان کا سب سے بڑا سول اعزاز نشان امتیاز دیا گیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور نے ڈاکٹر عبدالسلام کی موت پر "سلام میڈل" کا اجراء کیا جو فزکس اور ریاضی کے شعبہ میں اول آنے والے طالب علموں کو دیا جاتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے کالج کے اولڈ ہال کا نام "سلام ہال" رکھا اور مزید یہ کہ گورنمنٹ کالج میں اس کے نام کی ایک "چیئر" بھی قائم کی گئی ہے۔ مزید براں 1998ء میں ڈاکٹر عبدالسلام کی برسی کے موقعہ پر محکمہ ڈاک نے اُس کی "خدمات" کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے 2 روپے کا ڈاک ٹکٹ جاری کیا۔

لہولہان تھا میں اور عدل کی میزان
جھکی تھی جانب قاتل کہ راج اس کا تھا

ڈاکٹر عبدالسلام 1992ء میں اٹلی میں مقیم تھا۔ اس وقت اس کی عمر 65 سال تھی۔ جولائی میں اسے ایک نامعلوم بیماری نے آ گھیرا جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے قطعی طور پر معذور ہو گیا۔ ابتدائی رپورٹوں کے مطابق اس پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ وہ صرف وہیل چیئر کے ذریعے ہی حرکت کرسکتا تھا۔ بعد ازاں اس پر فالج کا ایک اور شدید حملہ ہوا جس سے وہ بے حد علیل ہو گیا۔ اسے اٹلی کے ایک بڑے ہسپتال میں داخل کروایا گیا جہاں ماہر ڈاکٹروں کی نگرانی میں اس کا علاج شروع ہوا۔ اس کے مختلف ٹیسٹ کیے گئے جن سے پتا چلا کہ وہ ایک نہایت پیچیدہ بیماری Progressive Supranuclear Palsy (PSP) کا شکار ہو گیا ہے۔

"پروگریسیو سپرانیوکلیر پالسی" ایک پُراسرار اور خطرناک فالج کی شکل ہے، جس میں مریض اپنی یادداشت کھو بیٹھتا ہے اور پاگلوں جیسی حرکات کرتا رہتا ہے"۔ ماہرین کے مطابق چونکہ یہ ایک نئی بیماری متعارف ہوئی ہے، جس کا مستقبل قریب میں علاج ممکن نہیں۔ بعض لوگ اسے خدائی عذاب سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس خطرناک بیماری کے باعث ڈاکٹر عبدالسلام کی یادداشت بالکل ختم ہو گئی۔ وہ جو کچھ کہتا، کچھ سمجھ نہ آتی۔ اس بیماری کی آخری وقت تک تشخیص نہ ہو سکی۔ ماہرین کے مطابق اس بیماری کا شکار مریض تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا ہے اور کسی دوائی سے افاقہ نہیں ہوتا۔

زندگی اور موت کی کشمکش بلکہ عذاب میں مبتلا رہنے کے بعد بالآخر ڈاکٹر عبدالسلام 21 نومبر 1996ء کو جہنم واصل ہوا۔ ڈاکٹروں نے اس کی موت کی تصدیق کی۔ اس کی گردن ایک طرف لڑھک گئی تھی۔ اس کی آنکھیں خوفناک حد تک باہر آ گئی تھیں۔ اور زبان دانتوں کے درمیان لٹک رہی تھی۔ جس نے بھی اس کا چہرہ دیکھا، لرز کر رہ گیا اور توبہ توبہ کرتے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ ایلومینیم کے ایک مضبوط تابوت میں اس کی لاش محفوظ کر کے 25 نومبر 1996ء کو ربوہ لائی گئی۔

ربوہ میں ڈاکٹر عبدالسلام کے جنازہ پر اس وقت شدید بدمزگی پیدا ہوئی جب ڈاکٹر عبدالسلام کی دوسری بیوی لوئس جانسن (عیسائی) جو لندن سے ڈاکٹر عبدالسلام کے تابوت کے ساتھ پاکستان آئی، کے ساتھ سلام کی پہلی بیوی امۃ الحفیظ اور اس کی بیٹیوں عزیزہ، آصفہ اور بشریٰ نے نہایت بدتمیزی کی بلکہ اسے گندی گالیاں بھی دیں۔ ڈاکٹر سلام کے بیٹے نے اپنی سوتیلی والدہ لوئس جانسن کو تھپڑ مارنے کی کوشش کی جس پر خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں نے بڑی مشکل سے اسے قابو کیا اور اسے امور عامہ کے دفتر میں لے گئے اور دھمکی دی کہ اگر اس نے سلام کی دوسری بیوی کے ساتھ مزید کوئی بدتمیزی کی تو اسے ربوہ سے نکال دیا جائے گا۔ بالکل یہی سلوک ڈاکٹر عبدالسلام کی سوتیلی ہمشیرہ مسعودہ بیگم (جو ڈاکٹر عبدالسلام کے والد چوہدری محمد حسین کی پہلی بیوی سعیدہ بیگم کی اکلوتی بیٹی تھی) کی زندگی میں ان کے ساتھ کیا گیا۔

دستار کے ہر پیچ کی تحقیق ہے لازم
ہر صاحب دستار معزز نہیں ہوتا

توجہ طلب

سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ نے اپنے تاریخی فیصلہ (ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718) میں قرار دیا کہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ فاضل جج صاحبان کا یہ بھی کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور دھوکے بازوں کے کوئی حقوق نہیں ہوتے۔ قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے منع کرنے پر ان کے کوئی حقوق یا آزادی سلب نہیں ہوتی۔

21

شمعِ ختمِ نبوّت کے پروانے

ناموس رسالت ﷺ کے جانباز پروانوں کا دلنشین تذکرہ، جنہیں ختم نبوت سے عشق تھا، جو ختم نبوت پر فدا تھے، پڑھیے اور سر دُھنیے۔

پیر محمّد فرخ ڈوگر

عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کے اُس بنیاد کا نام ہے جس کے اوپر اسلام کی عظیم الشان عمارت قائم ہے۔ اس عقیدے پہ حملہ توحید باری تعالیٰ پہ حملہ ہے، اس عقیدے پہ حملہ ناموس رسالت ﷺ پہ حملہ ہے، اس عقیدے پہ حملہ قرآن واحادیث مبارکہ پہ حملہ ہے، اس عقیدے پہ حملہ اصحاب رسول واہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی عزتوں پہ حملہ ہے، غرض کہ اس عقیدے پہ حملہ پورے کے پورے دین اسلام پہ حملہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس عظیم عقیدہ کے دفاع کے لیے رب کائنات نے قرآن پاک میں 100 سے زائد واضح آیاتِ مبارکہ نازل فرمائیں اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 200 سے زائد احادیثِ مبارکہ بیان فرمائیں۔ اسلام کے سینے میں دھڑکنے والے دل یعنی ختم نبوت کا پہرہ دیتے ہوئے تقریباً بارہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کیا۔ آسمان کی بوڑھی آنکھ گواہ ہے کہ اسلام کی تاریخ میں جب بھی کوئی کذاب تاج وتخت ختم نبوت پہ حملہ آور ہوا تو اللہ پاک نے اُس کی سرکوبی کے لیے جانثاران ختم نبوت کو بھیج دیا۔ جب قادیان کے گندے خمیر سے جنم لینے والا انگریز کا خودکاشتہ پودا مرزا قادیانی کی صورت میں نمودار ہوا اور مسند ختم نبوت پہ بیٹھنے کی ناپاک جسارت کی تو علماء حق اور اہلِ فکر ونظر اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ اس فتنہ سے برسر پیکار ہونے کے لیے میدان عمل میں کود پڑے۔ جنہوں نے فتنۂ قادیانیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنی شب وروز کی کاوشوں سے اسے چاروں شانے چت کر دیا۔ آئیں! شاہراہ جنت کے ان مسافروں میں سے بعض کا مختصراً تذکرہ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ عہد کرتے ہوئے کہ ان شاءاللہ ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فتنۂ قادیانیت کے خلاف کام کریں گے اور شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جانب مبذول کروائیں گے۔ ان شاءاللہ

کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

قبلہ عالم حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ قادیان میں مرزا

قادیانی کی قبر پر مراقبہ ومکاشفہ کیا۔انہوں نے دیکھا کہ مرزا قادیانی کی شکل قبر میں باؤلے کتے کی ہے اوراس پر باؤلے پن کا شدید دورہ پڑا ہوا ہے، اس کا منہ دم کی طرف ہے، بھونک رہا ہے اور گول چکر کاٹ رہا ہے، منہ سے پانی نکل رہا ہے اور بار بار اپنی دُم اور ٹانگوں کو کاٹتا ہے۔اس کشف کا فقیر نے ایک بزرگ کے سامنے ذکر کیا،فوراً تڑپ اُٹھے،فرمایا:''واقعتاً یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے، واقعتاً مرزا قادیانی کی حقیقت ایسی ہی ہونی چاہئے!''

حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لیے عصر حاضر میں جو شاندار خدمات سرانجام دی ہیں، وہ دوسرے صوفیاء کرام کے لیے روشن مثال ہیں۔1953ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے علمائے اہل سنت کے شانہ بشانہ بلکہ بڑھ چڑھ کر کام کیا۔ملک گیر دورے فرما کر قادیانی مسئلہ کی اہمیت کو اجاگر کیا۔1974ء کی تحریک میں پیرانہ سالی کے باوجود جگہ جگہ دورے کیے۔مسلمانوں کو قادیانیوں سے سماجی بائیکاٹ کرنے کی تلقین کی اور حکومت سے پُرزور مطالبہ کیا کہ مرزائیوں کو جلد از جلد اقلیت قرار دیا جائے۔یکم ستمبر کو بادشاہی مسجد لاہور میں کل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے جلسہ عام میں آپ نے جو شاندار تقریر کی، وہ آپ کی ایمانی قوت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبہ کی شاہکار ہے۔

(ماہنامہ''ضیائے حرم''ختم نبوت نمبر 1974ء)

رشتہ نہ ہو قائم جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا کا
پھر جینا بھی برباد ہے مرنا بھی اکارت

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو حفاظت ختم نبوت اور تردید مرزائیت میں اس قدر شغف تھا کہ آپ کی مجلس میں عموماً قادیانیت کی اسلام دشمنی کا تذکرہ ہوتا تھا۔ایک دفعہ کسی نے وظیفہ پوچھا تو فرمایا کہ کچھ درود شریف پڑھ لیا کریں اور ختم نبوت پر وعظ کیا کریں۔یہ کوئی چھوٹا وظیفہ نہیں یہ سب وظیفوں سے بڑا وظیفہ ہے، کیونکہ پورے دین کا مدار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ہے۔ختم نبوت کی حفاظت ہی دنیا وآخرت میں کامیابی کا سب سے بڑا وظیفہ ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے مرزا غلام قادیانی آنجہانی سے مناظرے، مباحثے اور مقابلے کئے، اس لیے آپ کو ''شیرِ پنجاب'' کہا جاتا ہے۔ مرزا غلام قادیانی نے آخری عمر میں اعلان کیا تھا کہ: ''میں اگر سچا ہوں تو میری زندگی میں مولوی ثناء اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) کسی وبائی مرض میں مبتلا ہو کر مر جائیں گے اور اگر وہ سچے ہیں تو میں ان کی زندگی میں مر جاؤں گا۔'' الحمد للہ! حضرت مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں مرزا قادیانی ہیضہ (جو ایک وبائی مرض ہے) کا شکار ہو کر واصل جہنم ہو گیا۔ اس لیے آپ کو ''فاتحِ قادیان'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کا رجحانِ طبعی اہل حدیث مسلک کی طرف تھا۔ آپ نے ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے خلاف درجنوں کتابیں لکھیں۔

صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ

''جو مسلمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت نہیں کرتا، وہ اپنی ماں، بہن اور بیٹی کی عزت و ناموس کی حفاظت بھی نہیں کر سکتا۔''

مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ:

مولانا سید ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ 1896ء میں انڈیا الور میں مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرنے کے ساتھ اردو لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا۔ پھر تمام علوم کی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی۔ بہت سے فنون بھی جانتے تھے۔ طب کی بھی باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔ آپ نے مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کسبِ فیض کیا۔ حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مسجد وزیر خان لاہور کے خطیب تھے۔ جب وہ سبکدوش ہوئے تو آپ نے والد گرامی کے منصب کو سنبھالا۔ جمعیۃ علماء پاکستان کے مارچ 1948ء میں آپ پہلے صدر اور مولانا احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پہلے سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد سارقان ختم نبوت قادیانی پاکستان آ گئے اور معمولی قیمت پر ربوہ (چناب نگر) کی زمین حاصل کر کے ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔ تب فتنۂ قادیانیت کو لگام دینے کے لئے تحریک ختم نبوت 1953ء کا آغاز ہوا۔

جیل میں اطلاع ملی کہ آپ کے صاحبزادے مولانا خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کو پھانسی کا حکم ہوا ہے آپ اپنے اکلوتے فرزند کے متعلق یہ خبر سن کر سجدے میں گر گئے اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کیا ''یاالٰہی! میرے بچے کی قربانی کو منظور فرما۔'' آپ کے صبر واستقلال کا نتیجہ تھا کہ نہ صرف آپ کے صاحبزادے بلکہ مولانا مودودی، مولانا عبدالستار خان نیازی تینوں حضرات کی پھانسی کی سزا ختم کردی گئی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ بھی تحریک ختم نبوت میں گرفتار ہوئے۔ سکھر وکراچی میں قید وبند کی صعوبتوں کو برداشت کیا۔

مولانا ابوالحسنات قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رد قادیانیت پر درجن بھر سے زائد رسائل ہوں گے۔ لیکن ہمیں صرف تین رسائل میسر آئے۔

۱۔ قادیانی مسیح کی نادانی اس کے خلیفہ کی زبانی

۲۔ اکرام الحق کی کھلی چٹھی کا جواب

۳۔ کرشن قادیانی کے بیانات ہذیانی

حضرت مولانا سید خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''تحریک ختم نبوت 1953ء میں مجھے گرفتار کر کے جیل بھجوا دیا گیا اور مجھ پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے۔ میرے کمرے میں زہریلے سانپ چھوڑے گئے، کئی کئی دن کھانا نہ دیا جاتا، نماز پڑھنے کی اجازت نہ تھی، پیٹ اور سینے میں شدید درد ہونے کی وجہ سے کراہتا مگر جیل والوں پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ ایک دفعہ میں نے درود شریف پڑھنا شروع کیا جس کی وجہ سے کافی افاقہ ہوا۔ اس عالم میں آنکھ لگ گئی، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا کمرہ ہے جس میں سبز رنگ کی روشنی ہے، اس کمرے کی سیڑھیوں پر والد محترم حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت سکھر جیل میں تھے، کھڑے ہیں مجھے دیکھ کر انہوں نے سینے سے لگا لیا اور میں نے ان سے پوچھا: آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواباً فرمایا کہ مجھے بھی انہوں نے رات بھر کھڑا رکھا ہے۔ اس گفتگو کے بعد میں ان سیڑھیوں سے نیچے کمرے میں اُترا تو میں نے دیکھا کہ شمالی جانب ایک دروازہ ہے جو کہ کھلا ہوا ہے میں اس کمرے میں دو زانو ہو کر بیٹھ گیا، اتنے میں ایک بزرگ سپید نورانی چہرہ، کشادہ پیشانی، درمیانہ قد، سفید داڑھی، کھلی آستینوں کا سبز کُرتا زیب تن کئے میری طرف تشریف لائے اور پیچھے سے آواز

آئی ''سرکار شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں'' میں نے دست بستہ حضرت سے عرض کیا ''حضور! ان کتوں نے بہت تنگ کر رکھا ہے'' آپ نے میری داہنی طرف پشت پر تھپکی دی اور فرمایا ''شاباش بیٹا! گھبراؤ نہیں، سب ٹھیک ہو جائے گا'' میں نے دوبارہ عرض کیا، حضور! انہوں نے بہت پریشان کر رکھا ہے'' رُخِ انور پر مسلسل شگفتگی تھی، فرمایا: ''کچھ نہیں! سب ٹھیک ہے'' اور یہ کہہ کر آپ واپس تشریف لے گئے اور اس واقعے کے بعد میرا حوصلہ بہت زیادہ بلند ہو گیا۔''

مولانا خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ 1953ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران جیل میں مجھ پر بے شمار سختیاں کی گئیں۔ ایک دن مغرب کے بعد میں اپنی بیرک میں بیٹھا ہوا تھا کہ معاً دل میں یہ خیال آیا کہ یہاں خشک روٹی اور چنے کی دال کے سوا کچھ نہیں مل رہا، اگر اپنے گھر میں ہوتے تو حسبِ منشا کھانا کھاتے لیکن دوسرے ہی لمحے ضمیر نے ملامت کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ میں نے سر بسجود ہو کر توبہ کی اور اس وسوسے کا ازالہ چاہا لیکن خدا کی قدرت دیکھئے کہ چند لمحے بعد اندھیرے میں ایک ہاتھ آگے بڑھا اور آواز آئی ''شاہ جی! یہ لے لو'' اور پھر ایک لفافہ مجھے دے دیا گیا جس میں کچھ پھل اور مٹھائی تھی، میں حیران رہ گیا کہ اتنے سخت پہروں کے باوجود یہ سب کچھ مجھ تک کیسے پہنچ گیا؟ لیکن میرے دل کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ غیبی دعوت ہے۔ وہ پھل اور مٹھائی تین روز تک میں استعمال کرتا رہا۔

حضرت مولانا خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ مزید بیان کرتے ہیں کہ ''1953ء کی تحریک ختم نبوت میں جب میں جیل میں تھا تو مجھے پھانسی کی سزا سنائی گئی اور بعد میں مجھے غیر مشروط طور پر رہا کر دیا گیا۔ میرے بارے میں مشہور ہو گیا کہ مجھے پھانسی دے دی گئی ہے اور کراچی جیل میں میرے والد محترم حضرت علامہ ابوالحسنات شاہ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت تحریک کی کمان فرما رہے تھے کو یہ خبر دی۔ سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ چند روز تک ہم نے یہ خبر علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ سے چھپائے رکھی اور پھر آخر کار ایک روز ہم نے انہیں بتا دی کہ آپ کے صاحبزادے کو موت کی نیند سلا دیا گیا ہے۔ علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ یہ سنتے ہی سجدے میں گر گئے اور انہوں نے فرمایا: میرے آقا! گنبدِ خضریٰ کے مکین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے اکلوتے بیٹے خلیل کی قربانی قبول ہے تو میں بارگاہِ ربی میں سجدہ شکر ادا کرتا ہوں۔ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک خلیل تو کیا میرے ہزاروں فرزند بھی ہوں تو اُسوۂ شبیری پر عمل کرتے ہوئے سب کو قربان کر دوں''

حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

تحریک ختم نبوت 1974ء زوروں پر تھی۔ پاکستان کا ہر مسلمان کسی نہ کسی طور پر اس مقدس تحریک میں شریک تھا۔ کاروان تحریک کے قائد حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس وقت کا ایک واقعہ مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا: ''ان دنوں حضرت رحمہ اللہ پر سوز وگداز کی جو کیفیت طاری رہتی تھی، وہ الفاظ کے جامہ تنگ میں نہیں سما سکتی۔ تحریک کے دنوں میں جو آخری سفر حضرت نے کراچی سے ملتان، لاہور، راولپنڈی تک کا کیا، اس کی یاد کبھی نہ بھولے گی۔ کراچی سے روانہ ہوئے تو حضرت پر بے حد رقت طاری تھی اور جناب مفتی ولی حسن کو فرمایا: مفتی صاحب! دُعا کیجئے! حق تعالیٰ کامیاب فرمائیں۔ میں کفن ساتھ لے کر جارہا ہوں۔ مسئلہ حل ہوگیا تو الحمدللہ، ورنہ شاید بنوری زندہ واپس نہ آئے۔'' اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ کے سوز درد کی لاج رکھ لی اور قادیانی ناسور کو جسد ملت سے کاٹ کر جدا کردیا۔

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

قائد اہلسنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ ایک عالم باعمل، مجاہد تحریک ختم نبوت اور پاکستان کے اہم ترین سیاست دان تھے۔ ان کے والد گرامی حضرت شاہ عبد العلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے شہرہ آفاق روحانی بزرگ اور عالمی مبلغ اسلام تھے جن کے ہاتھ پر بے شمار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ فتنۂ قادیانیت کے خلاف ان کی گرانقدر خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ ایک سحر بیان خطیب، کمال ذکی، حاضر جواب اور فی البدیہہ گفتگو کرنے کے ساتھ ساتھ زبردست خوش الحان قاری قرآن بھی تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے پایاں محبت وعقیدت ان کی رَگ رَگ میں جاگزیں تھی۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے سلسلہ میں حضرت نورانی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ انہوں نے بے شمار قادیانی مبلغین سے مناظرے کئے اور انہیں ہمیشہ شکست فاش دی۔ آپ نے بیرون ممالک میں قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا مسلسل تعاقب کیا۔ انہوں نے آئین پاکستان میں مسلمان کی تعریف شامل کروائی۔ 30 جون 1974ء کو آپ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کے لیے قومی اسمبلی میں تاریخی قرارداد پیش کی۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو اپنی جماعت کے عقائد کے بارے میں صفائی اور

موقف پیش کرنے کا مکمل اور آزادانہ موقع دیا گیا۔ 13 دن تک اس پر جرح ہوئی۔ بعد ازاں ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بناء پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد کی سعادت اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشی اور مجھے یقین کامل ہے کہ بارگاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں میرا یہ عمل سب سے بڑا وسیلہ شفاعت ونجات ہوگا۔''

حضرت مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''1974ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصر قادیانی جماعت کی طرف سے محضر نامہ پڑھنے کے لیے جب قومی اسمبلی میں آیا تو خدا کی قدرت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز دیکھنے میں آیا کہ جس وقت اس نے محضر نامہ پڑھنا شروع کیا تو اسمبلی کے اس بند ائیر کنڈیشنڈ کمرے میں اوپر کے چھوٹے پنکھے سے ایک پرندے کا پر جو غلاظت سے بھرا ہوا تھا، سیدھا اس محضر نامے پر آ کر گرا جس سے مرزا ناصر قادیانی ایک دم چونکا اور گھبرا کر کہا:

"I am disturbed" مرزا ناصر کی بدحواسی، ذلت آمیز پریشانی اور اس عجیب وغریب واقعہ پر اراکین اسمبلی ششدر رہ گئے کیونکہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی غلاظت اوپر چھت سے اس طریقہ سے گری ہو۔''

ایک دفعہ آگرہ کے اکبر عادل صاحب سی۔ایس۔پی، ریٹائرڈ سیکرٹری وزارت صنعت وحرفت حکومت پاکستان نے پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب سے ذکر کیا کہ ''آپ کے صدر عجیب آدمی ہیں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی اپنی پیش کردہ قرارداد سے دو لفظوں کے اخراج پر انہیں بہت بھاری رقم مل رہی تھی جو انہوں نے ٹھکرا دی۔ مفصل واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اسلام آباد میں تحریک ختم نبوت 1974ء کے دوران میرے مکان پر علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت تھی۔ کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ قادیانی لاہوری گروپ سے تعلق رکھنے والے بعض سرکردہ لوگ وہاں آئے اور پوچھا کہ کیا آپ کے ہاں مولانا نورانی (رحمۃ اللہ علیہ) تشریف فرما ہیں، ہم ان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان لوگوں کو اندر لے گیا اور حضرت نورانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کیا بات ہے؟ ان لوگوں میں تین چار اعلیٰ سرکاری افسر بھی تھے۔ ایک صاحب نے کہا جناب آپ نے قومی اسمبلی میں اپنی پیش کردہ قرارداد میں لاہوری گروپ کو بھی غیر مسلم قرار دیا

ہے، حالانکہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ مجدد مانتے ہیں۔ لہٰذا آپ کی قرارداد میں ہمارا ذکر درست نہیں ہے۔ آپ یوں کریں کہ اپنی قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں، ہم اس کے عوض آپ کو پچاس لاکھ روپے پیش کرتے ہیں۔ (یاد رہے 1974ء میں پچاس لاکھ روپے آج کے مطابق کروڑوں بلکہ اربوں کے برابر تھے) اس پر علامہ نورانی رحمۃ اللہ علیہ طیش میں آ گئے اور بلند آواز میں فرمایا، ''او کم نصیبو! ہمارا سودا تو دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہو چکا ہے۔ ہم آپ کی پیشکش جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں، اس لیے کہ ہمارا جوتا اس پیش کش سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔ مرزا قادیانی جھوٹا مدعیٔ نبوت ہے اور جو اسے مجدد یا مسلمان مانتا ہے وہ بھی کافر ہے اور میری قرارداد سے کوئی لفظ حذف نہیں ہوگا۔ آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں ورنہ آپ کے لیے اچھا نہ ہوگا۔'' اس پر وہ لوگ چلے گئے تو علامہ نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بڑی بڑی اعلیٰ حکومتی شخصیات سفارش کرتی ہیں کہ صاحب! ان لوگوں کا آپ کیوں ذکر لے آئے ہیں۔ یہ تو نبی نہیں مانتے لیکن الحمدللہ! اللہ کریم نے استقامت عطا فرمائی۔ یہ پیسے آنی جانی چیز ہے۔ اصل دولت ایمان کی دولت ہے جو سرمایہ آخرت ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا تھا: ''نورانی نہ جھکتا ہے نہ بکتا ہے۔''

حضرت نورانی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک انٹرویو میں فرمایا:

''ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کے درمیان ایک متفقہ اور اجتماعی عقیدہ ہے اور سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر اور مرتد ہے۔ اس اُمت میں فتنۂ ارتداد اور فتنۂ انکار ختم نبوت کو بیخ و بن سے اکھاڑنے والے سب سے پہلے اور سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے ہر مصلحت کو بالائے طاق رکھ کر فتنۂ ارتداد، فتنۂ انکار ختم نبوت کی سرکوبی کی۔ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں ہزاروں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین شریک ہوئے جن میں سینکڑوں حفاظ قرآن بھی تھے اور بالآخر مسیلمہ کذاب کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ برصغیر میں متنبی قادیان کے خلاف بھی علماء حق نے کفر و ارتداد کے فتاویٰ جاری کئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، اعلیٰ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی۔ علماء حق نے مناظرے اور مباہلے کے چیلنج دیئے اور قبول کئے۔ یہی وجہ ہے کہ اُمت مسلمہ کا سواد اعظم اس فتنے میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہا۔''

آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کریم نے بے پناہ جرأت اور قوت گویائی عنایت فرمائی ہوئی تھی جس سے قادیانیوں کے بخیے اُدھیڑ کر رکھ دیئے گئے۔ ''چٹان'' کی فائل آج بھی کھول کر دیکھ لیں تو آغا شورش رحمۃ اللہ علیہ کے خدشات دُرست نظر آئیں گے۔ قادیانی نبوت اور اس کے گماشتوں کی آغا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کئی دفعہ ٹھنی۔ انہیں اپنی طاقت پر ناز تھا اور آغا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ظفر علی خان کا قہر بن جاتے۔ انہیں امریکا کی پشت پناہی تھی تو آغا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی جان پر کھیلنے کا تہیہ کر لیتے۔ ان کی کتاب ''تحریکِ ختم نبوت'' کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ ان کے اکتسابِ فیض نے ان میں ختم نبوت کا کتنا احترام پیدا کر دیا تھا اور قادیانیوں سے کس قدر نفرت تھی۔ قادیانیت کو وہ ایک مذہبی تحریک نہیں بلکہ سیاسی گماشتہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب ''عجمی اسرائیل'' میں اسے سامراجی مہرہ ثابت کیا اور ان کے عزائم سے قوم اور حکمرانوں کو خبردار کیا تھا۔ ان کی خطابت اتنی پُرکشش ہوتی تھی کہ جس شہر میں ان کی تقریر ہوتی، اُس رات نوجوان سینماؤں میں فلم چھوڑ کر پنڈال میں ہوتے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہیں بے پناہ محبت تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق اس قدر تھا کہ وہ اپنی تقریر میں اس قدر جذباتی ہو جاتے کہ مجمع کربناک ہو جاتا۔ ایک دفعہ ''چٹان'' پریس کی ضبطی پر موچی دروازے میں آغا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایوب خان سے کہا کہ: ''محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ایک پریس تم نے ضبط کیا ہے، جاؤ دُوسرا پریس بھی ضبط کرو، تم نے کمینگی کا مظاہرہ کیا ہے، میں تو اپنی جان کی بازی لگانے کا تہیہ کئے ہوئے ہوں!''

جناب زیڈ اے سلہری بیان کرتے ہیں کہ بیماری کے دنوں ہم آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ہسپتال ملنے گئے، کافی دیر ہوگئی تو ڈاکٹر صاحب نے کہا: آپ اُٹھ جائیں! لیکن آغا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہماری موجودگی میں اتنا انہماک تھا کہ اجازت لینے کی جسارت نہ تھی۔ پھر ڈاکٹر اِفتخار نے ہمیں مخاطب کر کے کہا کہ وہ آغا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اِنجکشن دینا چاہتے ہیں تاکہ وہ سو کر کچھ آرام کرلیں۔ اس پر ہم فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے لیکن میں ابھی سلام کر کے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ آغا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنے قریب بلایا اور کہا کہ میں اپنے ہاتھ کو ان کو سر پر رکھ دوں، جب میں نے ان کے حکم کی تعمیل میں اپنا ہاتھ ان کے سر پر رکھ دیا تو انہوں نے انتہائی رِقت

بھری آواز میں کہا:

''سلہری صاحب! آپ گواہی دینا کہ میں مسلمان ہوں، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عاشق ہوں۔''

یہ سن کر میں کانپ گیا، گو میں نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا: آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ ابھی تو آپ نے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب لکھنی ہے، (علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی صد سالہ سالگرہ کی جشن کمیٹی نے آغا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس کام پر مامور کیا تھا) لیکن مجھے یکلخت محسوس ہوا کہ آغا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں آئندہ کا وہ نقشہ دیکھ رہی ہیں جو ہماری نظروں سے ماورا ہے۔ میرا دِل بھاری ہو گیا، میں گھر چلا آیا، نماز پڑھی اور آغا صاحب کی صحت کے لیے دُعا کی۔ مجھ گنہگار کی دُعا کیا، لیکن ایک دوست کی تعمیل فرمائش ضروری تھی اور پھر میں قریب ساری رات ان کے خیال میں مستغرق رہا اور زیرِ لب ان کی صحت یابی کے لیے دُعا کرتا رہا، لیکن سخت متفکر رہا۔ صبح پانچ بجے ایک دوست کا ٹیلی فون آیا کہ آغا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ ہم انہیں سوا سات بجے چھوڑ کر آئے تھے اور وہ سوا گیارہ بجے فوت ہو گئے۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ

مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ تحریک پاکستان کے راہنما، تحریک ختم نبوت کے ہیرو، تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روحِ رواں اور تحریک تحفظِ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سالار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اعلیٰ بصیرت سے نوازا تھا۔ تحفظِ ختم نبوت کے محاذ پر ان کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں ان کا بڑا اہم کردار ہے۔ تحریک کے مرکز، مسجد وزیر خاں (لاہور) میں تحریک کی قیادت کرتے رہے۔ بالآخر گرفتار ہوئے۔ فوجی عدالت نے انہیں سزائے موت سنادی۔ آپ نے خندہ پیشانی سے اس سزا کو قبول کیا۔ بعد ازاں حکومت نے سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا، پھر دو سال اور ایک ماہ بعد یہ سزا بھی ختم ہو گئی۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسیری کے بارے میں فرماتے ہیں:

''مجھے اپنی زندگی پر فخر ہے کہ جب تحریک ختم نبوت کے مقدمہ کے بعد میری رہائی ہوئی تو پریس والوں نے میری عمر پوچھی۔ اس پر میں نے کہا تھا۔'' میری عمر وہ دن اور راتیں ہیں

جو میں نے ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر پھانسی کی کوٹھڑی میں گزاری ہیں، کیونکہ یہی میری زندگی ہےاور باقی شرمندگی۔ مجھے اپنی اس جیل والی زندگی پر ناز ہے۔''

حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔ آپ مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت ونزاکت پرنہایت موثرانداز میں اظہارخیال فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''چودھویں صدی میں تمام عالم اسلام کے اندر ہرمحب اسلام کا یہ فرض ہے کہ ختم نبوت کے مسئلہ کوتمام دوسرے مسائل پر ترجیح دے۔اگر ہم تحفظِ ختم نبوت کے ذریعے اپنی بقاء کا اہتمام کر لیتے ہیں تو توحید، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، قرآن شریف، شریعت الغرض کسی اُصول دین کو ضعف نہیں پہنچ سکتا، لیکن خدانخواستہ اگر قادیانی، تحفظ ختم نبوت کو ہماری لوح قلب سے ذرا بھی اُوجھل کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو پھر نہ کوئی عمل ہمیں ناموسِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر ہمارا ایمان برقرار رکھنے میں مدد دے سکتا ہے، نہ ولائے اہل بیت ہماری نجات کے لیے کافی ہوسکتی ہے، نہ قرآن کے اوراق میں ہمارے لیے ہدایت باقی رہ جاتی ہے، نہ مساجد کے محراب و منبر میں کوئی تقدیس باقی رہ جاتی ہے، نہ اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کی نسبتیں جاری رہ جاتی ہیں اور نہ ہی علمائے کرام کی تدریس و وعظ میں اثر باقی رہ جاتا ہے۔صرف یہی نہیں، خاکم بدہن اُمت محمدیہ کے تسمیہ اور وجود دونوں پر زَد پڑتی ہے۔اُمتِ محمدیہ ملل میں تقسیم ہوجاتی ہے، حکومتوں میں بٹ جاتی ہے اور حکومتیں مختلف گروہوں کی سازشوں کا شکار ہوجاتی ہیں، فقط اتنا ہی نہیں خاندان ملت سے خارج ہوجاتے ہیں، خود خاندان کے اندر صلہ رحمی، قطع رحمی سے مبدل ہوجاتی ہے۔اس لیے اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خاتم النبیین نہیں تو پھر شریعت نہیں جب شریعت نہیں تو حرام وحلال بھی نہیں جب حرام وحلال نہیں تو باپ، بیٹے، ماں، بہن، خاونداور بیوی غرض دُنیا کے سب رشتے اپنی تقدیس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ختم نبوت کا انکار آسمان پر فرشتوں کا انکار ہے، زمین پر قبلہ اور حج کا انکار ہے، سیاست میں مسلمانوں کے غلبے اور جداگانہ وجود کا انکار ہے۔غرض ختم نبوت سے انکار خود مسلمان کے مسلمان ہونے سے انکار ہے۔ یہاں پہنچ کر زبان گنگ ہوجاتی ہے، قلم ٹوٹ جاتا ہے اور الفاظ کا ذخیرہ ختم ہوجاتا ہے۔''

مولانا ظفر علی خاں رحمۃ اللہ علیہ

مولانا ظفر علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے جب عوامی جلسوں میں قادیانیت کے بخیے ادھیڑنے

شروع کئے اور مرزا قادیانی کا ریمانڈ لینا شروع کیا تو انگریزی قانون اپنے خود کاشتہ پودے کی حفاظت کے لیے حرکت میں آ گیا۔ مولانا اور ان کے ساتھیوں کو ڈرانے دھمکانے کی کوششیں کی گئیں اور پھر ان سے نیک چلنی کی ضمانت طلب کی گئی۔ جھوٹی نبوت کے خالق فرنگی کو، عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ظفر علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے جو غیرت میں ڈوبا ہوا جواب دیا اسے پڑھ کر آج بھی گلشن ایمان میں بہار آ جاتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔۔۔۔ ''جہاں تک مرزا غلام قادیانی کا تعلق ہے'' ہم اس کو ایک بار نہیں ہزار بار دجال کہیں گے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم المرسلینی میں اپنی جھوٹی نبوت کا ناپاک پیوند جوڑ کر ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھلم کھلا حملہ کیا ہے۔ اپنے اس عقیدہ سے میں ایک منٹ کے کروڑویں حصہ کے لیے بھی دست کش ہونے کو تیار نہیں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ مرزا غلام قادیانی دجال تھا، دجال تھا، دجال تھا۔ میں اس سلسلہ میں قانون انگریزی کا پابند نہیں، میں قانون محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پابند ہوں۔

مولانا ظفر علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل شہرہ آفاق اشعار قیامت کی صبح تک تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام کرنے والوں کے دلوں کو جلا بخشتے رہیں گے۔

زکوٰۃ اچھی حج اچھا روزہ اچھا اور نماز اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

مولانا حافظ نواب الدین ستکوہی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا نواب الدین ستکوہی رحمۃ اللہ علیہ معروف نعت گو شاعر حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم تھے۔ رام داس ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کے تعاقب کے شوق میں قادیان سے تھوڑے فاصلہ پر شکوہ میں ڈیرے ڈال لیے جو بٹالہ سے قادیان جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں سے کئی ایک مناظرے کیے۔ چنانچہ حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''جب مرزا قادیانی ایک مقدمہ میں ماخوذ ہو کر کچہری میں آیا تو والد صاحب بھاگم بھاگ کچہری پہنچ گئے اور مرزا کے گرد لوگوں کا حلقہ توڑ کر اس کا بازو پکڑ کر اسے شدید جھٹکا دے

کر کہا: ''مردود! اگر نبوت جاری ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں کسی کو نبی بنا کر بھیجتا تو بتا کہ مجھ جیسے وجیہہ انسان کو بھیجتا یا تجھ جیسے بجو کو؟'' حاضرین کھلکھلا کر ہنس پڑے اور مرزا قادیانی پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا''۔

حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میری عمر بہت چھوٹی تھی کہ ہماری ایک رشتہ دار خاتون کا نکاح ایک مرزائی سے ہو گیا تو مولانا ستکوہی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مسلمان کا مرزائی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ لیکن میرے ماموں محمد ابراہیم تحصیل دار تھے جو مشہور ناول نگار نسیم حجازی کے والد محترم تھے۔ اگرچہ مرزا قادیانی کے بہت خلاف تھے اور مرزائیت کے رد میں بالعموم یہ دلیل دیا کرتے تھے کہ میں نے اور مرزا قادیانی نے پٹوار کا امتحان دیا۔ وہ فیل ہو گیا اور میں پاس ہو گیا۔ جو شخص پٹواری نہ بن سکے، وہ خدا کا رسول کیسے بن سکتا ہے؟ ماموں تحصیل دار کی منشا یہ تھی کہ ہمارے خاندان کی لڑکی عدالت میں نہ جائے۔ چنانچہ والد صاحب نے یہ کہہ کر لڑکی سے نکاح کر لیا کہ عدالت کا معاملہ میں خود نمٹ لوں گا۔ مرزائیوں کو جب اس نکاح کی اطلاع ملی تو انھوں نے گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ یہ مقدمہ سات سال تک چلتا رہا بلکہ مولانا کے حق میں فیصلہ ہوا۔ کیس کے دوران جب مرزا محمود عدالت میں پیش ہوا تو مولانا ستکوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''برخوردار! تیرے باپ کو حیض آتا تھا اور جسے حیض آئے وہ اللہ کا نبی نہیں ہو سکتا''۔ اس جملہ سے ظفر اللہ خان سٹپٹا گیا۔

محمدی بیگم سے نکاح آسمانی کا مرزا قادیانی نے شور و غوغا کیا تو مولانا ستکوہیؒ، محمدی بیگم کے قصبہ ''پٹی'' پہنچ گئے اور اپنی سحر بیانی سے پٹی کے لوگوں کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیا اور محمدی بیگم کا خاندان مولانا کا مرید ہو گیا۔ یوں مرزا قادیانی کا نکاح آسمانی، زمین پر بھی نہ ہو سکا۔

برکت علی مغل رحمۃ اللہ علیہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''غیرت ایمان کا حصہ ہے''۔ یہی وجہ ہے کہ سچا نبی اپنے امتیوں میں غیرت پیدا کرتا ہے اور جھوٹا مدعی نبوت اپنے امتیوں میں بے غیرتی اور دیوثی پیدا کرتا ہے۔ اس کی ایک زندہ مثال ملاحظہ کیجیے۔

سندھ کے علاقہ عمر کوٹ کنری ضلع تھرپارکر کے مجاہد ختم نبوت بزرگ جناب مستری برکت علی مغل رحمۃ اللہ علیہ لوہار کا کام کرتے تھے۔ دینی غیرت وحمیت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال

دولت سے مالا مال تھے۔ایک دفعہ ان کے پاس ایک قادیانی مبلغ آیا اور اپنے باطل مذہب کی ارتدادی گفتگو شروع کردی۔اس دوران مستری صاحب اپنے کام میں مگن، دستے والی کلہاڑی کی دھار تیز کررہے تھے۔قادیانی مبلغ اپنی گفتگو میں بار بار جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کا نام بڑے ادب واحترام اور مقدس القابات سے ادا کرتا۔قادیانی مبلغ تقریر کرتا رہا۔مستری برکت علی صاحب سنتے رہے۔جب کلہاڑی کی دھار خوب تیز ہوگئی تو مستری برکت صاحب شیر کی طرح اٹھے اور کلہاڑی قادیانی مبلغ کی گردن پر رکھ کر کہا:''او خبیث بتا!تم مرزا قادیانی کو کیا مانتے ہو؟'' قادیانی مبلغ نے کہا: میں اسے نبی مانتا ہوں۔مستری صاحب نے پورے جلال کے ساتھ کہا۔کہو کہ مرزا قادیانی جھوٹا، بے ایمان اور بدکار تھا۔مبلغ نے اپنی جان کی خیر مناتے ہوئے کہا مرزا قادیانی جھوٹا، بے ایمان اور بدکار تھا۔مستری صاحب نے دوبارہ کہا، کہو کہ مرزا قادیانی مردود اور اُلّو کا پٹھا تھا۔قادیانی مبلغ نے یہی الفاظ پھر دہرادیے۔الغرض مستری صاحب مرزا قادیانی کے متعلق جو بے نقط سناتے،قادیانی مبلغ اسے بار بار دہراتا۔آخرکار مستری برکت علی صاحب، وہی کلہاڑی قادیانی مبلغ کے ہاتھ میں دے کر خود اس کے سامنے گردن جھکا کر بیٹھ گئے اور کہا: او بدبخت !اب تم یہ کلہاڑی میری گردن پر رکھ کر میرے سچے نبی، میرے آقا ومولا حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ کے متعلق میری زبان سے ایک جملہ بھی نکلوا کر دیکھ۔ میں تمھارے سامنے،ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں گا مگر میں اپنے پیارے نبی ﷺ کی شان اقدس میں ادنیٰ سی توہین کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔یہی میرے اور تمھارے مابین سچے اور جھوٹے ہونے کی بین دلیل ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ

آپ نے خود کو تحفظ ختم نبوت کے لیے گویا وقف کررکھا ہے۔آپ جس جذبے سے اپنے شاگردوں کو اس محاذ پر تیار کررہے ہیں۔اس زمانے میں اس کی مثال ملنی محال ہے۔حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی کو اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کا بے پناہ درد اور فکر عطا فرمائی ہے جس کو دیکھتے ہوئے حضرت کشمیری رحمہ اللہ کی فکر اور غم کا نقشہ ذہن میں اُبھرتا ہے۔آپ کا شاید ہی کوئی بیان اور مجلس ایسی ہو جس میں ختم نبوت کا تذکرہ نہ ہوتا ہو۔ایک مرتبہ فرمایا!''ختم نبوت کا کام کرنے والے کی سرپرستی خود نبی پاک ﷺ کی ذات اقدس فرماتی ہے۔''ایک مرتبہ حج کے سفر پر جانے سے پہلے ختم نبوت کے چند نوجوان کارکن آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ

ہمارا اسلام بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیجئے گا تو اس پر فرمایا میرے عزیزو! ایک آپ کی جماعت ہی ہے کہ جس کا سلام میں بغیر کہے اور سب سے پہلے عرض کرتا ہوں اور دُعا میں بھی سب سے مقدم ختم نبوت کے کارکنوں کو رکھتا ہوں۔

حضرت علامہ قاری ریاض احمد فاروقی سیوطی

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سے مالا مال حضرت علامہ قاری ریاض احمد فاروقی سیوطی صاحب ایک عظیم خطیب ختم نبوت، مناظر ختم نبوت اور مبلغ ختم نبوت ہیں۔ سیال موڑ ضلع سرگودھا سے تعلق ہے۔ جامع مسجد خاتم النبیین بند روڈ لاہور میں خطیب ہیں۔ آپ کے آبائی علاقہ میں قادیانی جماعت کا صدر اسحاق احمد جس سے 8 اکتوبر 2011ء کو آپ کا مناظرہ ہوا جس میں آپ نے قرآن و احادیث مبارکہ سے عقیدۂ ختم نبوت کے فولادی دلائل دیئے اور قادیانی کتب سے جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کا کافرِ اعظم اور دجال اعظم ہونا ثابت کیا۔ اس مناظرے سے پورے علاقے کے لوگوں میں ختم نبوت کا شعور پیدا ہوا اور اہل علاقہ نے قادیانیوں کا بائیکاٹ کرنا شروع کر دیا۔ علامہ ریاض احمد فاروقی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ مناظرے کی اگلی رات مجھے خواب میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ اعزاز تم کو ختم نبوت کی خدمت کی وجہ سے نصیب ہوا ہے، یہ عظیم کام کرتے رہنا۔

22

قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیّت

قرآن وسنت کی روشنی میں قادیانی زندیقوں کے مکمل بائیکاٹ پر مبنی نہایت علمی وتحقیقی تحریر جو مضبوط دلائل اور نکتہ رس براہین سے مزین اور آراستہ ہے۔

مولانا مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ
فیصل آباد

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد

حدود و قصاص کا قائم کرنا حکومت کا کام ہے، رعایا کا کام نہیں، لیکن اگر معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو جائے اور کچھ افراد جرائم و معاصی کا ارتکاب کرنے لگ جائیں تو ان کو درست اور سیدھا کرنے کے لئے اور معاشرہ کو برائیوں سے پاک وصاف رکھنے کے لئے جرائم پیشہ افراد سے قطع تعلقی (بائیکاٹ) کرنا ان کے ساتھ میل جول، لین دین ترک کر دینا، ان سے رشتہ ناطہ نہ کرنا، ان کی تقریبات شادی غمی میں شریک نہ ہونا، ان کو اپنی تقریبات میں شامل نہ کرنا، نہایت ہی پر امن، بے ضرر اور مؤثر ذریعہ ہے۔ آج سے تقریباً نصف صدی پہلے تک ہر زمانہ کے مسلمان اسی بائیکاٹ کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

"ترجمہ: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد والے ہر زمانہ کے ایمان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفوں اور دشمنوں کے ساتھ بائیکاٹ کرتے رہے حالانکہ ان ایمانداروں کو دنیاوی طور پر ان مخالفین کی احتیاج بھی ہوتی تھی لیکن وہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے بائیکاٹ کرتے تھے۔"

(مرقات، شرح مشکوٰۃ شریف جلد 10 صفحہ 290)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی رضا جوئی کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یہ بائیکاٹ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے، بلکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملی طور پر بھی اسکو نافذ فرمایا۔ جب غزوہ خیبر میں یہودیوں کا محاصرہ کیا اور یہودی قلعہ میں محصور ہو گئے۔ کئی دن گزر گئے تو ایک یہودی آیا اور اس نے کہا اے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جان کی امان پاؤں تو آپ کو ایک راز کی بات عرض گزار کرنی ہے، اگر آپ مہینہ بھر ان کا محاصرہ رکھیں تو ان کو پرواہ نہیں کیونکہ ان کے قلعہ کے نیچے پانی ہے وہ رات کے وقت قلعہ سے اترتے ہیں اور پانی پی کر واپس چلے جاتے ہیں تو اگر آپ ان کا پانی بند کر دیں تو جلدی کامیابی ہوگی۔" اس پر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا پانی بند کر دیا۔ تو وہ مجبور ہو کر قلعہ سے اتر آئے۔" (زاد المعاد علی الزرقانی، جلد نمبر 4 صفحہ 205)

ایک مرتبہ جب حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور دو اور صحابی رضی اللہ عنہم غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے۔ واپسی پر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب طلبی فرمائی اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان تینوں کے ساتھ بات چیت ترک کردی جائے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ساتھ اور میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ بات چیت کرنے سے منع فرمادیا۔'' لہٰذا ''ہمارے ساتھ کوئی بھی بات نہ کرتا تھا۔'' (صحیح بخاری صفحہ 675، جلد دوم) اس بائیکاٹ کا یہ اثر ہوا کہ زمین باوجود وسیع ہونے کے ان پر تنگ ہوگئی بلکہ وہ اپنی جانوں سے بھی تنگ آگئے۔ یہ بائیکاٹ جب چالیس دن تک پہنچا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اب ان کی بیویاں بھی ان سے الگ ہوجائیں۔ پھر جب پورے پچاس دن ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اس کا حکم بذریعہ وحی نازل فرمایا۔

(تفصیل کے لیے دیکھیں تفسیر روح البیان۔ سورۃ توبہ، پارہ 11، آیت نمبر 118)

تنبیہ:

یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے ان سے لغزش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ان کی لغزش کو معاف فرمایا۔ ان کی معافی کی سند قرآن مجید میں نازل فرمائی، ان کے درجات بلند کئے، لہٰذا اب کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان حضرات کے متعلق کوئی ادب سے گری ہوئی بات کہے یا دل میں بدگمانی رکھے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسا کرنا سراسر ہلاکت ہے اور دین کی بربادی ہے۔ اللہ تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قطع تعلقی (بائیکاٹ) کے متعلق قرآن پاک میں ہے:

ترجمہ: "مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ (عہد) نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے۔" (ال عمران: 28)

حدیث پاک میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے انہیں منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر ان کے علماء نے ان کے ساتھ ان کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کردیا اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے (بائیکاٹ نہ کیا) تو اللہ تعالیٰ نے ان کو برباد کردیا اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ان پر لعنت بھیجی۔

کیونکہ وہ نافرمانی کرتے حد سے بڑھ گئے تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا ''قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جرائم پیشہ لوگوں کو روک لو۔''

(ترمذی شریف صفحہ 130 جلد 2)

مذکورہ بالا بائیکاٹ کا حکم ایسے لوگوں کے متعلق ہے جو عملی طور پر جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ لیکن جو دین کے ساتھ دشمنی کریں، اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت پر حملے کریں، ایسے بدمذہبوں کے لئے سخت حکم ہے ان کے ساتھ بائیکاٹ نہ کرنا، میل ملاپ، محبت، دوستی کرنا سخت حرام ہے۔ اگرچہ وہ ماں باپ ہوں، بیٹے بیٹیاں ہوں، بہن بھائی یا کنبہ برادری ہو۔ قرآن پاک میں ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بھائی، بہن ایمان پر کفر کو پسند کریں تو ان سے محبت و دوستی نہ کرو اور جو تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا وہ ظالموں میں سے ہوگا'' (پارہ 10، سورۃ توبہ، آیت نمبر 23)، نیز قرآن پاک میں ہے:

ترجمہ: ''تم نہ پاؤ گے کسی اس قوم کو جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، وہ دوستی کریں ایسے لوگوں سے جو دشمنی اور مخالفت کریں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اگرچہ وہ دشمنی کرنے والے ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں، بھائی ہوں یا کنبہ برادری ہو۔ ایسے ایمان والوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور ان کی روح سے مدد فرماتا ہے اور انہیں بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان بہشتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی دونوں جہان میں کامیاب ہے'' (سورۃ مجادلہ، آیت 22)

آیت مذکورہ کا مفہوم یہ کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دوستی نہیں رکھ سکتے۔ یہ عین ایمان ہے اور ایسے ایمانداروں کے لیے طرح طرح کے انعامات ہیں۔

چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے:

ترجمہ: ''آیت مبارکہ میں یہ تعلیم و تربیت دی گئی ہے کہ کوئی قوم مومن بھی ہو اور کفار و مشرکین کے ساتھ اس کی محبت و دوستی بھی ہو یہ بات نہیں ہو سکتی'' نیز اسی میں ہے:

ترجمہ:’’آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ محبت ودوستی کرنے سے مبالغہ کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے اور ایسا کرنے والوں کے لئے زجروتوبیخ ہے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے الگ رہنے کی پختگی بیان کی گئی ہے‘‘

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایسا ایمان نقش کردیا تھا کہ ان کی نظروں میں حضور سرور دوعالم ﷺ کے مقابلہ میں کسی کی کوئی وقعت ہی نہ تھی خواہ وہ باپ ہو یا بیٹا، بھائی ہو یا بہن۔ چنانچہ سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ابوقحافہ (رضی اللہ عنہ) کے اسلام لانے سے قبل جب اُن کی زبان سے آقا دوجہاں ﷺ کی شان میں سخت الفاظ سنے تو ان کو ایسا مکا رسید کیا کہ وہ گر گئے۔ جب حضور ﷺ سے عرض کیا اور حضور ﷺ نے پوچھا ’’افعلت یا ابا بکر‘‘ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تو نے ایسا کیا ہے؟ عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ:’’اللہ تعالیٰ کی قسم اگر میرے قریب تلوار ہوتی تو میں ان کو قتل کر دیتا۔اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔‘‘(تفسیر روح المعانی)

اللہ تعالیٰ ان پاک روحوں پر لاکھوں، کروڑوں، اربوں، کھربوں رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے امت کو یہ سبق دیا کہ عشق مصطفیٰ ﷺ کے سامنے سب رشتے ہیچ ہیں۔ حضور رحمت عالم ﷺ کا درس دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی عزت وعظمت کے سامنے نہ کسی استاد کی عزت ہے، نہ کسی پیر کا تقدس رہ جاتا ہے، نہ ماں باپ کا وقار، نہ بیوی بچوں کی محبت آڑے آتی ہے اور نہ مال ودولت ہی رکاوٹ بن سکتی ہے۔

سبحان من کتب الایمان فی قلوب المومنین وایدھم بروح منه

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسی عشق ومحبت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کے جذبات کی تعریف فرمائی ہے۔

اشداء علی الکفار رحماء بینھم (فتح:29)

’’یعنی وہ کافروں دشمنوں پر بڑے ہی سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں‘‘

بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی اور شدت کی مقدار پر ہی عشق ومحبت کا نکھار ہوتا ہے جو شخص محبت کا دعویٰ کرے لیکن محبوب کے دشمنوں کے ساتھ بغض وعداوت نہ رکھے وہ محبت میں سچا نہیں ہے، وہ محبت محبت ہی نہیں ہے بلکہ وہ بربریت ہے، دھوکہ ہے، فریب ہے۔ الحاصل اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی افضل الاعمال ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔

ترجمہ: ''عملوں میں افضل ترین عمل اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف)

رسول اکرم ﷺ دربارِ الٰہی میں یوں دعا کرتے ہیں۔

اللھم اجعلنا ھادین مھتدین غیر ضالین ولا مضلین سلما لا ولیئك وعدو الا عدائك نحب بحبك من احبك و نعادی بعد اوتك من خالفك اللھم ھذا الدعا وعلیك الاجابه۔ (ترمذی شریف جلد 2 صفحہ 178)

ترجمہ: ''یا اللہ! ہم کو ہدایت دہندہ، ہدایت یافتہ کر، یا اللہ ہم کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا نہ کر، یا اللہ ہم کو اپنے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے والا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمنی وعداوت رکھنے والا بنا۔ یا اللہ ہم تیری محبت کی وجہ سے تیرے دوستوں سے محبت کرتے ہیں اور تیرے ساتھ ان کی عداوت کی وجہ سے ہم ان سے عداوت رکھتے ہیں۔ یا اللہ یہ ہماری دعا ہے اسے قبول فرما۔''

ان ارشادات عالیہ کو وہ صلح کلی حضرات آنکھیں کھول کر دیکھیں جو لوگ بے سوچے سمجھے جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ تو کافروں کو بھی گلے لگاتے تھے۔ ان حضرات سے سوال ہے کہ رسول اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے ارشاد مبارک:) ترجمہ: ''اے غیب کی خبریں بتانے والے) نبی (جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی فرماؤ اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔'' (سورۃ توبہ، آیت 73) کے مطابق حکم الٰہی کی تعمیل کرتے تھے یا نہیں؟

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ احکام خداوندی کی تعمیل سید دو عالم ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں کر سکتا اور نہ کسی نے کی ہے۔ بنابریں رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی شریف سے منافقوں کا نام لے کر مسجد سے نکال دیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''یعنی رسول اکرم ﷺ جمعہ کے دن جب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا اے فلاں تو منافق ہے، لہٰذا مسجد سے نکل جا۔ اے فلاں تو بھی منافق ہے، مسجد سے نکل جا۔ حضور ﷺ نے کئی منافقوں کے نام لے کر نکالا اور ان کو سب کے سامنے رسوا کیا۔ اس جمعہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ابھی مسجد شریف میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ کسی کام کی وجہ سے دیر ہو گئی تھی۔ جب وہ منافق مسجد سے نکل کر رسوا ہو کر جا رہے تھے تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آ رہے تھے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شرم کی وجہ سے چھپ رہے تھے کہ مجھے دیر ہو گئی ہے، شاید جمعہ ہو گیا

ہے لیکن منافق فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اپنی رسوائی کی وجہ سے چھپ رہے تھے پھر جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ابھی جمعہ نہیں ہوا تھا۔ بعد میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ تجھے خوشخبری ہو کہ آج اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو رسوا کر دیا ہے۔‘‘

(تفسیر روح المعانی جلد 11 صفحہ 11 تفسیر مظہری جلد 4، صفحہ 289 تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 384 تفسیر خازن جلد 3 صفحہ 511، تفسیر بغوی علی الخازن جلد 3 صفحہ 511۔ تفسیر روح البیان جلد 3 صفحہ 493)

سیرت ابن ہشام میں عنوان قائم کیا ہے

طرد منافقین من مسجد رسول اللہ ﷺ

اور اس کے تحت فرمایا کہ منافق لوگ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر ٹھٹھے کرتے، دین کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک دن کچھ منافق مسجد نبوی شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا:

’’فامر بهم رسول الله ﷺ فاخرجوا من المسجد اخراجا عنيفا‘‘

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ان منافقوں کو سختی سے نکال دیا جائے۔ اس ارشاد پر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ، خالد بن زید رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عمر بن قیس کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر پھینک دیا پھر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے رافع بن ودیعہ کو پکڑا، اس کے گلے میں چادر ڈال کر خوب بھینچا اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا، اس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے جاتے۔

’’اف لك منافقا خبيثا‘‘

ارے خبیث منافق تجھ پر افسوس ہے۔ اے منافق! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد سے نکل جا۔ ادھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ بن حزم نے زید بن عمرو کی داڑھی کو پکڑا، زور سے کھینچا اور کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا، پھر اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارا کہ وہ گر گیا۔ اس منافق نے کہا اے عمار (رضی اللہ عنہ) تو نے مجھے بہت عذاب دیا ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تجھے دفع کرے۔ اللہ تعالیٰ نے جو عذاب تیرے لیے تیار کیا ہے وہ اس سے بھی سخت تر ہے۔

فلا تقربن مسجد رسول الله ﷺ

آئندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد مبارک کے قریب نہ آنا

بنونجار قبیلہ کے دوصحابی ابومحمد رضی اللہ عنہ) جوکہ بدری صحابی تھے(اور ابومحمد مسعود رضی اللہ عنہ نے قیس بن عمرو کو جوکہ منافقین میں سے نوجوان تھا گدی پر مارنا شروع کیا حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکال دیا۔حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کو نکال دینے کا حکم دیا ہے، حارث بن عمرو کو سر کے بالوں سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر نکال دیا۔وہ منافق کہتا تھا۔اے ابن حارث تو نے مجھ پر بہت سختی کی ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا اے اللہ کے دشمن تو اسی لائق ہے۔تو نجس ہے، پلید ہے۔آئندہ مسجد کے قریب نہ آنا۔ادھر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی زری بن حارث کو سختی سے نکال کر فرمایا: افسوس کہ تجھ پر شیطان کا تسلط ہے۔
(سیرت ابن ہشام جلد 1 صفحہ نمبر 528)

نیز اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ تم ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرو۔اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے ہمیشہ نفرت اور بیزاری رکھو، ارشاد ہے:

قد كانت لكم اسوه حسنه فى ابراهيم والذين معه اذ قالوا القومهم براء منكم ومما تعبدون من دون الله كفرنا بكم وبدا بيننا وبينكم العداوه والبغضاء ابدا حتى تومنو بالله وحده۔ (ممتحنہ:4)

”بے شک تمہارے لیے اچھی پیروی تھی ابراہیم (علیہ السلام) اور اس کے ساتھ والوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ بے شک ہم بے زار ہیں تم سے اور اُن سے جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ہوگی ہمیشہ کے لیے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ مگر ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ سے کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا اور میں اللہ کے سامنے تیرے کسی نفع کا مالک نہیں اے ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔“

تفسیر روح المعانی میں حدیث قدسی منقول ہے:

يقول الله تبارك و تعالىٰ و عزتى لا ينال رحمتى من لم يوال اوليائى ويوادا عدائى ۔ (صفحہ 35، جز 28)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا وہ میری رحمت حاصل نہیں کرسکتا۔“

درۃ الناصحین میں علامہ خوبوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث پاک ذکر کی ہے۔یعنی ”رسول

اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام تو نے میرے لئے بھی کوئی عمل کیا ہے۔موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا! یا اللہ میں نے تیرے لئے نماز پڑھی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا نماز تو تیرے ہی لئے برہان بنے گی۔عرض کیا! یا اللہ میں نے تیرے لئے روزے رکھے ہیں۔خدا تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام روزہ تو تیرے لئے ڈھال بنے گا۔ پھر عرض کیا! میں نے تیرے لیے صدقہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقہ تو تیرے ہی لیے سایہ بنے گا۔عرض کیا! میرے اللہ میں نے تیرے لئے ذکر کیا ہے۔فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام یہ تو تیرے لئے نور ہی ہوگا۔ بتا تو نے میرے لئے کون سا عمل کیا ہے۔موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا! میرے پروردگار تو ہی بتادے کہ وہ کون سا عمل ہے جو تیرے لئے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے موسیٰ علیہ السلام کیا تو نے میرے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کی ہے اور کیا تو نے میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی ہے؟'' (درۃ الناصحین صفحہ 210)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت کرنا جتنا مقبول ومحبوب عمل ہے اتنا اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی عداوت رکھنا بھی مقبول ومحبوب عمل ہے۔نیز اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی محبت اور ان کے دشمنوں، گستاخوں کی محبت آپس میں ضدین ہیں۔یہ دونوں بیک وقت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں۔

مخدوم الاولیاء سیدنا امام ربانی خواجہ مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''دو محبت متبائنہ جمع نشوند جمع کہ ضدین را محال گفتہ اند۔محبت یکے مستلزم عداوت دیگرست'' (مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر 165 جلد اول)

یعنی دو محبتیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے۔اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی دل میں محبت ہوگی تو اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کی محبت دل میں نہیں آسکتی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کی جتنی محبت و دوستی دل میں آئے گی تو اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ کی محبت اتنی ہی کم ہوجائے گی۔نیز فرمایا:

''وہ علامت کمال محبت کمال بغض است با اعداء او صلی اللہ علیہ وسلم۔'' (مکتوب 1/165)

یعنی ''تاجدار مدینہ ﷺ کے ساتھ کمال محبت کی علامت یہ ہے کہ سید دو عالم ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض وعداوت ہو۔'' نیز فرمایا:

''کافروں کے ساتھ جو کہ اللہ تعالیٰ اوراس کے پیارے حبیب ﷺ کے دشمن ہیں، دشمنی رکھنی چاہئے اوران کو ذلیل وخوار کرنے میں کوشش کرنی چاہئے اور کسی طرح ان کی عزت نہیں کرنی چاہیےاوران بدبختوں کو اپنی مجلس میں نہیں آنے دینا چاہئے (مکتوب نمبر 165)

مزید فرمایا''دررنگ سگاں ایشاں رادور باید داشت''

یعنی اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کو کتوں کی طرح دور رکھنا چاہئے۔

نیز ایک جگہ اور فرماتے ہیں:

پس عزت اسلام درخواری کفر اہل کفرست کسیکہ اہل کفر راعزیز داشت اہل اسلام را خوارساخت''

یعنی اسلام کی عزت اسی میں ہے کہ کفر وکفار کو ذلیل وخوار کیا جائے جو شخص کفر والوں کی عزت کرتا ہے وہ حقیقت میں مسلمانوں کو ذلیل کرتا ہے۔(مکتوب نمبر 1/ 163)

سیدنا امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا:

رسول اکرم شفیع معظم ﷺ کی بارگاہ تک لے جانے والا یہی ایک راستہ ہے(کہ ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی وعداوت رکھی جائے۔) اگراس راستہ کو چھوڑ دیا جائے تو اس دربار تک رسائی مشکل ہے۔ (مکتوب نمبر 1/ 165)

یہ بھی مسلم کہ سید اکرم، نور مجسم، فخر آدم و بنی آدم ﷺ تک رسائی ہی دین ہے۔علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

یعنی تو اپنے آپ کو مصطفی ﷺ کے مبارک قدموں تک پہنچا دے اور اگر تو ان تک نہ پہنچ سکا تو تیرا سب کچھ ہی ابولہب ہے۔

قادیانیوں اوران جیسے دیگر کافروں کے ساتھ بائیکاٹ کے متعلق چند احادیث مبارکہ بیان کی جاتی ہیں۔

حدیث پاک نمبر 1

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''آخری زمانہ میں کچھ لوگ کذاب ودجّال بہت جھوٹے دھوکہ باز آئیں گے۔ وہ تم

سے ایسی باتیں بیان کریں گے جو تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہوں گی۔ لہٰذا اے میری امت تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔" (مسلم شریف)

سبحان اللہ! کیا شان ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نور نبوت سے پہلے ہی دیکھ لیا کہ دین کے ڈاکو آئیں گے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو ان سنی اور بناوٹی باتیں سنا کر اپنے دجل وفریب سے ان کے ایمان لوٹیں گے۔ لہٰذا! شفیقِ امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے سے امت کو بچنے کی تدبیر بتائی کہ اے میری امت! بے دینوں کے قریب مت پھٹکنا اور نہ ان کو اپنے قریب آنے دینا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ لیکن امت کے کچھ بے لگام افراد ہیں جو کہتے پھرتے ہیں جی صاحب! ہر کسی کی بات سننی چاہیے۔ دیکھیں بھلا کہتے کیا ہیں۔ اسی بنا پر قادیانیوں کے جلسوں میں جانے والے، ان کا لٹریچر پڑھنے والے ان کی تقریریں سننے والے ہزاروں لوگ گمراہ و بد دین ہو گئے، جہنم کا ایندھن بن گئے۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اے میرے مسلمان بھائیو! ہوشیار، خبردار! قادیانیوں کے جلسوں میں مت جاؤ، ان کی تقریریں مت سنو! ان کے رسائل واخبارات مت پڑھو ورنہ پچھتاؤ گے۔ تقریر سنو تو اس کی جس کا دل محبت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز ہے۔ کتابیں اور رسالے پڑھو تو ان کے جن کے سینے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معمور ہیں۔ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے:

"حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے کہ دو بد مذہب آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضرت اجازت ہو تو ہم آپ کو ایک حدیث سنائیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو ہم قرآن پاک کی ایک آیت پاک بیان کریں۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں یا تو تم یہاں سے چلے جاؤ یا میں اٹھ کر چلا جاتا ہوں۔ اس پر وہ دونوں خائب وخاسر ہو کر چلے گئے۔ کسی نے عرض کیا حضور اس میں کیا حرج تھا کہ وہ دو آدمی قرآن پاک کی کوئی آیت پاک سناتے۔ اس پر حضرت محمد بن سیرین قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ دونوں بد مذہب تھے اگر یہ آیت پاک بیان کرتے وقت اپنی طرف سے اس میں پچر لگا دیتے تو مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ تحریف میرے دل میں بیٹھ جاتی اور میں بھی بد مذہب ہو جاتا۔" (فتاویٰ الحرمین)

سبحان اللہ! وہ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر محدث، قوم کے پیشوا، وقت کے

علامہ،علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر، وہ تو بد مذہبوں سے اتنا پرہیز کریں کہ قرآن پاک کی ایک آیت ان سے سننے کے روادار نہیں اور آج ان پڑھ، دین سے بے خبر اتنی بے باکی اور جرأت سے کہہ دیتے ہیں کہ جی صاحب ہر کسی کی بات سننی چاہئے۔ ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم''

یوں ہی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کوئی بات پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب نہ دیا۔ "فقیل لہ فقال از ایشاں" کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب کیوں نہیں دیا تو آپ نے فرمایا یہ بدمذہبوں میں سے ہے۔

حدیث پاک نمبر 2

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قضا و قدر کو جھٹلانے والے اس امت کے مجوسی ہیں (حالانکہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں) فرمایا کہ اگر وہ بیمار پڑیں تو انکو پوچھنے مت جاؤ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے مرنے پر ان کے جنازہ وغیرہ میں مت شریک ہو، اگر تم سے ملیں تو ان کو سلام نہ کرو'' (ابن ماجہ شریف)

جب عام کافروں کے لیے اس قدر سختی و شدت سے رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطع تعلقی کا حکم دیا تو مرزائی تو کافر بھی ہیں اور مرتد و زندیق بھی۔ ان کے لیے تو بدرجہ اولیٰ قطع تعلقی کا حکم ہے۔

شیزان کا بائیکاٹ کیوں ضروری ہے؟

شیزان کے مالکان قادیانی ہیں اور قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ شیزان کا بائیکاٹ ''ایک مشروب'' یا بوتل'' کا بائیکاٹ نہیں بلکہ اسلام دشمن کا بائیکاٹ ہے اور غیرت وحمیت اسلام کا ثبوت ہے۔

اعتراض! کیا جاتا ہے کہ شیزان میں استعمال ہونے والی اشیاء حلال ہیں یہ شراب تو نہیں کہ استعمال جائز نہیں ہے؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ دو چیزیں ہوتی ہیں

(1) اصل شے (2) حکم شے

مثال کے طور پر: (1) مٹی پاک ہے، یہ اصل شے ہے (2) حکم شے! مٹی کا کھانا جائز نہیں ہے۔ طلاق ضرورت کے وقت جائز ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ ریشم پاک ہے لیکن مردوں کو استعمال جائز نہیں۔ سونا پاک ہے لیکن مردوں کو استعمال کرنا حرام ہے۔ اس طرح شیزان کے اجزاء پاک ہیں لیکن استعمال ناجائز ہے۔ کیونکہ شیزان کا استعمال اس کے قادیانی مالکان کی

تجارت وآمدنی میں اضافہ کرنا، مرتدوں ودشمنان رسول کی تبلیغ وفروغ میں ممد ومعاون بننا ہے اور مرتدوں کے ساتھ تعاون وتعامل حرام ہے۔

عقلی دلیل:

اگر کسی شخص کے باپ یا ماں کا کوئی دشمن ہو تو غیرت مند بیٹا والدین کے دشمنوں کے ساتھ کبھی بھی لین دین، کھانا پینا نہیں کرے گا۔ (بے ضمیروں کی بات الگ ہے)

نقلی دلائل:

(1) حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل مدینہ منورہ میں عاشورہ محرم کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو دو روزے رکھوں گا تا کہ کفار کے ساتھ مشابہت نہ ہو جائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من تشبہ بقوم فھو منھم

ترجمہ: جس نے جس قوم سے مشابہت اختیار کی وہ ان میں سے ہے۔

فائدہ:

1۔ مسلمانوں کا ایک اسلامی تشخص ہے، اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا مقصد حیات ہے۔ مسلمان وضع وقطع بود وباش، لباس وزیبائش، شادی وغمی، عبادت وریاضت، نشست و برخاست، خورد ونوش اور مجادلات ومعاملات میں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پابند ہے۔

2۔ اسلام میں شراب کی خرید وفروخت حرام ہے کیونکہ اس میں برائی کے ساتھ تعاون ہوتا ہے۔ اس طرح شیزان کے ساتھ تعاون قادیانی لابی کی مدد کرنا ہے۔ اگر مسلمان گدھے، گھوڑے، بیل میں فرق نہ کرے تو یہ ان کی حماقت اور بے غیرتی ہے۔

3۔ فقہ کا مسئلہ ہے کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے یا پیٹھ کر کے پیشاب کرنے سے، حضور رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے اگرچہ یہ شخص خانہ کعبہ سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہی کیوں نہ بیٹھا ہو، ناجائز وگناہ ہے۔ کیونکہ اس شخص نے اسلامی تشخص، مرکز اور شعائر اسلام کی توہین کی ہے۔ (ابوداؤد شامی)

4۔ ایک لمبی مونچھیں بڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ میری اپنی مونچھیں ہیں میں جو چاہوں

کروں لیکن ایسا ہر گز جائز نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مونچھوں کے کٹوانے اور داڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ مونچھوں کا بڑھانا مجوسیوں اور غیر مسلموں کا شیوہ ہے۔ مسلمانوں کو اپنا تشخص برقرار رکھنا ضروری ہے۔

ایک واقعہ:

حضرت عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو قیصر روم نے مع رفقاء کے گرفتار کیا اور ساتھیوں کو کھولتے تیل میں جلا کر شہید کر دیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے خنزیر اور شراب پیش کی، آپ نے انکار کر دیا۔ حالانکہ اسلامی حکم کے مطابق جان بچانے کیلئے کھانے پینے کی اجازت ہے ''الا ما اضطررتم''، لیکن انہوں نے عزیمت پر عمل کیا تا کہ اسلامی تشخص مجروح نہ ہو۔ جیسے ہندوؤں کی پہچان ''مندر'' سے ہے، عیسائیوں کی ''گرجا'' سے اور مسلمانوں کی ''مسجد ہے''۔ یہ ہر مذہب کے تشخص ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کو قادیانیوں کا بائیکاٹ کرنا اسلامی تشخص کو برقرار رکھنا ہے۔

اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ انکی تمام مصنوعات کا سوشل بائیکاٹ کریں اور قادیانیوں کے ساتھ ہر گز تعلقات و معاملات نہ رکھیں۔

اُم المومنین ام احبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ ابوسفیان ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ملنے کے لئے ان کے گھر گئے اور حضور نور مجسم ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیٹھنے سے منع کر دیا کہ تم کافر ہو اور یہ میرے پاک شوہر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا بستر ہے۔ ظاہر بات ہے بستر ناپاک نہ ہو جاتا لیکن اسلامی تشخص برقرار رکھنا ضروری ہے تا کہ کافر و مسلم کا فرق واضح رہے۔

الحدیث:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا (ترجمہ): ''جس شخص نے صاحب بدعت کی عزت کی، اس نے اسلام کے گرانے میں مدد دی۔'') المعجم الاوسط (قادیانی کافر، مرتد و زندیق ہیں ان کی عزت کرنا حقیقت میں حضور ﷺ کی توہین کرنا ہے اور حضور ﷺ کی توہین کا مرتکب خَسِرَ الدُّنیَا وَالْاٰخِرَۃَ ہے۔ فیصلہ خود کریں! قادیانیوں سے نفرت کر کے شفاعت مصطفیٰ ﷺ لینا چاہتے ہو یا دین کی دشمنی کر کے دنیا و آخرت کو تباہ کرنا چاہتے ہو؟ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے۔

قادیانیوں کے مکمل بائیکاٹ پر متفقہ فتویٰ

قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کے بارے میں اندرون پاکستان اور بیرون ممالک سے مختلف مکاتب فکر کے تقریباً 1000 سے زائد جید علماء کرام اور مفتیان عظام اور 100 سے زائد بڑے دینی مدارس کی مندرجہ ذیل دو باتوں پر متفقہ رائے ہے۔

(1) قادیانی/مرزائی کافر، مرتد اور زندیق ہیں۔ وہ اپنے کفریہ عقائد کو اسلام سمجھتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرزا غلام قادیانی نبی ہے جو اسے مانتا ہے وہ مسلمان ہے جو اسے نہیں مانتا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (نعوذ باللہ) قادیانیوں/مرزائیوں کا حکم عام کافروں سے علیحدہ ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ انہیں شریعت اسلامیہ اور آئین پاکستان کے مطابق سزا دے۔ علمائے کرام کا فرض منصبی ہے کہ وہ عوام الناس کو فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کریں اور قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کروائیں۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کا اقتصادی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی مقاطعہ یا مکمل سوشل بائیکاٹ کریں۔

(2) قادیانیوں/مرزائیوں سے خرید وفروخت، تجارت، لین دین، سلام وکلام، ملنا جلنا، کھانا پینا، شادی وغمی میں شرکت، جنازہ میں شرکت، تعزیت، عیادت، ان کے ساتھ تعاون یا ملازمت سب شریعت اسلامیہ میں سخت ممنوع اور حرام ہیں۔ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ان کو توبہ کرانے میں بہت بڑا علاج اور ان کی اصلاح اور ہدایت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ہر مسلمان کا اولین ایمانی فریضہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی نشانی ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں کتاب ''قادیانیوں کے مکمل بائیکاٹ پر متفقہ فتویٰ'')

23

مُنکرینِ ختمِ نبوّت سے مباحثہ کے چند راہنما اُصول

کارکنان تحفظ ختم نبوت کی تربیت پر مبنی ایک راہبر تحریر جس کے مطالعہ سے آپ قادیانیوں کو ہر موضوع پر آسانی سے لاجواب کر سکتے ہیں۔

محمّد بدیعُ الزّمان بھٹی
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی بنیاد اور جان کا نام ہے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دعویٰ کرنے والا بلاشبہ بدترین کافر، کذاب اور دجال ہے۔حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسے شخص سے اس کی نبوت کی دلیل مانگنا یا معجزہ طلب کرنا بھی کفر ہے، کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت پر شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ مرزا قادیانی نے انگریز کے کہنے سے دعویٰ نبوت کیا۔ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے سب ماننے والے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔قادیانی لوگوں میں گمراہی پھیلانے کی کوششیں کرتے ہیں۔ مناظرین ختم نبوت کو لوگوں کے ایمان بچانے کے لیے قادیانیوں سے بحث کرنی پڑتی ہے تا کہ ہر شخص ان کے فتنے سے بچا رہے۔

دنیا کی سب سے بڑی طاقت وقوت دلائل و براہین کی ہے۔مرزائیوں سے گفتگو کرنے کے لیے جہاں دلائل کی ضرورت ہے، وہاں ان کی نفسیات کو جاننا بھی ضروری ہے۔ملت اسلامیہ میں وہ حضرات جنہیں قادیانیوں سے تقریری، تحریری واسطہ پڑتا ہے، انہوں نے نسل نو کی راہنمائی کے لیے چند اہم اصول متعین کیے ہیں جو قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں تا کہ اس سے استفادہ کر کے نا صرف قادیانیوں کو لاجواب بلکہ انہیں تلاش حق کا راستہ بھی دکھایا جا سکے۔

انتخاب موضوع:۔

قادیانیوں/مرزائیوں سے مباحثہ اور مناظرہ کرنے کے لیے علم و دلائل کے ساتھ ساتھ کچھ راہنما اصول ذہن نشین ہونے اس لیے بھی ضروری ہیں کہ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ دلائل ہونے کے باوجود مرزائی مناظر اپنی چال بازی کی وجہ سے سادہ لوح مسلمان کو خواہ مخواہ کج بحثی میں ڈال کر بات کا رخ ہی بدل دیتا ہے،لہٰذا مرزائیوں سے مناظرہ کرنے کے کچھ اصول اور طریقے ہیں جن کا ایک مسلمان کیلئے جاننا بے حد ضروری ہے۔مسلمانوں اور مرزائیوں کے درمیان مناظرہ اور بحث کرنے کے عام طور پر تین موضوعات ہوتے ہیں۔

1۔ ختم نبوت:۔

ختم نبوت پر مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور

رسول ہیں، آپ ﷺ کے بعد نبوت ختم ہے اور قیامت تک کوئی نیا نبی اور رسول پیدا نہیں ہوسکتا ۔جبکہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے۔ چنانچہ ہم ختم نبوت پر دلائل دیتے ہیں اور قادیانی اجرائے نبوت پر۔

2۔ حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام:۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام حیات ہیں، آسمانوں پر جلوہ افروز ہیں، قرب قیامت زمین پر تشریف لائیں گئے اور حضور ﷺ کا کلمہ پڑھ کر امت محمدیہ ﷺ میں شامل ہوں گے، لیکن نہ اپنی نبوت کا اعلان کریں گئے نہ اپنی شریعت کا پرچار کریں گئے۔جبکہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں، ان کی قبر کشمیر میں ہے جس مسیح نے آخری زمانے میں آنا تھا وہ مرزا قادیانی ہے۔(نعوذ باللہ)

3۔مرزا قادیانی کا کردار:۔

مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی امام مہدی، مسیح موعود، نبی اور رسول ہے(نعوذ باللہ) جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی ایک گستاخِ رسول، جھوٹا، فراڈیا، جعلساز، کذاب، مرتد، دجال، کافرِ اعظم اور انگریز کا خود کاشتہ پودا یعنی ایجنٹ تھا۔

مرزائیوں کی ایک سازش:۔

یاد رہے کہ مناظرہ کرتے وقت مرزائیوں کی یہ سازش ہوتی ہے کہ وہ پہلے دو موضوعات (ختم نبوت اور حیات مسیح علیہ السلام) پر بحث کرے۔ تیسرے موضوع (کردار مرزا) پر مرزائی کبھی نہیں آئے گا کیونکہ پہلے دو موضوعات ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام ایسے ہیں کہ ان پر مرزائی مناظر غلط استدلال اور غلط تاویلات کر کے بات کو لمبا اور بے مقصد بناتا ہے۔ وہ دیگر سامعین کے ذہنوں میں خواہ مخواہ الجھن پیدا کرنا چاہتا ہے۔ آیات واحادیث کا غلط ترجمہ وتفسیر اور تاویل کر کے مناظرہ میں موجود سامعین کے ذہنوں کو خراب کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ سامعین میں سے ہر کوئی قرآن وحدیث کا ماہر یا عالم نہیں ہوتا۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جب دو ایم ایس سی کے طالب علم کسی سائنس کے اہم کلیہ پر بحث کریں، دونوں دلائل دیں اور کہا جائے کہ فیصلہ میٹرک کا طالب علم کرے، تو کیا یہ ممکن ہے؟ میٹرک کے طالب علم کو کیا پتا کہ کون صحیح کہہ رہا ہے اور کون غلط کہہ رہا ہے۔ اسی لیے مرزائی مناظر پہلے دو موضوعات کو بحث کا محور بناتا ہے تاکہ غلط تاویلات سے بحث کچھ دیر لمبی ہو سکے۔ یہ بات

نہیں کہ ہمارے پاس پہلے دو موضوعات کے لیے دلائل نہیں۔ علماء کرام کی ہزاروں کتابیں ان موضوعات کے ٹھوس دلائل سے بھری پڑی ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے وہ دلائل بھی پیش خدمت ہوں گے (ان شاء اللہ)۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ عوام الناس اور سامعین کی آگاہی اور بھلائی کے لیے جب مرزا قادیانی کے کفریات، کردار، کذبات، جھوٹی پیش گوئیوں کے بارے بحث ہوگی تو سادہ آدمی بھی سمجھ جائے گا کہ 2+2=4 ہوتے ہیں کہ مرزا قادیانی کیسا بڑا کافر، بدکردار اور جھوٹا شخص ہے۔ اس لیے ایسے آدمی کے باقی دعووں پر بحث کرنا فضول ہے۔

مسلمان مناظر کیلئے ضروری بات:۔

مسلمان مناظر کیلئے ضروری ہے کہ مناظرہ میں موضوع منتخب کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھے کہ موضوع اپنی مرضی کا ہو یعنی قادیانی کفریہ عقائد اور کردار مرزا۔ کیونکہ موضوع کا منتخب کرنا مناظرے کی جان ہے جس مناظر نے اپنا موضوع منوالیا، سمجھ لے کہ اس نے آدھا مناظرہ جیت لیا۔ یہ غلطی کبھی نہیں ہونی چاہیے کہ کردار و کفریات مرزا سے صرفِ نظر کرتے ہوئے مرزائیوں سے صرف علمی بحث پر ہی اکتفاء کرلیا جائے یعنی صرف ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ہی بحث کی جائے، بلکہ ازحد ضروری ہے کہ مرزائی مناظر سے کفریاتِ مرزا اور کردار مرزا پر بھی بحث کی جائے تب صحیح اور واضح نتیجہ سامعین میں سے ایک عام آدمی بھی اخذ کرسکتا ہے۔

انتخاب موضوع کے تین درجے:۔

مناظرہ کا موضوع منتخب کرتے وقت درج ذیل تین درجات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

1۔ پہلا درجہ:۔

اپنا موضوع منوائیں، مخالف قادیانی مناظر کا کوئی بھی موضوع نہ مانیں۔

2۔ دوسرا درجہ:۔

اگر اپنا موضوع نہ منوا سکیں تو مرزائی کا بھی موضوع نہ مانیں بلکہ کوئی تیسرا موضوع منتخب کریں۔

3۔ تیسرا درجہ:۔

اگر باامر مجبوری مرزائیوں کا موضوع ماننا پڑ جائے تو اس شرط پر کہ ایک موضوع ہمارا بھی

ہوگا اور وہ کردار مرزا قادیانی یا کفریاتِ مرزا قادیانی ہوگا۔ (ماخوذ: از ردِ قادیانیت کے زریں اصول)

اپنا موضوع منتخب کروانے کے چند اہم طریقے:۔

یہ مرحلہ بڑا اہم ہوتا ہے کہ جب مرزائی مناظر مرزا قادیانی کے موضوع پر اتفاق نہیں کرتا تو اس وقت مسلمان مناظر کو بڑی ہوشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے برموقع ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ مرزائی مناظر خود ہی اس موضوع پر بات کرنا شروع کردے لیکن اس کے لیے چند اہم طریقے بیان کیے جاتے ہیں، ذہین نشین کرلیں تو ان شاءاللہ فائدہ ہوگا۔

پہلا مرحلہ:۔ بحث کا آغاز

انتخاب موضوع کے سلسلہ میں بحث کا آغاز کچھ اس طرح ہونا چاہیے کہ سابقہ اقوام کی تاریخ میں جب بھی کسی نے کوئی مصلح، نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو سب سے پہلے اس کے کردار، اخلاق اور گزشتہ زندگی کے لمحات پر غور کیا گیا کہ وہ واقع ہی اس کردار کا مالک ہے جو دعویٰ کررہا ہے؟ وہ اس دعوے میں سچا بھی ہے کہ نہیں؟ یاد رہے! جب آپ یہ کہیں گے تو فوراً مرزائی مناظر بول اٹھے گا کہ جناب آپ اس کو چھوڑو، اس پر بعد میں بات کریں گے آپ قرآن پاک سے ختم نبوت ثابت کریں اور میں قرآن پاک سے اجرائے نبوت ثابت کرتا ہوں۔ اگر آپ قرآن پاک سے ختم نبوت ثابت کردیں تو آپ سچے اگر میں نے قرآن سے اجرائے نبوت ثابت کردی تو میں سچا۔

دوسرا مرحلہ:۔ فوراً گرفت کریں

اگر مرزائی مناظر بار بار آپ کو قرآن پاک سے ختم نبوت ثابت کرنے کو کہے تو موقع غنیمت جانتے ہوئے فوراً اسے کہیں کہ کون سے قرآن سے ثابت کریں۔ وہ حیران ہوکر کہے گا کہ یہی قرآن پاک جو عربی میں ہے جو حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوا ہے۔ آپ کہیں کہ سنا ہے کہ قادیانیوں کے بقول یہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے اور دوبارہ مرزا قادیانی پر قادیان میں نازل ہوا ہے۔ وہ کہے گا یہ مولویوں کی باتیں ہیں، آپ بات ٹالیں نہیں قرآن سے ختم نبوت ثابت کریں۔ آپ اس بات پر بار بار اسرار کریں کہ مرزائی عقیدے کے مطابق قرآن تو دنیا سے اٹھ گیا ہے (معاذ اللہ)۔ بالآخر وہ تنگ آکر کہے گا کہ کہاں لکھا ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے اور دوبارہ قادیان میں نازل ہوا ہے؟ کوئی حوالہ تو مجھے دکھاؤ۔ آپ پہلے اُسے اچھی طرح پکا کرلیں کہ اگر

مرزائی کتب میں لکھا ہو کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے اور دوبارہ قادیان میں نازل ہوا ہے تو پھر آپ مرزائیت کے بارے کیا کہیں گے؟ کسی فیصلہ کن بات پر اسے آمادہ کرلیں جب وہ کسی فیصلہ کن بات پر آمادہ ہوجائے تو حوالہ دیکھادیں۔

حوالہ حاضر ہے:۔

مرزا غلام قادیانی کذاب کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی کتاب ''کلمۃ الفصل'' میں لکھتا ہے: " ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں دنیا میں موجود ہے، اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اُٹھ گیا ہے۔ اس لیے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں معبوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔ (نعوذباللہ) (کلمۃ الفصل ص173)

اب مرزائی مناظر کو جھنجوڑیں کہ بتاؤ! مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے تو لکھ رہا ہے کہ قرآن اٹھ گیا ہے اور دوبارہ قادیان میں نازل ہوا ہے اب بتاؤ مرزائیت پر چار حروف بھیجتے ہو کہ نہیں۔ اب بتاؤ کس قرآن سے بحث کریں؟ آپ کے نزدیک جو بعد میں قادیان میں نازل ہوا ہے، وہ قرآن لاؤ تو پھر ختم نبوت اور اجرائے نبوت پر بحث ہوگی۔

اس طرح نہ ساری زندگی وہ قادیان والا قرآن لا سکے گا اور نہ اس موضوع پر بحث کا جواز ثابت کر سکے گا اور اگر وہ بڑا شاطر مرزائی ہوا اور ''تذکرہ'' لے آیا جو کہ مرزا قادیانی کے شیطانی الہامات کا مجموعہ ہے جس کو قادیانی قرآن کا درجہ دیتے ہیں تو مسئلہ اور آسان ہوجائے گا۔ کیونکہ ''تذکرہ'' جو مرزائیوں کے نزدیک قرآن کا درجہ رکھتا ہے اس میں مرزا قادیانی کے الہامات ہیں جو ٹیچی ٹیچی (یعنی مرزا قادیانی کا فرشتہ) لایا ہے۔ کیونکہ اس کتاب ''تذکرہ'' میں مرزا قادیانی کے مختلف زبانوں مثلاً اردو، پنجابی، عربی، ہندی، فارسی اور انگریزی میں الہامات ہیں جو کہ اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہیں۔ قرآن کا فیصلہ ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کو اسکی قوم کی زبان میں وحی کی جاتی ہے اس لیے مرزا قادیانی پر مختلف زبانوں میں وحی کا آنا اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ قرآن مجید میں واضح طور پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس کی اپنی قوم کی زبان میں تا کہ انہیں احکام الٰہی کھول کر بتائے۔'' (سورۃ ابراہیم 14:4)

مرزا قادیانی نے اپنی ایک کتاب میں یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ ''یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو اور ہو تو الہام کسی اور زبان میں آئے جس کو وہ سمجھ بھی

نہیں سکتا۔'') چشمہ معرفت ص209،درروحانی خزائن جلد23،ص218)

ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی پر جو مختلف زبانوں میں ٹیچی ٹیچی وحی لاتا رہا ہے وہ بے ہودہ اور غیر معقول امر تھا، کیونکہ قرآن نے ثابت کیا کہ ہر نبی علیہ السلام کو اسکی قوم کی زبان میں احکام الٰہی ملتے ہیں تاکہ انہیں کھول کھول کر بندوں کو بتائے۔ لیکن جو مرزا قادیانی کو مختلف زبانوں میں الہامات آتے رہے ہیں وہ یقینا شیطان کی طرف سے ہی ہیں۔ آیئے اس کی دلیل بھی قرآن پاک سے ہی لیتے ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:''اور بے شک شیطان ڈالتا ہے اپنے دوستوں کے دلوں میں (اعتراضات) تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اااور اگر تم نے ان کا کہنا مانا تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔

(سورۃ انعام:121)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:''کیا میں تم کو بتا دوں کہ شیطان کن پر اترتے ہیں، وہ ہر جھوٹے گنہگار پر اترا کرتے ہیں جو سنی سنائی بات (اپنے پیروکاروں کے دلوں میں) ڈالتے ہیں اور ان میں سے بھی اکثر جھوٹے ہی ہوتے ہیں۔ (الشعراء 223,221)

خلاصہ کلام:۔

پس ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی کو مختلف زبانوں میں الہام ہونا اس کے جھوٹے اور شیطان کا نمائندہ ہونے کی دلیل ہے۔

اہم نکتہ:۔

اگر ختم نبوت کے موضوع پر مرزائی مناظر سے بحث کرنی پڑ جائے تو یاد رہے کہ مرزائی مناظر سے اصول طے کر لیں کہ قرآن کی تفسیر خود سے نہیں کی جائے گی بلکہ اولاً قرآن کی تفسیر قرآن سے ہوگی، ثانیاً حدیث سے ہوگی، ثالثاً اجماع امت یعنی چودہ سو سال کے مجدّدین کی تفاسیر کی روشنی میں ہوگی۔ اس طرح کوئی مناظر بھی اپنی من مانی تفسیر نہیں کرے گا۔ تاکہ ختم نبوت کے مسئلہ پر فیصلہ کن بحث ہو سکے۔

تیسرا مرحلہ:۔مرزائی مناظر کا دوسرا رخ:۔

جب مرزائی مناظر اپنے پہلے موضوع سے راہ فرار اختیار کرے گا تو اس کا دوسرا موضوع جس پر وہ تاویلات کی قینچی چلانے کی کوششیں کرے گا وہ ہے مسئلہ حیات و ممات

مسیح علیہ السلام۔ یاد رہے جب مرزائی مناظر حیات و ممات مسیح علیہ السلام پر بحث کیلئے کہے تو آپ اس سے کہیں کہ اس موضوع کو چھوڑیں یہ تو قادیانیت کے مطابق عام سا مسئلہ ہے، کوئی ایسا بنیادی عقیدہ نہیں جس پر بحث کی جاسکے۔ تو اس پر مرزائی مناظر فٹ بول پڑے گا کہ مسئلہ حیات و ممات مسیح علیہ السلام تو قرآن کا مسئلہ ہے، یہ بڑا اہم اور بنیادی عقیدہ ہے۔ ہمارے سارے مذہب (قادیانیت) کی بنیاد ہی اس مسئلے پر ہے۔ اگر حیات مسیح علیہ السلام ثابت ہو تو ہم جھوٹے ثابت ہوتے ہیں، لہٰذا آپ اسی مسئلہ پر بات کریں۔ جب مرزائی مناظر اس بات پر اسرار کرے تو اسے مرزا قادیانی کے چند حوالے دیکھا دیں۔

حوالہ نمبر 1:۔

مرزا قادیانی کہتا ہے: ''ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات و حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھریں۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔''

(ملفوظات احمدیہ جلد 2 ص 72)

حوالہ نمبر 2:۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے: "مسیح علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جز و یا ہمارے دین کے رکنوں سے کوئی رکن ہو، بلکہ صدہا پیشن گوئیوں میں سے یہ ایک پیشن گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشن گوئی بیان نہیں کی گئی تھی، اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔''

(ازالہ اوہام، ص 140، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 171 از مرزا قادیانی)

حاصل حوالہ:۔

اب آپ مرزائی مناظر سے کہیں کہ مرزا قادیانی تو کہہ رہا ہے کہ ہماری ہرگز یہ غرض نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و وفات پر جھگڑے اور مباحثے کریں یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ نزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ کوئی بنیادی عقیدہ یا ایمان کا جز نہیں ہے۔ نزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ دین کا رکن نہیں ہے۔ نزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ صرف ایک پیش گوئی ہے جس کا اسلام کی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور دوسری طرف آپ کہہ رہے ہو کہ حیات و ممات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ بنیادی ہے،

اہم ہے، ضروری ہے۔اب بتاؤ تم سچے ہو یا تمہارا مرزا سچا؟ تم جھوٹے ہو یا تمہارا مرزا جھوٹا؟...

حاصل بحث:۔

اب آپ مرزائی مناظر سے کہیں کہ تمہارے مرزا قادیانی کی کتب کے حوالہ جات سے یہ ثابت ہوا کہ نزول مسیح علیہ السلام پر مباحثے اور جھگڑے نہ کرو تو تم مرزائی ہو کر اپنے مرزا قادیانی کی بات نہیں مان رہے۔آخر کیوں؟ مرزا سچا نہیں؟ یا وہ پاگل تھا یا اسے علم نہیں تھا؟ یا وہ کم عقل تھا؟ یا وہ بے وقوف تھا؟ آخر کیوں؟ (اگر چہ وہ یہ سب کچھ تھا) مگر مرزائی مناظر سے کہلوائیں اور اس موضوع کو یہیں پہ ختم کر کے کفریات و کردار مرزا قادیانی کی طرف توجہ دیں۔

(یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کا عقیدہ امت کا اجماعی عقیدہ ہے اور اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔)

اہم نوٹ:۔

اگر مرزائی مناظر بضد ہو کہ حیات و ممات عیسیٰ علیہ السلام پر ہی بحث کرنی ہے تو پھر اسے کہیں کہ تم مرزا قادیانی کو جھوٹا لکھ دو۔تو میں مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام پر بحث کرتا ہوں۔اول تو وہ مرزا قادیانی کو جھوٹا لکھے گا نہیں تو بحث شروع نہیں ہوگی اور اگر بے باک مناظر ہوا اور اس نے مرزا قادیانی کو جھوٹا لکھ دیا تو فوراً فیصلہ ہو جائے گا کہ جس کیلئے ممات مسیح علیہ السلام ثابت کر کے اسے مسیح موعود منوانا ہے جب وہ ہی جھوٹا ثابت ہو گیا تو پھر بحث کس بات کی؟ پھر اس جھوٹے پر لعنت بھیجو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام بن جاؤ۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایک مختصر مناظرہ:۔

اس بحث کو ایک اور انداز میں ختم کرنے کیلئے اور اپنا پسندیدہ موضوع (کفریات و کردار مرزا قادیانی) منوانے کیلئے مختصر مگر بہترین مناظرہ حاضر خدمت ہے۔

مرزائی مناظر: میں آپ سے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر بات کرنا چاہتا ہوں۔آپ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کرنی ہے اور میں وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کروں گا۔

مسلمان مناظر: کون سے عیسیٰ علیہ السلام کی بات کر رہے ہو؟

مرزائی مناظر: اتنے بھولے نہ بنو، میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بات کر رہا ہوں۔

مسلمان مناظر: ارے کون سے بزرگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بات کر رہے ہو؟ ہمارے

گاؤں میں ایک بابا عیسیٰ نمبردار بھی رہتا ہے اور ایک چوہدری بھائی عیسیٰ بھی رہتا ہے۔تم کون سے عیسیٰ کی بات کرر ہے ہو؟

مرزائی مناظر: زیرلب مسکراتے ہوئے میں، حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی بات کرر ہاہوں۔

مسلمان مناظر: تو اچھا تم حضرت سیدّ نا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی بات کرر ہے ہو، مگر یہ تو بتاؤان کے والد کا کیا نام ہے؟

مرزائی مناظر: توبہ توبہ ان کے تو والد ہیں ہی نہیں۔قرآن نے بتایا نہیں کہ وہ بن باپ کے پیدا ہوئے ہیں اور قرآن پاک میں جا بجا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی لکھا گیا ہے۔کیا تم نے نہیں پڑا؟ اگر باپ ہوتا تو باپ کا نام لکھا جاتا۔

مسلمان مناظر: اچھا تو قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے والد نہیں ہیں۔

مرزائی مناظر: تو کیا وہ اپنی والدہ کے نام سے پکارے جاتے ہیں یعنی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام؟

مسلمان مناظر: اچھا یہ بتاؤ کہ جو کوئی شخص کسی آدمی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا والد بتائے تو وہ کیسا شخص ہے؟

مرزائی مناظر: بھئی جب قرآن نے کہہ دیا کہ ان کا کوئی باپ نہیں، وہ بن باپ قدرتِ خداوندی سے پیدا ہوئے ہیں، وہ ابن مریم علیہ السلام ہیں تو اب جو کوئی شخص کسی آدمی کو ان کا باپ کہے گا لازمی طور پر وہ شخص قرآن کا منکر کافر ہے اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا گستاخ ہے۔

مسلمان مناظر: واقعی یہ صحیح بات ہے اور پکی بات ہے؟

مرزائی مناظر: بھئی اس میں شک والی کونسی بات ہے، قرآن پاک میں ہے کسی عام کتاب میں تو نہیں ہے۔

مسلمان مناظر: یہ بات صحیح ہے تو پھر کان کھول کر سنو! مرزا قادیانی نے اپنی کتاب روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 254، 255 میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے باپ کا نام یوسف نجار لکھا ہے۔اب بتاؤ! قرآن پاک کی مخالفت کرنے والا مرزا قادیانی کافر ہوا کہ نہیں؟ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گستاخ ہوا کہ نہیں؟ جلدی بتا۔۔۔ جب مرزا قادیانی کافر ثابت ہو گیا تو پھر کس موضوع پر بحث ہو گی؟

چوتھا مرحلہ:۔ایک اہم نکتہ:

مرزائی مناظر کے ساتھ حیات وممات مسیح علیہ السلام کی یہ بحث فیصلہ کن ثابت نہیں ہوسکتی،

کیونکہ قادیانیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔ یہی عقیدہ بہائی، نیچری اور دیگر گمراہ فرقوں کے لوگوں کا بھی ہے لیکن یہ لوگ بھی مرزا قادیانی کے نزدیک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، کیونکہ یہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔۔تو پھر مسئلہ حل تو نہ ہوا۔ بہائی، نیچری اور دیگر وفاتِ مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کے قائل ہونے کے باوجود بھی مرزا قادیانی کے نزدیک کافر ہیں تو پھر ثابت ہوا کہ اصل بحث حیات وممات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کی نہیں بلکہ مرزا قادیانی کو ماننے کی ہے اور یہی بات خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب میں لکھی ہے۔غور فرمایئے۔

حوالہ نمبر 1:۔

مرزا قادیانی کہتا ہے: ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔''
(تذکرہ ص 343 / مجموعہ اشتہارات جلد 3 ص 275)

حوالہ نمبر 2:۔

مرزا کہتا ہے: ''خدا تعالی نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔'' (تذکرہ ص 579)

حاصل حوالہ:۔

ان حوالہ جات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو مرزا قادیانی کو نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں، وہ جہنمی ہے۔ پھر اصل تو مرزا قادیانی کو ماننا مسئلہ ہے اور مرزائیت کی دعوت بھی یہی ہے کہ مرزا قادیانی کو منوایا جائے، تو پھر لا یعنی گفتگو کو کیوں زیر بحث لایا جائے؟ مرزائی مناظر نے بالآخر جس کو منوانا ہے، اسکی شخصیت کے بارے میں کیوں نہ بات کی جائے۔

پانچواں اور آخری فیصلہ کن مرحلہ:۔

آپ مرزائی مناظر سے کہیں کہ جب وفات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ ثابت ہونے کے بعد بھی بندے کے مسلمان ہونے کیلیے مرزا قادیانی کو ماننا ضروری ہے تو پھر کیوں نہ مرزا قادیانی کے حوالے سے بات کی جائے۔ظاہر ہے دعویٰ کرنے والے کے اخلاق، کردار اور گزشتہ زندگی کے لمحات کو بغور دیکھنا ہے کہ کیا وہ اس قابل بھی ہے کہ نہیں؟ اسکی مثال سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تھا تو مکہ کی پہاڑی کوہ صفا کے دامن میں تشریف لائے

اور پوری قوم کو بلایا جب قوم آ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری گزشتہ چالیس سالہ زندگی تم میں گزری ہے، میری گزشتہ زندگی میں کہیں کوئی جھوٹ، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت یا کوئی غلط بات آپ کو نظر آئی؟ تو سب نے یک زبان کہا کہ آپ (ﷺ) تو صادق و امین ہیں۔ پس سنت نبوی ﷺ سے یہ ثابت ہوا کہ اپنا آپ منوانے کیلئے سب سے پہلے اپنا کردار پیش کرنا ضروری ہے اور حیرت کی بات ہے کہ مرزا قادیانی نے خود بھی اسی نوعیت کا دعویٰ کیا ہے، مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ جس قرآنی آیت سے حضور ﷺ نے بطور دلیل اپنا کردار پیش کیا تھا، اس قرآنی آیت کو مرزا قادیانی کذاب ودجال اپنے اوپر فٹ کرتا ہے اپنی شیطانی وحیوں کے مجموعہ کی کتاب ''تذکرہ'' میں لکھتا ہے:

ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلُون:

ترجمہ:۔ اور میں پہلے اس سے ایک مدت تک تم میں ہی رہتا تھا کیا تم کو سمجھ نہیں (نقل کفر کفر نہ باشد) (تذکرہ ص 547)

جب مرزا قادیانی خود یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ آؤ میری زندگی تمھارے لیے دلیل ہے، اسے دیکھو! تو پھر کیا بات ہے کہ مرزائی مناظر مرزا قادیانی کی زندگی پر بحث نہیں کرتے؟

لہٰذا ضروری ہے کہ مرزا قادیانی کے دعوے کو دیکھنے سے پہلے اسکا کردار دیکھنا ضروری ہے اور یہ معیار خود مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے دیا ہے۔ وہ اپنی کتاب سیرت المہدی میں کچھ اس طرح لکھتا ہے:

حوالہ نمبر 1:۔

خاکسار (بشیر احمد ایم اے (عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین) فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعوی کرے تو پھر؟ میں نے کہا پھر ہم دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے کہ نہیں؟ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات قبول کریں گے۔'' (سیرت المہدی جلد 1 ص 98 روایت 109)

حوالہ نمبر 2:۔

اسی معیار کے بارے میں مرزا قادیانی کا دوسرا بیٹا اور مرزائیوں کا دوسرا خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود اپنی کتاب (دعوت الامیر (میں لکھتا ہے ''جب یہ ثابت ہوجائے کہ ایک شخص فی الواقع

مامور من اللہ ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے۔ الغرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے۔'' (دعوت الامیر ص 50-49)

حوالہ نمبر 3:۔

اس معیار کے بارے مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے: '' ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا"

(روحانی خزائن جلد 23 ص 231)

حاصل بحث:۔

ان تمام حوالوں کی روشنی میں یہ ثابت ہوا کہ جو شخص بھی دعویٰ کرے تو اسکا کردار دیکھنا لازمی ہوتا ہے کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا؟ اور یہ اصول بھی طے ہو گیا کہ اگر ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر اسکی باقی باتوں میں اعتبار نہیں رہتا۔ لہٰذا آپ مرزائی مناظر کو اس بات پر آسانی سے قائل کر سکتے ہیں کہ ہمیں مرزا قادیانی کے کفریات، کردار، کذبات، پیشن گوئیوں اور مختلف دعوؤں پر غور کرنا بقول مرزا قادیانی از حد ضروری ہے۔ اس کے بغیر ہماری بحث فیصلہ کن ہو ہی نہیں سکتی۔ اس طرح آپ کا پسندیدہ موضوع منتخب ہو جائے گا جب آپ کا پسندیدہ موضوع منتخب ہو گیا تو آدھا مناظرہ آپ نے جیت لیا اور باقی آدھا مناظرہ مرزا قادیانی کے کفریات، کذبات اور کردار پر فائنل بحث کر کے جیت جائیں گے۔ (ان شاء اللہ (یوں سامعین بھی مرزا قادیانی کے کردار (کافر اعظم، گستاخ، شرابی، زانی، افیمی، دلال، غیرت سے عاری، دولت کا لالچی، حریص، منافق، انگریز کا خود کاشتہ پودا، بات بات پہ جھوٹ بولنے والا اور جھوٹی پیشن گوئیاں کرنے والا) سے آگاہ ہو جائیں گے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی انسان بھی تھا کہ نہیں؟ اس بات کی وضاحت کیلئے خود اس کا اپنا شعر ہی کافی ہے جس میں مرزا قادیانی نے اپنی حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(درثمین ص 125 درروحانی خزائن جلد 21 ص 127)

مرزائی مناظر سے پوچھا جائے کہ مرزا قادیانی تو کہہ رہا ہے کہ میں آدم علیہ السلام کی اولاد ہی نہیں ہوں۔ کیا مرزائی اس بات کا جواب دیں گے کہ مرزا قادیانی اگر آدم علیہ السلام کی اولاد نہیں تو پھر کس کی اولاد ہے؟ شعر کے دوسرے مصرعے میں مرزا قادیانی کا اعتراف ہے کہ وہ بشر کی جائے نفرت ہے اور انسانوں کی عار ہے۔ بہتر ہے یہ بھی مرزائی ہی بتا دیں کہ جائے نفرت کیا ہے اور عار کیا ہے؟ (ہم اگر کہیں گے تو شکایت ہوگی)

فیصلہ تو ہو گیا جو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہی نہیں یعنی ''جو بندے دا پتر ای نہیں'' وہ امام مہدی، مسیح موعود، ظلی، بروزی، نبی اور رسول کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

اسی طرح کا سوال جسٹس منیر نے (جو کہ بہت بڑا مرزائی نواز جج تھا) عدالت میں موجود سید فیض الحسن شاہ آلومہاروی رحمۃ اللہ علیہ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تھا۔ اُس نے پوچھا تھا کہ تم کہتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔۔ بتاؤ کہ نبی کیلئے شرائط کیا ہیں؟ تو جواب میں شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ بولے کہ نبی ہونے کیلئے کم از کم شرط یہ ہے کہ وہ شریف آدمی تو ہو۔

بس بات ختم۔۔۔۔ مرزا قادیانی اگر آدم زاد نہیں تو کس جانور کی اولاد ہے؟ مرزائیوں سے یہ ہمارا سوال ہے۔ ہم جواب کے منتظر ہیں اور صبح قیامت تک منتظر رہیں گے۔ مرزائیوں کو دعوت ہے اگر جواب نہ بن پائے تو مرزا قادیانی کی حقیقت کو پہچان کر اپنی زندگی برباد نہ کریں اور اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن نہ بنائیں۔ مرزائیت پہ چار حروف بھیج کر۔۔۔ اسلام کے دامن میں آ جائیں اور جنت کے حقدار بن جائیں۔

سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ ''ہم سے تو ایسی فقیری نہیں ہو سکتی کہ عقائدِ متواترہ اسلامیہ پر ایسے حملوں کے وقت خاموش بیٹھ کر تماشا دیکھا کریں اور ہم ایسے فقر سے بھی ہزار دل سے بیزار ہیں جو عین مداہنت اور بے غیرتی ہو۔ مرزا قادیانی سے مقابلہ کے وقت بھی بعض مہربانوں نے جو اخلاص کا معنی نہیں جانتے تھے، اعتراض کیا کہ فقراء کا کام بحث مباحثہ نہیں۔ انہوں نے یہ نہ جانا کہ یہ جہاد اس شخص کے ساتھ ہے جس کے خیالات فاسدہ کی تیغ بے دریغ سے ملّتِ محمدی برباد ہو رہی ہے۔'' (کتاب ملفوظاتِ مہریہ ملفوظات۔ 156، صفحہ 117)

24

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اِتحّاد بینَ المسُلمین

وقت کی اہم ترین ضرورت

سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی ایک فکر انگیز اور توجہ طلب تحریر
جو آپ سے تنہائی میں بیٹھ کر مطالعہ کرنے کی دردمندانہ التجا کرتی ہے!

محمد متین خالد

دین اسلام ہمارے اتحاد کی اصل بنیاد ہے۔ یہ مسلمانوں کی وحدت ملی اور فکر وعمل کا نام ہے۔ مسلمانوں کا باہمی اتحاد اور محبت شریعت کے اہم مقاصد میں سے ہے، اسی باہمی اتحاد اور اُلفت کے ذریعے دین و دنیا کی بھلائیاں اور باہمی مدد ونصرت حاصل ہوتی ہے۔ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ان میں کسی قسم کی تفرقہ بازی جائز نہیں۔ اس لیے ہر قسم کے انتشار وافتراق اور فرقہ بندی کے سدِ باب کے لیے قرآن مجید میں بار بار مسلمانوں کو متحد رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے: **وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا** (آل عمران: 103) ترجمہ: ''اور مضبوطی سے پکڑلو اللہ کی رسی سب مل کر اور جُدا جُدا نہ ہونا''۔ حضور نبی رحمت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے اس مکان کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط رکھتا ہے۔ یہ فرما کر نبی اکرم ﷺ نے اپنے ایک دستِ مبارک کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں پیوست کر کے بتایا کہ سارے مسلمان اس طرح باہم مربوط ہیں۔'' مذکورہ آیت اور حدیث مبارکہ ہر مسلمان کو دعوت فکر دیتی ہیں کہ اتحاد بین المسلمین عصر حاضر کا اساسی تقاضا ہے۔ نفاق، انتشار، باہمی آویزش، مناقشات اور چپقلش ملت اسلامیہ کے لیے سم قاتل ہیں۔ تاریخ پاک و ہند کے عمیق مطالعہ سے یہ حقیقت ہم پر بخوبی آشکار ہو جاتی ہے کہ برصغیر میں انگریز کے منحوس قدم آنے سے قبل مسلمانانِ ہند **واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا** پر پورے استحکام کے ساتھ عمل پیرا تھے۔ غیر منقسم ہندوستان میں ایک ہزار سال سے زائد عرصہ تک اسلامی سلطنت قائم رہی۔ تمام اسلامیان ہند کا ایک ہی مسلک رہا۔ لیکن مغلیہ سلطنت کے سقوط اور برطانوی راج کے بعد مسلمانان ہند اغیار کی محکومیت میں بے شمار معاشی، معاشرتی، سیاسی اور مذہبی مسائل کا شکار ہو گئے۔ انگریز بڑا عیار اور شاطر تھا۔ اس نے مسلمانوں سے حکومت چھینی تھی۔ اس نے دیکھا کہ مسلمان باہم متحد و متفق ہیں اور اخوت ومحبت، بھائی چارے کے زریں اصول اپنائے ہوئے ہیں۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت وعقیدت ہر مسلمان کے رگ و پے میں شامل ہے۔ ہر مسلمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لامحدود اور غیر مشروط محبت واحترام کرتا ہے اور آپ ﷺ کی ختم نبوت اور عزت وناموس پر جان قربان کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ یہی چیز دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو

تسبیح کے دانوں کی طرح ایک لڑی میں پرو دیتی ہے۔ اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کے اسی ایمانی جذبہ سے خائف تھیں اور ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے مسلمانوں میں تفرقہ بازی کی داغ بیل ڈالی گئی۔ ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' (Divide and Rule) کا ورلڈ آرڈر جاری کیا گیا۔ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلمانوں کے درمیان معمولی اور فروعی اختلافات کو ہوا دی گئی۔ نفرت اور تعصب کی آگ کو بھڑکایا گیا۔ الغرض مسلمانوں کے باہمی اتحاد کو توڑنے کی سازشیں ہونے لگی۔ چنانچہ اِس فرقہ واریت کی بدولت کئی مسلمان اجتماعی اور ملی مفاد سے اختلاف کرنے لگے۔ قرآن مجید میں فرقہ بندی کے حوالے سے سخت وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم حضرت محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''بے شک وہ جنھوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں اور ہو گئے کئی گروہ (اے نبی ﷺ) نہیں ہے آپ کا اُن سے کوئی تعلق، اِن کا معاملہ صرف اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہ بتائے گا انہیں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے''۔ (الانعام: 159)

مرشد قلب ونظر، اتحاد امت کے نقیب، ضیاء الامت حضرت پیر جسٹس محمد کرم شاہ الازہریؒ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر ''ضیاء القرآن'' میں لکھتے ہیں:

''یہ ایک بڑی دلخراش اور روح فرسا حقیقت ہے کہ مرورِ زمانہ سے اس امت میں بھی افتراق وانتشار کا دروازہ کھل گیا جسے **واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا** کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ امت بھی بعض خودغرض اور بدخواہ لوگوں کی ریشہ دوانیوں سے متنازع گروہوں میں بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور جذبات میں آئے دن کشیدگی اور تلخی بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ اس پراگندہ شیرازہ کو یک جا کرنے کا یہی طریقہ ہوسکتا ہے کہ انہیں قرآن حکیم کی طرف بلایا جائے اور اس کی تعلیمات کو نہایت شائستہ اور دلنشین پیرایہ میں پیش کیا جائے۔ پھر ان کی عقل سلیم کو اس میں غور وفکر کی دعوت دی جائے۔ ہمارا اتنا ہی فرض ہے اور ہمیں یہ فرض بڑی دل سوزی سے ادا کرنا چاہیے۔ اس کے بعد معاملہ خدائے بزرگ وبرتر کے سپرد کر دیں۔ وہ حی و قیوم چاہے تو انہیں ان شبہات اور غلط فہمیوں کی دلدل سے نکال کر راہ ہدایت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ **وما ذلک علی اللّٰہ بعزیز**۔ اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہلسنّت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں (بریلوی، دیوبندی) میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور

صفاتی، حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے۔ لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوءِ ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے۔ اور اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے، آستینیں چڑھائے، لٹھ لیے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔ ملت اسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے۔ ہمارا کام تو ان خونچکاں زخموں پر مرہم رکھنا ہے۔ ان رستے ہوئے ناسوروں کو مندمل کرنا ہے۔ اس کی ضائع شدہ توانائیوں کو واپس لانا ہے۔ یہ کہاں کی دانش مندی اور عقیدت مندی ہے کہ ان زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں۔ ان ناسوروں کو اذیت ناک اور تکلیف دہ بناتے رہیں۔"

فرقہ واریت دین کے لیے زہر قاتل ہے۔ اسلام اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ جو شخص اسلام میں کوئی فرقہ بناتا ہے، قرآن مجید اُسے مشرک گردانتا ہے جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے۔

ترجمہ: "(اے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ تم بھی اپنا رُخ اسلام کی طرف کرلو) اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور ڈرو اس سے اور قائم کرو نماز کو اور نہ ہو جاؤ (ان) مُشرکوں میں سے، جنہوں نے پارہ پارہ کر دیا اپنے دین کو اور خود فرقہ فرقہ ہو گئے۔ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے، وہ اسی پر خوش ہے"۔ (الروم: 31، 32)

دوسری طرف قرآن وسنت کی روشنی میں کسی مسئلہ میں تحقیق و اجتہاد کے نتیجہ میں فقہا و علمائے کرام کے درمیان اختلاف کو جائز کہا گیا ہے بلکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تحسین بھی فرمائی ہے۔ اس لیے کہ وہ اختلاف خود اس بات کا پتا دیتا ہے کہ اکابرین امت میں غور و فکر، تحقیق و تجسس اور فہم و ادراک کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ ان کی ذہانتیں مسائل زندگی کا حل قرآن وسنت سے باہر نہیں بلکہ اس کے اندر سے ہی تلاش کرتی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "میری امت کا اختلاف رحمت ہے"۔ اس میں ایک فریق دوسرے فریق کا اختلافی نقطہ نظر خندہ پیشانی سے قبول کرتا ہے۔ جنگ و جدال کا منظر پیش نہیں کرتا اور نفرت و عداوت کا ماحول پیدا نہیں کرتا۔ اختلاف اُس وقت مذموم بنتا ہے جب ایک فریق اپنی رائے کو دوسروں پر

مقدم رکھتا ہے اور دوسروں کو گمراہ سمجھتا ہے۔ یہیں سے اصل خرابی پیدا ہوتی ہے۔ عدالت میں کھڑے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہوئے دلائل دینے والے وکلا کیا کر رہے ہوتے ہیں؟ اختلاف......ایک ہی واقعے اور ایک ہی قانون کی تشریح اور اطلاق پر معزز عدالت کے جج صاحبان فیصلہ دیتے وقت کیا کر رہے ہوتے ہیں؟ اختلاف...... پارلیمنٹ کے اندر سالہا سال قانونی مسودوں پر حکومت اور اپوزیشن میں کیا بحث و تمحیص ہو رہی ہوتی ہے، اختلافی آرا کا اظہار......ایک ہی مریض کی بیماری کے بارے میں تمام مصدقہ میڈیکل رپورٹوں کی روشنی میں بڑے بڑے ڈاکٹروں کی آرا میں اختلاف ہوتا ہے...... جب دو سائنس دانوں کے درمیان اختلاف ہوتا ہے تو وہ اختلاف کو دور کرنے کے لیے ثبوت تلاش کرتے ہیں۔ جس کو ٹھوس اور واضح ثبوت مل جاتے ہیں، وہ راست قرار پاتا ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم دونوں غلطی پر ہو سکتے ہیں......اور تو اور، تین چار دوست آپس میں چند لمحے بیٹھ کر گفتگو کرنے لگیں تو اختلاف و اتفاق کی کئی صورتیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ ہماری سماجی زندگی میں قدم قدم پر اختلاف کا پایا جانا ایک ناقابل تردید و ناگزیر حقیقت ہے......غور کیجیے تو خود سماجی ارتقا بھی بڑی حد تک اختلاف کا مرہون منت ہے۔ اگر لوگ ایک ہی طرح سوچتے اور پہلے سے مروج موقف، نظریے اور فکر سے مختلف فکر، زاویہ نظر اور خیال کو نہ پیش کرتے تو انسان اتنی ترقی کبھی نہ کر پاتا......اصل بات یہ ہے کہ اختلاف مذہبی ہو یا دیگر نوعیت کا، ایک دوسرے کے گلے کاٹنے پر منتج نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے ان مسلکی اختلافات سے فائدہ اٹھا کر سیکولر اور بے دین لوگ اپنے زہریلے پروپیگنڈے سے ہماری نوجوان نسل کی برین واشنگ کر رہے ہیں۔ یوں نوجوانوں کی اکثریت تیزی سے اسلام سے متنفر اور برگشتہ ہو رہی ہے۔ یہ ایک ایسا نقصان ہے جس کی شاید کبھی تلافی نہ ہو سکے۔ نئی نسل پریشان ہے کہ **حی علی الصلوٰۃ** اور **حی علی الفلاح** کے بلاوے پر کس مسلک کی مسجد میں جائے جبکہ مساجد تو اللہ کے گھر ہیں۔ ہمارے اِس باہمی انتشار و خلفشار پر ابلیس شاداں و فرحاں ہے جبکہ حضور نبی کریم ﷺ بے حد افسردہ و رنجیدہ ہیں۔ کوئی ہے جو اس پر سوچے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں انہیں تلقین کرتے ہوئے خصوصی تاکید فرمائی: ''اپنے آپ کو فروعی اختلافات میں نہ الجھانا۔ اتحاد کی دعوت دیتے رہنا۔ مجھے امت کا ہر وہ شخص پسند ہے جو اتحاد کا داعی ہو۔''

بقول شخصے: ''نصف ارب سے زیادہ تعداد والی برادری مسلمانوں میں جو اہل سنت و

الجماعت کے نام سے پائی جاتی ہے، اس میں شک نہیں کہ بعض علاقوں کے مسلمان حنفی کہلاتے ہیں اور بعض کے شافعی، ان میں کچھ مالکی کے نام سے موسوم ہیں اور ان ہی میں بعضوں کو حنبلی بھی کہتے ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ صرف نام ہی کا یہ اختلاف نہیں ہے بلکہ ان چاروں طبقات کی فقہ میں بھی اختلافات پائے جاتے ہیں اور کافی اختلافات، لیکن سوال یہ ہے کہ ان اختلافات کی بنیاد پر مسلمانوں کے ایک مسلک نے اپنے دین کو کیا دوسرے مسلک کے دین سے کبھی کسی زمانہ میں ایک لمحہ کے لیے بھی جدا کیا یا جدا سمجھا ہے؟ خود ان بزرگوں کے باہمی تعلقات اور ان کے احترامی حسن سلوک سے جو ناواقف ہیں، وہ نہیں جانتے کہ امام شافعیؒ امام مالکؒ کے تلمیذ رشید تھے یا احمد بن حنبلؒ امام شافعی کی رکاب تھام کر بغداد کے بازاروں میں گھومتے تھے۔ امام شافعیؒ نے ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام محمد بن حسن الشیبانی سے کتنا سیکھا اور کیا کیا سیکھا، امام ابوحنیفہؒ کے مرقد انور پر پہنچ کر امام شافعی نے کیا کیا تھا۔ ان ناواقفوں کو کم از کم اس کا تو اندازہ کرنا چاہیے کہ حنفی مسلمان جب امام شافعی کا ذکر کرتا ہے تو امام ہی کے لفظ سے ان کا ذکر کرتا ہے۔ امام مالک کا نام امام کے لفظ بغیر بول ہی نہیں سکتا، امام احمد حنبل کی داستان صبر وابتلا کو سن کر حنفی مسلمان بھی اسی قدر آب دیدہ ہو جاتا ہے، جتنا متاثر خود کوئی حنبلی مسلمان ہو سکتا ہے اور یہی کیا، کون نہیں جانتا کہ تمام حنفی مسلمانوں کے نزدیک خدا رسیدہ بزرگوں میں احترام کا جو مقام ایک حنبلی بزرگ کو حاصل ہے، یعنی غوث اعظم قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ وہ حنبلی تھے، یا حجۃ اسلام غزالی، فخر الاسلام رازی باوجود شافعی المذہب ہونے کے حنفیوں کے بھی مالکیوں کے بھی، حجۃ الاسلام ہیں، جلال الدین رومی حنفی ہونے کے باوجود سارے اسلامی طبقات میں مقبول ہیں، مجدد الف ثانی کو ہندوستان میں تو صرف حنفی مسلمان دین کا مجدد تسلیم کرتے ہیں، لیکن ہندوستان سے باہر نکل کر عراق میں، شام میں عرب میں لاکھوں، لاکھ کی تعداد میں شوافع مالکیہ حنابلہ حضرت مجددؒ کے ماننے والے آپ کو مل جائیں گے“۔

امام الاولیا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں مشہور ہے کہ ایک مرتبہ وہ اپنے کسی مرید کو خلافت عطا کر کے تبلیغ دین کے لیے بھیجنے لگے تو اسے اس بات کی وصیت فرمائی کہ خدائی اور نبوت کا دعویٰ مت کرنا۔ اس نے حیرت سے پوچھا: ”حضرت! سالہا سال تک آپ کی صحبت کا فیض پایا ہے۔ کیا اب بھی اس بات کا امکان ہے کہ میں خدائی اور نبوت کا دعویٰ کرنے لگوں گا؟ انہوں نے فرمایا: ”خدا وہ ہے کہ جو وہ کہہ دے، وہی اٹل ہو اور اس کے خلاف

ممکن نہ ہو۔ پس جو انسان اپنی رائے کو یہ حیثیت دے کہ اس سے اختلاف ناممکن ہو تو اس سے بڑھ کر خدائی کا دعویٰ اور کیا ہوگا؟ اسی طرح نبی وہ ہے کہ جو بات وہ کہے، وہی سچ ہو اور اس میں جھوٹ کا احتمال نہ ہو، پس جو شخص اپنے قول کے بارے میں یہ دعویٰ کرے کہ یہی سچ ہے اور اس کے خلاف ممکن نہیں تو اس سے بڑھ کر نبوت کا دعویٰ اور کیا ہوگا۔''

اختلاف رائے کے باوجود خیر خواہی اور رواداری کی سب سے عمدہ مثال حضرت امام شافعیؒ کی ہے کہ آپ کو جب بغداد جانے کا موقع ملا اور بغداد میں انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے مزار کے قریب مسجد میں فجر کی نماز پڑھائی تو امام شافعیؒ نے اس میں قنوت نہیں پڑھی، حالانکہ امام شافعی کے نزدیک قنوت واجب ہے، اور یہ سب جانتے ہیں کہ شافعی حضرات واجب اور فرض کا فرق نہیں کرتے۔ ان کے ہاں فرض اور واجب ایک ہی قسم ہے، دونوں کا ایک ہی حکم ہے، گویا ان کے ہاں قنوت پڑھنا فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک اگر قنوت نہ پڑھی جائے تو فجر کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ امام شافعی کا نقطہ نظر تھا لیکن انہوں نے اس میں قنوت نہیں پڑھی اور یہ کہا کہ مجھے اس میں بڑی شرم وحیا آئی کہ امام ابوحنیفہؒ کے مزار کے قریب نماز پڑھوں اور ان کے نقطہ نظر کے خلاف کروں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ وہ عظیم المرتبت شخصیت تھے جن کی دور بینی اور نکتہ شناسی کی مثال صحابہ کرامؓ کے بعد کی تاریخ آج تک دکھانے سے قاصر ہے۔ ان کے جلیل القدر شاگرد امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے مسائل کے استنباط میں اپنے استاد کی آرا سے بے تکلف اختلاف کیا۔ اسی طرح امام شافعیؒ، امام مالکؒ کے اور امام احمد بن حنبلؒ، امام شافعیؒ کے شاگرد تھے۔ اس کے باوجود ان شخصیات نے مختلف مسائل میں ایک دوسرے سے مکمل اختلاف کیا۔ تمام تر اختلافات کے باوجود کسی ایک امام نے بھی دوسرے امام کی توہین یا تنقیص نہیں کی۔ انہوں نے انتہائی خلوص کے ساتھ اپنا فرض ادا کیا۔ دوسروں کی رائے کو احترام کے ساتھ سنا اور اس کی تردید بھی احترام سے کی اور بعض اوقات اپنی رائے سے رجوع بھی کیا اور اپنی رائے کو چھوڑ کر دوسروں کی رائے کو ترجیح بھی دی۔ ان مخلصین نے کہیں بھی اپنی ذاتی رائے کو انا کا مسئلہ نہیں بنایا۔ ہمیں اختلافات کے ساتھ زندہ رہنے کا فن سیکھنا ہے۔ یہی ہماری آزمائش ہے اور اِسی میں ہماری بقا اور سلامتی ہے۔

ملتِ اسلامیہ اپنی تاریخی شخصیات، اکابرین امت، فقہائے امت اور آئمہ تصوف پر آج تک ناز کرتی چلی آئی ہے۔ یہ سبھی بزرگ اپنے اپنے دور میں ایک دوسرے سے مختلف نقطۂ نظر رکھنے والے تھے لیکن اِن سب کا احترام امت کا مشترکہ سرمایہ ہے۔ سلسلہ تصوف میں قادریہ،

چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، اویسیہ وغیرہ معروف سلاسل ہیں۔ ان سلاسل کے ایک دوسرے سے کئی اختلافات ہیں مگر ان کے بزرگوں کا احترام ہر مسلمان کرتا ہے۔ کوئی سلسلہ کسی دوسرے سلسلہ کی توہین و تضحیک نہیں کرتا، کسی دوسرے بزرگ کی پگڑی نہیں اچھالتا۔ یہی وہ طرزِ عمل ہے جس سے پورا معاشرہ امن و محبت کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

قارئین کرام! یہاں ایک بات کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ امام اولیا، غوث اعظم، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانیؒ کے عقیدت مند پوری دنیا بالخصوص پاکستان بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اِن کی اکثریت کا تعلق حنفی مسلک سے ہے۔ آپؒ کا وصالِ مبارک 11 ربیع الثانی 561ھ کو ہوا۔ اِس دن کی مناسبت سے حضرت شیخؒ سے عقیدت رکھنے والے ہر ماہ باقاعدگی سے ''گیارہویں شریف'' کا ختم دلاتے ہیں اور کھانے پینے کا سامان غریبوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ہر سال 11 ربیع الثانی کو جلوس نکالتے ہیں اور بڑی بڑی کانفرنسیں اور سیمینار منعقد کرواتے ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حنبلی مسلک کے پیروکار تھے۔ آپ اپنی کتابوں خصوصاً ''غنیۃ الطالبین'' میں جا بجا اُنہی کے حوالے دیتے ہیں اور اکثر جگہ حضرت امام حنبلؒ کو ''ہمارے امام'' کے الفاظ سے خطاب کرتے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ حنبلی مسلک میں نماز سمیت دیگر عبادات کا طریقہ کار حنفی مسلک سے قدرے مختلف ہے۔

پاکستان میں مسلمانوں کے کئی مسالک ہیں۔ بعض اوقات ان مسالک کے لوگ معمولی اختلاف رائے پر آپس میں دست و گریبان ہو جاتے ہیں۔ بغیر کسی تحقیق کے ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگا کر باہمی نفرتوں میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کے ایک ارشاد گرامی کا مفہوم ہے کہ ''جو لوگ دین میں تفرقہ پیدا کرتے ہیں اور مختلف ٹولیوں میں بٹ جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو گمراہ ہیں اور اپنی خواہشات کے بندے۔ ان کی توبہ قبول نہیں۔ میں اُن سے اور وہ مجھ سے بری ہیں۔'' اس تقسیم در تقسیم نے پاکستان کو قعرِ مذلت میں گرا دیا ہے۔ ان حالات میں اسلام سے سچی محبت رکھنے والا ہر شخص تڑپ اٹھتا ہے اور اتحاد امت کے لیے اپنی بساط کے مطابق کوشش کرتا ہے۔ یہ حقیقت بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک ایک ادا کو قیامت تک محفوظ رکھنا ہے۔ ہر مسلک نے اپنے علم و فہم کے مطابق قرآن و حدیث سے استنباط کر کے آپ ﷺ کی مختلف اداؤں کو اپنایا ہوا ہے اور یہ سارے راستے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں محبت رسول ﷺ کی شاہراہ سے

گزرتے ہوئے اُخروی نجات اور جنت کی طرف جاتے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ خطبات بہاولپور میں رقمطراز ہیں کہ ''اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ کی تمام ادائیں اور طریقے محبوب تھے، اس لیے ان کے تمام طریقوں کو محفوظ کرنے اور معمول بنانے کے لیے مختلف مسالک بنا دیے تاکہ تمام طریقے محفوظ و مامون رہیں''۔ یاد رکھیے! اسلام فتویٰ سے نہیں، تقویٰ سے پھیلا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے ایک موقع پر فرمایا تھا: ''کوئی تمہاری راہ میں کانٹے بچھائے تو تم جواب میں کانٹے مت بچھاؤ، ورنہ دنیا میں کانٹے ہی کانٹے رہ جائیں گے اور پھولوں کا نام ونشان تک مٹ جائے گا۔ اس لیے میں کانٹے چنتا ہوں، بچھاتا نہیں ہوں''۔ ایک مرتبہ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی خدمت میں ان کے ایک عقیدت مند نے بطور نذر قینچی پیش کی تو آپؒ نے فرمایا: ''مجھے قینچی نہ دو میں کاٹنے والا نہیں ہوں، مجھے سوئی دو کہ میں جوڑنے والا ہوں''۔

ہمارے زوال کا اصل سبب آپس میں تفرقہ بازی اور گروہ بندی ہے۔ اسلام دشمن طاقتوں کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کے مختلف مسالک کے علمائے کرام کو آپس میں لڑوایا جائے تاکہ اِن کی قوت مضبوط نہ ہو سکے۔ اس سلسلہ میں اسلام دشمن طاقتیں غیر مرئی طریقے سے ہر قسم کے وسائل بروئے کار لاتی ہیں۔ چنانچہ جب مسالک کے درمیان نفرت وعداوت کی آگ بھڑکتی ہے تو اِن کے درمیان اتحاد واتفاق ختم ہو جاتا ہے۔ وہ ایک دوسرے سے سر پھٹول پر اتر آتے ہیں۔ اِس صورت حال کا فائدہ اٹھا کر اسلام کے خلاف نئے نئے فتنے سر اٹھانے لگتے ہیں جس میں سراسر نقصان صرف اسلام اور مسلمانوں کا ہوتا ہے۔ کاش تفرقہ بازی کی تعلیم دینے والوں کو معلوم ہوتا کہ کسی کو مسلمان بنانا کتنی محنت، مشقت، ریاضت اور دلسوزی کا کام ہے اور پل بھر میں کسی کو کافر بنا دینا کتنی بڑی جسارت ہے۔ انسان کانپ اٹھتا ہے کہ حضرات انبیا ورسل علیہم السلام نے جانیں کھپا دیں لوگوں کو مسلمان بنانے میں اور ہم زبان کی ایک ہی حرکت سے لاکھوں مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ ابن انشاء نے لکھا تھا: ''دائروں کی کئی اقسام ہیں۔ ایک دائرہ اسلام کا بھی ہے۔ پہلے اس میں لوگوں کو داخل کیا جاتا تھا۔ اب عرصہ ہوا داخلہ بند ہے، صرف خارج کیا جاتا ہے''۔ کاش! ہم میں سے کسی نے اپنے کردار، اخلاق، علم، عمل اور محبت کے ساتھ کسی غیر مسلم کو حلقہ بگوش اسلام کیا ہوتا تو ہمیں اُس کی قدر و قیمت کا احساس ہوتا۔ فرقہ واریت کا ناسور ہمارے معاشرے میں کس قدر سرایت کر چکا ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آج کا مسلمان......خود کو مسلمان کہلوانے کے بجائے اپنے مسلک کو

ترجیح دیتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے حالانکہ قرآن مجید نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے۔ افسوس! فرقہ واریت کا کینسر آج غیر مسلموں کے اسلام میں داخلے کے لیے سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

ہندوازم چھوڑ کر دین اسلام قبول کرنے والے معروف سکالر، دانشور اور مجاہد اسلام جناب غازی احمدؒ (سابق کرشن لعل) کے حالات زندگی نہایت ایمان افروز اور عزیمت سے بھرپور ہیں۔ ان کا تعلق میانی بوچھال کلاں ضلع چکوال سے تھا۔ انہیں یہ اعزاز اور سعادت حاصل ہے کہ انہوں نے عالم رؤیا میں سید المرسلین، حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں اپنے مبارک سینے سے لگایا اور نہایت شفقت فرمائی۔ وہ اپنے ہر خطاب میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ فتنۂ قادیانیت کا رد بھی کرتے۔ آیئے! ایک دلخراش واقعہ ان کی زبانی سنتے ہیں:

''ایک دفعہ مجھے ملتان سے ایک نومسلم عیسائی کا خط موصول ہوا جس میں اُس نے لکھا کہ وہ میری کتاب ''من الظلمات الی النور، کفر کے اندھیروں سے نور اسلام تک'' پڑھ کر مسلمان ہو گیا ہے لیکن اب پریشانی یہ ہے کہ مجھے کس مسلک میں جانا چاہیے کیونکہ ہر مسلک دوسرے کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج گردانتا ہے۔ میں اُس کا خط پڑھ کر شدید صدمے میں مبتلا ہوا۔ کچھ دنوں بعد ملتان میں اپنے ایک دوست کو خط لکھ کر اس نومسلم سے رابطہ کرنے کو کہا جس نے جواب میں دل ہلا دینے والی بات بتائی کہ وہ نومسلم مسلمانوں کے مختلف مسالک کی آپس میں لڑائی سے دلبرداشتہ ہو کر واپس عیسائی ہو گیا ہے۔ اس بات سے مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ میں تمام علمائے کرام سے پوچھتا ہوں کہ خدارا بتایا جائے کہ اس نقصان کا ذمہ دار کون ہے؟

؎ شیرازہ ہوا ملتِ مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے!

علما کرام و مشائخ عظام سے درخواست ہے کہ وہ تحفظ ختم نبوت کی خاطر اتحاد امت کے لیے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالیں۔ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس کے لیے خلوص و یگانگت کا اظہار کریں۔ اختلافی مسائل سے اجتناب کیا جائے۔ کسی فروعی مسئلہ کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔ ''اپنے مسلک کو چھوڑو نہ اور دوسرے کے مسلک کو چھیڑو نہ''! کے اصول پر عمل کیا جائے۔ مسلمانوں کی تکفیر سے گریز کیا جائے۔ زبان اور قلم سے کوئی ناشائستہ اور دل آزار جملہ نہ ادا کیا جائے۔ دینی مدارس کے مہتمم حضرات، مسالک کے خلاف

منافرت کے پھیلانے کے رجحان کو سختی سے روکیں۔ مسلک کی تنگ نظر چار دیواری کو توڑ کر قرآن کی تعلیم ''انما المومنون اخوۃ'' کا عملی ثبوت پیش کیا جائے:

؎ فرد قائم ربط ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں، اور بیرون دریا کچھ نہیں

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مذہب کے نام پر منبر ومحراب سے تفرقہ بازی کا درس دینے والے نام نہاد علما جب امن کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کے لیے گورنر، وزیراعلیٰ، ڈی سی یا ڈی پی او کے دفتر میں جمع ہوتے ہیں تو سب اپنے اپنے اختلافات بھلا کر آپس میں شیر وشکر ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے سے مصافحہ بلکہ معانقہ کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صدیوں کے بچھڑے ہوئے بھائی اب ملے ہیں۔ ایک ہی میز کے اردگرد بیٹھ کر سب مل کر چائے پیتے اور ایک دوسرے کو بسکٹ پیش کرتے ہیں۔ اپنی اپنی تقاریر میں پرجوش انداز میں امن وامان اور مسلمانوں کے درمیان محبت واخوت اور اتفاق ویگانگت کے فروغ کے لیے اپنی اپنی قیمتی تجاویز پیش کرتے ہیں۔ انتظامیہ کو مکمل تعاون کی یقین دہانی کراتے ہیں۔ ایسا ناقابل یقین منظر پیش ہوتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحبانِ جبہ ودستار میں کبھی دوری تھی نہ رنجش، سب ایک ہی فیملی کے ممبر معلوم ہوتے ہیں۔ یہی صورتحال رویت ہلال کمیٹیوں کے اجلاسوں میں ہوتی ہے۔...... لیکن افسوس! صد افسوس!! جونہی یہ حضرات واپس اپنے اصل مقام پر پہنچتے ہیں تو پھر وہی پرانا گورکھ دھندا، وہی طعن وتشنیع، وہی تفرقہ بازی، وہی مسلکی مناقشات۔ کیا یہ مذہب کے نام پر جھوٹ، ملمع کاری اور منافقت کا مظاہرہ نہیں؟

؎ یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

پاکستان میں منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق سب سے پہلے 1953ء میں تحریک ختم نبوت چلی جس کی قیادت حضرت مولانا سید ابوالحسنات شاہؒ نے کی جبکہ دیگر مسالک کے تمام جید علماء کرام نے اُن کی قیادت وصدارت میں بھرپور کام کیا۔ یہ بھی یاد رہے کہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے فرزند ارجمند سید غلام محی الدین شاہؒ المعروف ''بابوجی'' 1953ء کی تحریک میں تمام مسالک کی یکجہتی کے لیے مجلس مشاورت کے ایک اہم ترین اجلاس میں لاہور تشریف لائے۔ تمام مسالک کے علماء نے آپ کا فقید المثال استقبال کیا۔ یہ حضرت بابوجیؒ ہی کا فیضان تھا کہ مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر جو بعض فروعی

جھمیلوں کے باعث کبھی اکٹھا نہ ہوتے تھے، اس تحریک میں اکٹھے ہو کر قادیانیت سے ٹکرا گئے۔ یہ دوسرا موقع تھا کہ اس تحریک میں دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث ایک ہو کر قادیانیت کے خلاف متحد العمل ہوئے۔ اِسی طرح 1974ء کی تحریک ختم نبوت جس کے نتیجہ میں ملک کی منتخب اسمبلی نے قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا، اس کی قیادت حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے کی جبکہ دیگر علماء ومشائخ وغیرہ نے ان کی قیادت وصدارت میں بھرپور کام کیا۔ اِسی طرح 1984ء میں جب تحریک ختم نبوت چلی جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کو خود کو مسلمان کہنے، اپنے مذہب کو اسلام کہنے اور شعائر اسلامی استعمال کرنے سے قانونی طور پر روک دیا گیا۔ یہاں بھی تمام مکاتب فکر اور مسالک کے ذمہ داران بھرپور اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کیا جس پر کامیابی نصیب ہوئی۔ یہ سب کچھ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر اُس وقت تک کامیابی حاصل نہیں ہوگی جب تک مسلمان اپنے تمام تر اختلافات بھلا کر متحد ومتفق نہ ہوں گے:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

ملت اسلامیہ کے بدترین دشمنوں میں سے قادیانی جماعت ایک خطرناک سازشی سیاسی گروہ ہے۔ قادیانیوں کا بھارت، اسرائیل اور امریکہ سے براہِ راست رابطہ ہے۔ وہاں ان کے مشن قائم ہیں جہاں سے وہ باقاعدہ ٹریننگ حاصل کرکے پاکستان میں دہشت گردی پھیلاتے ہیں۔ عرصہ ہوا قادیانی جماعت کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر نے دھمکی دی تھی کہ ”عنقریب پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے اور یہاں افغانستان جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے۔“ قادیانیوں نے اپنے سربراہ کی ”پیش گوئی“ کو سچ ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور پاکستان کو مسلسل عدم استحکام کا شکار بنائے رکھنے کی مذموم کوششیں کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں وہ پاکستان کے امن وامان کو تباہ کرنے کے لیے فرقہ ورانہ فسادات پیدا کرنے کے منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ قادیانی خلیفہ کے حکم پر ہر سال قادیانی بجٹ میں کروڑوں روپے کی رقم مختص کی جاتی ہے۔ کراچی، کوئٹہ، لاہور اور ملتان ان کے خاص ٹارگٹ ہیں۔ اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانی افسران کی وجہ سے یہ منصوبے آسانی سے کامیاب ہو جاتے ہیں۔ محرم الحرام اور ربیع الاوّل کے مقدس مہینوں میں قادیانی وسیع پیمانے پر فرقہ وارانہ فسادات

کا خطرناک منصوبہ بناتے ہیں۔ قادیانیوں کی پوری کوشش تھی کہ اس کی آڑ میں فرقہ وارانہ فساد ہو جائے تاکہ یہ مسالک تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر الگ الگ ہو جائیں۔ علمائے کرام کو قادیانیوں کی بھیانک سازش کا نہ صرف بروقت علم ہو گیا بلکہ ان کی دور اندیشی اور نور بصیرت سے ملک بھر میں وسیع پیمانے پر فساد پھیلنے سے رک گیا۔ 1989ء میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں QSF کے صدر انس احمد قادیانی طالب علم کے کمرے سے ایسے ہزاروں پمفلٹ برآمد ہوئے۔ پولیس تفتیش میں اس نے اعتراف کیا کہ یہ سارا لٹریچر ربوہ سے لاہور میں قادیانیوں کی مرکزی عبادت گاہ دارالذکر واقع گڑھی شاہو میں آیا جو شہر میں تقسیم کرنے کے لیے سرگرم قادیانی نوجوانوں کو دیا گیا۔

فروری 1997ء میں شانتی نگر خانیوال میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان بڑا تصادم ہوا جس کے نتیجہ میں دونوں فریقوں کا نہ صرف بھاری مالی نقصان ہوا بلکہ پورے ملک میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ حکومت پنجاب نے اس سانحہ کی تحقیقات کے لیے ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس تنویر احمد خاں کی سربراہی میں یک رکنی تحقیقاتی ٹربیونل قائم کیا جس نے ستمبر 1997ء میں پنجاب حکومت کو اپنی رپورٹ میں کہا کہ اس سانحہ کا ذمہ دار قادیانی جماعت خانیوال کا صدر نور احمد ہے جس نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلم عیسائی تصادم کروایا۔ افسوس! حکومت نے اس سانحہ کے ذمہ دار قادیانی شر پسند کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

آج کل قادیانی پوری قوت کے ساتھ ختم نبوت پر حملہ آور ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں بے شمار گستاخیوں پر مشتمل لٹریچر باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے، اور پوری آزادی کے ساتھ مسلمانوں میں تقسیم ہو رہا ہے۔ قادیانی اپنی مذموم کارروائیوں کے ساتھ ملت اسلامیہ کو ختم اور شمع اسلام کو بجھانا چاہتے ہیں...... جبکہ ہم خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں...... خواب غفلت کے مزے لوٹ رہے ہیں...... سوچیے! شافعِ محشر حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے ہم کب بیدار ہوں گے؟ اسلام کی غیرت اور لاج کے لیے کب متحرک ہوں گے؟ عقیدۂ ختم نبوت پر پے در پے حملوں سے بچاؤ کے لیے کب میدان کارزار میں اتریں گے؟ نبی کریم ﷺ، صحابۂ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کی بے حرمتی اور ان کی عزتوں کو پامال کرنے والے بدبختوں کے خلاف کب ایک آہنی دیوار بن کر کھڑے ہوں گے؟ یاد رکھیے! جس جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت پر شب خون مارا جا رہا ہو، وہاں ختم نبوت کی حفاظت کرنا آپ کا

فرض عین ہے، اس سے ذرا سا بھی اعراض کرنا خود کو حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے محروم کرنے کے مترادف ہے:

؎ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

ہمیں غور و فکر سے کام لے کر سوچنا چاہیے کہ کیا قبر میں ہمیں ہمارے مسلک کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ کیا محشر میں فروعی اختلافات کے بارے میں دریافت کیا جائے گا؟ اگر شفیع المذنبین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں محشر میں پوچھ لیا کہ میری ختم نبوت پر حملے ہو رہے تھے، میری عزت و ناموس پر کتے بھونک رہے تھے، تم نے کیا کیا؟ ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ آئے روز دنیا بھر میں اسلام، قرآن اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تضحیک کی جاتی ہے مگر ہمارے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اور اگر کوئی شخص اس سلسلہ میں کام کرتا ہے تو اس پر مخالف مسلک کے آدمی ہونے کا الزام لگا کر اس کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ اس کی نیت پر شک کیا جاتا ہے۔ افسوس! ہم نے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا محاذ دشمنانِ اسلام کی یلغار کے لیے خالی چھوڑ دیا۔ ہمیں لڑنا کسی اصل محاذ پر چاہیے تھا جبکہ ہم نے طاقت کسی اور محاذ پر لگا دی۔ معمولی فروعی اختلافات کی حدود توڑ کر جنگ و جدال اور نفرت و عداوت تک پہنچ جاتے ہیں۔ افسوس! یہ سب کچھ خدمت اسلام کے نام پر کیا جاتا ہے۔ مسلکوں کی لڑائی کو جہاد کہا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں بات ماننا تو کجا، کوئی سننے کے لیے بھی تیار نہیں۔ اس رویے کو صحیح احادیث میں قوموں کی گمراہی کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ ہمیں ایک منٹ کے لیے تنہائی میں بیٹھ کر سوچنا چاہیے کہ کیا یہ وہی مسائل ہیں جن کے لیے قرآن مجید نازل ہوا؟ کیا حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھی مسائل کے لیے مبعوث ہوئے تھے؟ کیا صحابہ کرامؓ نے ان مسائل کے لیے عظیم الشان قربانیاں دی تھیں؟ کیا اولیا کرامؒ نے ان مسائل کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں؟ جس ملک میں قادیانی اپنی پوری قوت اور وسائل کے ساتھ اس پر حکمرانی کے خواب دیکھتے ہوں، کھلے بندوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہو رہی ہو، اسلام اور قرآن کی تعلیمات کا مذاق اڑایا جا رہا ہو، وہاں فروعی اختلافات میں الجھ کر رہ جانا بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے؟ مجھے یقین ہے کہ جب ہم ان معمولی اختلافات سے بالاتر ہو کر سوچیں گے تو ہمیں سخت ندامت ہوگی۔ ہم اپنی سوچ کا رخ بدلنے کی کوشش کریں گے۔ اس سے نہ صرف

امت کی بہت سی مشکلات حل ہو جائیں گی بلکہ پورا معاشرہ جن مہلک خرابیوں کے غار میں جا چکا ہے، ان سے نجات مل جائے گی:

ہوا کرتی ہے اپنا کام اور شمعیں بجھاتی ہے
ہم اپنا کام کرتے ہیں، نئی شمعیں جلاتے ہیں

معروف روحانی بزرگ حضرت صوفی برکت علیؒ (سالار شریف والے) اتحاد امت کے بارے میں بڑی دلسوزی اور دردمندی سے فرماتے ہیں: ''اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم پکار ہے۔ اے مسلمان! اے میری جان! اتحاد وقت کی اہم ترین پکار ہے۔ قومیت وفرقہ وارانہ کشیدگی سے بالاتر ہو کر ملتِ اسلامیہ کے مابین اتحاد و اخوت کو فروغ دینے کے لیے متحد ہو جا۔ ظلم و جارحیت کو مٹانے کے لیے متحد ہو جا۔ مظلوم و مجبور کی حمایت کے لیے متحد ہو جا۔ اللہ کے دین اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کے لیے متحد ہو جا اور ضرور ہو جا۔ یہ اختلافات بھی کوئی اختلافات ہیں۔ ان سب کو بالائے طاق رکھ کر اللہ کے برکت والے نام پہ، اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کے وقار کو بلند تر کرنے کے لیے متحد ہو جا اور ضرور ہو جا، ہر قیمت پہ ہو جا۔ جس طرح بھی ہو سکے ہو جا۔ اگر اس راہ میں تیری جان کی بھی ضرورت پڑے تو گریز نہ کر''۔

امت مسلمہ کا اتحاد، یگانگت اور یکجہتی سب سے بڑا سرمایہ ہے جبکہ مذہبی اور معاشرتی فرقہ واریت سب سے بڑی لعنت ہے۔ ایک پھل بیچنے والے سے پوچھا: اس انگور کے گچھے کی قیمت؟ بولا صاحب: 120 روپے کلو۔ پاس ہی الگ سے کچھ مختلف ٹوٹے ہوئے انگوروں کے دانے بھی پڑے ہوئے تھے، اس کا بھاؤ؟ وہ کہنے لگا: 45 روپے کلو۔ میں نے پوچھا: اتنا کم دام کیوں؟ وہ بولا: ہیں تو وہ بھی بہت عمدہ! لیکن یہ گچھے سے ٹوٹ گئے ہیں۔ اسی وقت میرے ذہن میں یہ بات گردش کرنے لگی کہ اپنے مسلکی بنیادوں پر الگ ہونے پر ہماری قیمت آدھی سے بھی کم رہ جاتی ہے۔ واقعتاً اتحاد و اتفاق میں طاقت ہے۔ اتحاد جب مٹی نے کیا تو اینٹ بن گئی، اینٹوں نے اتحاد کیا تو دیوار بن گئی، دیوار نے اتحاد کیا تو گھر بنا، یہ بے جان چیزیں ہیں، یہ جب ایک ہو سکتی ہیں تو ہم متحد کیوں نہیں ہو سکتے جبکہ ہم انسان ہیں بلکہ سب سے بڑھ کر مسلمان ہیں۔ ذرا سوچیئے گا......

موجوں کے اتحاد کا عالم نہ پوچھیے
قطرہ اٹھا اور اٹھ کے سمندر اُٹھا لیا

25

نغماتِ ختمِ نبوت

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے موضوع پر ولولہ انگیز نظموں کا دلکش مرقع جس کا مطالعہ آپ کے ایمان وایقان کو ایک نئی جلا بخشے گا۔

محمدؐ امجد کمبوہ

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
ور حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰ ﷺ پنہاں بگیر

یا اللہ! تو بے نیازِ دو جہاں، میں گدائے بے نوا، میں سیاہ کار ہوں اور ہر عقوبت کا سزا وار لیکن تیری بارگاہ میں ملتجی ہوں کہ میری فردِ عمل کی سیاہیاں، میری ندامت کے آنسوؤں اور تیرے کرم کی بارش سے دُھل جائیں۔ اگر اس کے باوجود بھی میرے گناہوں کا شمار ناگزیر ہو جائے تو میرے اعمال کی پرسش حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نگاہِ اقدس سے چھپا کر کرنا۔ وگرنہ ایک طرف تو اس سے میری رسوائی ہوگی اور دوسری طرف میرے آقا و مولیٰ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کو ملال ہوگا اور اُن کے دل کا یہ ملال میرے لیے تیری ہر سزا اور عقوبت سے بڑھ کر ہے۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لا نبی بعدی

خود میرے نبی ﷺ نے بات یہ بتا دی لا نبی بعدی
ہر زمانہ سن لے یہ نوائے ہادی، لا نبی بعدی

لمحہ لمحہ ان کا طاق میں ہوا کے جگمگانے والا
آخری شریعت نہ کوئی آنے والی اور نہ لانے والا
لہجہ خدا میں آپ ﷺ نے صدا دی، لا نبی بعدی

تھے اصول جتنے ان ﷺ کے ہر سخن میں نظم ہو گئے ہیں
دیں کے سارے رستے آپ ﷺ تک پہنچ کر ختم ہو گئے ہیں
ذات حرفِ آخر، بات انفرادی، لا نبی بعدی

ارتقائے عالم کر دیا خدا نے صرف نام اُن ﷺ کے
اُن کی خوش نصیبی جن کے ہیں وہ آقا ﷺ جو غلام اُن کے
گونجے وادی وادی آپ ﷺ کی منادی، لا نبی بعدی

ان ﷺ کے بعد ان کا مرتبہ کوئی بھی پائے گا نہ لوگو
ظلی یا بروزی اب کوئی پیغمبر آئے گا نہ لوگو
آپ نے یہ کہہ کر مہر ہی لگا دی، لا نبی بعدی

(مظفر وارثی)

آرزو

وہ عشق نبی ﷺ کر عطا یا الٰہی
کریں آقا ﷺ سے ہم وفا یا الٰہی
اے مولیٰ ہمیں وہ حقِ بندگی دے
جو مردہ دلوں کو نئی زندگی دے
وہ کٹ جاتی انگلی جو اٹھتی نبی ﷺ پر
زباں کاٹ دیتے جو کھلتی نبی ﷺ پر
وہ کٹ مرنے والے تھے پیارے نبی ﷺ پر
ہمیں وہ وفا کر عطا یا الٰہی
وہ صدیقؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
فدا کس قدر تھے وہ پیارے نبی ﷺ پر
تڑپ جاتے تھے بات چھوٹی سی سن کر
ہمیں وہ تڑپ کر عطا یا الٰہی
جو گستاخ احمد کا دشمن نہیں ہے
وہ غدار ہے یارو مسلم نہیں ہے
جو اُن پہ مرے نہ، وہ مومن نہیں ہے
ہمیں یہ ایماں کر عطا یا الٰہی
یہ رو سیاہ کیسے دیکھائیں گے اُن کو
عذر کیا حشر میں سنائیں گے اُن کو
وہ روٹھے تو کیسے منائیں گے اُن کو
ہمارا حشر ہوگا کیا یا الٰہی
کریں آقا ﷺ سے ہم وفا یا الٰہی
وہ عشق نبی ﷺ کر عطا یا الٰہی

(محمد امجد کمبوہ)

ختم نبوت زندہ باد

ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد
جسم میں جب تک جاں رہے
یہ تیرا ایمان رہے
سدا رہے یہ تجھ کو یاد
ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

ختم نبوت ہے ایمان
ختم نبوت دین کی جان
یہ اسلام کی ہے بنیاد
ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

اس سے کرے گا جو انکار
وہ اسلام کا ہے غدار
دین ہوا اس کا برباد
ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

حق منوا کر چھوڑیں گے
باطل کا منہ توڑیں گے

عزم ہمارا ہے فولاد
ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

(سیّد امین گیلانیؒ)

تیرے کیا کہنے ہیں

واہ رے اے چنڈال، ترے کیا کہنے ہیں
تو ہے بڑا دجال، ترے کیا کہنے ہیں
ختم نبوت پر تو نے ڈاکہ ڈالا
کھا کے پرایا مال، ترے کیا کہنے ہیں
کوئی فرشتہ تیرا ٹیچی ٹیچی ہے
کوئی ہے مٹھن لال، ترے کیا کہنے ہیں
الٹے بوٹ پہن کر تو چلتا ہو گا
کیسی بانکی چال، ترے کیا کہنے ہیں
کاج اوپر کے بٹن پھنسائے ہیں نچلے
واہ بھئی مست جمال، ترے کیا کہنے ہیں
حلیہ دیکھو، آنکھیں ٹیڑھی، سر فٹ بال
پچکے پچکے گال، ترے کیا کہنے ہیں
جب کوئی تصویر دکھاتا ہے تیری
ڈر جاتے ہیں بال، ترے کیا کہنے ہیں
بیوی کہتی ہو گی جب تو پی آئے
جانی سرت سنبھال، ترے کیا کہنے ہیں
نظم انوکھے ڈھب کی لکھ کر گیلانی
تو نے کیا کمال، ترے کیا کہنے ہیں

(سیّد امین گیلانیؒ)

لاحول ولا

میں تو کبھی نہ مانوں گا، لا حول ولا
کانا بھی پیغمبر تھا، لا حول ولا
خود ہی اپنے ایک شعر میں کہتا ہے
میں ہوں مٹی کا کیڑا، لا حول ولا
مٹی کا ڈھیلا منہ میں رکھ لیتا تھا
گڑ کی ڈلی سے استنجا، لا حول ولا
خود کہتا ہے حمل رہا نو ماہ مجھے
مجھ سے ہوا، پھر میں پیدا، لا حول ولا
خود ہی پاگل، بی بی مریم بنتا ہے
خود ہی مریم کا بیٹا، لا حول ولا
دن کو سو سو بار کیا کرتا تھا مُوت
آدمی تھا یا پرنالہ، لا حول ولا
سمجھ کے پگڑی، اک دن بیوی کی شلوار
سر پہ باندھ کے آ بیٹھا لا حول ولا
گھر سے نکلا پہن کے الٹی گرگابی
دیکھ ذرا اس کا نخرا لا حول ولا
جب بھی کہیں نام آیا اس کا گیلانی
منہ سے مرے فوراً نکلا لا حول ولا

(سیّد امین گیلانیؒ)

بائیکاٹ کرو

مرتدوں کا یارو بائیکاٹ کرو
للہ بات کو سمجھو، بائیکاٹ کرو

ان سے سودا مت لو بائیکاٹ کرو
ان کو سودا مت دو بائیکاٹ کرو
دس ہی دن میں یہ ربوے کو بھاگیں گے
بات ہماری مانو بائیکاٹ کرو
ہم سے کما کر یہ اپنی تبلیغ کریں
ظلم نہیں یہ لوگو؟ بائیکاٹ کرو
توڑ چکے ہیں جو ناتہ کملی والےﷺ سے
ان سے ناتہ توڑو بائیکاٹ کرو
یہ تو ہیں باغی سرکار دو عالمﷺ کے
اے اللہ کے بندو بائیکاٹ کرو
دل میں اگر کچھ بھی اسلام کی غیرت ہے
گیلانی کی مانو بائیکاٹ کرو

(سید امین گیلانی ؒ)

غدارِ وطن

غدار وطن غدار نبی اس پاک وطن میں کیوں کر ہیں؟
میں پوچھتا ہوں یاران وطن یہ خار، چمن میں کیوں کر ہیں؟
ناموس محمد عربیﷺ پر ہم جان نچھاور کر دیں گے
گر وقت نے ہم سے خوں مانگا، ہم وقت کا دامن بھر دیں گے
باطل نے بھی ہم کو جانا ہے، ہم دار و رسن کے راہی ہیں
ہم موت سے لڑنا جانتے ہیں، اس بات کی قسمیں کھائی ہیں
باطل کی نبوت باطل ہے، یہ زہر ہے ابن آدم کو
یہ ٹولہ ہے ابلیسوں کا، کہہ دو سارے عالم کو
ہو قادیاں یا پھر ربوہ ہو، میخانے ہیں افرنگ کے یہ
یوں ننگ شرافت کہیے انہیں، اسلام کی راہ میں ننگ ہیں یہ

تم سانپوں کے رکھوالے ہو، کیوں دودھ پلاتے ہو ان کو
یہ پاک وطن کے دشمن ہیں، تم دوست سمجھے ہو جن کو
ہمت تو کرو جانباز ذرا، یہ بیڑہ ڈوبنے والا ہے
تم دیکھتے ہو دجالوں کا، اس دنیا میں منہ کالا ہے

(جانباز مرزا)

پیشوا ابلیس ان کا

لا نبی بعدی خود فرما گئے ختم رسل ﷺ
جن کا ہر قول مبیں اللہ کا فرمان ہے
کاذب و زندیق کا حاصل ہوا جس کو لقب
مسیلمہ کذاب کا پیرو وہ بے ایمان ہے
موت پاخانے میں پائی حشر دوزخ میں ہوا
عہد نو کے 'مہدی موعود' کی کیا شان ہے
پھر کوئی بوبکرؓ اور فاروقؓ پیدا ہو یہاں
مرتدوں کی زد میں یا رب ارض پاکستان ہے
رابطے ہیں ان کے بھارت اور اسرائیل سے
چشم گردوں ان کی چالیس دیکھ کے حیران ہے
پیشوا ابلیس ان کا راہبر ان کا یزید
اور امام وقت ان کا موشئے دایان ہے
جان ہو قربان ناموس رسالت ﷺ کے لیے
دل میں جامی کے ہمیشہ سے یہی ارمان ہے

(جامی، بی۔اے، علیگ)

عین ایماں ہے

نبی ﷺ کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سر مقتل بھی ان کا ذکر کرنا عین ایماں ہے

ڈراتا ہے ہمیں دار و رسن سے کیوں ارے ناداں
نبی ﷺ کے عشق میں سولی پہ چڑھنا عین ایماں ہے
جو فتنہ ملت بیضا کی بنیادوں سے ٹکرائے
میرے نزدیک اس کا سر کچلنا عین ایماں ہے
شہیدان وفا تقدیر سے بھی جنگ کرتے ہیں
وہ کہتے ہیں رہ الفت میں مرنا عین ایماں ہے
چلا ہوں سوئے مقتل پھر لگانے جان کی بازی
قضا سے مسکراتے کھیل جانا عین ایماں ہے
یزیدی ہوں، پلیدی ہوں صدائے حق نہیں دبتی
کہ رسم کربلائی زندہ کرنا عین ایماں ہے

(فیروز فتح آبادی)

کھرل کر کے

مرزا قادیانی نوں نبی بنا دتا ایس انگریز مداری نے چُرل کر کے
مدد واسطے نال چا کھڑا کیتا نور دین خلیفے نوں پُرل کر کے
اسیں تاں کہندے ہاں مرزائی بیڑیاں نوں چنگے ہون تاں اڑ جان پھرل کر کے
ہن تاں لواں گے دم حیات سائیں ایس جھوٹے نبی نوں کُھرل کر کے

(سائیں حیاتؒ)

نبی (ﷺ) کا دشمن ہمارا دشمن

ختم نبوت کے پروانو! ختم نبوت عام کرو
نبی (ﷺ) کا دشمن ہمارا دشمن، دشمن کی پہچان کرو
غور سے دیکھو آس پاس ایمان کے ڈاکو رہتے ہیں
دولت ایمان لوٹنے والے خود کو مسلمان کہتے ہیں

آنکھیں کھولو ہوش سنبھالو غداروں کی پہچان کرو
نبی(ﷺ) کا دشمن ہمارا دشمن، دشمن کی پہچان کرو

رحمۃ للعالمین(ﷺ) نے رحمت سے دنیا بھر دی ہے
لا نبی بعدی کہہ کر ختم نبوت کر دی ہے
کلمہ اُن کا پڑھنے والو یاد اُن کا فرمان کرو
نبی(ﷺ) کا دشمن ہمارا دشمن، دشمن کی پہچان کرو

کفر کے جن ہاتھوں نے نبی(ﷺ) کے تاج پہ ڈاکا ڈالا ہے
اُن ہاتھوں سے ہاتھ ملانا کیوں تم نے آج سنبھالا ہے
کیا منہ دکھلاؤ گے نبی کو چاک اپنا گریبان کرو
نبی(ﷺ) کا دشمن ہمارا دشمن، دشمن کی پہچان کرو

مرزائیوں سے دوستی رکھنے والے کل پچھتائیں گے
کفر کے پٹھو ساتھ کفر کے سیدھے دوزخ جائیں گے
قادیان جانا ہے یا مدینے، آج یہ فیصلہ عام کرو
نبی(ﷺ) کا دشمن ہمارا دشمن، دشمن کی پہچان کرو

کیسی دولت کیسی عورت اور کیوں لندن جانا ہے
یہ مت بھولو نکل کے جنت سے دوزخ میں جانا ہے
دیوثیوں، بے ایمانوں سے بچنے کا سامان کرو
نبی(ﷺ) کا دشمن ہمارا دشمن، دشمن کی پہچان کرو

دعویٰ غلامی کرنے والو یہ بھی کیسی یاری ہے
مرزائیوں سے دوستی رکھنا آقا(ﷺ) سے غداری ہے

جذبہ ایمان لے کر اُٹھو فتنہ یہ ویران کرو
نبی(ﷺ) کا دشمن ہمارا دشمن، دشمن کی پہچان کرو

جینا ہے تو ایسے جیو یہ زندگی ناز کرے تم پر
ایسے مرو کہ موت تمہاری سو سو بار مرے تم پر
جان ہماری آقا(ﷺ) کی امانت، آقا(ﷺ) پر قربان کرو
نبی(ﷺ) کا دشمن ہمارا دشمن، دشمن کی پہچان کرو

(محمد امجد کمبوہ)

جاں اپنی لٹائیں گے

ختم نبوت زندہ باد زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد زندہ باد
تعریف محمد(ﷺ) ہم لکھ لکھ کے سنائیں گے
ہم ختم نبوت پر جاں اپنی لٹائیں گے

جھکنا بھی نہیں آتا، بِکنا بھی نہیں آتا
ہم جان لٹائیں گے، ڈرنا بھی نہیں آتا
آقا(ﷺ) کی محبت میں ہم سر کو کٹائیں گے
ہم ختم نبوت پر جاں اپنی لٹائیں گے

دہرائیں گے ہم پھر سے تاریخ یمامہ کو
عشق نبی ہے کیا بتلائیں گے دنیا کو
ہم جذبہ ایمانی دینا کو دکھائیں گے
ہم ختم نبوت پر جاں اپنی لٹائیں گے

جو ان کے دیوانے ہیں، وہ دل کے ترانے ہیں
گستاخ نبی ہے جو شیطان کے دیوانے ہیں
گستاخ محمد کا ہم نام مٹائیں گے
ہم ختم نبوت پر جاں اپنی لٹائیں گے

یاران وفا تم اک تاریخ رقم کر لو
طوفان سے ٹکرانا، پختہ عزم کر لو
دجال نوازوں کا ہم تخت گرائیں گے
ہم ختم نبوت پر جاں اپنی لٹائیں گے

(عبداللہ)

تمہیں محمد ﷺ کا عشق اب بھی پکارتا ہے!

سنو محمد ﷺ کا نام نامی زبان اپنی پہ لانے والو
اسی کے صدقے سے ملنے والی کتاب ہستی سجانے والو
اسے حرا میں رُلانے والو
اُس سے محبت جتانے والو
مگر محمد ﷺ کے دشمنوں سے محبتوں کو بڑھانے والو
تمہارے اندر نبی ﷺ کی اُلفت کی اک رمق بھی نہیں رہی ہے؟
تمہارے چہرے پہ اُس کی یادوں کی ایک جھلک بھی نہیں رہی ہے؟
نبی ﷺ سے عشق و وفا نبھانے کے دعویدارو!
ذرا محمد ﷺ کے پیار کا اپنے واسطے تم مقام دیکھو
گریباں اپنے بھی جھانک دیکھو
اُس نبی ﷺ کی محبتوں کا مقام دیکھو
کہ جس نے امت سے پیار کرنے پہ چمنِ طائف میں زخم کھائے
وہی محمد ﷺ کہ جس نے اپنے

تمام آنسو خدا کے آگے تمہاری خاطر ہی ہیں بہائے
شہید دندان بھی کرائے! شدید صدمات بھی اٹھائے
وہی محمد ﷺ کہ جس نے تم کو ہیں درسِ انسانیت سکھائے
وہی محمد ﷺ کہ جس نے تمہارے پیار کی خاطر ہی اپنا آبائی شہر چھوڑا
وہی محمد ﷺ کہ جس نے فاقے تو کر لیے پر نہ تم سے عہد وفا کو توڑا
وہی محمد ﷺ کہ جس کے ہونٹوں سے پتھروں کے عوض دعاؤں کے پھول برسے
وہی محمد ﷺ کہ جس کی چند مسکراہٹوں پر خدا تمہارے گناہ بخشے
اسی کی روحِ عظیم تمہاری اُلفتوں کو تلاش کرنے میں سرگرم ہے
مگر تمہاری محبتوں کے خزانے خالی پڑے ہیں لوگو!
تمہارے آقا ﷺ تمہاری غیرت کو دیکھ کر چپ کھڑے ہیں لوگو!
نبی کے دشمن بڑے ہیں لوگو، کفر کے پہرے کڑے ہیں لوگو!
مگر ہم اپنی محبتوں پر
رسول ﷺ سے بے وفائیوں کے لبادے اوڑھے کھڑے ہیں لوگو!
ہمارے آقا ﷺ ہماری چاہت کو دیکھ کر چپ کھڑے ہیں لوگو!
سنو! محمد ﷺ کا نام سنتے ہی آنسو بہانے والو!
سنو! محمد ﷺ کے منہ سے نکلے حروف کو بیچ کھانے والو!
سنو نبی ﷺ کے نقوش پا کی تلاش میں نکلے راستوں کو مٹانے والو!
سنو محمد ﷺ کے دشمنوں سے محبتوں کو بڑھانے والو!
تمہیں ذرا بھی خبر نہیں ہے
کہ قادیانی تمہارے آقا ﷺ کی عظمتوں کو
طویل مدت سے ماند کرنے میں سرگرم ہیں
وہ کب سے تمہاری بے بسی اور بے حسی پر
خوشی کے نعرے لگا رہے ہیں
نبی ﷺ کا دین مٹانے میں کوشاں ہیں
تمہیں تمہارے عظیم آبا سے ملنے والی

میراثِ عشقِ محمدی ﷺ کو مٹا رہے ہیں
سنو محمد ﷺ کا دیں بچانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
تفرقہ بازی کے بت گرانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
نجاستِ قادیاں مٹانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
نبی ﷺ سے عہد وفا نبھانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
سنو محمد ﷺ کے بے وفاؤ!
تمہیں کو اپنے نبی ﷺ سے وعدے نبھانے ہوں گے
تمہیں کو اُمت کو ایک رستے پہ لانا ہوگا
تمہیں کو دشمنانِ اُمت دبانے ہوں گے
تمہیں کو فتنۂ قادیاں کو مٹانا ہوگا
نبی ﷺ سے عشق و وفا نبھانے کے دعویدارو!
تمہیں محمد ﷺ کا عشق اب بھی پکارتا ہے
خدا بھی بھٹکے ہوؤں کے رستے سنوارتا ہے
چلو خدارا!
منافقت کے قبیح لبادے اُتار ڈالیں
نبی ﷺ کے اعدا کو اجاڑ ڈالیں
خدا کی رحمت پہ کر کے بھروسا
چلو کہ فتنۂ قادیاں کو
جڑوں سے اُس کی اکھاڑ ڈالیں
چلو کہ اپنے لہو کو عشقِ محمد ﷺ پہ نثار کر ڈالیں

(سید منظور الحسن)

ہدایات

برائے

دفاعِ ختمِ نبوّت خط وکتابت کورس

1۔ سوالیہ شیٹ پر اپنا رول نمبر لازمی لکھیں۔

2۔ تمام سوالات کو حل کر کے بھیجیں۔

3۔ جوابی پرچہ حل کرتے وقت خوشخطی کا خاص خیال رکھیں۔

4۔ سوالیہ شیٹ سے صرف کوائف والا حصہ علیحدہ کر کے ہمیں بھیجیں اور باقی سوالیہ شیٹ اور کتابیں اپنے پاس رکھیں۔

5۔ کورس کا ہدیہ ضرور ارسال کریں جو بھائی/بہن کورس کا ہدیہ ارسال نہیں کریں گے، ادارہ ان کو سند جاری کرنے کا پابند نہیں ہوگا۔

6۔ اگر آپ صدقہ جاریہ اور شفاعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصول کے لیے اس اہم کام کو آگے بڑھانے کیلئے مالی تعاون کرنا چاہیں تو صرف سوالیہ شیٹ پر دیئے گئے نمبرز پر رابطہ فرمائیں۔ ان کے علاوہ ہمارا کوئی دوسرا نمبر نہیں۔

7۔ کورس کی معلومات کیلئے صرف پیر، منگل، بدھ اور جمعرات کو شام 5:00 سے 7:00 بجے تک اس نمبر پر رابطہ فرمائیں۔ 03334432090 اور برائے مہربانی معلومات کے لیے صرف فون ہی کریں SMS کے ذریعے معلومات نہیں دی جائیں گی۔

8۔ اس کورس کو صرف اور صرف محکمہ ڈاک کی وساطت سے ہمیں بھیجیں۔ کسی بھی پرائیویٹ کوریئر کمپنی کے ذریعے سے نہ بھیجیں۔

9۔ جو بھائی/بہن اپنے کسی ساتھی کو کورس کروانا چاہتے ہیں تو اس نمبر پر نام، ولدیت مکمل پتہ اور موبائل نمبر میسج کر دیں۔ 03334432090

نوٹ: یہ کورس آپ کے پاس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امانت ہے۔ اس کورس کو لازمی طور پر حل کر کے بھیجیں۔ اگر آپ یہ کورس مکمل نہیں کرنا چاہتے تو برائے مہربانی یہ کورس ہمیں واپس ارسال کر دیں۔ شکریہ

دفاعِ ختمِ نبوت کورس کا ہدیہ 600 روپے ساتھ ضرور بھیجیں۔
اپنا حل شدہ پرچہ اور کوائف اس پتہ پر ارسال کریں۔

نام: ____________________

ولدیت/ زوجیت: ____________________ تعلیم: ____________________

مکمل پتہ: ____________________

____

رول نمبر: ____________ موبائل نمبر: ____________________

دفاعِ ختمِ نبوت کونسل پاکستان خط وکتابت کورس

پی۔ او۔ باکس نمبر 81۔ جی پی او۔ دی مال۔ لاہور پاکستان

زیر سرپرستی

◉ جسٹس (ر) میاں نذیر اختر (قائم مقام چیف جسٹس، لاہور ہائی کورٹ)

◉ ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی (پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس، پی ایچ ڈی (فقہ) (ر) سابق کمشنر سیکرٹری)

0331-4421965, 0322-4356986, 0321-3178878 0333-4432090

www.difaekhatmenabowat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفاعِ ختمِ نبوت خط وکتابت کورس

امتحانی پرچہ نمبر 1

چند ضروری گذارشات

1۔ اس کورس کو تیار کرتے وقت بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ کسی غلطی کا امکان نہ رہے۔ اس لیے اس کی پروف ریڈنگ کو بہتر بنایا گیا ہے، پھر بھی غلطی کا احتمال ہے۔ اگر کسی جگہ قاری کو غلطی نظر آئے تو براہِ کرم ادارہ کو ضرور مطلع کرے۔ ان شاء اللہ آئندہ کے ایڈیشن میں اس کا ازالہ کیا جائے گا۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس کورس میں موجود قابل اعتراض، دل آزار اور توہین آمیز قادیانی عبارات پڑھتے وقت کثرت سے استغفار کریں۔ اس کورس میں ہر کتابچہ اپنی جگہ پر خاص اور انفرادی حیثیت رکھتا ہے۔ ممکن ہے مختلف کتابچوں کے بعض مقامات پر حوالہ جات اور تشریحات کی تکرار پڑھنے کو ملے۔ قارئین کرام اسے متعلقہ مضمون کا ضروری حصہ سمجھ کر مطالعہ کرلیں کیونکہ اس کے بغیر خدشہ تھا کہ مضمون ادھورا رہ جاتا۔

2۔ ذیل میں ہر کتابچے کے نام کے ساتھ اس سے متعلقہ سوالات دیئے گئے ہیں جن کے جوابات کے لیے اُسی کتابچے سے استفادہ کریں۔ شکریہ

3۔ تمام سوالات کے جوابات تحریر کرنا ضروری ہے۔

1 عقیدہ ختمِ نبوت (مولانا منیر احمد علوی)

سوال نمبر 1: عالم ارواح اور عالم برزخ میں ختم نبوت کے تذکرے پر مختصر نوٹ لکھیں؟

سوال نمبر 2: ختمِ نبوت پر کوئی سی دو آیاتِ قرآنی، دو احادیث مبارکہ اور اجماعِ امت پر ایک حوالہ تحریر کریں۔

سوال نمبر 3: مرزا قادیانی کی کسی ایک کتاب کا نام لکھیں جس میں اُس نے دعویٰ نبوت کیا ہو۔

سوال نمبر 4: شروع میں مرزا قادیانی بھی دعویٰ نبوت کرنے والے کو کافر و کاذب مانتا تھا، اس سلسلہ میں کوئی حوالہ تحریر کریں۔

سوال نمبر 5: عقیدہ ختمِ نبوت پر ایک مختصر نوٹ تحریر کریں۔

2 قادیانی عقائد (محمد متین خالد)

سوال نمبر 1: اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اقدس پر ایک مختصر مضمون قلمبند کریں۔

سوال نمبر 2: قادیانی کفریہ عقائد پر ایک مختصر مضمون تحریر کیجئے۔

سوال نمبر 3: قادیانیوں کے کفریہ عقائد کا علم ہو جانے کے بعد ایک مسلمان کی کیا ذمہ داری ہے؟

3 مجرم اسلام (محمد متین خالد)

سوال نمبر 1۔ مرزا قادیانی شراب پیتا تھا، کوئی سے دو حوالے بیان کریں۔

سوال نمبر 2۔ مرزا قادیانی کے کوئی سے دو جھوٹ بیان کریں۔

سوال نمبر 3۔ مرزا قادیانی نے اپنے مریم سے عیسیٰ بننے کی جو مضحکہ خیز کہانی بیان کی ہے، اسے تحریر کریں۔

سوال نمبر 4۔ مرزا قادیانی کا عبرتناک انجام بیان کریں۔

سوال نمبر 5۔ آنجہانی مرزا قادیانی کے ذاتی کردار پر ایک مختصر نوٹ تحریر کریں۔

4 قادیانیت: برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا (محمد متین خالد)

سوال نمبر 1: جہاد کے فرض ہونے پر ایک آیتِ قرآنی اور حدیث مبارکہ تحریر کریں۔

سوال نمبر 2: سابق برطانوی وزیرِ اعظم ولیم گلیڈ سٹون نے برطانوی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے قرآن مجید کے متعلق کیا کہا تھا؟

سوال نمبر 3: انگریز نے جھوٹی نبوت کے لیے مرزا قادیانی کا انتخاب کس طرح کیا؟ مختصر نوٹ لکھیں۔

سوال نمبر4: مرزا قادیانی نے جہاد کے حرام ہونے اور اپنے آقاؤں انگریزوں کی تعریفوں میں زمین وآسمان کے جوقلابے ملائے، ثبوت کے طور پر اُس کی کُتب سے 3 حوالہ جات تحریر کیجئے۔

5 حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مہدی علیہ الرضوان اور دجال کی نشانیاں

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں) (محمد متین خالد)

سوال نمبر1: حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مہدی علیہ الرضوان اور دجال کی نشانیاں احادیث مبارکہ کی روشنی میں مختصراً بیان کریں۔

6 قادیانیت: آئین اور قانون کیا کہتا ہے؟ (محمد متین خالد)

سوال نمبر1۔ 1974ء میں پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی کارروائی مختصراً بیان کریں۔

سوال نمبر2۔ جناب جسٹس میاں نذیر اختر نے قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کے خلاف اپنے فیصلہ میں کیا تحریر کیا؟

سوال نمبر3۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے قادیانیوں کے متعلق کیا احکامات جاری کیے؟

سوال نمبر4۔ قادیانی جو حقوق حاصل کرنا چاہتے ہیں، آئین پاکستان میں اس کی کیا شرائط ہیں؟

سوال نمبر5۔ آئین وقانون کے تحت قادیانیوں پر کون کون سی پابندیاں عائد ہیں؟

سوال نمبر6۔ آپ کے خیال میں قادیانیوں کے خلاف مزید کیا قانون سازی ہونی چاہیے؟

7 تحفظِ ختم نبوت کی فضیلت واہمیت

(محمد بدیع الزماں بھٹی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

سوال نمبر1: تحفظِ ختم نبوت کی فضیلت واہمیت پر مختصر نوٹ لکھیں۔

8 تذکرہ مجاہدینِ ختمِ نبوت (ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی)

سوال نمبر 1: سب سے پہلے محافظِ ختمِ نبوت کا نام لکھیں؟

سوال نمبر 2: حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو آگ میں پھینکے جانے والا واقعہ اپنے لفظوں میں بیان کریں۔

سوال نمبر 3: ختمِ نبوت کی خاطر سب سے پہلے کس صحابی رسول رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا؟

سوال نمبر 4: ختمِ نبوت کے دفاع کے لیے جنگِ یمامہ میں تقریباً کتنے مسلمان شہید ہوئے؟

سوال نمبر 5: حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں سے بائیکاٹ کے بارے میں کیا فتویٰ تحریر فرمایا؟

سوال نمبر 6: حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ ختمِ نبوت کی اہمیت اور فتنہء قادیانیت کے بارے میں کوئی سے دو ارشادات تحریر کیجیے۔

سوال نمبر 7: ''تذکرہ مجاہدینِ ختمِ نبوت'' میں بیان کردہ اپنی پسند کا کوئی ایک واقعہ تحریر کیجیے۔

سوال نمبر 8: حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ کا خواب قلمبند کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفاعِ ختمِ نبوّت خط وکتابت کورس

امتحانی پرچہ نمبر 2

9 شرم وحیاء کا جنازہ (مولانا قاری ریاض احمد فاروقی)

سوال نمبر 1: اسلام نے شرم وحیاء کا کیا تصور پیش کیا ہے؟

سوال نمبر 2: مرزا قادیانی میں شرم وحیاء نام کی کوئی چیز نہ تھی، قادیانی حوالہ جات سے وضاحت کریں۔

سوال نمبر 3: اس کتابچے کے آخر میں مصنف نے قادیانیوں کو کیا دعوت دی؟

10 پاکستان کے خلاف قادیانی سازشیں (محمد متین خالد)

سوال نمبر 1: سر ظفر اللہ خان قادیانی نے قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ کیوں نہ پڑھی؟

سوال نمبر 2: کشمیر پر بھارت کا قبضہ کروانے میں قادیانیوں نے کیا بنیادی کردار ادا کیا؟

سوال نمبر 3: پاکستان بالخصوص صوبہ بلوچستان میں قادیانی حکومت قائم کرنے کے لیے قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے کیا بیانات دیئے؟

سوال نمبر 4: قادیانیوں کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر نے پاکستان کے خلاف کیا نازیبا گفتگو کی؟

سوال نمبر 5: پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات پھیلانے میں قادیانی کیا کردار ادا کر رہے ہیں؟

سوال نمبر 6: مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پر قادیانیوں کا کیا ردِ عمل سامنے آیا؟

11 رزم حق وباطل (جنگ یمامہ) (محمد متین خالد)

سوال نمبر 1: جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے عظیم الشان کردار کو مختصراً بیان کریں۔

سوال نمبر 2: مسیلمہ کذاب کو کن مجاہدین ختم نبوت نے جہنم واصل کیا؟

سوال نمبر 3: جنگ یمامہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں؟

12 مقدمہ مرزائیہ بہاولپور (محمد متین خالد)

سوال نمبر 1: مقدمہ بہاولپور کی مدعیہ اور جن علماء کرام نے اس مقدمہ کی پیروی کی، ان شخصیات کے نام تحریر کریں۔

سوال نمبر 2: مقدمہ بہاولپور کے جج کا نام بتائیں اور ان کے انتقال کے بعد ان کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟

سوال نمبر 3: جون 1931ء میں اس مقدمہ کی ایک اہم اپیل کے مسترد ہونے کے بعد حضرت مولانا غلام محمد محدث گھوٹویؒ نے کیا ارادہ کیا؟

سوال نمبر 4: محترمہ غلامہ عائشہؒ اور اُن کے والد گرامی نے اس مقدمہ کے دوران کن کن مصیبتوں کا سامنا کیا، مختصراً تحریر کریں؟

سوال نمبر 5: مولانا الٰہی بخشؒ نے، والیء ریاست جناب نواب صادق محمد خان سے ملاقات کرنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا؟

سوال نمبر 6: کتابچہ کے آخر میں مصنف نے عالم تصور میں جو منظر کشی کی ہے، اسے اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

13 قادیانی اسرائیل گٹھ جوڑ (محمد متین خالد)

سوال نمبر 1۔ علامہ اقبالؒ نے فتنہء قادیانیت سے متعلق کیا فرمایا؟

سوال نمبر 2۔ اسرائیل کے بانی ڈیوڈ بن گوریان نے پاکستان سے متعلق کیا کہا؟

سوال نمبر 3۔ قادیانیوں کا پاکستان سے متعلق کیا عقیدہ ہے؟

سوال نمبر 4۔ قادیانیت کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے مجاہد ختم نبوت آغا شورش کاشمیریؒ نے کیا کہا تھا؟

سوال نمبر 5۔ ''قادیانی اسرائیل گٹھ جوڑ'' پر ایک مختصر مضمون تحریر کریں۔

14 حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور فتنہء قادیانیت
(محمد متین خالد)

سوال نمبر 1: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں تشریف لا کر کیا حکم فرمایا؟

سوال نمبر 2: مرزا قادیانی نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو کون سے دو چیلنج کیے اور اس کے جواب میں پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ارشاد فرمایا؟

سوال نمبر 3: ''جو شخص تحفظِ ختمِ نبوت کا کام کرتا ہے اُس کی پُشت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ مبارک ہوتا ہے''، یہ جملہ کس نے ادا فرمایا؟

سوال نمبر 4: جولائی 1900ء میں مرزا قادیانی، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ کرنے کے لیے لاہور کیوں نہ آیا؟

15 قانون تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (محمد متین خالد)

سوال نمبر 1۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و احترام قرآن مجید کی روشنی میں مختصراً بیان کریں۔

سوال نمبر 2۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کی کیا سزا ہے، قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کریں۔

سوال نمبر 3۔ قانون تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295۔سی) پارلیمنٹ سے کب، کیوں اور کیسے منظور ہوا، مختصراً بیان کریں۔

سوال نمبر 4۔ قانون تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ختم یا غیر مؤثر کرنے کے لیے پس پردہ کیا کیا سازشیں ہو رہی ہیں؟

سوال نمبر 5۔ قانون تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قادیانیوں کے کوئی سے دو اعتراضات اور ان کے جوابات تحریر کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفاعِ ختمِ نبوت خط وکتابت کورس

امتحانی پرچہ نمبر 3

16 قادیانی جال (عرفان محمود برق، سابق قادیانی)

سوال نمبر 1: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک لشکر کو ورغلانے کے لیے کفار نے کیا چال چلی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُسے کیسے ناکام کر دیا؟

سوال نمبر 2: قادیانی عورتوں کی تنظیم ''لجنہ اماء اللہ'' اور ''ناصرات الاحمدیہ'' کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

سوال نمبر 3: قادیانی جن ہتھکنڈوں کے ذریعے مسلمانوں کو قادیانی کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اُنہیں اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

سوال نمبر 4: اس کتابچے کے مصنف نے آخر میں مسلمانوں کو ختمِ نبوت کا پہرا دینے کے لیے جو فکر انگیز تحریر لکھی ہے، اُس کا خلاصہ تحریر کریں۔

17 یہ ہے قادیانی اخلاق (محمد متین خالد)

سوال نمبر 1: گالیاں دینے والوں کی مذمت میں مرزا قادیانی نے کیا لکھا؟ کوئی سے دو حوالے تحریر کریں۔

سوال نمبر 2: مرزا قادیانی کی زبان گالیوں کی مشین گن تھی۔ دلائل سے ثابت کریں۔

18 ایک مظلوم بیٹی کی دردناک داستان (محمد متین خالد)

سوال نمبر 1: ثوبیہ نے کس وجہ سے طلاق لینے کا فیصلہ کیا؟

سوال نمبر 2: بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ثوبیہ ہماری کیونکر شکایت کرے گی؟

سوال نمبر 3: اس کتابچہ میں مصنف نے تمام مسلمانوں سے کیا گزارش کی؟

19 علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیت (ڈاکٹر وحید عشرت)

سوال نمبر 1: علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کو کس بنا پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا تھا؟

سوال نمبر 2: علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کشمیر کمیٹی کی صدارت سے کیوں استعفیٰ دیا؟

سوال نمبر 3: علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک تحریر میں قادیانیوں کو گستاخِ رسول کہا ہے، اسے نقل کریں۔

20 غدار پاکستان (ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی) (محمد متین خالد)

سوال نمبر 1: ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے وطن عزیز پاکستان کو کون سی گالی دی؟

سوال نمبر 2: فروری 1987ء میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے امریکی سینٹ کے ارکان کو پاکستان کے خلاف کیا چٹھی لکھی تھی؟

سوال نمبر 3: پاکستان سے غداری اور بھارت سے وفاداری کرنے کے عوض بھارتی حکومت نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پر کیا کیا نوازشات کی بارش کی؟

سوال نمبر 4: ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں ایٹمی سائنسدان، عالم اسلام کے ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر خان کیا کہتے ہیں؟

21 شمع ختمِ نبوت کے پروانے (پیر محمد فرخ ڈوگر)

سوال نمبر 1: حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کو بحالت کشف کس حال میں دیکھا؟؟

سوال نمبر 2: مولانا سید ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ کے جیل کے حالات مختصراً تحریر کریں۔

سوال نمبر 3: اللہ تعالیٰ کی طرف سے مولانا خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کو جیل میں غیبی دعوت کیسے دی گئی؟

سوال نمبر 4: مولانا ظفر علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کو ختمِ نبوت کے کام سے روکنے کے لیے جب انگریزی قانون حرکت میں آیا تو آپ نے کیا ایمان افروز جواب دیا؟

سوال نمبر 5: یہ جملے کس شخصیت نے ادا فرمائے: ''جو مسلمان حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کی حفاظت نہیں کرتا۔ وہ اپنی ماں، بہن اور بیٹی کی عزت و ناموس کی بھی حفاظت نہیں کرسکتا۔''

سوال نمبر 6: حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہءقادیانیت کی سرکوبی کے لیے اپنی کیا خدمات پیش کیں؟

سوال نمبر 7: قائدِ اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے 1974ء کی تحریکِ ختمِ نبوت میں قومی اسمبلی میں رونما ہونے والا جو دلچسپ واقعہ بیان فرمایا ہے، اُسے تحریر کریں۔

سوال نمبر 8: مولانا عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے جیل سے رہائی کے موقع پر صحافیوں کو اپنی کیا عمر بتائی تھی؟

سوال نمبر 9: حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ کی خدماتِ ختمِ نبوت مختصر طور پر تحریر فرمائیں۔

سوال نمبر 10: ختمِ نبوت کی حفاظت ہی دنیا و آخرت میں کامیابی کا سب سے بڑا وظیفہ ہے۔'' یہ الفاظ کس عظیم شخصیت کے ہیں؟

سوال نمبر 11: علامہ قاری ریاض احمد فاروقی صاحب کو ختمِ نبوت کی خدمت کرنے کی برکت سے کیا انعامِ خداوندی ملا؟

22 قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیت

(مولانا مفتی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ، فیصل آباد)

سوال نمبر 1: ظالموں (قادیانیوں وغیرہ) کے بائیکاٹ کے بارے میں قرآن پاک کی کوئی سی دو آیات کا ترجمہ اور حوالہ جات تحریر کریں۔

سوال نمبر 2: قرآن پاک کی اُس آیت کا ترجمہ تحریر کریں جس میں بتایا گیا ہے کہ جو کافروں سے دوستی کرے گا، وہ ظالموں میں سے ہوگا۔

سوال نمبر 3: جو لوگ اللہ اور اُس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں، اُن کے بارے میں قرآن پاک میں کیا بشارتیں دی گئی ہیں؟

سوال نمبر 4: کوئی سی دو احادیث مبارکہ تحریر کریں جن میں اللہ کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور اللہ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرنے کا ذکر ہے؟

سوال نمبر 5: اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیا سلوک کیا کرتے تھے؟

سوال نمبر 6: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ایک ارشاد نقل کریں جس میں آپ نے اللہ اور اُس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کا سختی سے بائیکاٹ کرنے کا ذکر فرمایا ہے؟

سوال نمبر 7: شیزان اور دیگر قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیوں ضروری ہے؟ عقلی دلیل دیں۔

23 منکرینِ ختمِ نبوت سے مباحثہ کے چند راہنما اصول

(محمد بدیع الزماں بھٹی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

سوال نمبر 1: ایک مسلمان مناظر قادیانیوں سے مرزا قادیانی کے ذاتی کردار پر بحث کرنے ہی کو کیوں ترجیح دیتا ہے؟

سوال نمبر 2: اگر کوئی قادیانی مناظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و ممات کے موضوع پر بحث کرنے کے لیے بضد ہو تو جواب میں ایک مسلمان مناظر کو کیا دلائل دینے چاہئیں؟

24 اتحادِ بین المسلمین: وقت کی اہم ترین ضرورت (محمد متین خالد)

سوال نمبر 1: اتحادِ بین المسلمین وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، اس حقیقت کو دلائل سے ثابت کریں۔

25 نغماتِ ختمِ نبوت (محمد امجد علی کمبوہ)

سوال نمبر 1: تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر اپنی پسند کے پانچ اشعار قلمبند کریں۔

نہایت اہم سوال: اس کورس سے آپ نے کیا سیکھا؟ اپنے جذبات اور تاثرات تحریر کیجئے۔

ختمِ نبوت اور ردِّ قادیانیت پر مشتمل لٹریچر پر کوئی قانونی پابندی نہیں

نمبر ایم یو بی پی/ کیو آر/ 2014ء (متحدہ علماء بورڈ پنجاب کا فیصلہ) مورخہ 2 فروری 2015ء

روئیداد مشترکہ اجلاس ڈیلی کمیٹی نمبر 2،1 متحدہ علماء بورڈ پنجاب

منعقدہ مورخہ 22 جنوری 2015ء بروز جمعرات 11:00 بجے دن

فیصلہ اجلاس میں متفقہ طور پر طے پایا کہ آئینِ پاکستان کے مطابق چونکہ مرزائی/ قادیانی/ لاہوری گروپ غیر مسلم قرار پائے ہیں اور وہ اسلامی اصطلاحات قانوناً استعمال نہیں کر سکتے اس کے باوجود قانون شکنی کرتے ہوئے اسلامی اصطلاحات مسلسل استعمال کیے جا رہے ہیں۔ اُن کی تکفیر، ردوتردید کے حوالے سے چھپنے والا تحفظِ ختمِ نبوت کا لٹریچر کسی طور پر بھی نفرت انگیز مواد (Hate Material) کے زمرے میں نہیں آتا۔ لہٰذا محکمہ داخلہ، محکمہ پولیس بالعموم اور حکومت پنجاب بالخصوص تحفظِ ختمِ نبوت کے لٹریچر کی تحریر، تدوین، پرنٹنگ، طباعت، تقسیم و فروخت وغیرہ پر قطعاً کوئی کاروائی نہ کرے۔ متفقہ طور پر سفارش کی گئی محکمہ داخلہ پنجاب اس سلسلہ میں باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کرے۔ نیز متفقہ طور پر تحفظِ ختمِ نبوت اور ردِ قادیانیت کے لٹریچر کے حوالے سے پولیس کی کاروائیوں کی بھرپور مذمت کی گئی۔

اس فیصلے کی تائید میں گورنمنٹ آف دی پنجاب ہوم ڈیپارٹمنٹ لاہور نے 31 مارچ 2016ء نمبر SO(IS-II) 6-15/2010 PTL اور 20 مئی 2016ء کو لیٹرز جاری کر دیئے۔

اس حوالے سے قومی اخبارات میں مندرجہ ذیل خبریں پرنٹ ہوئیں۔

- تحفظِ ختمِ نبوت کے حوالے سے لٹریچر فرقہ واریت کے زمرے میں نہیں آتا، متحدہ علماء بورڈ پنجاب
(روزنامہ نوائے وقت لاہور 13 فروری 2015ء)
- قادیانیت کے خلاف لٹریچر نفرت انگیز مواد کے زمرے میں نہیں آتا، علماء بورڈ
(روزنامہ جنگ لاہور 13 فروری 2015ء)
- پنجاب پولیس کو تحفظِ ختمِ نبوت لٹریچر کے خلاف کاروائی سے روک دیا گیا۔
(روزنامہ اُمت کراچی/ حیدرآباد/ پشاور 15 فروری 2015ء)
- تحفظِ ختمِ نبوت لٹریچر پر پابندی نہیں لگائی جاسکتی، قادیانی مذہب کے رد پر مبنی لٹریچر نفرت انگیز مواد کی فہرست میں نہیں آتا۔ پنجاب علماء بورڈ (روزنامہ اسلام کراچی 14 فروری 2015ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری

برادران عزیز! قادیانی جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کے کفریات کے پرچار کے لیے ہمہ وقت جتے ہوئے ہیں۔لیکن سچے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی خوابِ غفلت میں پڑے ہیں۔ قادیانی اپنے لٹریچر اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے پوری دنیا میں قادیانیت کا زہر پھیلا رہے ہیں۔وہ اربوں کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کر کے مسلمانوں کو مرتد بنا رہے ہیں۔مسلمانوں کی نوخیز نسل کو اپنے جال میں پھنسا رہے ہیں۔ بیرونی دنیا میں قادیانیت کو اسلام کے نام پر پیش کیا جا رہا ہے اور غیر مسلم اسے اسلام سمجھ کر قبول کر رہے ہیں۔ یہ اسلام کے ساتھ بہت بڑا ہاتھ ہو رہا ہے۔ پاکستان میں بھی نوے فیصد مسلمان قادیانیوں کو نہیں جانتے۔ان کی ہلاکت خیزیوں اور ان کے ارتدادی عقائد سے آشنا نہیں ہیں۔مسلمانو! اگر قادیانی جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کے لیے اتنا کچھ کر رہے ہیں تو ہمیں اپنے سچے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت اور

عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے بہت زیادہ کام کرنا چاہیے۔

لیکن مسلمان بھائیو! کبھی ہم نے سوچا؟ کبھی ہم نے غور کیا؟ کہ ہم نے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ، حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چاند صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آبرو کی حفاظت، تاج و تخت ختم نبوت کی پاسبانی اور قادیانیوں کے خونیں پنجوں اور زہریلے دانتوں سے اسلام کو بچانے کے لیے اپنا مال خرچ کیا؟ کبھی ہماری دولت، منصبِ نبوت کی پہرے داری میں استعمال ہوئی؟

حضور سرور کائنات کے امتیو!

ہمارے مال پر بھی اور ہماری جان پر بھی ہم سے زیادہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ہے۔کبھی ہم نے یہ حق ادا کیا؟ مسلمانو! خدارا لٹریچر کی اشاعت میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ لٹریچر شائع کر کے پوری دنیا میں ختم نبوت کا اجالا پھیلا سکیں۔اصل لاگت پر ہم سے لٹریچر لے کر اپنے عزیز و اقارب اور دیگر مسلمانوں میں تقسیم کریں۔تحفظِ ختمِ نبوت کورس صرف معلومات کیلئے نہیں کرایا جاتا بلکہ یہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیوں کی محاذِ ختمِ نبوت پر پہرے داری کی تربیت ہے۔آیئے! ہم بھی ایک جھٹکے سے دماغ کا زنگ آلودہ تالہ توڑ دیں۔اپنی آنکھوں کے پپوٹوں سے نیند کے بھاری پتھر پٹخ دیں۔قلب میں

عشق رسول ﷺ کی آگ لگائیں۔ جگر کو محبت رسول ﷺ کی تپش دیں اور اپنے وجود کو شعلہ جوالہ بنا کر تحفظِ ختمِ نبوت کے میدان میں کود پڑیں۔ ہمیں ختم نبوت کے شعور کو فرد فرد اور گھر گھر تک پہنچانا ہے اور اپنا نام جرنیل تحفظِ ختمِ نبوت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لشکر میں درج کرانا ہے۔ شفاعتِ محمدی ﷺ کو اپنے لیے محفوظ کرانا ہے (ان شاءاللہ)۔ تمام کورس کرنے والے حضرات ہمیں ماہانہ بنیاد پر اپنے عملی کام کی تفصیل بھیجیں کہ آپ نے کتنے لوگوں تک اس امانت کو پہنچایا؟ کتنے لوگوں سے کورس حل کروائے اور اس تبلیغی مہم میں کیا مشاہدات اور واقعات پیش آئے؟ اس روئیداد کو الگ پرچہ پر تحریر کر کے بھیجیں تا کہ ہم آپ کے اس عظیم کام سے واقف ہو سکیں۔

ہر گھر میں ختم نبوت کے موضوع پر پروگرام کروائیں!

ہر گھر میں ختمِ نبوت کا پروگرام ہونا بہت ضروری ہے۔ ہر ہفتہ اپنے اہل خانہ کو اکٹھا کر کے ختمِ نبوت پر چھوٹا سا لیکچر دیں۔ محلے کے نوجوانوں اور بزرگوں کو کسی گھر میں اکٹھا کر کے ختمِ نبوت کی اہمیت سمجھائیں۔ اپنے گھر اور عزیز واقارب کی خواتین کو یہ عظیم کورس ضرور کروائیں اور انہیں فتنہء قادیانیت سے آگاہی دلائیں۔ اسی طرح اپنے سکول، مدرسہ، کالج، یونیورسٹی، دفتر یا مارکیٹ میں مسلمانوں کو مجتمع کر کے تحفظِ ختمِ نبوت کا احساس اور جذبہ اجاگر کریں۔ اپنے علاقہ میں موجود قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں، اپنے بچے اور بچیوں کے رشتوں کے معاملات میں پوری تسلی کرلیں کہ جہاں رشتہ کیا جا رہا ہے وہ قادیانی ملعون تو نہیں؟ کیونکہ قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے دھوکہ دیتے ہیں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

قادیانیوں کو دعوت اسلام

قادیانیوں کی نسل نو کو اسلام کی دعوت دیں۔ انہیں قادیانیت کی حقیقت سے آگاہ کرنے کے لیے پُل کا کردار ادا کریں اور اُن کی ملاقات ہمارے مبلغینِ ختم نبوت سے کروائیں۔ قادیانیوں سے از خود بحث کرنے سے پرہیز کریں۔

ختم نبوت کے بیانات کے لیے ہماری خدمات

آپ کے علاقہ میں کوئی بھی دینی محفل کسی بھی نام سے منعقد ہو تو محفل کی انتظامیہ سے ملیں۔ اُن کے قلوب واذہان میں ختمِ نبوت کی اہمیت وفضیلت اجاگر کیجئے اور اس محفل میں ختمِ نبوت کا ایک بیان ضرور رکھوائیں۔ اس سلسلے میں بیانات کیلئے ختمِ نبوت کے ماہرین علماء، مذہبی

سکالرز اور نو مسلمین (سابق قادیانی) حضرات سے بھی خدمات لی جاسکتی ہیں۔

مسلمان بھائیو! وقت آواز دے رہا ہے، زمانہ صدا لگا رہا ہے، اہلِ وفا کا قافلہ سوئے جنت جا رہا ہے۔ ہے کوئی جنت کا مسافر؟ ہے کوئی جنت الفردوس کا رہرو؟ ہے کوئی حوروں کا طلبگار؟ ہے کوئی جنت کے درختوں کی ڈالیوں سے جھومتے پھلوں کا تمنائی؟ ہے کوئی کوثر و تسنیم کے دلربا مشروبات کا چاہت مند؟ ہے کوئی شرابِ طہور کے جام نوشِ جاں کرنے کا آرزومند؟ ہے کوئی موتیوں کے محلات کا طلبگار؟ ہے کوئی فردوس کے بالا خانوں کا عاشق؟ ہے کوئی سونے کی مسہریوں پر گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھنے اور جنت کی دلنشین بہاروں اور نظاروں کی دید کا طالب؟ ہے کوئی اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا خواہش مند؟

مسلمان بھائیو! ہے کوئی حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے لعل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی خدمت کرنے والا؟ ہے کوئی اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی پاسبانی کرنے والا؟ ہے کوئی قادیانیوں کی سرکوبی کرنے والا؟ ہے کوئی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور شہدائے یمامہ رضی اللہ عنہم کے نقوشِ پا پر چلنے والا؟ بولو! ۔۔۔ بولو! ۔۔۔ کہ اہلِ وفا کا قافلہ بڑی تیزی سے گزر رہا ہے اور وقت کا متحرک پہیہ کسی کا انتظار نہیں کیا کرتا!!!

دفاعِ ختمِ نبوت کونسل پاکستان خط وکتابت کورس
پی۔او۔ باکس نمبر 81۔ جی پی او۔ دی مال۔ لاہور پاکستان
زیرِ سرپرستی
◉ جسٹس (ر) میاں نذیر اختر (قائم مقام چیف جسٹس، لاہور ہائی کورٹ)
◉ ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی (پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس، پی ایچ ڈی (فقہ) (ر) سابق کمشنر سیکرٹری)
0331-4421965, 0322-4356986, 0321-3178878 0333-4432090
www.difaekhatmenabowat.com

شفاعت محمدی ﷺ کا تقاضا

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیو! آج محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم تاج وتخت ختم نبوت کی پاسبانی ونگہبانی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمرانوں کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کی آئین وقانون کے خلاف سرگرمیوں کو روکیں، انہیں آئین وقانون اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلوں کا پابند بنائیں تاکہ معاشرے میں لاء اینڈ آرڈر کی کوئی صورتحال پیدا نہ ہو۔ وطن عزیز میں دہشت گردی اور خوف وہراس پیدا کرنے والی قادیانی دہشت گرد تنظیموں کا سراغ لگا کر انہیں کیفر کردار تک پہنچائیں تحریف شدہ قرآن مسخ شدہ احادیث اور گستاخانہ عقائد پر مبنی ان کا لٹریچر ضبط کریں۔ ان کے اخبار ورسائل پر پابندی لگائیں۔ قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے ہٹائیں۔

ملت اسلامیہ کے مشائخ عظام! اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو قادیانیوں کے مکمل بائیکاٹ کا حکم دیجئے اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کیجئے۔

ملت اسلامیہ کے نوجوانو! اپنی لہکتی ہوئی جوانیاں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لئے وقف کردو۔ اہل دولت وثروت کا فرض ہے کہ اپنے مال کا ایک حصہ تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کر دیں۔ اہل قلم حضرات فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے قلم سے تلوار کا کام لیں۔ مقررین حضرات اپنی شعلہ نوائیاں، اپنی فصاحت وبلاغت اور اپنا علم وعرفان تحفظ ختم نبوت کے لئے مختص کریں۔ طلبہ کو چاہئے کہ نئی نسل کو قادیانیت کے زہر سے محفوظ رکھنے کے لئے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ختم نبوت کے ذیشان موضوع پر لیکچرز کا اہتمام کریں تاکہ ہماری نئی نسل زیور تعلیم ختم نبوت سے آراستہ ہو سکے اور مجاہدین ختم نبوت کی ایک فوج ان اداروں سے تیار ہو کر نکلے۔ وکلاء کا فرض ہے کہ عدالت کے ایوانوں میں ختم نبوت کا ڈنکا بجادیں۔ علماء کا فرض۔ ہے کہ ملت اسلامیہ میں اتحاد واتفاق کی فضا پیدا کر دیں تاکہ قادیانی کوئی رخنہ ڈال کر اُمت مسلمہ کی صفوں میں کوئی انتشار پیدا کر کے کسی قسم کا کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکیں۔ عوام الناس کا یہ فرض ہے کہ قادیانیوں کا معاشرتی، معاشی، سماجی بائیکاٹ کر کے دینی غیرت وحمیت کا ثبوت دیں تاکہ حشر کے میدان میں آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سرخرو ہو سکیں اور شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مستحق بنیں۔

رب العزت ہمیں محبت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز یہ عمل صالح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

نئے اضافوں کے ساتھ

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے موضوع پر سکولوں، کالجوں، اکیڈمیز اور دینی مدارس میں منعقدہ انعام گھر اور دیگر کوئز مقابلوں میں پوچھے جانے والے اہم سوالات اور جوابات کا مختصر مگر جامع معلوماتی انسائیکلوپیڈیا جس کے عمیق مطالعہ سے آپ بے شمار کتابوں سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

معلوماتِ ختم نبوّت

سوالاً......جواباً

اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

محمد متین خالد

- جسے آپ تحفظ ختم نبوّت کا ''مختصر انسائیکلوپیڈیا'' بھی کہہ سکتے ہیں۔
- جو آپ کو بے شمار کتابوں سے بے نیاز کر دے گی۔
- جو شعور ختم نبوت اور قادیانیت شناسی کے موضوع پر لکھی جانے والی خاص اور اہم کتابوں کا نچوڑ ہے۔
- جو دلچسپ، حیرت انگیز اور انکشافاتی معلومات سے لبریز ہے۔
- جو مسلمانوں کے اندر ختم نبوّت سے محبت وعقیدت اور اس کی اہمیت وفضیلت کا ایک ولولہ تازہ پیدا کرتی ہے۔

پڑھیئے اور اپنے قلب وذہن کو ایک نئی ایمانی وایقانی جلا بخشیے

دفاعِ ختمِ نبوّت کونسل پاکستان

پی۔او۔ باکس نمبر 81۔ جی پی او۔ دی مال۔ لاہور پاکستان

0331-4421965, 0322-4356986, 0321-3178878 0333-4432090

www.difaekhatmenabowat.com

اہم علمی کارنامہ

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی ارتدادی سرگرمیوں کے تدارک کے لیے دنیا بھر میں بے شمار افراد اور ادارے اپنی اپنی استعداد کے مطابق نہایت تندہی سے عمل پیرا ہیں۔ لیکن دفاع ختم نبوت کونسل پاکستان کا یہ کارنمایاں سب سے منفرد اور یگانہ ہے کہ انہوں نے اہل اسلام کی آگہی اور بیداری شعور کے لیے **’دفاعِ ختمِ نبوت خط و کتابت کورس‘** کا اہتمام کیا۔ یہ کورس نہایت دقت نظر، غور و فکر اور تحقیق و جستجو کے بعد مرتب کیا گیا ہے۔ یہ کورس اپنی معنویت، جامعیت اور افادیت کے اعتبار سے نا صرف جدید دینی و عصری تقاضوں کے عین مطابق بلکہ اسے کسی بھی (مدرسہ، سکول یا کالج کے) نصابی سلیبس میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ یہ کورس تعلیمی، تربیتی اور اصلاحی معلومات کے لحاظ سے انتہائی تحقیقی، علمی، جامع اور موثر ہے کہ اسے مکمل کرنے کے بعد شاید آپ کو اس موضوع پر مزید کسی کتاب کی ضرورت نہ پڑے۔ تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والوں کے لیے یہ کورس ایک نعمت غیر مترقبہ کا درجہ رکھتا ہے۔ دوررس نتائج اور ثمرات کے حامل اس کورس کے مضامین کی ترتیب و معیار نہایت اعلیٰ ہے۔ ہر مضمون اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک مستند کتاب کا درجہ رکھتا ہے۔ گویا پورا کورس علمی و دینی معلومات کا خزینہ ہے۔ ان مضامین میں عقیدہ کی درستگی، ایمان کی پختگی، ایقان کی حرارت، جذبے کا خلوص اور اس محاذ پر کام کرنے کا پختہ عزم پیدا ہوتا ہے۔ کورس کی طرز تحریر اتنی دلکش اور اثر انگیز ہے کہ ’از دل خیزد بر دل ریزد‘ کے مصداق اس پر سرسری نظر ڈالنے والا اسے مکمل ختم کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بعض مقامات پر دوران مطالعہ قوت ایمانی میں حلاوت، جوش اسلامی میں حرارت اور فکر و نظر میں بصیرت کے بے شمار چراغ جل اُٹھتے ہیں۔ نا قابل تردید دلائل و براہین کے لحاظ سے یہ کورس محمود غزنوی کا وہ گرز معلوم ہوتا ہے جو فتنہ قادیانیت کے لات و منات کو پاش پاش کر کے ختم نبوت کی سچائی کا بول بالا کرتا ہے۔ میری نظر میں یہ ایسا کورس ہے جس میں منکرین ختم نبوت کے پھیلائے ہوئے شکوک و شبہات کے کماحقہ مدلل، تاریخی، عقلی، علمی اور تحقیقی جوابات بھی فراہم کیے گئے ہیں۔ بایں ہمہ کورس کی کامیاب تکمیل پر آپ بہترین ادیب اور خطیب بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔ ایسا اہم علمی کارنامہ انجام دینے پر دفاع ختم نبوت کے تمام ذمہ داران بالخصوص کورس کے مہتمم جناب گوہر الطاف ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں۔

محمد متین خالد
لاہور

دفاع ختم نبوت کونسل پاکستان

پی۔ او۔ باکس نمبر 81۔ جی پی او۔ دی مال۔ لاہور پاکستان

0331-4421965, 0322-4356986, 0321-3178878 0333-4432090

www.difaekhatmenabowat.com